

Checked 1978

# کَشکُول

(یعنی)

## بیاض صغر

(جن میں)

اُردو اور فارسی کے مفید اور نصیحت خیز مضامین (از صفحہ ۲۴) ایسا و افراد  
از صفحہ (۲۶) قطعات و رباعیات از صفحہ (۳۶) رویف ار  
دبج ہیں۔ جو روزمرہ (بول چال) اور علم ادب میں بکار آمد ہوتے ہیں۔

(منتخب)

راجہ راجیسور راؤ اصغر خلیفہ راجہ اپت راؤ ہابوبہادر (راؤ)  
والی سمٹھان دو مکندہ مولف مترجم کتب متعدد  
۱۳۵۳ھ

(مطبوعہ)

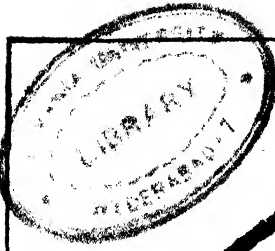
مطبع نظام کن واقع سلطان پور  
راؤ





کیشکول

اصغر



## ابیات

ازل تا ابد بادشاہی تراست  
نکارندہ آفرینش توئی  
لصّور بنزد تو گم کردہ راہ  
خداوندیت را ندارد زبان  
ہم از عدل بیرون نباشد شمار  
تراستہمتِ ظلم نتوان نہاد

جہاں پاوشا ہا خدائی ترست  
گشایندہ چشم بینش توئی  
ز تو بخبر عقل دانش پناہ  
بہ بخشای آر برہمہ عاصیاں  
اگر ز اہد اں را بوزی بشار  
ہمہ کار تو نیست الا کہ داد

یہ خادم الملک محمدان زمانہ طالب علمی ہی میں جب کوئی اخلاقی یا ادبی - دلاویز و دلکش  
شعر نظر آتا تو اس پر صاگر کے خطہ کر لیتا تھا۔ اس طرح کئی ہزار اشعار زبانِ یاد ہو گئے تھے

یا یوں کہئے کہ یاد کرنے پڑے۔ کیونکہ شاعر یا انشا پرداز کو ضروری ہے کہ متقدمین و معاصرین شعر کے چوٹی کے شعر (جن کو عرف عام میں نشتر سے تعبیر کرتے ہیں) ازبر ہوں۔ علاوہ بریں اُن دونوں بیت بازی کا بھی عام رواج تھا۔ اسکے بعد مجھے مطالعہ کتب کا شوق ہی نہیں بلکہ جنوں رہا ہے۔ فارسی و اردو ادب کے کتب و صحائف صد ہا میری نظر سے گزرتے تھے۔ نظم کی اقسام رزمیہ۔ قصصی۔ تیشلی۔ وغنائی۔ اشعار اور نثر کی اصناف میں ناول (نعتہ افسانے۔ داستانیں) تواریخ یا تذکروں۔ سیرت۔ (ترجمہ حیات۔ سوانح)۔ انتقادات کے علاوہ موقت رسائل۔ مجلات۔ محاذِ ان کے رنگا رنگ مضامین و مقالات بھی پڑھنے میں آتے تھے۔ ان میں جو اشعار۔ ابیات۔ معاصرین۔ یا رباعیات و غیرہ مضامین و بلاغت یا تختیل کے لحاظ سے اعلیٰ یا بدیع ہوتے تھے ان کو بیاض میں درج کر لیتا تھا۔ کیونکہ مشاغل علمیہ کی کثرت کے باعث ان سب کا یاد کرنا یا یاد رکھنا مشکل تھا۔ یہ سلسلہ انتخاب و التقاط برسوں جاری رہا۔ یہاں تک کہ میری جدت پسند طبیعت میں ایک نئے ولولے نے دفعتاً ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ وہ یہ کہ اردو ادب کو ابتدا سے لیکر اب تک بہ امعان نظر مطالعہ کر کے تمام اخلاقی دُرُ و غُرُ (اشعار و کبدار) کا من حیث اللفظ اور خاص سلیقے کے ساتھ انتخاب کر لیا جائے۔ اور صد ہا عنوان قائم کر کے ان کے تحت تمام متعلقہ اشعار درج کئے جائیں۔ الحمد للہ یہ دلچسپ اور ضروری کام کئی سال کے مسلسل شغف و انہماک کے بعد اختتام کو پہنچا۔ اور (نغمہ غنادل) کے دلفریب نام سے موسوم ہو کے ایک بسیط دیباچہ اور مفصل فہرست کے ساتھ زیر طبع ہے۔ انشاء اللہ عنقریب قایموشن الشعراء یقین کی خاطر عاظر کو مخلوط و مسرور کرے گا۔

ان قبل معترضہ کے بعد اب میں پھر اصل کی طرف عود کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ جب میں نے اپنی سابقہ بیاضوں کی طرف توجہ کی۔ جن کو مصروفیت کا ریلے طاق فیض پر رکھ دیا تھا تو جو اہر آبدار اور لالی شاہوار کا ایک گراں بہا و خیرہ ادبیہ پایا۔ دل نے ہرگز پسند نہ کیا کہ جن گوہرناستفہ و نایاب کو فکر صاحب و غائر نے کتب

دو ادین کے بجا رذخار میں غوامتی کر کے اخذ کیا ہے۔ ان کی تبلی و تنویر سے اپنے ہی دل و دماغ کو روشن رکھے اور اپنے ابنائے زبان کو مستفید و مستفیض ہونے کا موقع نہ دیا جائے۔ لہذا بڑی مسرت کے ساتھ ہندوستان و ایران کے شعرائے شیریں معتل و ناظمین ماضی و حال کے تحنیلات۔ تاثرات۔ احساسات جذبات۔ ابکار افکار کو جو مناظر، معارف و حقایق کے سچے ترجمان ہیں اور جو اس سے قبل بیاض اصغر میں محصور تھے۔ اب کشکول شاعرانہ میں نذر اہل نظر کرتا ہوں۔ ع۔ مگر قبول افتد زہے عز و شرف۔ پس کامل توقع ہے کہ فارسی و اردو ادب و انشا پردازی میں اس کتاب سے جو علم محاضرات میں نہایت اہم اور قابل قدر ہے بڑی امداد ملے گی۔

## نظم

نگاہت بیفتد اگر بر خطا | تو آں را بپوشاں ز لطف و عطا۔  
تو بر من مگیر آہو اے ذی خرد | کہ خالی نب شد بشر از خطا۔

راقم احقر

راجیسور راؤ۔ اصغر

حُذَّوْل

مَصْلَح

# حصہ اول مصلح

## الف

آنکھ سے اوجھل نہ ہو جائے کہیں نورِ نظر -  
ابھی فتنہ ہے کوئی دن میں قیامت ہوگی -  
اکیلے دیکھے کا اللہ بھلی -  
اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوچھی -  
آب کین بے حاصلان کھیر بد ریامی رود -  
آتش بزمستان زگل سوری بہ -  
آخر خیال میسر و دغمر -  
آخر طریق دولت چالاکی ست چستی -  
آخر گزر پوست بہ دبا غانست -  
آدمیان گم شدند - ملک خدا آخر گرفت -  
آدمی را چشم حال نگر -  
آدمی پیر چو شد - حرص جو ان میگرد -  
آرے طریق دولت چالاکی ست چستی -  
آرے باتفاق جہاں میتواں گرفت -  
آزردہ دل آزرده کند انجمنے را -  
آسودہ کیکہ زن ندارد -

آسودہ کیکہ خرن دارد -  
آسان گرد و بر آچہ مہمت بستی -  
آشنا را حال اینست وائے بریگانہ -  
آفریں باد بریں مہمت مردانہ تو -  
آلو چو یہ آلو نگر درنگ برآرد -  
آہانکہ غنی ترانہ محتاج ترانہ -  
آن بلا نبود کہ از بالا بود - (یارود)  
آن جا کہ دوستی ست تکلف چہ حاجت ست -  
آن را کہ عیاش است چہ حاجت بہ بیان ست -  
آن را کہ بداند بداند کو بداند -  
آن را کہ خرن خبرش باز نیامد -  
آن را کہ چناں کند جنیں آید پیش -  
آن شب قدریکہ گویند اہل خلوت اشب ست -  
آن قبح شکست و آن ساقی نماند -  
آواز دہل شنیدن از دور خوش ست -  
آواز سگان کم نهند رزق گذارا -  
آواز گذار و فاق بازار کریم ست -  
آواز خروغ و غمہ داؤدیکے ست -  
ابر را بانگ سگ ضرر نکند -  
ادب آب حیات آشنائی ست -  
از کوزہ ہماں بروں ترادو کہ درد ست -  
از کجا ایں سر خریداشد -  
ایک دن کا کام کچھ رو ماکلی آبادی نہیں -

۶	از باران زیر ناودان گریخت -
۶	از تپ بویا شکر خوری -
۶	از هر چه بگزودن از یار خوشتر است -
۶	از چاه برون آمده در چاه افتاد -
۶	از خیال پری دوی بگز -
۶	از دوست یک اشاره و از نابستر ویدن -
۶	از دل برود هر آنچه دیده برفت -
۶	از ضعف بهر جا که نشستم وطن شد -
۶	از گوشه بامیکه پریدیم پریدیم -
۶	از شاخ کهنه میوه نرس غنیمت است -
۶	از فضل و زنجبیل هر دوی مطلب -
۶	از صد زبان زبان خوشی نگو بود -
۶	از مکافات عمل غافل مشو -
۶	از است همه فساد باقی -
۶	اسب وزن و شمشیر و فادار که دید -
۶	اشتها نیست جان من مرض است -
۶	افسرده دل افسرده کند انجمن را -
۶	اگر تومی ندی داد روز دادی هست -
۶	اگر ساقی تو باشی من توان خورد -
۶	اگر مردی احسن الی امن اس -
۶	اگر پدر نتواند پسر تمام کند -
۶	اگر باور کنم عظم نباشد -
۶	امشب همه شب چم زدی حلو گو -
۶	آنچه مادر کار و ابریم کثرت در کار نیست -
۶	آنچه مادر گویم با خود هیچ نایبیا نکرد -
۶	آنچه آدم میکند بوزنیه هم -
۶	آنچه نصیب است بهم میرسد -
۶	آنچه کنی بخود کنی - گر همه نیک و بد کنی -
۶	اندرین باغ چو طاووس نگارست گس -
۶	اندرک اندک بهم شود بسیار -
۶	انصاف شیوه ایست که بالای طاعت -
۶	انگور ز انگور همی گیر رنگ -
۶	اوقات مکن ضایع و تنهانبشین -
۶	اوقات شریفین که چو می گزرد -
۶	او خوشترین گم است که ار همی کند -
۶	اول اندیش دانگه گفتار -
۶	اول شب میکشد مفلس چراغ خویش را -
۶	اول کیکه لاف محبت زندنم -
۶	ای باوصبا این همه آورده است -
۶	ای بسا آرزو که خاک شده -
۶	اگر یار اهل است کار سهل است -
۶	ای تو مجموعه خوبی ز کد است گویم -
۶	ای خاک بران سر که در مغزو فانیست -
۶	ای در تو میگویم دیوار تو هم بشنود -
۶	ای آدنیت باعث آبادی ما -
۶	ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی -

۴۔ اے زفر صفت بخیر و برہر چہ با شتی زود باش۔

۱۷ گل تو خرمندم تو بوبے کسے داری۔

۶ اے قامت خوش کہ زیر چادر باشد۔

۶ این را بجے گو کہ ترا نشناسد۔

۶ این کار از تو آید و مروان چنین گفتند.

۶. اینک من و تو بر آخی دانی میکنم -

۶ این سبوغه نشکند امروزه فردا بشکند.

۶ این دست را میاد و آب دست احتیاج .

۶ این دعا از من و از جمله جهان آمین باد۔

۷ این ست جوابش کہ جوابش مذہبی۔

۲. اینجا حسب نگین و اینجا نسب نماند.

۶۔ ان سبھ ازے آمنت کہ زرمخا بد۔

۲۱. کار و وقتت کنوں تا کرارسد۔

این به سدا رست بار ما بخواه -

۴ این مائمه سخت است که گویند و از امر و

۱۰۰. خدا است و محال است و حقا

ازاد خانہ تمام آفتاب است

اس وقت تو خوش رکھ وقت راختر رکھی

آخ آخ

آنچه در این کتاب آمده است

آفرین

الحرمین بادوبیں بہت کمرواۃ کو

گاز از ریش از ریش گنج

ع اینجا مقام و م زون جبرئیل نیست .

۷ آبرو جگائیں رہے تو جان جانا پش

۶ آدمی آدمی میں انتر ہے۔

۷ آدمی سا کچھیر کوئی نہیں۔

ع انکھ کا اندھا۔ گانٹھ کا پورا۔

۶۔ ابھی آپ کے دودھ کے دانٹ ہیں

۶ اپنی عادت نہیں بُرائی کی۔

۷ ایک حمام میں سبھی ننگے۔

ع امید نیست که عمر گذشته باز آید -

ع از ابرسیه باشد افزونی بارانها -

ع ایں ہم اندر عاشقی را لای غمناے و

ع از دل سر و دیر آنکه از زنده گرفت -

ع امید باورنا امید است۔

انچه در وک است بگویم.

1

۴۔ بلی بھی جو سے مارتی ہے سٹ کے

مات رنگ خال و خط حصہ حاجت رو

۱۰۰

ما و ب ما شتر گ تو ز ا و د ناس

ما تترك ظواهر الشبهة عن ضائع كروا

بہشت کے سرکاری رکن میں سے ہیں



۶	باد و ستان تطف باد شمنان مارا -	۶	بدی را بدی سہل باشد جزا -
۶	باد و رکنان ہر کرد افتاد و بر افتاد -	۶	بد و زو طمع دیدہ ہوشمند -
۶	باد و کسے رسد کہ دروے دارد -	۶	بد گہر با کسے وفا کند -
۶	بار ہا گفتہ ام و بار دیگر میگوشم -	۶	بد نام کنندہ نکونامے چند -
۶	بارے ہیج خاطر خود شاد میکنم -	۶	بد ام و دانہ نگیرند مرغ و انار -
۶	باز گرد واصل خود ہر چیز -	۶	برات عاشقان بر شلخ آہو -
۶	باید دل چہ سو گفتن و عطا -	۶	برائے نہادن چہ سنگ چہ زر -
۶	باشد کہ باز بینم آں یا آشتارا -	۶	بر تو کل زانوی اشتہر بند -
۶	باغزدگان ہر کرد افتاد و افتاد -	۶	برین عقل و دانش بیاد گریست -
۶	با کریمان کار ہا دشوار نیست -	۶	براحتہ ز رسد آنکھ ز متہ کشند -
۶	با کافرو مسلمان بخشش صحت کن -	۶	بر خیز بگاہ و شادمان باش -
۶	بالا ترا سیاہی رنگ گر نباشد -	۶	بر رسولان بلاغ باشد و بس -
۶	با مسلمانان اللہ اللہ با بہر نام نام -	۶	بر زبان تیغ و در دل گاو خضر -
۶	با ہمہ کج کلاہ با ناہم -	۶	بر سنگ گردان زوید نہات -
۶	با ہیج دلاور سپہ تیرہ قصایت -	۶	بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگزرد -
۶	با ہمیں مردمان بہاید ساخت -	۶	بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگزرد -
۶	باید متاع نیکو از ہر دوکان کہ باشد -	۶	بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست -
۶	بہین تفاوت راہ از کجاست تا بجا -	۶	بر من ہنر گر بر کرم خویش نگر -
۶	بخت و دولت بکار دانی نیست -	۶	بر عکس نہند نام زنگی کا خور -
۶	بخت چون خندان بود سندان بزدان بشکند -	۶	برگ سبزست تخم و رویش -
۶	بخت خواب لودہ را فادودہ دندان بشکند -	۶	بر مخنث سلاح جنگ چہ سود -
۶	بخونیزی بود چالاک شمشیرے کہ خم دارد -	۶	بزرگی بایست بخشش کی کن -
۶	بدخواہ کسان ہیج مقصد نرسد -	۶	بزرگی بقول است نہ بہ سال -

۶ بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیدا است ۔

۶ بہر یک گل منت صد خار می بایکشید ۔

۶ بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔

۶ بے تاب عشق ہر چہ کند حق بدست دوست ۔

۶ بے تمیز ارجمند و عاقل خوار ۔

۶ بیدل نیم ہنوز بہ نیم چہ نشود ۔

۶ بے رحم باش جانِ من و بیوفا باش ۔

۶ بے زری کردین ہر چہ بقارون زر کرد ۔

۶ بیاتا بگردیم میدانِ خوشست ۔

۶ بہ عمل کوش ہر چہ خواہی پوش ۔

۶ بشنود یا نشنود من گھنگوے میکنم ۔

۶ بقدر مال باشد سگرانی ۔

۶ بیفتان و بشمار و عاقل نشین ۔

۶ بیگست دو ہند دانہ نہ گنجد ۔

۶ بات پر بات یاد آتی ہے ۔

۶ باڑھ کٹے نام ہو تلوار کا ۔

۶ بیٹے مودی کو مارا نفس مارہ کو گرامار ۔

۶ بولتا ہے جب تلک ہے بولتا ۔

۱۲ دم



۶ پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے ۔

۶ پایہ دست دگرے ۔ دست بدست دگرے ۔

۶ بزرگان ۔ خردہ بر خردوان نگیرند ۔

۶ بزن فال نیک کہ نیک آورد ۔

۶ جبر کہ گر گین شدہ از گلہ بدر بایک کرد ۔

خارشی ۱۲

۶ بسیر زلف سخن می گوید ۔

۶ بسیار سفر بایدا پختہ شود خامے ۔

۶ بشہر خویش ہر کس شہر یارست ۔

۶ بشہر خود روم و شہر یار خود باشم ۔

۶ بعد از سرین کن فیکون ۔ شدہ شدہ باشد ۔

۶ بقدر کلیت کج پادراز ۔

۶ بہ کابل کاے مفرما ۔ پندیران بشنود ۔

۶ بکن کرمت ۔ بیک منت منہ ۔

۶ بہ لقمان و غط گفتن از ادب نیست ۔

۶ بہ لقمان حکمت آموزی چہ حاجت ۔

۶ بے میوہ ز میوہ رنگ گیرد ۔

۶ بندگی بایہمیر زادگی منظور دایر کار نیست ۔

۶ بندشیں کہ گدائی کنم و پیش تو آرم ۔

۶ بنگر کہ چہ میگاوید بنگر کہ کہ می گوید ۔

۶ بو و نقرہ محتاج پا بودگی ۔

۶ بود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن ۔

۶ بوقت کینگدستی آشنا بیکانہ می گردد ۔

۶ بہار باغ ۔ دل آسودہ را بکار آید ۔

۶ بہر نامے دیا ناشاکہ خوانی سر بر آرد ۔

۶	پا بقدر رو ابا یکشید ۔	۶	تذہیر کے پر چلتے ہیں تقدیر کے آگے ۔
۶	پاجی بطواف کعبہ حاجی نشود ۔	۶	تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے ۔
۶	گلے پیش آمدست و پس دیوار ۔	۶	تا بہ بنیم کہ از غیب چہ آید بیروں ۔
۶	پلے ملائک نیست ملک استگ نیست ۔	۶	تا تو بن میر سی بن بخدا میرم ۔
۶	پراگندہ روزی پراگندہ دل ۔	۶	تا خود فلک از پرہ چہ آرد بیرون ۔
۶	پر تو نیکان نگیر دہر کہ بنیادش بدست ۔	۶	تا در میان خواستہ کرد گا چہیت ۔
۶	پسیر کہ بد گہر افتد ۔ پدر چہ کار کند ۔	۶	تا ریشہ در آبست امید شمرے بہت ۔
۶	پشیم از خایہ ہاے زندان کم ۔	۶	تا رپیری پود مرگ یکست ۔
۶	پشتہ چو پیر شد بزندگی را ۔	۶	تا سال دگر سنے کہ خور و زندہ کہ ماند ۔
۶	پنہان دروں پنے پنے پنے دانہ را ۔	۶	تا شب نرومی روز بجائے نرسی ۔
۶	پیری و صعب چہین گفتہ اند ۔	۶	تا صدف قانع نشد چہ در نشد ۔
۶	پیرم و سرگشتہ و گم کردہ راہ ۔	۶	تا بنا شد چیز کے مردم گویند چیز ہا ۔
۶	پیر کی دم ز عشق زند بس غنیمت ست ۔	۶	تا نفس باقیست راہ زندگی ہموار نیست ۔
۶	پیر من ہر چہ کند عین عنایت باشد ۔	۶	تا یار کر خواہد ملبش بکہ باشد ۔
۶	پیش ازین من ہم درین باغ آشیانے داشتم ۔	۶	تذہیر کند بندہ تقدیر کند (یا زند) خندہ ۔
۶	پیل در گل ماندہ راشہ پیل باید تا کشد ۔	۶	تر بیت نا اہل را چوں گردگان بر گنبد ست ۔
۶	پہلے گھر میں تو چھپے مسجد میں ۔	۶	تشنہ در خواب آب می بند ۔
۶	پہیت کی ریت ہی نہالی ہے ۔	۶	تصنیف را مصنف نیو کند بیان ۔
۶	دوختی ۱۲	۶	مکبر عز ازیل را خوار کرد ۔
۶	پُرساں پُرساں مشو در فت تا چین	۶	تکبیر بر جاے زیر گان نتوان زد بگزاف ۔
۶		۶	تندرستان را بنا شد قدر دیا درویش ۔
۶		۶	تن جہہ و عذار شد پنے کجا کجا ہنم ۔
۶		۶	تواضع ز گردن فرازان کو ست ۔

ت

۶	تو یہ فرمایاں چرخ خود توبہ کئے می کنند۔	۶	جائے بنشین کہ بر بنخیزی۔
۶	تو پاک باش برادر دار کس باک۔	۶	جائے گل گل باش جائے خار خار۔
۶	تو مر اول وہ و دلیری بین۔	۶	جائے خربستن تو اینجا نیست۔
۶	تو نہ ہنیدہ گو کہ خطا است۔	۶	جائے تنگ است و مہربان بسیار۔
۶	تیر چوں تر شود کان گردد۔	۶	جو اہست اے برادر این نہ جنگ است
۶	تیغ چوں شکست خنجر میشود۔	۶	جو اب جاہلان باشد خوشی۔
۶	تیغ کج را نیام کج باشد۔ (با بایہ)	۶	جو راستا وہ ز مہر پد۔
۶	تنگون کی آگ اور غلاموں کی دوستی۔	۶	جو انی شد زنگانی نماند۔
۶	تو گور کو دو میری بیگ کاڑ آون تجھ کو۔	۶	جوے زر بہتر از بفتا و زور۔
ث		۶	جوے طالع زعفران سے مہر بہ۔
		۶	جائیکہ تنگ خور سی نمکدان کن۔
۶	ثابت قدم گفت کسے پر نہیں شود۔	۶	جہاں یہ بسیار گوید روع۔
۶	ثناے خود بخود گفتن زبید مرد عاقل را۔	۶	چکے رتبے میں سوا ان کو سوال کی۔
۶	مشر از درخت بید نباید جست۔	۶	جو ناک ٹائی میں ہر تو بھی ہوتی ہے۔
ج		ج	
۶	جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔	۶	چھٹتی نہیں ۷ منہ سے یہ کافر کی ہوئی۔
۶	جو اس پر بھی سمجھے وہ تو اس بک خدا سمجھے۔	۶	چارہ نیست دریں اقل لا تسلیم۔
۶	جو قبل زیادہ حد سے بڑا سو سنا ہوا۔	۶	چراکے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔
۶	جو کی جگت جانے نہیں کیڑے رنگے تو کیا ہوا۔	۶	چربی از سنگ بر نمی آید۔
۶	جان دادہ ام کہ گشتہ میر وصال دوست۔	۶	چراغ مفلک سے نماند۔
		۶	چراغ مقلان ہرگز نہیں۔

چراغ مرقہ کجا - شمع آفتاب کجا -	چو میدان فراخت گئے بزن -
چراغ رانہ تو ان دید مجر نور چراغ	چو میو مبتلا میر چو خیز مبتلا خیزو -
چشم مور و پاپے مارو خیر مسک را کہ دید -	چو نام سبک برمی چوبے بدست آر -
چشم مار و شن دل باشد -	چو نرمی گئی خشم گرد و دلیر -
چشم اگر مینا بود ہر روز - روز محشر ست -	چون قصا آید طیب لہ شود -
چقندر کا شتم زردک برآمد -	چون بخلوت میر مذاں کار دیگر میکند -
چکنم تا بکند مصلحت خویش تباہ -	چون معانی جمع گردو شعری آسان بود -
چکنم چشم آسمان کو رست -	چون گوش روزہ دار براند اکبر ست -
چنان نماز کہ پوشہ بعد انزال	چہ باک از موج بحر آزا کہ باشد نوح کشتیان
چنان نماز جنین نہ ہم نخواہد ماند -	چہ توان کرد بچہن افتاد -
چنار تا بجای عیب سلسی پوشد -	چہ توان کرد مردمان این اند -
چو احمق در جہان با قیست مغلط نہیاند -	چہ خوش بود کہ بر آید میک کرشمہ و کار
چون از گوشتی ہمہ چیز از تو گشت -	چہ کند مینو اتہیں وارد -
چو برگ و فلک کجکول سازد تاج شاہی را -	چہ دانی توے بندہ کار خدای -
چو دشمن خراشید ایمن مباحش	چہ دلاور ست دزدے کہ بجف چراغ دارد
چو شد زہر عادت مضرت نہ بخند -	چہ گویم کہ ناگفتہ بہتر ست -
چو تیز از کمان رفت ناید بہت -	چہ مروی بود کز زنی کم بود -
چو خلعت نیست خراج اہتہ ترکن -	چہ نسبت خاک را با عالم پاک -
چو سہ خواہی سلامت سہر نگہدار -	چہ ز بے بدہ درویش را - چیزے گودرویش را
چو فروارسد کار فردا کنم -	چشم بد دور آنکھیں تی چور رہے
چو زن پستان خود مالہ خطوط نفس کے یاد -	چکہ ڈال مال مہن کو کوڑنی نہ رہے مہن کو -
چو کفر از کعبہ بر خیزو کجا ماند مسلمانی -	چلو تم ادھر کو ہو اہو جدھر کو -
چو نہ بہالہ نشیند وکیل بارہانت	چچھو ندر کے سرین چنیلی کا تیل -

<p>ح</p>	<p>۶ چیل کے گھونسل میں پاس کہاں۔ ۶ چوگل بسیار شد پیلان بلغند۔</p>
<p>۶ خاک آپ کو سمجھنا اکیر ہے تو یہ ہے۔ ۶ خاکساری کے سوا بندہ کے گھر خاک نہیں۔ ۶ خزانے زبان ایک ہی۔ کان دو۔</p>	<p>ح</p>
<p>۶ خوب گزریگی جول ٹھٹھکے دیوانے دو۔ ۶ خاطر بدست تفرقہ وادان نہ زیر کیست۔ ۶ خاک از تودہ کلاں بردار۔ ۶ خاک بران نقرہ کہ تہنا خوری۔ ۶ خاک عمل از عبیر معزولی بد۔ ۶ خاموشی از شنائے توحید ثنائے تست۔ ۶ خانہ درویش راشعے بہ از ہمتاب نیست۔ ۶ خانہ پریشیہ رائے بس است۔ ۶ خانہ دیران میشوہ چوں طفل گردو خانہ دار۔ ۶ خاک شو پیش از آنکہ خاک شوی۔ ۶ خدا پنج انگشت یکیاں نکود۔ ۶ خدا کے دندان دہان دہ۔ ۶ خدا بر تو پاشد تو بخلق پاش۔ ۶ خدا خودیر سامان است اسباب توکل را۔ ۶ خراجل طلسن پوشد خرسٹ۔ ۶ خرپوزہ بخوز ترا بغلیہ چہ کار۔ ۶ خرچہ اندہاے قند و نبات۔ ۶ خرس مدکوہ بو علی سینا است۔</p>	<p>۶ حاجت مشاطہ نیست رو سے دلارام را۔ ۶ حاصل تحصیل حاصل بودہ است۔ ۶ حب وطن از ملک سلیمان خوشتر۔ ۶ حرف را پوست کندہ باید گفت۔ ۶ حرف بد بر زبان بد باشد۔ ۶ حرف حق بر زبان شود جاری۔ ۶ حریف با ختہ باخوہیہ در جنگ است۔ ۶ حُسن چوں بے پردہ شدہ نہ ہمار گردو گرد۔ ۶ حُسن خدا و اورا حاجت مشاطہ نیست۔ ۶ حکم حاکم قبول باید کرد۔ ۶ حلو ایچے مدہ کہ محنت نکشد۔ ۶ حلو گفتن ہن ساز و شیریں۔ ۶ حنظل بہ تربیت مذہب طعم فیشکر۔ ۶ حیف نامردن و افسوس ناوان ریتین۔ ۶ حید جبرائیل بیدار است۔ ۶ حال میں غال مہی میں وصل۔ ۶ حُسن بے بنیاد باشد عشق بے بنیاد نیست۔</p>

د

۶ واد۔ واور۔ از دست غفلت۔ واد۔ واد۔  
 ۶ واند۔ واند است غلہ در انبار۔  
 ۶ ورا۔ طبع مرغ و ماہی بہ بند۔  
 ۶ ورا۔ بآودن بہ از بیم بلا۔  
 ۶ ورا۔ پائے تو ریزم انچہ در دست نیست۔  
 ۶ ورا۔ پس ہر گریہ آخو خندہ ایست۔  
 ۶ ورا۔ خانہ مور شنبہ طوفان است۔  
 ۶ ورا۔ خانہ بکد خدای ماند ہمہ چیز۔  
 ۶ ورا۔ خانہ ہر چہ باشد مہمان ہر کہ باشد۔  
 ۶ ورا۔ خست کاہی کفر آورد بار۔  
 ۶ ورا۔ در پایش در دمند بگو۔  
 ۶ ورا۔ درم از یارست و در مان تیز رجم۔  
 ۶ ورا۔ و کش تا بد و اسے رسی۔  
 ۶ ورا۔ عاشق نشود بہ۔ ز مدادے طیب۔  
 ۶ ورا۔ شتی و زری بہم در بہ است۔  
 ۶ ورا۔ طرقت ہر چہ پیش ساکک آید خیر اوست۔  
 ۶ ورا۔ عمل کوش ہر چہ خواہی پوش۔  
 ۶ ورا۔ عفو لذت نیست کہ در انتقام نیست۔  
 ۶ ورا۔ عین اختیار مرا اختیار نیست۔  
 ۶ ورا۔ کار خیر حاجت مچ استخارہ نیست۔  
 ۶ ورا۔ مزروع و ہر انچہ کاری در دی۔

۶ خرقیت زعفران چہ داند۔  
 ۶ خصم چوں پشت دہد ہر چہ گو۔  
 ۶ خطائے بزرگان گرفت خطاست۔  
 ۶ خفتہ را خفتہ کئے کند بیدار۔  
 ۶ خلوت از اغیار باید نے زیار۔  
 ۶ خواب یک خوابت نباشد مختلف تعبیر را۔  
 ۶ خواب آہانت کہ باشد غم حد نگارش۔  
 ۶ خواجہ داند بہاے شلخ نبات۔  
 ۶ خوب شد اسباب خود بینی شکست۔  
 ۶ خود غلط۔ انتہا غلط۔ اطلاق۔  
 ۶ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ۔  
 ۶ خود را ز علمای نوحیدہ بری دار۔  
 ۶ خود مرض و جملہ مرض راد و است۔  
 ۶ خود پسندی جان من بر ہمان نادانی بود۔  
 ۶ خوش سخن باش تا اماں یابی۔  
 ۶ خوش حال کسی کہ بہر حال خوش اند۔  
 ۶ خوشوقت کسی کہ فرزندار د۔  
 ۶ خوشامد ہر کہ گفتم خوش آمد۔  
 ۶ خوشے بد را بہانہ بسیار۔  
 ۶ خویش اند کہ نہ تپے شکست خویش اند۔  
 ۶ خوش ہاش دمے کہ زندگانی این است۔  
 ۶ خرمیلی آسمان نرود۔  
 ۶ خام کو کام سکھا لیتا ہے۔

۶	درمان کبیرہ رسد کہ دروے دارد۔	۶	دل کہ افسرہ شد از سینه بدر باید کرد۔
۶	در ویش ہر کجا کہ شب آمد (یا نشیند) سرے اوست	۶	دل من داند من دانم و داند دل من
۶	در ویش صفت باش و کلاہ تتری دار۔	۶	دلغہ پیدہ بخت و خیال باطل بست۔
۶	دروغے راجز ابا شد دروغے۔	۶	دنیا پوچ ست و کار دنیا پوچ ست۔
۶	در ہر کنگری بہمین داغ مبتلاست۔	۶	دوبارہ نیست کس راز زندگانی۔
۶	دریائے فراوان نشو و تیرہ بنگ۔	۶	دولت جاوید یافت ہر کہ کج نام زیست۔
۶	در قیتم را ہمہ کس مشتری بود۔	۶	دولت مذہب خداے کس را ببط (یا بگراف)
۶	دزدان خانہ بغلس نخل آید بیرون۔	۶	دولت تیز را بقائے نیست۔
۶	دزد و مشاق تراز صاحب کالا باشد۔	۶	دولت آنست کہ بخون دل آید بکنار۔
۶	دزد را ہے رو۔ و صاحب کالا را ہے۔	۶	دولت دران سرست کہ از میان پرست۔
۶	دزد و دامی کشد اول چراغ خانہ را۔	۶	دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست۔
۶	دزد و من با خانہ می دزد و متاع خانہ را۔	۶	دوہ مروہ مرد را حق کند۔
۶	دزدیدہ بود انچہ سادہ بخند۔	۶	دہن سگ یہ لغتہ و دختہ بہ۔
۶	دست بالاے دست بسیارست۔	۶	دیدہ را ناخنہ بہ از ناخن۔
۶	دست خود و دہان خود گرنہ خور و زبان خود	۶	دیدم ہمہ را دازم و دم ہمہ را۔
۶	دست چپ دست راست می شوید۔	۶	دیگر گیر و سخت گیر و مر ترا۔
۶	دست زیر بنگ را آہستہ می باید کشید۔	۶	دیو آمدن و شتاب رفتن۔
۶	دشمن اگر قویست گھمان قوی ترست۔	۶	دی رفت و پری رفتہ در روز امر و زست۔
۶	دشمن نتوان حقیر بے چارہ شود۔	۶	دیگر بخور و مناز کہ تری تمام شد۔
۶	دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔	۶	دیگ سیدہ جامہ سیدہ میکند۔
۶	دعاے گوشہ نشینان بلا بگرداند۔	۶	دیوار گوش دارد و نمیدہ لب بچینان۔
۶	دلبر آن نیست کہ موے و میلانے دارد۔	۶	دیوانہ بکار خویش ہشیار۔
۶	دل بدست آرد ہر چہ خواہی کن۔	۶	دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند۔



۶	دوایانه تان به که بود اندر بند -	۶	راستی راز و ال کئے باشند -
۶	ویو بگریز و ازان قوم که قرآن خوانند -	۶	راستی آور که شومی رستگار -
۶	در پیشه گمان مبر که خالی ست -	۶	راست نماید خواجگی بانبندگی -
۶	دل بدست آور که حج اکبر ست -	۶	رزق راز و رمی رسان پر میدم -
۶	و دودل یک شود بشکند کوه را -	۶	رسیده بود بلا - و بے بخیر گزشت -
۶	ویو خوش خلق به از هر گره پیشانی -	۶	رفت و چندین آرزو با خاک مجود -
۶	دود و کاد و دود - پانی کا پانی -	۶	رقص کردن خود اندام صحن را گوید کج ست -
۶	دود و دود بھی دھولا چھا چھ بھی دھولی -	۶	رموز عاشقان - عاشق بداند -
ذ		۶	رموز مصلحت خویش خسروان دانند -
		۶	رنج خود و راحت یاران طلب -
ذ		۶	زند عالم سوز را با مصلحت مینی چه کار -
		۶	رنجش خراز راحت پالان ست -
		۶	زندگی و مونسکی در عهد شباب اولی -
		۶	زود برو و چون به از پہلو بود -
		۶	روح راحت ناجنس غدا بیت الیم -
۶	ذوق آفتاب تا باینهم -	۶	روز مسخرگی پیشه کن و مطربی آموز -
۶	ذوق چمن ز خاطر بلبل نمیرود -	۶	روزی بقدر مہمت ہر کس مقرر ست -
۶	ذوق چمن ز خاطر صیاد میرود -	۶	روئے مفلس سیاه می باشد -
۶	ذوق گل چیدن اگر داری سو گلزارو -	۶	راہ راست برو اگر چہ دور ست -
۶	ذوق میں شوق - نفع میں لڑکا -	۶	ریاضت کش بیاد لے بسازو -
ذ		۶	راضی شدن خشم کم از تنقاص نیست -
		۶	
۶	راحت بدل سان کہ ہیں مشربیت و بس -	۶	
۶	راز و دل جزو بیاد نتوان گفت -	۶	
۶	راز خود با یار خود چندان کہ توانی لگو -	۶	
۶	راستی موجب رضاے خداست -	۶	

ز

۶ زہر طرف کہ شود کشتہ نمود اسلام ست -  
 ۶ زو کہ دن این کمان بے دشوار ست -  
 ۶ زہے مراتب خوابیکہ بہ زبیدار ست -  
 ۶ زہے تصو باطل زہے خیال محال -  
 ۶ زیر بار آمد وختان کہ تعلق دارند -  
 ۶ زیان میکند آب شب خواب روز -  
 ۶ زینہار از فرین بد ز نہار -  
 ۶ ز صد چوبہ دیا جہہ یا تیر آید یکے بر نشان -  
 ۶ زمین شور شلی بر نیارو -

س

۶ سسند نازیراک اور تازیانہ ہوا -  
 ۶ سیاہی مکی گئی۔ دل کی آرزو نہ گئی -  
 ۶ ساقیہ اور مے نوشیم فروا کہ دید -  
 ۶ سائے لکچست از بہار ش پیدا ست -  
 ۶ سبزہ برنگ زردید چہ گنہ باران را -  
 ۶ سبز شد دانہ چو با خاک سرے پیدا کرد -  
 ۶ ستور لکدن گران بار بہ -  
 ۶ سخت میگردد حمان بر مردمان سخت کوش -  
 ۶ سختی و محنت نمکند پارہ دوز -  
 ۶ سخن تا پیر سندان بستہ دار -  
 ۶ سخن بسیار دانی اندکے گوے -

۶ زائد کا کیا خد ہے ہمارا خدا نہیں -  
 ۶ زبان خلق کو تقارہ خدا سمجھو -  
 ۶ زندگی زندہ دلی کا نام ہے -  
 ۶ زائد بدر مسجد و میخو بدیر -  
 ۶ زبان سرخ سر سبز میدہر باد -  
 ۶ ز چشم بد صبح خوب گھرا خدا حافظ -  
 ۶ ز خردان خطا و زبیرگان عطا -  
 ۶ زور یا میکشد صیاد و لم آہستہ آہستہ -  
 ۶ زویم بر صف زندان و ہر چہ باد اباد -  
 ۶ زرا از معدن بکان کندن بر آید -  
 ۶ زبر بر سر فواد نہی نرم شود -  
 ۶ زروادان و دروسر خریدن -  
 ۶ زمانہ با تو سنار و تو با زمانہ سباز -  
 ۶ زمرگ خربود سگ راعروسی -  
 ۶ زمین تر قید (یا ترکید) و پیدا شد سیر خیز -  
 ۶ زمانا زہ نیاید جز زنا کار -  
 ۶ زنیایوہ کمن اگر چہ جور ست -  
 ۶ زند جامہ ناپاک گازان بر سنگ -  
 ۶ زن واثرو ہا ہر دو خاک بہ -  
 ۶ زنیکو ہر چہ صا در گشت نیگوست -  
 ۶ زور بر گاؤ و نالہ برگردون -

سخن عشق جز بیارگو۔ شادو باید ز لیتن ناشلو باید ز لیتن۔

سمنش تلخ خواہی دمنش شیرین کن۔ شاگرد رفته رفته با ستاد میرسد۔

سخن یک ست و دیگر عبارت آرائی ست۔ شاہان چہ عجب گرنوازندگدارا۔

سخن تانہ پرند لب بیتہ دار۔ شاہان کم التفات بحال گدا کنند۔

سیر کہ مہفت از عمل شیرین ست۔ شاید کہ ہمیں بیضہ برآورد پروبال۔

سطر لہ کئے راست آئین چون کجی و مہر ست۔ شاید کہ رفته رفته بہا ہر بان شوی۔

سفینہ کہ در بحر مہ بود این ست۔ شب حاملہ است فرو چہ زاید۔

سیکندرا شک حسرت ریخت کا فلاحون ز عالم شد۔ شب حاملہ ایست تاجہ زاید بنیم۔

سگ گزندہ ہمان بہ کہ آشتا باشد۔ شتر بان در دو و پنجہ خرنبدہ کشت۔

سگ بلی بچشم مخون ہیں۔ شتر در خواب بیند بیتہ دانہ۔

سگ نشیند بجائے گپائی۔ شدنی شدہ گر چہ خواہد شد۔

سلام روستائی ہے (یا جز) غرض نیست۔ شراب بہت لب عمل شیرین۔

سوز باید مرد را۔ گو سازبے آہنگ ہست۔ شتر طہمہ وقتی خود لایق کشتی۔

سیلاب نہ اند کہ در خانہ کد ام ست۔ شعر خمیدن باز گفتن بود۔

سینہا را غامشی گنجینہ گو بہر کند۔ شکستہ نشاند و گر بار بست۔

سیا سے آدم آمینہ حال باطنست۔ شلغم پختہ بہ ز فقرہ خام۔

سمی بسیار کفش پارہ کند۔ شمشیر نیک آہن بد چون کند کسے۔

سہاتے کی لات۔ ان سہاتے کی بات۔ شمع را ہر چند سر نہ روشن تر شود۔

شعشعہ کئے بود مانند دیدہ۔ شہدہ کئے بود مانند دیدہ۔

شود شود نشود گو مشو۔ چہ خواہد شد۔ شوق در دل ہر کہ دار و ہر برے در کار نیست۔

شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل ست۔ شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست۔

شاخیکہ لمبہ شد تیر خورو۔ شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست۔



## ع

عیش را در جهان خزان دادند۔

## ع

غریب دوست انداز و بکھا ہے۔

غلام محبت آنم کہ دل بکس بندہ۔

غلہ گرازان شود اس سال سید میثوم۔

غنچہ از ترشروی دل تنگ ست۔

غلیبوز را با بکتو ترچہ کار۔

غم فردا امر وز باید بخورد۔

## ف

فارسی را مانگ توڑم تاکہ اولنگڑی شود۔

فال بد بزبان۔ بد باشد۔

فال نیکو بزبان بہر کارے۔

فالیز جہاں بہر خزان آمدہ است۔

فتراک جواں مروان دست آویز امید ست۔

فتنہ کھفتہ را کن بیدار۔

فتنہ و خواب ست بیدارش کن۔

فراموشی زیاران لازم افتاد دست دولت را۔

فرہی چیزے دیگر آس چیزے دیگر است۔

فردات کند خمار کا مشبستی۔

عشق کے صدمے کو بگر چاہیے۔

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے۔

عارف کہ بر جہنم تک بہت ہنوز۔

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود۔

عاقلان در پئے نقطہ نشوند۔

عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما بیچ۔

عجب عجب کہ ترایا در دوستان آمد۔

عدو شود سبب رزق (یا خیر) اگر خدا خواہد۔

عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما۔

عزت ہر کس بدست آنکس ست۔

عزیزین جو بہت ایں نہ جنگ ست۔

عشق بازی را بخون یاومی باید گرفت۔

عشق بازی کار بازی نیست ایدل سر باز۔

عشق آمدنی بود نہ آموختنی۔

عشق آتش ست پیر و جوان را خیر کنید۔

علاج واقعہ قبل از (یا پیش از) وقوع باید کرد۔

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت ست۔

عود و گیریں بہر و در آتش رو و خاکستر ست۔

عیب کے جملہ گنجی نہرش نیز گو۔

عالی را بنیم جو خرم۔

عشق ست و ہزار بدگمانی۔

<p>         ۶ قلندر ہر چہ گوید۔ دیدہ گوید۔          ۶ قناعت تو ننگ گوید مرد را۔          ۶ قہر و درویش بجان فرویش۔          ۶ قہر و درویش زیان درویش۔          ۶ قیاس کن ز گلستانِ من۔ بہار مرا۔          ۶ قیامت گر چہ دیر آید۔ بیاید۔          ۶ قیمت زعفران چہ داند خضر۔       </p>	<p>         ۶ فرزند کسان نمی کند فرزندی۔          ۶ فریب صید باشد خواب صیاد۔          ۶ فریادِ سگان کم بخند رقی گدارا۔          ۶ فضل و ہنر ضلع ست تانہائید۔          ۶ فعلِ بد کردہ را سزا این است۔          ۶ فکر زائد و دیگر و سوداے عاشق و گیت۔          ۶ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔       </p>
<p>ک</p>	<p>ق</p>
<p>         ۶ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں۔          ۶ کب تک جھپکی کیر می توپوں کی آرٹیں۔          ۶ کون ہر روز نالایق ہو سبھا یگا۔          ۶ کوئی معشوق ہے اس پر وہ زنگاری میں۔          ۶ کارِ استاد را نشان و گریست۔          ۶ کارِ بوزیہ نیست بخاری۔          ۶ کارِ نیکو کردن از پر کردن است۔          ۶ کار ہا نیکو شود لیکن (یا آما) بصیر۔          ۶ کارِ مایست کارِ استاد است۔          ۶ کایے کہ نکوشد نکوشد کہ نشد۔          ۶ کایے کہ نہ کار تست نہ ہزار کن۔          ۶ کایے کہ خدا کرد فلک را چہ مجال۔          ۶ کارِ امروز بجز دالگزار۔       </p>	<p>         ۶ قدر کو دیا ہے ہر روز کا آنا جانا۔          ۶ قحج چون پیر شود پیشہ کند ولایتی۔          ۶ قدر زہر زگر شناسد۔ قدر جو ہر جوہری۔          ۶ قدر گو ہر شاہ اند۔ یا بداند جوہری۔          ۶ قدر عیسیٰ کجا شناسد یا بداند خضر۔          ۶ قرب سلطان آتش است از فے برس۔          ۶ قرب سلطان آتش سوزان بود۔          ۶ قضاے بنوشہ نباید سترد۔          ۶ قطرہ قطرہ بہم (یا بہی) شود دریا۔          ۶ قطرہ قطرہ جمع گردد و انجھے دریا شود۔          ۶ قلم رفتہ را چہ چارہ کند۔          ۶ قلم نبت من شکستہ سرست۔          ۶ قلم انجا رسید و سر شکست۔       </p>

کار خود کن کار بیکار کن -	گوشتش چه سود چون نگیرد بخت یاوری -
کار بار کار فرا آب تاب میدد -	گوشتش بیفاده است و نمک برابر می کور -
کار هر مرد و مرد هر کارے -	گفته را تا آن جوین ایاتی (مکوفه است) -
کار همه را بکیش خود پندارد -	گوهر را فریاد کند و دل را پر و زربافت -
گاه درگاه و ان نمی ماند -	گر آفتاب است در تاخیر و طالب رازیان و اند -
کبوتر با کبوتر با زبان باز -	که با محبت خود بیند از منت خلق -
کجا گیر و هر لبه چلبه روغن -	که بر سنگ گردان زوید نبات -
کر می بخم به که گفتگی بهر هوا -	که تا دانه نیفتا می زوید -
کر مملکت تو مارا گرد گشتن -	که تعبیل کار شیا طین بود -
کر م غمنا فرو آید خانه خانه منت -	که حلو اچو یکبار خور و ندلس -
کر میان دوست میدارند جهان طفیل را -	که آهن با آهن زبونی کند -
کسب کن پس سحیه بر جبار کن -	که خبث نفس نگر و بسا لها معلوم -
کس نکوید که دوغ من ترش است -	که خواجه خود و روش بنده پروری و اند -
کس بخار و پشت من جز دریا چون ناخن است من -	که دست کرم به زباز زوے زور -
کس بشنود یا نشنود من گفتگو می کنم -	که ز زر زکند در جهان گنج گنج -
کس ندیدم که گم شد از ره راست -	که سهل است لعل بد نشان شکست -
کسے کجاست که او دانسته نیا دوست -	که کائناتش را در ابدان به سبب است -
کلان ماکه تو باشی چه عقل ما باشد -	که گنج سلامت به گنج اندر است -
کلیک ماینر ز بلنه و بیانه دارد -	که گنبد هر چه گوئی گویدت باز -
کلیخ انداز را پا و داش سنگ است -	که محرم بیک نقطه مجرم شود -
کمان چو تن بخت کن و بد کباده شود -	که مزد و ز خوشدل کند کار تیش -
کند هر چه خواهد بود حکم نیست -	که مرد و راه نیندازد شیب و فراز -
کو خوشنغم گم است که از میری کند -	که نیاید زر گرگ چو پانی -

۱	کر تو ان سرکشہ پیوند کرد۔	۱	اگر تازوست بر آید دہنے شیریں کن۔
۲	کہ ہر کہ بے ہنر افند نظر عجیب کند۔	۲	اگر تو ابلیس بچہ چشم حیت کور چراست۔
۳	کہ یکپس نوند بردخت بے برسنگ۔	۳	اگر وگہ تو تیتاے چشم گرگ۔
۴	کہ نغنی بود ہر چہ ناخوردہ۔	۴	اگر وں بے طمع بلند بود۔
۵	کسے داند کہ اشتری چرا ند۔	۵	اگر ضرورت بود روا باشد۔
۶	کام پیارے چام پیار اینیں۔	۶	اگر گے دہن آلودہ دیوسف مذریہ۔
۷	کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے۔	۷	اگر قبول افتد زہے عز و شرف۔
۸	کسی کی جان گئی آپ کی ادا ہٹری۔	۸	اگر قضا آید طیب ابلہ شود۔
۹	کفر تو را خدا خدا کرے۔	۹	اگر نویسی قلے می تراش۔
۱۰	کہیں خیر خوبی کہیں ہاے ہاے۔	۱۰	اگر ہیز کند توبہ کونش ندم یاری۔
۱۱	کاڑا کہ خبر شد خبرے باز نیامد۔	۱۱	اگر گفتن جہیں بس است کہ اسپ من بلق است۔

## گ

۱	اگر تے میں شہسوری میدان جنگ میں۔	۱	اگر تے میں شہسوری میدان جنگ میں۔
۲	اگر گئے دانت آم کھانے سے۔	۲	اگر گئے دانت آم کھانے سے۔
۳	اگر وقت پھر ملے آہ نہیں۔	۳	اگر وقت پھر ملے آہ نہیں۔
۴	اگر اگر ہمہ عالم باد مہنگد است۔	۴	اگر اگر ہمہ عالم باد مہنگد است۔
۵	اگر اگر تواضع کند خوں دوست۔	۵	اگر اگر تواضع کند خوں دوست۔
۶	اگر باد شاہست و نامش گداست۔	۶	اگر باد شاہست و نامش گداست۔
۷	اگر او دوست باشد ہمہ دوست اند۔	۷	اگر او دوست باشد ہمہ دوست اند۔
۸	اگر بدولت برسی مست نگر دی مروی۔	۸	اگر بدولت برسی مست نگر دی مروی۔
۹	اگر حفظ مراتب نکھی از نذہتی۔	۹	اگر حفظ مراتب نکھی از نذہتی۔
۱۰		۱۰	اگر نبودے چوب تر فرمان نبروے گا و خر۔



۶	گنج دمار۔ وگل و خلد۔ وغم و شادی بہم اند۔	۶	مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن۔
۶		۶	مہر نام فردا کہ فردا کہ دید۔
۶	ل	۶	مختب گر مئے خور و معذور و دوست را۔
۶		۶	مختب اور و ان خانہ چہ کار۔
۶	لاکھ سر پٹے کوئی وہ وقت تو ٹکنا نہیں۔	۶	محنت بے فائدہ است و ہمہ برابر وے کور۔
۶	لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل۔	۶	محبت قرب ز بعد افزون است۔
۶	لایق افسر نباشد ہر کسے۔ (یا ہر سرے)	۶	مرا فسوس ہی آید پری راد یومی گاید۔
۶	لطف باشد گر نپوشی از گد لہار و ترا۔	۶	مرا بخیر تو امین نیست شمر مرسان (یا بد مرسان)
۶	لطف کن لطف کہ بیکانہ شود حلقہ بگوش۔	۶	مرا بہت بلند و دست کوتاہ۔
۶	لنگڑی گھوڑی بسور کاوانہ۔	۶	مرا گداے تو بودن ز سلطنت بہتر۔
۶	لیلے را بہ چشم مجنون ہیں۔	۶	مراناں وہ کفش بر سر بنان۔
۶		۶	مُرتی بیار و مُربے بخور۔
۶	م	۶	مردہ ہر چند عمر نیست نگہ نتواں داشت۔
۶		۶	مردون بنام بہ کہ بود زندگی بے رنگ۔
۶	مچھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی میں شست ہے۔	۶	مردہ آنست کہ نامش بہ نگوئی نہ بند۔
۶	مرض بڑھتا چلا جوں جوں دو اکی۔	۶	مردہ گر خاک میدہد لبان۔
۶	منہ پڑی اور ہوئی پرانی بات۔	۶	مرد بے توشہ بے نگیر و جام۔
۶	مادر چہ خیالیم و فلک در چہ خیال۔	۶	مردیت بیا ز مائے فاکھ زن کن۔
۶	مارا زیں گیاہ ضعیف ایں گمان نبود۔	۶	مرد آخزین مبارک بندہ است۔
۶	مارچر زیں قصہ کہ گدا آمد و خرفت۔	۶	مرد چوں پیر شود و حرص جوان می گردد۔
۶	مارعجب آید کہ ازیں کس سب آید۔	۶	مُرخ آستخوارہ کے لذت شناسد و اندرا۔
۶	مالِ حرام بود بجائے (یا براہ) حرام رفت۔	۶	مُرخ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایش۔
۶	ماہی از سر گذرہ گردونے زد دم۔	۶	مژو آن گرفت جان برادر کہ کار کرد۔

می تراود چه کنم آنچه در آوند دل است -

میراث پدرخواهی علم پدر آموز -

میراث گریگ مروه بگفتائی رسد -

می کشد زهر اگر اندک دگر بسیار است -

مردون بنام به که بود ز سیتن به رنگ -

مرد بی ذر همیشه رنجور است -

مرضی سولے از نهبه اولے -

مور همان به که نباشد پرش -

میفرشد گنبد و خرج مناره میکند -

مان کونه باپ کو جوینے گی سواپ کو -

سوس شیر سے جیتی ملی بھلی -

میں تو ڈوباهوں مگر تجھ کو بھی لے ڈوبوگا -

مکن انگشت در سوراخ کہ دم -

مترس از بلا کے کہ شب در میان باشد -

مشک آمنت کہ خود بوی نہ کہ عطار گوید -

## ن

ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو -

نہیں محتاج زبور کا جسے خوبی خدا نے دی -

نا امید از رحمت پروان مباحث -

نا امید رمتش شیطان بود -

نایب و صغیر گنج میر نہیں شود -

نزن فال بد کا درد حال بد -

مظلوم دلیر باشد و چیرہ زباں -

معذول میشود چه معقول میشود -

معیار دوستان و غل روز حاکم است -

منغزا خور و خلق خود بدرید -

مقام عیش میر نہیں شود بل سنج -

مکن مکن کہ بخوگوہران چنین نکنند -

مکن بد کہ بد بینی از یار نیک -

مکن وعدہ اگر کردی وفا کن -

ملا شدن چه آسان - آہم شدن چه مشکل -

من ترا حاجی گویم تو مرا حاجی گو -

من یائے تو بوسم و تو دوست دگرے -

فتیہ گریکشی از مرد می باید شنید -

من سوگو کنم ترا ز یائے نرسد -

من خوب می شناسم پیران پار سارا -

من کہ بدنام جهانم چه صلاح اندیشم -

من مژدہ جهان مژدہ من زردہ جهان زردہ -

من ہمان احمد یارینہ کہ بودم ہرتم -

ہمان عزیز ست مگر تا سہ روز -

ہمان خود ہم یک در خانہ تو -

میر ہمان کہ کند تعظیم صاحب خانہ را -

نہ نشیند بجای عقب کور -

می توان بخشد گراہے گناہے می شود -

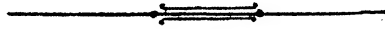
۶	تا خواندہ بچانہ خدا نتواں رفت۔	۶	ہند شلخ پڑ سیوہ سر بر زمین۔
۶	ناز بر آں کن کہ خریدارتست۔	۶	نہ چندان بخور کرد ہانت بر آید۔
۶	ناسودہ بکار و د کہ آسودہ نشود۔	۶	نہ رو سے رہائی نہ راہ گریز۔
۶	تا کس بہ تربیت نشود اے حکیم کس۔	۶	نہ صبر و دل عاشق نہ آب در غریب۔
۶	تا کہ وہ گناہ در جهان کیت بگو۔	۶	نہ ہر جے مرکب تو ان تا خلق۔
۶	تا مرد و زن ہمیشہ لاف مردی۔	۶	نہ ہر کہ چہرہ برافر وخت دلبری داند۔
۶	تا مردی و مردی قدمے فاصلہ دارد۔	۶	نہ ہر کہ سر بتراشد قلندر سی داند۔
۶	تا مکتوب حاصل ایام زندگی۔	۶	نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد۔
۶	تا ان گریہ یہ تیر می دوزد۔	۶	نیا بد بجز باز آئے کہ رفت۔
۶	نہ بزد قہر نرم رایت نیز۔	۶	نئے تاب صبر ارم۔ نئے طاقت حیدائی۔
۶	نبود خیر در ان خانہ کہ عصمت نبود۔	۶	نئے غم دزد۔ نئے غم کالا۔
۶	نتوان مرد بسختی کہ سن اینجایاوم۔	۶	نہ سدا بدھ کی لی اور نہ سنگ کی لی۔
۶	نخورد شیر نیم خوردہ سنگ۔	۶	نقد سے زہر از نیہ خوشتر باشد۔
۶	نہ نقد را بہ نیہ کہے۔		
۶	نزد و بخت آہنی در رنگ۔		
۶	نشود نیک ہوا سے کہ ز میناق بدست۔		
۶	نفس برآمد و کار از تو بر نمی آید۔	۶	وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی۔
۶	نقاش نقش ثانی بہتر کشد اول۔	۶	و اما مذہ گاؤ را بجز باید داد۔
۶	نکند دوست ز نیہ از دوست۔	۶	و اے بر قدر سخن گریہ خندان زسد۔
۶	نکند گرگ پوشتین و دوزی۔	۶	و اے نہ یکبار کہ صد بار و اے۔
۶	نکو گوئی کہ دیر گوئی چہ غم۔	۶	و اے گر دپس امروز بود فرداے۔
۶	نویندہ داند کہ در ناسہ حسیت۔	۶	و اے براں خوردہ کہ تنہا خوری۔
۶	نہاں کئے مانتاں راز سے کرو سازند محفلہا۔	۶	وجود مردم و اما شمال نہ طلاست۔

۶	ورستانی بستم میرسد۔	۶	ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔
۶	وطیفہ گزلبلی رو۔ ہنر بدست آور۔	۶	ہر چہ آستاد ازل گفت ہمان میگومیم۔
۶	وفائے عہد عکوباشداریا موزی۔	۶	ہر چہ آن خسرو کند شیرین بود۔
۶	ولے ز باطنش این مباحث وغرہ مشو۔	۶	ہر چہ کند ہمت مردان کند۔
۶	وہ دل نہیں رہا کہ ہمیں جس پہ ناز تھا۔	۶	ہر چہ کہ در کان نمک رفت نمک شد۔
	۵	۶	ہر چہ باد اباد ماکشتی در آب انداختیم۔
		۶	ہر چہ باد اباد دست ما و دامن شما۔
		۶	ہر چہ در دل فرد آید در ویدہ نکو نماید۔
۶	ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔	۶	ہر چہ گیرید مختصر گیرید۔
۶	ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے۔	۶	ہر چہ گیر و کالے ملت شود۔
۶	ہزار آفتیں ہیں ایک لگانے سے۔ (میں)	۶	ہر چہ گیر و ملتے ملتے شود۔
۶	ہماری جان گئی آپ کی ادا پڑی۔	۶	ہر روز عید نیت کہ حلوا خورو کسے۔
۶	ہم تو مرشد تھے۔ تم مونی نکلے۔	۶	ہر زینے را بود خاہیستے۔
۶	ہم سے اچھے ہے مدتے میں اُترنے والے۔	۶	ہر سخن دقتے و ہر کجہ مکانے دارو۔
۶	ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے دلی نے۔	۶	ہر خزانے را بہارے در پے ست۔
۶	ہر آنچہ حاکم عادل کند ہمان دوست۔	۶	ہر زبان را گفتگوے دیگر ست۔
۶	ہر بہارے را خزانے در پے ست۔	۶	ہر شبنمے درین رہ صد بھراقتش ست۔
۶	ہر جا کہ پری مرغ ست دیوے با دوست۔	۶	ہر عمل آجے و ہر کردہ جزاے دارو۔
۶	ہر جا کہ رنگ دیوے بود گفتگو بود۔	۶	ہر عیب کہ سلطان بہ پسند و ہنر ست۔
۶	ہر جا کہ نمک خور می نمکدان شکن۔	۶	ہر کجا در دست و رانش مقرر کردہ اند۔
۶	ہر جا کہ سلطان خیمہ زدہ غوغا ماندا عام را۔	۶	ہر کو خدمت کرد او محمد و م شد۔
۶	ہر چہ جامہ تنگ ست جزو بدن نگرود۔	۶	ہر کو پانچ روز نوبت ادست۔
۶	ہر چہ خدا خواست ہماں می شود۔	۶	ہر کرا اخلاص پیش اقبال پیش۔

۶	ہرکرا جہنیت حکمت نیست -	۶	ہر مہس کہ بچیمیا رسد زر گردو -
۶	ہر کر کردی خوشامد - خوش آمد -	۶	ہر نشیبے را فرازے در پے است -
۶	ہر کر اور دے رسد ناچار گوید ولے را -	۶	ہزار بچو ترا - او بہ نیم جو نخرود -
۶	ہر کر اطاؤس باید قصد ہندوستان کند -	۶	ہمراہ اگر شتاب کند ہمرو تو نیست -
۶	ہر کر این دہستہ آن ندہند -	۶	ہمسایہ بد مباد کس را -
۶	ہر کسے را قرار در پیش ست -	۶	ہم مال بدست آید وہم یا رنر بخد -
۶	ہر کسے را ہر کارے ساختند -	۶	ہمہ جاخانہ عشقت چہ مسجد چہ کشت -
۶	ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند -	۶	ہمہ گفتہ چو مصطفیٰ گفتی -
۶	ہر کسے آن درد و عاقبت کار کہ کشت -	۶	ہمی جو بد سلامت را پناہے -
۶	ہر کس بقدر ہمت خود خانہ ساختہ -	۶	ہمیشہ در صدق گوہر نباشد -
۶	ہر کس بنیال خویش خطبے دارد -	۶	ہمیشہ چاہ کن از دست خویش در چاہ است -
۶	ہر کہ آید بجاں برگ و برے پیدا کرد -	۶	ہمین سنگ ست و پشت بام قرشی -
۶	ہر کہ آمد عمارت نو ساخت -	۶	ہمیں چو کان ہمین میدان ہمین گوے -
۶	ہر کہ آید بچہان ز اہل فنا خواہ بود -	۶	ہنر بہتر از ملک و مال پیر -
۶	ہر کہ آید گوہیا - و ہر کہ خواہد کبرو -	۶	ہنر بکار نیاید چو سخت بد باشد -
۶	ہر کہ بانوح نشیند چہ عنہم از طوفان نش -	۶	ہنوز مردہ من زندہ ترا بارست -
۶	ہر کہ تہی کیسہ تر آسودہ تر -	۶	ہنچ آفت نرسد گوشہ تنہائی را -
۶	ہر کہ در کان نک رفت نک شد -	۶	ہنر چو چشم عداوت بزرگ تر عیبست -
۶	ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند -		
۶	ہرگز از شاخ بید بر نخوری -		
۶	ہرگز از قصب نے شکر نخوری -		
۶	ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است -	۶	یا خانہ جائے رخت بود یا خیال دوست -
۶	ہر گلے را خا بار باشد ہشتیں -	۶	یاد دل گر نبود ذکر زبانی سہل ست -

ی

۶	یارِ بدتر بود از مارِ بد -	۶	یکے بھی رو دو دیگرے بھی آید -
۶	یارِ کار افتادہ را یاری ہم از یاراں رسد -	۶	یکے گر رو دو دیگر آید بجایش -
۶	یارِ من نیکو ست لیکن رسم و آئینش بدست	۶	یکے بر صد آید نہ صد بریکے -
۶	یک دانہ محبت ست و باقی ہمہ کاہ -	۶	یوں بھی صنم واہ واہ . دوں بھی محم واہ واہ
۶	یک شمع شبے ہزار پروانہ کشد -	۶	یہاں فکرِ معیشت ہے وہاں دغدغہِ حشر -
۶	یکے بود مجنوں - دگر سنگ گزید -	۶	یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتا دے -



حصہ دوم

آیات و افراء

# سارایف الالف

مفلہاں را بیدل از مشق خوشی چارہ نیست نیرد از و بکرو دور میناں طینت حب اہل - محال ست از سر مغز سودا را بر آوردن نہ شگونہ ام نہ برگ نہ شرنہ سایہ دارم - بہت شور سنتے تھے پہلو میں دلکا بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آسانج نا جس نے دیکھا آکے یہ آئینہ خانہ دہر کا نظارہ کروں دہر کی کیا جلوہ گری کا نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا مئی شود سخن پست قسطاں مشہور - فدائے نیک بختاں ہر کہ شد از نیک بختاں شد اقتدائے صاف طینت مایہ جمعیت ست از خس و خاشاک بگزرد و گل ہا سیر کن اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را عدم میں رہتے تو شاید تیرا وہ سے بھی فکر تہ نہ ہوتا جس سر کو غور آج ہے یاں تاجوری کا آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت ٹھیکری کو قدر ہے اُس کو نہیں - وہی سمجھو گا میرے جسم دل کو تہیدستان قسمت را چہ سودا زہر کاہل نصیب نیست از اہل کرم برگشتہ بختاں را	تنگدستی باز میدارد ز قل قل شیشہ را نمی افتد بہ عینک احتیاجے چشم کوراں را کہ نتوان از خمیر آرد دہیروں موکے چینی را ہمہ حیرتم کہ دہقتاں بچہ کار کشت مارا جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا - آدمی کو بھی میت نہ نہیں انسانج نا فی الحقیقت بس وہ اپنے آپ ہی حیراں ہوا یاں عمر کو وقف ہے چراغ بھری کا ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا تا بلذیت صدا کا سہ سفالی را ہما نشور دولت رمی کند ہر استخوانے را ہست آرام از پس آئینہ ہا سیاب را تا چوز نور عسل پر شہد سازی حنا را نیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را جو ہم نہ ہوتے تو دل نہ ہوتا چو دل نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا کل اوس پہ یہیں شور ہے پھر فوہ گری کا اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا وٹے جب کا سہ سر فغفور کا جگر پر جس کے اک نا سور ہوگا کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد و کند را کہ ہر گز پر لٹا ز د کا سہ گرداب را دریا	بیدل حزین صائب ذوقی آتش غالب جرات مصطفی غالب غنی صائب والہ صائب اعلم مومن میر " " جرات صائب غنی
--	---	--



میر	کجا بہار کند سبز شاخ آہودا	ز فیض بہرہ نیا بد نصیر کج طبعان
غنی	نشہ آسودگی غمقا ست در دوراں ما	جستجو کم کن دلا از دولت دوں ہمتاں
غنی	طالع برگشتہ ہچوں آسیا دایم ما	روزی مایشود آختر نصیب دیگران
عالی	حاجت گردش پر کار نشد مانی را۔	کا ملاں را ہمہ سر گشتگی از دست خود ست
علی	نیت جز سختی نصیبے مردم آگاہ را	صبح اقبال ہما از اتحوان طالع شود
لا اظم	وگر نہ عشق را ناپید کن یا عشق قبازاں را	الہی نرم گرداں از کرم دلہائے خوباں را
حزین	آب بقا ست آتش تب شیر پشیمہ را	مرداں کند خوش عنم و رنج ہمیشہ را
آتش	خیالے کون بندے پرز یادہ ہر بانج گاہ آتش	نہیں معشوق ساعاشق کا کوئی دوست دنیا میں
ذوق	پرفرشتوں سے نہ ہو جو کام ہے انسان کا	جو فرشتے کرتے ہیں کر سکتا ہے انسان بھی
میر	کو پے کے او کے باشندوں ذی سکو میں سلام کیا	کس کعبہ کیسا قبلہ کون حرم ہے کیا احرام
درد	تو ہی آیا نظر جد ہر دیکھا	جگہ میں آکر ادھر ادھر دیکھا
مصطفیٰ	دو لوں جگہ تھا جلوہ جانا نہ دیکھنا	منظور کب تھا کعبہ و تہنہ نہ دیکھنا
رند	تجہی کو ڈھونڈ رہا ہوں کہاں کہاں کب	غرض نہ دیر سے مقصد نہ کعبہ سے لے دوست
ذوق	مرے مذہب میں خون کرنا ہے کشتہ کرنا پالے کا	بلے اکیر گراس کشت و خوش سین نہ لوں ہرگز
فقیہ	جنش گہوارہ باشد موجبہ دریا مرا	نیت از موج حوادث ہچو خس پرو امرا
راضی	غنے بہر کہ رسد می کند ملول مرا	بسان چشم کہ گرید بر لے ہر عضوے
لا اظم	گہر ہم قطرہ آسا دیدہ وارد پر آب اینجا	دریں دریا نظر کن مفلس و منعم یکے بینی
صائب	طفل از پستان گزیدن میکند خوں شیر را	کافر نعمت کند رزق حلال خود حرام
جامی	ضماں نمی شود از من حیات منہ دارا	بہ ترک عشرت امروز چوں کنم کہ کے
حافظ	کیں کیماے ہستی قاروں کند گدارا	ایام تنگ دستی در عیش کوشش و مستی۔
صائب	آب گرد دم گر کہے از خاک بردارد مرا	ژالہ ام ہرگز ندارم کتاب احساں کے
لا اظم	بے نیاز از بحر وارد آب ایں گو ہر مرا	نعمتے چوں سیر چشمی نیت بر خوان وجود
کلیم	کہ جز طفلان خرید لے نہ بینی تیغ چو میں را	قبول نافضان را شاہد ہجو ہرے باشد

زبان کئے باو از بلند ای حرف می گوید  
 اور سب کچھ جہاں میں ملتا ہو  
 زبید رواں علاج درد و جستن بد اماند  
 نیت کار سازاں را بکس در کار خود حاجت  
 خانہ مازیر بار منت محسوس نیست  
 نہال دولت و نیل ملت باری آرد  
 از صحت خیم حذر کن کہ مے شود  
 اختلاط ناموافق سداہ سالکست  
 آب چوں در روغن افتد نالہ خیر و انجراغ  
 سخن بزم فہیدہ عرض کن صائب  
 از کدو بوئے شراب آید بد شوری برون  
 وز زرباط تن چو بگزشتی دگر معصومہ نیست  
 پیش عارف حق شناسی در لباس کجاست  
 مگر پوشی بہر کھ ایں جا صرا  
 گوشہ گیراں از عبادت صید روزی میکنند  
 بعصیاں مکرراں ز نہاد ایام جوانی را  
 نہ کار عاقبت بزم بسر لے کار دنیا را  
 عرق شرم گنہ داشتہ ام چند سیو  
 سحر بکف تو بربوب دل پر از ذوق گناہ  
 مادہ آفتاب قیامت غنی چہ باک  
 در سخن مخفی شدم مانند بود در برگ گل  
 الہی بیامرز ایں ہر سدا  
 صاحب سخن نہ جنبہ از بہر قوت ہر جا

کہ می سازد بیکدم چوب را صبا نفس گویا  
 لیکن اک آشنا نہیں ملتا  
 کہ خار از پابرون آرد کہ از نیش عقربہا  
 بخاریدن بنا شد احتیاج پست ناخن را  
 نیست نقش پیش ما خوشتر ز نقش بویا  
 بصد ملک شہنشاہی مدہ گنج قناعت را  
 یک برگ کاه مانع پرواز دیم را  
 فضل از پرواز مانع می شود کا فور را  
 صحبت نا جنس باشد شمر آزارہا  
 بشورہ زار مکن صرف آب حیواں را  
 از سر ہمغز نتواں برد حبت جہا را  
 زادر اسیر بر نمیداری ازین منزل چرا  
 پیر ما منہاے ز اہد حقہ پشیمینہ را  
 عاری ست ایں تانہ سیری عالم را  
 دام را خالی نمی آرند ایں صیادہا  
 مکن صرف دیم شور آب زندگانی را  
 بزرگ شام ماندم در میان امروز و فردا را  
 چوں سیرم بہی آب بشویند مرا  
 معصیت را خستہ می آید بہر استغفار ما  
 دو تنخ پرست از عسرنی انفعال ما  
 میل دیدن ہر کہ وار و در سخن بیند مرا  
 مولف معلم و خوانندہ را  
 دام بخانہ خود روزی رسد زبان را  
 غنی

معنی

صائب

غنی

»

معنی

صائب

اعجاز

علی

صائب

»

»

وحشی

منہوی

علی

صائب

علی

احسان اللہ

قدسی

عقی

معنی

۱۰ علم

غنی

نیست عم اہل سخن برا از جفاے روزگار -  
 ز دندان ترا داده اند آسیائے  
 من آل مرعم کہ افکندم بصد دام بلا خود را -  
 پامنہ بیرون ز حد خویش تا مینا شوی -  
 کچھ جو انی ہے ابھی کچھ ہے لڑکپن اُن کا  
 سینہ ہارا خاشی گنجینہ گوہر کند -  
 طبع خاموشاں مکر مے شود از گفتگو  
 بچو سوزن دائم از پوشش گریز اینم ما -  
 عیب موم فاش کردن بدترین عیب ہاست  
 گوہر ہے چوں خود شناسی نیست دیگر وجود  
 ممنوں شوم زہر کہ بمن کج کند بنگاہ -  
 در جہاں آسیائے گریستہ درد روشنی ست  
 در فقر ہچکس بنود آشنائے ما -  
 کجا فقیر بدل جادو ہد تو نگر را -  
 بنود نقش باطل اندیشہ پاک ہیں را -  
 روشنی از خویش می باشد دل پر نور را -  
 سواد کعبہ کے منظور ار باب نظر باشد  
 ز فیض مغنی قیمت فراید اہل جوہر را  
 کاشش تن لازم صاحب دلاں افتادہ است  
 نہا شد نیک باطن در پیے آرایش ظاہر  
 می کند کار خرد نفس چو گردید مطیع  
 بنوے دست ز اصلاح تن بجای پرواز  
 مکن دشوار از تن پروری آزادی جاں را

بشکند گرساغر گوہر نرزد آب را - علی  
 کہ سازی ملائم تو گفتار خود را - صائب  
 بیک پرواز بے ہنگام کردم مبتلا خود را - وحشی  
 نیست حاجت با عصا در خانہ خود کوہ را - صائب  
 دود غابازوں کے چھندے میں جو جو بنانکا لا اعلم  
 یاد دارم از صدف این نکتہ سہر بہتہ را - صائب  
 می شود باد نفس بردل عبار آسینہ را - علی  
 جامہ بہر خلق می دوزیم و عسریانیم ما - غنی  
 عیب گو اول کند بے پردہ عیب خویش را - صائب  
 مابگرد خویش مے گردیم چوں گرداب ہا - علی  
 تیسر کجست آیہ رحمت نشانہ را - صائب  
 خانہ از کوتاہی دیوار باشد خوش ہوا - لا اعلم  
 نشستہ غیر گرد کے در سر لے ما - غنی  
 زمین سر و نبرد چو قطرہ گوہر را - سعدی  
 آسینہ راست خواند عکس خطایگیں را - شوکت  
 شعلہ شمع از رگ سنگ ست کوہ طور را - لا اعلم  
 بنگ سہر مہ حاجت نیست ہرگز چشم روشن را - غنی  
 لباس غیر عریانی نزیب لعل و گوہر را - روح  
 روغن از مغز ست دائم شعلہ ادراک را - صائب  
 بقاشش احتیاج نیست دیوار گلستاں را -  
 دزد چوں بختہ شود امن کند عالم را -  
 کہ دل سفید نگردد ز جہاں شونی ہا -  
 چہ حکم می کنی چوں ابلہاں دیوار زندان را - حزیں

خود آرا انچنان برج بامد ابریشمی ناز و  
 بخود سازی بدل کن لے سید دل خانہ سازی  
 نسا زحق شناساں را مقید زیور دنیا  
 چونود حسن باطن زینت خطا هر چه کار آید  
 نجات از قید محنت نیست ارباب تلون را  
 بغیر از زیاں نیست درخو دشروشی  
 دل عارف غبار آلوده کثرت نمی گردد  
 تا خود نشود فانی صوفی نشود صافی  
 با صاف دل کسے را یار لے همسری نیست  
 فارغ بود از آفت گیتی دل روشن  
 یک ترشمرے بر لے دفع صد مہاں بس است  
 غنی از دولت دنیا نگرود عیب کس زائل  
 گرد دل خود زنده خواہی خاکساری پیشہ کن  
 افتادگی بر آورد از حناک دانہ را  
 عبادتے بجاں بہ زحمت کساری نیست  
 بود نام تو روشن گرستیم جسم سازی  
 بود افتادگی سرمایہ گنج غنا دائم  
 خواہی عنبر یزد ہر شوی خاکسار باش  
 آب را استادگی آئینہ روشن کند  
 میتوان کردن بنرمی رام از خود رستہ را  
 میتواند کرد صائب رونے عالم را بخود  
 ز تند باد حوادث ز پانی افتد  
 بلند ییابد انسان از تواضع برگزیدہا

کہ پنداری زبرد دارد مقامات حریری را  
 کہ جز گرد و کدورت نیست حاصل خاکبازی را  
 ز انگشت شہادت دست کوتاہست خاتم اثر  
 چرا تصویر یوسف می کشی دیوار زنداں را  
 بے بے خار ہرگز کس نہ بیند پایے گلبن را  
 اگر سود خواہی بہ بند این دکال را  
 نیند از دخل در وحدت آئینہ صورتہا  
 اثبات بخود کروم از نفی خود الا را  
 بر خاک می نشاند آئینہ آسمان را  
 از برق زیائے نرسد خرمن مسہ را  
 چین ابر و چوب در باں ست صاحب خنار را  
 کہ ز رن تو اندازد روستے محک بردن سیاہی را  
 بہ ز خاکستر لباس نیست آتش پارہ را  
 گرد نکشتی بجناک نشاند نشاں را  
 بہ از وضوے عزیزاں بود تیم ما  
 کہ نقش راست بنماید نگین و از گوں پیدا  
 نباشد احتیاجے با صبا گلہائے قالی را  
 در دیدہ ہا ز سرمہ شدن جاست سنگ اثر  
 صاف می سازد و تحمل طبع پر مسم خورده را  
 پنبہ سدر راہ می گرد و شرار جستہ را  
 ہر کہ چون آئینہ سازد پاک لوح سینہ را  
 کہ دستگیری افتادگی عصاست ملامت  
 بچشم مہماں جبا کردہ ابرو از خمیدہا

میکند افتادگی آزاد از بند خطر  
 در شود قطره چو افتاد از ابر نیال  
 هر که چون خورشید بنماید کمال خویش را-  
 هر که سازد سرکشی بچون حباب شوخ چشم-  
 ز تعظیم و تواضع هائے ختم ایمن مشو صائب  
 بنود گل تواضع دشمن بجز گزند  
 پاکش از بزم مجنساں اگر خواهی عنفا  
 معنی یک بیت بودم در طریق اتحاد  
 دل مکن از دوست گریز خواهی باد پیوست باز  
 بیچک در رنج و راحت نیست از صاحب جدا  
 ماه نو بر همه روشن کند این مضمون را-  
 هر کمالی را که دیدم روی دار و دور زوال  
 نسب صورت نه بخشد گزندی جواهر ذاتی  
 روشن شود چراغ دل مازیکد گر  
 دو دل یک شود بکند کوه را-  
 تا توانی تا توانی را بچشم کم مبین-  
 حرمت روشندلاں از زشت رویاں کم بود-  
 بسکه می ترسم از جدائیها  
 در راه وفا تجربه کردیم بے را  
 دشت ماکم نگرود ز اجتماع دوستان-  
 کے بکرو حاکم بسازد برگ و اردا احتیاج  
 گریه می آید مرا بر طالع فرزانہ ہا  
 مرد کامل در وطن هرگز نمی گیر دست را

شیر با این رعب کے سازد ہراساں سایہ  
 رہنما سوے ترقی ست منزل مارا  
 در جہاں ہر روز می بیند زوال خویش را قابل  
 زود بیند از ہوائے خویش مدفن زیر پا  
 کمر خشم کردن صیاد آفتہا ست مرغاں را صائب  
 پا بوس تیشہ افکند از پائہاں را غنی  
 بگسلد چون تار از تنبور گرد دے نوا کاشی  
 چوں دو مصرع گرچہ در ظاہر جدا بودیم ما-  
 کس بگلبن باز کے بند و گل پیر مردہ را کلیم  
 حق صحبت کردہ بس پایند احساں سایہ لا اعلم  
 کہ زوالست زپے دولت روز افزوں را اختر  
 آرزو از این سبب در سینہ باطل شد مرا ظہیر  
 کہ باشد بیشتر با آب نسبت تیغ خویش را مخلص  
 چوں رشتہ ہائے شمع بہم زندہ ایم ما حافظ  
 پیرا گندگی آورد انبوہ را نظامی  
 یاری یک رشتہ جمعیت دہد گلستہ را طالب  
 مفت نہماند کسے در زنگبار تہینہ را حافظ  
 توبہ کردم ز آشنائیہا لا اعلم  
 ہر چند دو دیدیم و ندیدیم کسے را ظہیر  
 چوں الف با ہر کہ پیوندم تہنیم ما صائب  
 نیست در سیر و سفر پردے ساماں سایہ را رائق  
 بیغمی را مفت بردند از میاں دیوانہ ہا لا اعلم  
 میوہ چوں بختہ شد از شاخ میگرد جدا صائب

رفت عسرم در غیری برباط روزگار  
 گزند چشم بدور ساحل غربت نمی باشد  
 کلید و قفل چون دیدم ز یک آهن تقسیم شد  
 عروج ماه نواز باعث افزونی تو درست  
 یکبار آبرو ز روی که ریخت ریخت  
 تا رزق خود رسد بدلت چو آسیا  
 آنرا که نیست وسعت مشرب درین سرا  
 گوشمال آتش شود دست نوازش ساز  
 چو شد ز هر عادت مضرت نبخشد  
 نذار دره بگردول روح تا باشد نفس در تن  
 اگر نعلین جسم تیره را از پابروں آری  
 اندیشه مال نیاید ز مادرست  
 گلزار از قتل و قتل و قتل پابروں  
 بر نیگرود برات قسمت حق خون منسور  
 عقل و انگیر مارا راه روزی بسته است  
 بر زبان حرف طلب هر گز نمی آید  
 پرده دار و حاجب و دربان نمی باشد مرا  
 تکلف مکن در سلوک که داری  
 میزبانیکه زجاں سیر کند هجاں را  
 بر میوه رسیده زدن سنگ الهی است  
 با بنجیلان ست دالم و دهر ناپاک آشنا  
 شرکت روزی حیسان الفریاد آورد  
 حکمت محض ست گر لطف جهاں آفرین

گر چه بچوں مهره شطرنج دارم خانه با غنی  
 ز دام آزاد می سازند و در آب های را علی  
 که اسباب کنش و رگه دارند شکلهای عاقل  
 ترقی می نماید از کمال البته منصب لا اعلم  
 در برگ گل دوباره که آرد گلاب را بخود  
 دالم خموش دار زبان سوال را غنی  
 در زندگی به تنگی قبر دست بتلا صائب  
 سرکش گر گوشمالی میدهد دوراں ترا صائب  
 برگ آشنا کن بتدریج جانرا  
 رسائی نیست در پرواز مرغ رشته برپارا غنی  
 بحشم روشنائی عالم بالا نمی پارا حزیں  
 در دست دیگر است چو سود و زیان ما لا اعلم  
 سر مشق خویش ساز خط سحر نوشت را غنی  
 نیست ممکن باز گردیدن بیستان شیر را صائب  
 در نه هر انگشت بیستان ست طفل شیر را لا اعلم  
 میهاں بے طلب را دوست میداریم ما صائب  
 خانه چوں آینه بے مهاں نمی باشد مرا  
 چو خواهی که از خود کنی میهاں را  
 چه ضرورت که آراسته ساز و خواهی را  
 زنه سار از سوال مرغهاں کریم را علی  
 قبیله دنیا شود با اهل امساک آشنا حزیں  
 بر سرناں پاره سنگ دشمن بود و درویش را صائب  
 خاص کند بنده معلومت عام را لا اعلم

<p>غالب لا اعلیٰ رند نصیر لا اعلیٰ ذوق لا اعلیٰ معنوی ذوق میر معروف لا اعلیٰ پیکر ناخ لا اعلیٰ ذوق حسن لا اعلیٰ سعدی</p>	<p>ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبراہٹیں کیسا نہ پوچھو حال کچھ یار وہم ساری نوجوانی کا سرخ و سفید مٹی کی صورت ہوئی تو کیا سوئے ہی رہے ہم نہ کسی نے بھی جگایا مبارک ہو ہمیں کو غنم ہمارا سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں تا یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا ہنڈولے میں تماشا دیکھتے تھے چرخ گردن کا مادروں را بست گریم و حال را ہے وہ خود ہیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا موم سمجھے تھے ترے دل کو سو تھپڑ کلا کبھی تو کوئی بھلا اس رستم کو پوچھ گیا اٹھ گئے جب ہم تو اپنا قد رواں پیدا ہوا بیچ آفت زبرد گوشہ تنہائی را دل دکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا جس چیز کے ناسخ کوئی فت بل نظر آیا غنم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا جہاں میں جب سے کہ چرخ چنبریں ہر بنا پردہ فالوس میں بھی شعلہ عریاں ہی رہا کہ جس کے عوض یوں رولانی لگا وا ز جملہ خلق پر گزیدن خود را تا سبک از حق نعمت سازد ایں منت ترا نہ کہ را منزلت ماند نہ مسہ را</p>	<p>رات دن گردش میں ہیں سات آسمان سراسر دل دکھا تا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا ٹلے کر گئے یاران عدم رفته تو منزل غرض کس کو کرے ماتم ہمارا قدت ہی سے لاچار ہوں لے ذوق و گرنہ گل اس نگہ کے زخم رسیدوں میں مل گیا لڑکپن سے یہ تھی سرنگی اپنے نصیبوں میں ما بروں و انس گریم و قال را موت نے کر دیا ناچار و گرنہ انساں مہر کی تجھ سے توقع تھی ستم گر نکلا نگیں دل کو بغل میں لگا رکھ لے معروف دلے قسمت اہل دنیا ہوتے ہیں مردہ پسند ہیج غزت بنو مردم ہر جانی را ہم سناتے جو کوئی درد ہمارا سنا قسمت کیسا ہر ایک کو تمام ازل سے بیل کو دیا نالہ تو پر دلے کو جلتا کوئی بسا کوئی بگڑا یہی رہا ہر روز کب لباس ظاہری میں پہنچتے ہیں رونصیر فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا عیب ست بزرگتر کشیدن خود را شکر حق واجب بود از بہر ہر نعمت ترا چو از قوسے یکے بیدار نشی کرد را</p>
--	---	--

<p>             اک روز جہاں سے جان کھونا ہوگا              دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا              برسوں رہا جسکے سر پہ چتر زریں              کیوں آج دلاخیال نہ روانہ کیا              تیرے تر بان کے تو لایق ہوں۔              عرصہ عمر بہت کم ہے دلائل کی طرح              دنیا میں نہ چین ایک ساعت دیکھا              راحت کا مکاں، امن کا گھر، خانہ عیش              مرض مرگ سے عاجز ہے خدائی ساری              چو از شمع خالی کنی حسانہ را              نصیحت گوش کن جانان کہ از جلا دست تروانند              بوقت لقمہ خوردن لے سرت گفت بہایم۔              عوض ہے دشمنی کا بہت محال لے یار              در محفل خود راہ مدہ بچو منے را              بے سجادہ رنگیں کن گرت پیرمغاں گوید              ہر کرا باشد محبت با خدا              صلاح کار کجا دمن حشر اب کجا              دولت دنیا ندارد اعتبارے پیش ما              غم عالم فراواں سرت من یک غنچہ دل دارم              دریاب گر تو عاقلی بشتاب گر صاحبی              فلک از رشک نگوارد بجال خود د وہدم را              غم روزی مخور ہر دم مزین اوراق دفتر را              قدر مردم کے سزا اید تا بود اندروطن           </p>	<p>             گھر چھوڑ کے زیر خاک سونا ہوگا انیس              کس کا کس کا نہ یاں زمانہ دیکھا              تربت پہ نہ ان کی شامیانہ دیکھا              بھولا جو بڑے وقت کو اچھا نہ کیا              اور کاموں سے گوہزار گیتا افسوس              چمن دہر میں دن کاٹ تو نہ سکر اپنا              برسوں نہ کبھی روز فراغت دیکھا انیس              دیکھا تو جہاں میں کج عزت دیکھا              صد سلاطوں کو یہاں ہاتھ ہی ملتے دیکھا لا اعلم              نہ مینی دگر نقش پر دانہ را              جواناں سعادتمند پسند پیر دانا را۔ حافظ              کہ روزی میکند از ہم جدایاں ہمد را سرت              جوشیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب شیشہ کا لا اعلم              افسردہ دل افسردہ کند این سخن را              کہ سالک بے خبر بود ز راہ رسم منزلہا حافظ              کے بد اند و اصلانش را جدا لا اعلم              ہمیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا حافظ              سر بہ شاہی بر نیار و ہمت درویش ما لا اعلم              چہاں در شیشہ ساعت کھم خاک بیاباں              باشد کہ نتواں یافتن دیگچین ایاں را              بنگ از یکد گرسازد جدا بام توام را              کہ پیش از طفل ایزد پر کند پستان مادر را              در صدف قیمت نباشد گو ہر ارزندہ را           </p>
---	---



<p>کہ دل میں یاد ہے تیری زباں پر نام تو میرا          ذکر تو بود ز سزائے شادی ما</p>	<p>نہیں اک لکھ خالی تجھ سے بیرون و درون میرا          لے آمدنت باعث آبادی ما۔</p>
<p>باد و ستاں تملطف باد شمن امدار حافظ          ہمارا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہیں سکتا</p>	<p>آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف ست          خدا جب دوست ہے ایدل تو کیا دشمن و اید</p>
<p>میں جاکے تو اند کر دو دشمن چشم سوزن را          شرط عقل ست جتن اذ رہا</p>	<p>چو استعداد نبود کار از اعجاز نکشاید۔          رزق ہر چند سبکیاں برسد</p>
<p>ایں فتویٰ ہمت بود ار باب ہم را          نہ دیا کرو تم گالیاں نہ کیا کرو مجھ پر جفا</p>	<p>اما بود وصف اصنافی ہنس ذات          نہ ہوئی کبھی مجھ سے خطانہ ہو اگر مجھ پر خفا</p>
<p>طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا          دگرگوں حال ہو جاتا ہے اک دم میں زبانی کا</p>	<p>مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا          عنیت جان لے یہ جھتیں آپس کی لے ناداں</p>
<p>مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا          نادان ہے جو دوست وہ دشمن ہر جان کا</p>	<p>رستم رہا زمین پہ لے سام رہ گیا          معلوم ہو کر دل کے ملوکوں سے یہ ہوا</p>
<p>ترا دولت ہمیشہ یار بادا          کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا</p>	<p>ابھی بخت تو بیدار بادا۔          یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست نہ</p>
<p>زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا          اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا۔</p>	<p>لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صبا          یہ کہاں تھی میری قسمت کہ وصال یار ہوتا</p>
<p>آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا          صبح سے شام ہوئی شام سے پچھلے پہر</p>	<p>ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا          انتظاری نے تیری خوب دکھا یا پہر۔</p>
<p>چلا جب چال کو اہنس کی اُس کا بھی چلن بگڑا          معتابہ تو دل ناتواں نے خوب کیا</p>	<p>جو کی تقلید خسرو کی تو کار کوہ کن بگڑا۔          شکست و فتح تفسیروں سے پہلے لے میر</p>
<p>جنہوں نے نعل سے کی جوئے انگلیں پیدا          آہنہ کو پیش آیا لکھا ہوا جبین کا</p>	<p>ہوے ہیں ایسے بھی کچھ صنعت آفریں پیدا          قسمت نے ساتھ چوڑا لٹا ہوا مستدر۔</p>
<p>چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا</p>	<p>ہنگامہ گرم ہستی ناپید ار کا۔</p>

<p>جو دل کہ ہے بے داغ وہ جل جائے تو اچھا لا اعلم          تمہیں کو بلبلو آتا نہیں انداز شیون کا ”          بلائے صحبت لیلای و سرقت لیلہ ”          جس گنہگار کو دیکھا وہ گنہگار نہ تھا آصف          ہیوسے برق خرمن کا ہے خون گرم دہقانکا غالب          دم تخت چنیں شد مگر حوالہ ما لا اعلم          غم کجا داری بگو گفتم سر کو کوشما حافظ          بگریہ آدم و جائے گریہ بود آخبا آصفی          چوں نداند زباں معنی را لا اعلم          جل گیا جب کھیت مینہ برسا تو پھر کس کام کا ”          کیا اعتبار ہستی بے اعتبار تھا ”          جاں کو آفت میں مبتلا دیکھا ”          زمیں تانے کی ہوگی آسماں فولاو کا ہوگا ”          اپنے مطلب کا آشنا دیکھا ”          سمجھ لاپچی دانے تمام ٹونگ گیا ”          رازق ہے کوئی اور ہی دینے والا ”          خنداں ہے برق دیکھکے رونا صاحب کا ”          یہ مثل پر ہے آزما دیکھا ”          پائے بوس سیل از پاؤں کندو اور را غنی          ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائینگے کیا غالب          واسطے اس کے بھی ہے دوزخ کھٹا لا اعلم          لے گئے اسکندر و جسم کیا بہلا ”          خواب می نکند بارگاہ کسرے را ”</p>	<p>جو چشم کہ ہے نہ ہے وہ ہو کور تو بہتر          نہ گل بنستے نہ پتے مسکراتے دوونوں رویتے          دوگو نہ رنج و عذابست جان مجنوں را۔          واہ رے شان کریمی ترے صدقے قرباں          مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی          لبالب رست ز خون جگر پیالہ ما          کھٹا کیستی گھٹم و ماگوئے شمشا          بکعبہ رستم و شوق و رت فرود آخبا          ہر کہ منظور شد سلیمان را۔          وقت پر قطرہ بہت ہے بر خوش ہنگام کا          اک آن میں عدم ہے برنگ شمیم گل۔          میں نے آکے جہاں میں کیا دیکھا          قیامت ہوگی جب خورشید نیزے پر کھڑا ہوگا          ایک عالم کو آزما دیکھا۔          چرامی جو شیخ کو اینوں تو دانہ تبیح          کیا اصل بندے کی جو روٹی ڈے گا          نا اتفاقی شیوہ ہے دور حشر اب کا          آدمی کا ہے آدمی شیطان          بر تو اضعف ہائے دشمن تکیہ کردن ابھی مت          بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کتب تک          جس سے ہووے ایک وقتی بھی قصدا          اُس نے کس کے ساتھ کی اب تک وفا          جزائے حسن عمل ہیں کہ روزگار بہنوز</p>
---	--

<p>لا اعلم عرفی وزیر میر غالب لا اعلم</p>	<p>گہر خیز و بجائے گل گیارا آثار پدید دست صنایع بسم را دیکھ لو دست کماں میں بھی عصا ہے تیر کا آدمی بلبند ہے پانی کا ہائے اس زود پشیمان کا پشیمان ہونا بگربان وصال تو مرا پاسے در گل داغ بردل شعلہ در داماں لب خموش و دل پُر از آواز صا مقبول نہ سائند از و بانگ و صدا را گردش ضرورت پیر بلند را ہمنون ما چہرہ پرستد غزالہ را جنوں عشق کجا نہ شراب کجا مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما مصلحت نیست کہ ہشیار نہاید خود را عشق دیوے ست کہ دیوانہ کند ملارا برآرند از فقتایم ہچو نامنہاں زبانم را باز گرد و یا بر آید چیت فرمان شما بگوار مرا بہمن خندارا ذہ مہرت دل ایں ماہلا شاید باہل را از رساند سلام ما اگر مردی حسن لے من آسا تو مرد در دہاں اثر دہا لے غم دزد و نئے غم کالا</p>	<p>چونیت نیک باشد بادشاہ را از نقش و نگار و رود یوار شکستہ زور بازوے جواں ہے آسرا بر سیر کا کیا بھروسہ ہے زندگانی کا کی میرے قتل کے بعد اُس نے بھاگو تو یہ لے خوش آندم کہ رسد دست امید در ریاض آفرینش لالہ ساں روئیدہ ایم ہریش قفل ست و در دل راز صا شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا یک جاتر ارہمت عالی نئی کند خلق جہاں پرستش گو سالہ می کند حریف بادہ کجا عاشق شراب کجا ساتی بنور بادہ برامروز جام ما ہوشمند ی کہ بہنگامہ مستان افتد گر چہ نلا بفسوں دیو بہ بند و لیکن سرازمال حکمت گر بہیچ من درین گشتن عزم ویدار تو دار دجاں برب آمدہ باشاہ چہ نسبتے گدارا کفر کا فرزا و دین آگاہ را لے خامہ حرف زن کہ کسے از کلام ما بدی را بدی سہل باشد حیزا گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد لے زبرد لے سنگے بالا</p>
---	---	---

من از آن جن روز افزون کیوسف داشت دہتم  
دوست دشمن پھر گیا اپنا بگا نہ پھر گیا  
ہشیار یار جانی یہ دشمن ہے ٹھکوں کا  
اے مشومغور برحلم خدا  
نہیں آساں تماشادیکھنا کچھ ملک امکان کا  
زودور چرخ گرداں ہرچہ دیدستم دریں عالم  
کبھی گلشن میں رہتے تھے نفس میں اب گذرتی ہر  
جنت کہ چشم شوق میں وحدت کا نور تھا  
مسافرؔ نرسید از عدم کز وپرسم  
باغبان آیا گلستاں میں کہ صیاد آیا  
دل جاتا ہے دل سے تری الفت بین طاق  
ہوئی ہے عرق کیا کیشتی مقصد ساحل  
طبع و دل از رہ تقلید بہ نیکاں نرسد  
اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر  
اے زاہد ریائی دیکھی مناز تیری  
آذمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز  
الضاف کے خواہاں ہیں نہیں طالب ذرہم  
شنا ہا ہمہ ایزد پاک را  
دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان شور افزا  
زر سے گل کا غزل تر ہو نہیں جاتا  
جبابہ ساین دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا  
تعلق روح سے مجھ کو جد کا ناگوار ہے  
گل آتے ہیں ہستی میں عدم سے ہمہ تن گوش

کہ عشق از پردہ عصمت برون آورد یعنی را حافظ  
تیری چتون کیسا پھری سار از مانہ پھر گیا  
یاں ملک نگاہ چو کی اور مال دوستوں کا نظر  
دیر گیر دخت گیر دمر ترا  
کہ یہ ہو کا مکاں ہر جس میں عالم ہو خوشنخا لا اعلم  
میرس از من کہ شرش لال می سازد ز بام را  
خطا صیاد کی کیا ہے ہمارا آب و دانہ تھا  
جس بام پر نگاہ پڑی کوہ طور تھا  
کہ پیر چرخ کجا بردن جو اں مرا  
جو کوئی آیا مری جان کا جلد آیا  
سر جاتا ہے سر سے ترا سودا نہیں جاتا  
ہوے ہیں خشک بار آور نہال آرزو کیا کیا لا اعلم  
پا اگر خواب کند چشم سخن اورا عالی  
آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا ذوق  
نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا لا اعلم  
کتنا طوطے کو بڑھایا پردہ حیواں ہی رہا ذوق  
تحین سخن فہم ہے مومن صلہ اپنا مومن  
شریا وہ طارم تاک را لا اعلم  
دل انگنہ ایم بسم اللہ مجرہا و مرہا  
قلعی سے کچھ آئینہ مقرر ہو نہیں جاتا  
نہایت غم ہے اس قطر کو دریا کی جدائی کا آتش  
زمانے میں چین ہر چار دن کی آشنائی کا  
بیل کا یہ نالہ ہے یہ افسانہ ہے اس کا

<p>مقدر میں جو دولت ہو تو زور ہو خاک کو پیدا          ہر شجر اس باغ میں لاتا ہے پھل تلوار کا          خم شمشیر معشوقوں کا نھوڑا تا ہے گردن کا          کھن داؤد میں یکساں ہو عالم موم و آہن کا          سنبھل سکتا نہیں اب دوش کو بوجھ اپنی گردن کا          اپنی آنکھوں کو بچھا دیں دوست دشمن زیر پا          وہ افحی بے دنداں بے پیش یہ عقرب تھا          غنیمت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا          دل سے دشمن کی عداوت کا گلاب تار ہا          نہ بوسے کا فور میں نہ سو گہمی نہ داغ فحجہ کو لگا کفن کا          جدا ہوا شاخ سے جو تپا غبارِ خاطر ہو اجمن کا          سینے میں داغ - داغ میں ناسور پڑ گیا          ملا نہ دوست تو دشمن سے اتھاڑ گیا          گر یہ مینا ہے باعثِ خند رہا ہے جام کا          عید ہے جس روز تپہ پکارا ہو محبوبس کا          گور مہنتی ہے سچہر مجھ کو شایاں مرگ کا          پہلا مقام عرش ہے سبکدوش کی آہ کا          منکر مادر کا آزار ما          تو ز غنجہ کم نہ امیدہ در دل کشا چمن درا          میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا          مایہ کن نسبت دیرینہ را          از کجا آرم حیاتِ خضرہ عمر نوح را          یہ جہاں ہے آنکھوں سے لہو تلب جگر کا</p>	<p>ہنر سے نیاریوں کے حال یہ ظاہر ہو اہم کو          پھول جو ہر اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہو          تو اضع دشمن جاں کی زیادہ قتل کرتی ہے          کڑا اپن آگے مرواں خد کے چل نہیں سکتا          ادب تاجندے دست ہو س قاتل کو دامن کا          شاہراہ ہستی موہوم میں وہ چال چل          ایذا جو ہو اس خال دگیو سے تعجب ہے          سولے رنج کچھ حاصل نہیں ہو اس خرابے میں          دوستوں سے استدر صد سے اٹھائے جان پر          برہنہ آیا تھا یاں عدم کو برہنہ یاں جلا عدم کو          خراب مٹی نہ ہو کسی کی کوئی تر و دو دوستان ہو          آتش نہ پوچھ حال تو مجھ در دوست کا          یہ دل لگانے میں نے مزہ اٹھایا ہے          ماتم در یاد لاں شادی تنک نظروں کی ہے          آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہے خوشی          دانت ملتے ہیں بھٹے ہیں محسوس ہوا ہے سفید          آجہا نہیں مستانہ کسی بے گناہ کا          کار ساز مال بکر کار ما          ستم گروست کشد کہ بیرود سخن و را          آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہو          از ہنر خویش کشا سینہ را          چوں نویسم اشتیاق این دل مجروح را          اللہ دکہاے نہ الم نور منظر کا</p>
--	---

<p>مناسب ہے اُسے چھوڑے اچھوتا۔  ازل نام اس کنائے کا ابد نام اس کناریکا  وہ آحسہ کو مٹی میں مل کر رہیگا  یہاں دروں پسنبہ نگر پینہ دانہ را۔ غنی  گوندے نیت از دندان جز انگشت شہادت  یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا غالب  کرنیکے اس درپہ چھہ سائی نشان جبکہ جس کا امیر  کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا ذوق  رسمیت در شکنہ کشیدن کتاب را لا اعلم  وہ جلوہ جو اس مٹی کے کاشانی میں دیکھا میر  جیسا گیا تھا ویسا ہی چل پھر کے آگیا تقی  اپنے کئے کا اُن نے مژہ شتاب دکھا  لاگ جس کی جس سے ہو دُستمن ہوا اپنی جانتکا  مثل ماہ عید کے پورا جو ہوئے تیس کا سودا  تو آب و دانہ کو لیکر گہر نہ ہو پیدا  راہبہ قیمت سے رہزن ہو گیا مصحفی  نخل اُمید ہم نے پر بار ورنہ دیکھا  کچھ عجیب رنگ ہو زما نیکا  کہ اڑ سکتا نہیں اور ہر قریب آشیاں بٹھا  اور مر کے چھٹا اس سے تو بس خاک فی کھایا جرات  چسں دہر کا کچھ ہم نے نظارہ کیا  سناویں کس کو ہم درد و غم ورنج و الم اپنا  گھٹا نا وصل کی شب کا بڑھانا روز بھرا نا</p>	<p>نہ ہو جس کام کا اِشاں میں بوتا۔  جسے کہتے ہیں بحر عشق اُس کے دو کنار ہوں  زمانے اوپنے سے جس کو گرایا  سنگین دل ست ہر کہ بظاہر ملامت ست  رسد براہل ایماں بیشتر آفات از دنیا  واقف نہیں ہے کوئی نواہائے راز کا۔  ہوئی ہر تقدیر سے رسائی ضرور ہر قیمت آزمائی  آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ  مقوم اہل علم غذا بیت زیر چرخ  مسجد میں نہ کعبہ میں نہ تختانہ میں دیکھا  ٹکے گیا مدینہ گیا کر بلا گیک۔  پودا ستم کا جن نے اس باغ میں لگایا۔  عشق ہوا اِساں کا یا اِساں ہو حیواں کا  یار ہے بقدر حجب ہو آشنا دس ہیں کا  اگر عدم سے نہ ہو ساتھ فکر روزی کا۔  دوست جو اپنا تھا دشمن ہو گیا  کیا کیا بہاریں آئیں کیا کیا درخت پھولے  جو ملا اُس نے بیوفائی کی۔  مجھے آتا ہر دم اس طائر بے پر کی حسرت پر  جیتے تو غم گردش افلاک نے کھایا  چشمہ داکرتے ہی نرگس کی طرح کھلائے  نہ کوئی یار نے غوار نے مونس نہ ہمد ہے  نہ آیا چرخ دوں کو کچھ اگر آیا تو یہ آیا۔</p>
--	--

<p>کہ رہا اب ہمیں صیاد نے پر بند کیا جرات      برفیہ فولاو سے بچہ کہاں پیدا ہوا ناخ      آسمان پیشیں زمیں بہر تو اصغ خم ہوا      مورد نقصان ہوا جب کہ ماہ کا بل ہو گیا      آدمی اس پر بھی پیشیں آدمی سائل ہوا      گل کو گلیں کا خطرہ بیل کو غم صیاد کا      شب سداق گئی روز انتظار آیا      گم ہو وہ بگیں جس پہ کہہ دے نام ہمارا      آیا ہے جو دنیا میں تو کچھ نام کے بے آتش      اے دستم کہیں گے ہم جو ایسا پہلو ان کا      پایہ گل کشتی کو کمر و تیا ہے پانی بھاہ کا      جو شیخ کہہ میں تو دیر میں پرہیز تھا      اپنی آنکھوں کو بچا دیں دوست دشمن زیر پا      درخت بارور میں باندہ شتاب باغبان کا      بار لاتا ہے قلم ہو سینے نخل انگور کا      نام اک عالم میں چینی نے کیا فتنور کا      خوش نہ ہو گو آج بندہ صاحب تالیں ہوا      یہی وہ گرد ہے جس سے سوار آخر عیاں ہو گا      پھٹے کپڑوں میں بھی ان کو سچے لعل کوڈر کا      اسے گلیں کا اندیشہ ہے عیاد کا دھڑکا      جوانوں میں جواں بڑھوں میں بڑھال کو نہیں کا      مذہب کو فرت کرتا ہے کٹر اکتساب کا      یہ مردہ آیا کہ مجھ سے پیار کوئی نہ دیا کیا</p>	<p>وے قیمت نہ قفس کے ہوئے نہ گلشن کے      سخت دل جو ہیں انہیں محروم رکھتا ہر فلک      خاکساروں سے ملا کرتے ہیں ہلکے سر بلند      کچھ بھی حاصل باکمالوں کو نہیں ہر جزو ال      سب کے خالق نے بنائے کارہ سرواڑ گوں      رنگ عشرت باغ عالم میں نظر آتا نہیں      تمام عمر یونہیں ہو گئی بسراپنی      ایسا کوئی گمنام زمانے میں نہ ہو گا      باران کی طرح لطف و کرم عام کئے جا      فروغ عفتہ کیا جس نے پچاڑا دیو کو اُس نے      پرست فطرت سے سولے رنگ کچھ حاصل نہیں      کہاں کہاں بچھے ڈھونڈنا ملے ہمیں اورو      شاہراہ ہستی موبہوم میں وہ چال چسپل      فزروں ہوتا ہے جمیعت سے زیر آسما کا      رنج سے راحت نصیب طبع شیریں کا ہے      ظہر پیدا کر جو چاہے شہرہ آفاق ہو      طاٹ بھی ملنے کامر قد میں نہیں گل بہر فرش      نہیں اسرار سے آتش یہ پتہ خاک کا خالی      روا کہہ کلفت ایام میں بھی قدر نیکیوں کی      گل و بلبل کی حالت پر کیا ہے گریہ شبنم      بہار عالم نیز نگ رکھتا ہے مزاج اپنا      حرص و ہوس کو سینہ میں غافل جگر نہ      ہمارے قہر سے آسے گی یہ صدا تا حشر</p>
--	--

زینت پسند وہ نہیں جو ہیں شکستہ دل  
 لاتی ہے واں قضا و قدر مرغِ روح کو  
 دنیا میں نیک سے ہے فزوں بد کا امتیاز  
 باغِ عالم کی ہوا آتش نہ اس آئی نے مجھے  
 بچھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور میں بیٹھے  
 ہولے دہر گر انصاف پائے تو سن لینا  
 آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے  
 ناقص ہے دوستداری میں کامل نہیں ہو تو  
 ہزار نخلِ حُزں دیدہ پر ہزار آئی۔  
 پاک دنیا سے رہے اہل صفا دنیا میں  
 لغت دنیا ہے دنیا میں عجب دامنِ فریب  
 مسافرِ خانہ دنیا میں جو آیا ہوا راہی  
 زینت ظاہری جن کو ہے وہ ہیں خالی ہاتھ۔  
 دو ہو جاتی حد سے ہے محبت دیکھو  
 ہوتا ہے چودھویں کو ہمیشہ خوفِ ماہ۔  
 جو گھوڑے پر ہوا کے تھاغزور شہسوارِ میں  
 غیر از خدا ظفر یہاں کوئی نہیں ٹھکانا  
 یہ ساری آمد و شد ہے نفس کی آمد و شد  
 یار تھا گلزار تھا ہے حق فضا تھی میں نہ تھا  
 رفعت جاہ کو ہے ہمت عالی درکار  
 بے بیخ و دنیا یہ مزرعِ عقبت ہے  
 فرصت پہ ایک دم کی حباب اتنی کمرنگی  
 نہ کوئی یار پایا اور نہ کوئی سببِ شنایا

محتاج موئے چینی نہ دیکھا احصاب کا آتش  
 پانی جہاں قفس کا ہے دانہ ہے جال کا  
 کیا کیا گراں نہ شہد سے قیمت میں سم ہوا  
 دوست جس گل کار ہا میں وہ مرادِ شمن رہا  
 سمجھہ زیر زمیں اسکو جو بالائے زمیں آیا  
 گل و بلبل چمن میں ہونگے باہر باغبانِ کا  
 میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا  
 دشمن سے بھی عبا را گردل میں رہ گیا  
 نہ اپنا شیب سے پھر عالم شباب آیا ظفر  
 لے ظفر آب میں کب گوہر غلطاں بہیگا  
 آیا جو مہاں اس مہانہ میں پھنس گیا  
 یہ منزل آمد و شد کی ہر امیں ہر وطن کیسا  
 کوئی تبتلا دے کہ ہے بچہ مر جاں میں کیسا  
 حال یوسف کا ہوا صحبتِ اخوان میں کیا  
 جو دن کمال کا ہے وہی ہے زوال کا  
 زمیں پر اس کو اس گردوں ذرے ٹپکا اڑاٹا  
 منعم کا اور گدا کا چھوٹے کا اور بڑے کا  
 اسی تک آنا جانا ہے نہ پہر آنا نہ پہر جانا  
 محفل گلزار میں غنوں کو جا بھی میں نہ تھا  
 اوپنے کوٹھے کیلئے چاہئے زمینہ اوپنا  
 جزِ تخم نکوئی کچھ تم اور نہ بوجانا  
 تو اعتبار سمجھے ہے کیا اس وجود کا  
 جسے یاں دوست جانا اسکو دشمن جانا پایا



نہ یاروں میں رہی یاری نہ بھائیوں میں فدا داری  
 تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس  
 رتبہ بلا اسے جو وطن سے نکل گیا  
 قائم یہاں خزاں ہو نہ موسم بہار کا  
 اب زمیں پر نام کو باقی نہیں اُنکا نشان  
 ایک بنتا ہے بگڑ جاتا ہے فوراً دوسرا  
 دل مرے سینے میں یہ کوئی ستم پیدا ہوا  
 کہو بلبل کو بجائے چمن سے آشیاں اپنا  
 اٹھا کر لے چلی بلبل چمن سے آشیاں اپنا  
 مرا جلتا ہے جی اس بلبل کیس کی غربت پر  
 نہ تو نے گل کیا اپنا نہ بلبل باغباں اپنا  
 یہ حسرت رہ گئی کس کس مزہ سے زندگی کرتے  
 فتنہ شتوں کو کیا مات آدمی نے  
 چارون کے لئے کیا کیا نہ ہوا دنیا میں  
 لے منعموسا مان سوار سی پہ نہ بھو لو۔  
 خوشی وہ کوئی دی جس کے بعد غم نہ دیا  
 بلبل کہاں بہار کہاں باغباں کہاں  
 خلافت بلبل گلشن سے یہ زمانہ ہوا۔  
 یہ بخل وہ ہے کہ جس کے سبب سولے مضم۔  
 آئی بہار اور نہ چھوٹا میں لے جنوں۔  
 عاقبت تنہا گئے ملک عدم مشکل ہوا  
 ہمارا پہونچے کبھی کے منزل مقصود کو  
 کیا کوئی سسر بلند کرے دعویٰ مزوج

محبت اٹھ گئی ساری عجب یہ دور آیا ہے  
 یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اٹھا  
 وہ پھول سسر چڑھا جو چمن کو نکل گیا  
 آباد بدرنگ رنگ ہے چمن روزگار کا۔  
 جن کی نوبت کا بدرنگ آسمان نقارہ تھا  
 دیکھ اونا داں متا شاگردش ایام کا۔  
 جب سے دل پیدا ہوا ساتھ اُسکے غم پیدا ہوا  
 پڑے رُصد ہزار افوں نہ ہوگا باغباں اپنا  
 کما گئی سے کہ لے لے بیونا ہم سے کلاں اپنا  
 کہ گل کے آسروں پر یوں نٹا یا خانماں اپنا  
 چمن میں کس بھروسے پر بنایا آشیاں اپنا  
 اگر ہو تا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا  
 قیامت کا یہ مشت حنا کھلا صبا  
 خاک سے آب سے آتش سے ہوا سے پیدا  
 اڑ جائے گا اک روز ہوا دار مہتارا  
 ہمیشہ سر یہ فلک برس برس حساب رہا  
 وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا  
 کہ چنبہ ملک الموت آشیانہ ہوا  
 زمیں کے تخت میں قارون کا خزانہ ہوا  
 کیسا ترپ کے خانہ زنداں میں رہ گیا  
 کوئی بھی مولیٰ نہ یار و ہمراہ منزلی ہوا  
 دو قدم چلتے ہی میں بیہوش تھک کر رہ گیا  
 سنا بہتے پانی مٹا لے سدا کو بہار کا

<p>کہ لب جام حباب بحر سے تر ہوں سکتا  روز و شب رہتی تھی جن کے مسند زریں پا  " انتخاب برے کام کا اچھا نہیں ہوتا  " کس دن تہ و بالا یہ ہنسنڈو لا نہیں ہوتا  " جس کو دیکھا سو بے وفا دیکھا  " نہ برا در نہ آشنا دیکھا  " کیا زمانے کا الفت لاپ ہوا  " ٹھکانا پوچھتے ہو کیا بہلا ہم بے ٹھکانوں کا  " پتہ خانہ بدوشوں کے نہ پوچھو آشیانے کا  " آپ کئی روز جیسا کس لئے دارا مارا  " گو تھن لاکھ سال جیسا پھر کسی کو کیا  " اب جدائی سے محبت کا اثر ہونے لگا  " سوز پر نہ فتنہ کا نوشتہ کبھی ملتے دیکھا  " لا اعلیٰ اک روز نہ اک روز بٹھے مار رہے گا جوشش  " سر اسر موم ہو یا سنگ ہو جیسا قلندر  " سولے بیکی اب کوئی آسرا نہ رہا عبرت  " بال و پر توڑ قفس سے بچے آزاد کیا  " غمگین مردے کو مسلمان کے جلا نہیں اچھا  " محمود گر چھوٹ کے رویا تو مرے پاؤں کا چھالا  " نظیر ہم گر بھی پڑے تو بھی نہ ظالم نے سنبھالا  " خوب دیکھا ہارے انجام الٹی راہ کا  " نسیم فی الحقیقت ذکر کرتے ہیں تمام اللہ کا  " اسیر پرورش کرنا زمانہ کا ہے کام اللہ کا</p>	<p>تسک نظروں سے کیا ممکن جو کوئی فیض کو پہنچ  فرش خاکستر پہ وہ ہیہات سوتلیں پڑے  سرکش کوئی ہو کر کبھی بر پا نہیں ہوتا  گردش سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہتا  ایک عالم کو آزمادیکھا  حال بد کا شہ یک دنیا میں  یار اغیار ہو گئے واللہ  بساں نقش یا میٹھے جہاں ال کو نہ پھر سر کے  سراسر دل دکھا تا ہے کوئی ذکر اور ہما چھینو  یہ دنیا کے لیے کچھ نہ سکندر نے کیا  اپنی تو زندگی یہاں مشعل حباب ہو  پاس رہتا تھا ہمارے کچھ نہ تھا ہمکنیاں  ہم نے افراک کو سورنگ بند لے دیکھا  گر لوں یہی یہ دل درپے آزار میرنگا  دورنگی چوڑے یک رنگ جو جیسا  بجز فاقہ تہبائی آسرا نہ رہا  تو نے دنیا دنیا تسلیم یہ ایسا دیکھا  دشمن کو مری گور پہ لانا نہیں اچھا  صحرا میں مرے حال پہ کوئی بھی نہ رویا  اوریں کو تو گرتے ہوئے دیکھا تو لیا تھا  کج روی کو چھوڑ ظالم راستی کو اختیار  باع میں مل کر ہواست جو صبر اور تو ہیں گ  بلن میں کو دک لو کیر اسنگ میرا تا کو نہ</p>
---	--

خزاں کے ہاتھ سے گلشن میں خازنک نہ رہا  
 چمن سے دہر کے مجھ ناتواں کی رخصت ہے  
 ملایا خاک میں گردوں کے کس نام اور کو  
 بحر عالم میں ہے آفت لازم اہل کمال  
 مردہ کچھ سستا نہیں چلا کے روتے ہیں عزیز  
 موزیوں کی پرورش ہے باعث آزار خلق۔  
 خاکساری سے نہیں بہتہ جہاں میں منعی  
 پاک طینت دب چلیں ذی بخوتوں سو ذکر کیا  
 چشم عبرت کیوں نہ خوں روئے کہنگام حرام  
 ہوئے ہیں خاک کے پیوند مہرباں کیا کیا  
 فلک کب چھین سکتا ہے بضاعت خاکسائوگی  
 رکھا کسی کو نہ محروم حق نے رحمت سے  
 عبث ہے پرورش سنگدل زمانے میں  
 دشمن بھی گرمے تو خوشی کا نہیں مقام  
 روشن دلوں کو باد حوادث سے کیا گزند  
 کیا جانے گلزار پہ کیا لائے گی آفت  
 نہ وہ آیا نہ مجھ کو بلوایا۔  
 وہ سدا شاد رہا جس سے خدا شاد رہا۔  
 دانا کو تو اک حرف نصیحت ہے کفایت  
 باغ عالم میں ہے سب کو طرف اصل جوع  
 ترک عزت کی تو آیا حسن کا جلوہ نظر  
 کس طرح وضع غیر محل ہو پسند خلق  
 سبقت جو زندگی میں سکندر سے کی تو کیا

بہا ر کیسی نشان بہا ر تک نہ رہا عاشق  
 کہو گلوں سے کہ گلشن میں خازنک نہ رہا  
 نشان ملتا نہیں ہے قبر جمشید و فریدون کا صبا  
 ٹوٹنے کا خوف ہے قطرہ جو گوہر ہو گیا اسیر  
 دم میں کتنا فاصلہ اللہ اکبر ہو گیا  
 خار صحرا جب ہوا بالیدہ نشتر ہو گیا  
 مل گئی جسکو یہ دولت کیمیا گر ہو گیا  
 نور کا ہوتا نہیں زہر اسکن زیر پا عشق  
 ہر قدم کس کس کا آجاتا ہے مدفن زیر پا  
 ستم سے پیر فلک کے مٹے جواں کیا کیا عاشق  
 زمیں کے تحت میں ہے تاقیامت گنج قارون کا امانت  
 بشر کو دیدہ تر چرخ کو سحاب دیا  
 عقیق کے نہ شجر میں کسی نے آب دیا  
 کوئی جہاں سے آج گیا کوئی کل گیا  
 صرصر سے گل ہوا نہ چہرہ آفتاب کا  
 رونا ترالے بلبل شیدا نہیں جاتا  
 اور نہ خط کا مرے جواب آیا  
 وہ رہا یاد یہاں جس کو خدا یاد رہا علم  
 نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالا زار  
 خلق طوائف کے بیضہ سے کبوتر نہ ہوا اسیر  
 آبرو سے مدہوا زائل تو ابرو ہو گیا  
 دامن لپٹ کے ہاتھ میں کب آستیں ہوا  
 لے خضر چھپے مرگ کی منزل میں رہ گیا آتش

پیام مرگ سے ہوتی ہیں عکس روح کس خاطر  
 بلا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی میں پھسل۔  
 جو جس کے حق میں سمجھا وہ بہتر بنا دیا۔  
 غافل مقام رشک نہیں جائے شکر ہے  
 صاحب کمال رکھتے ہیں اکیر کے خواص  
 غور کرتا ہے جو افرادوں کو غفلتوں کو غور  
 قاروں کے خزانے کا طلبگار نہیں میں  
 سمجھا ہوں جو اس منزل ہستی کو سرا میں  
 آغاز سے ہر امر کا انجام خوب ہو  
 خاکساری سرمہ ساں شیوہ کر گیا تو اگر  
 چشم وحدت سے جو کی سیر جہاں کی لئے نہ  
 فلک کے ہاتھ سے جس سرزمین پر بھاگ کر پہونچا  
 رہا تیرا سہارا نیش کر نہ دم۔  
 احاطے فلک کے کب کے ہسم تو  
 ہو پاکدامنوں کو خلش کرے کیا خطر  
 لے ڈوق گرہے ہوش تو دنیا سے دور بھاگ  
 شربت مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی نصرت۔  
 برنگ غمخوین دل ہنسے کیا اس گلستاں کیا  
 جاہل منکر نہ آئے راہ پر معجز سے بھی۔  
 آنا ہے تو آ جا کہ کوئی دم کی ہے فرصت  
 جد اجیب سے ہوں ہم نہ ہوں رقیب جدا  
 قاروں اٹھا کے سرمہ گچے لے گیا  
 دل کو تو کر لینے دولت سے قناعت کفنی

لے گا خاک میں وہ جو ہوا ہے خاک کو پیدا  
 کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیسا کرتا۔  
 مجھ کو فقیر تجھ کو تو نگر بست دیا۔  
 سو سے بُرا تو ایک سے بہتر بنا دیا۔  
 چٹکی اٹھائی خاک کی اور زربنا دیا  
 سن تو چرخ پیر کیا تو بھی کینا ہو گیا  
 ہو گا نہ سزاوار مجھے مال دنی کا۔  
 دہو کا ہے وطن میں عزیز الوطن کا  
 انسان کو خیال رہے گر مال کا۔  
 دیدہ اہل نظر میں تیرا گھر ہو جائے گا  
 زلع بھی آیا نظر تو اُسے عنقا سمجھا  
 یہی واں بھی زمین پانی یہی داں آسمان نکلا  
 کبھی کج مہنم کو سید ہا نہ پایا۔  
 نکل جاتے مگر رستہ نہ پایا۔  
 کھٹکا نہیں نگاہ کو مڑگاں کے خار کا  
 اس میلہ میں کام نہیں ہوشیار کا۔  
 ایک ناکام اسے آپ بقا لے رکھا  
 بھرا آیا منہ میں خون اگر اک تبسم زیر لب آیا  
 جہل سے بوجہل اپنے ناسلماں ہی رہا  
 پھر دیکھئے آتا بھی ہے دم یا نہیں آتا  
 ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا  
 دنیا سے کیا تجنیل بجز رخ لے گیا  
 بس بہت دست ہوس اپنا نہ لے غافل بڑھا

<p>محبت جیتے جی کی ہے وگر نہ بعد مرنے کے  کوئی آرام سے کیونکر زمیں پر بیٹھنے پائے  اس کو انسان مت سمجھ ہو سرکشی جس میں ظفر  ہو شمندی کہ بہ ہنگامہ مستان افتد  عیب را ہم گر بکاوی نیست خالی از ہنر -  شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کائنات  نہ ہر آہے قبول افتد نہ ہر اشک اثر دارد -  از یواہوس محبت قسب طبع مدار  غنا بدست فرومایگان مدہ زہار -  پیچ عضوبے بصیرت نیست در ملک وجود -  چو موسفید شود دست از خضاب بشوے  چشم کرم مدار ز ابنائے روزگار -  کاسے خود پر مکن زہنہار از خواں کسے  خشم ست خوردن من و عیبت پوششم  غریب کوئے تو ام با وطن چہ کار مرا  آؤ ہو اپرست بہ مقصد منیر سد  دشمن خو بخوار را کو تہ از احساں سازد ست  از علایق فارغ اند از آدم و اداں تہی سرو -  ہنر شرط است لے عالی نسب بہر گراں قدری  از حجاب آموز ہمت را کہ با صد احتیاج -  اقبال کرم می گزدار باب ہسم را  نو جوانی بخاک می جوئیم ہ  شناور را بہ طوفاں بلا تسلیم می باید</p>	<p>نہیں کوئی کسی کی قبر پر بھی آنکو پھرتا  رہے جب در پئے گردش فلک آٹھوں پہ پھرتا  خاکساری کے لئے ہو خاک سے انساں بنا  مصلحت نیست کہ ہشیار منسا ید خود را  باز می دارد تکبر از ریامغرور را  میل بے رہبر بدریا میرساند خویش را  یکے گوہر شود از صد ہزاراں قطرہ فیساں را  نتواں گرفت از گل کاغذ گلاب را  کہ در مصالح خود خرج می کنند ترا  ور نہ چوں پہلو شناسد بتر بیگانہ را  نہاں مکن بشب تیرہ صبح انور را  دشوار میدہند جواب سلام را  داغ از احساں خورشید دست بردل ماہ را  انیت از زمانہ لباس و غذا مرا  سپردہ ام بتو خود را بمن چہ کار مرا  نتواں زدن بہ تیر ہوا الی نشانہ را  پیچ ز بخرے یہ از سیری نباشد شیر را  خار نتواند گرفتن دامن بر چیدہ را  کہ قیمت یکدرم گل بود دنیا عطش را  خالی از دریا بروں آرد سببے خویش را  ہمت بخور و بیشتر لا و لغیم را  بے سبب نیست قامت حشم ما  ہجوم موج دریا خستہ سازد سینہ و راں را</p>
---	--

تا بکے آواره و مہجور میداری مرا	تا بکے از بزم و صدمت دور میداری مرا
چو اشتیاق مہ عید روزہ داران را	شد آرزوئے تو از حد امیدواران را
که بہ ہجران سپرد کار مرا	چہ بہ خاطر رسید یا مرا
چون روشن است پیش تو مافی الضمیر	احوال خویش عرض نمودن چہ حاجت مست
کندم درد و ریش را بادشا	زن خوب و فرمان بر پارسا
ز خاموشی تو ان زد بخیہ این زخم نمایاں را	حسوداں را سکوت مادیان یا وہ گو بندد
نباشد عنار زنگ ہرگز تیغ چوبیس را	کدورت بیشتر آرزو کہ جو ہر بیشتر دارد
صاف اگر با خویش خواہی سینہ احباب	در صفائی سینہ خود سعی کن تا ممکن است
فلفل از پرواز مانع می شود کافور را	اختلاط ناموافق سد راہ سالک است
کہ خضر از آب حیات تشنہ می آرد سکندر را	تہی دستان قیمت را چہ سود از ہر کامل
تلخی فلفل کجا ناخوش بود کافور را	صحبت نا جنس کامل را نازد بید مانع
کہ عطر صندل افزون تر ز صندل می شود فائق	عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر گردد
گندمی کہ در فردوس بروں آدم را	خرد شمار گنہ را کہ گنا ہمیت بزرگ
ضایع مکن بمردم بیہودہ پسند را	صائب گھر بنگ زوں بنی بصیرت نیست
بگذار ہمیشی اصحاب مینس را	گر حق طلب کنی سگ اصحاب کہف باش
دنگ از آئینہ می گردد ز خاک تیر جہا	تا سنوز آرزو در دل نگردد سینہ صفا
کہ آزادی گرفتار نیست مرغ زشتہ بر پایا	نذار و بالعلق سود و دست افتادن از دنیا
ہر کہ پیش از مرگ قیمت کرد مال خویش را	وارثان را کہ دستغنی ز احسان اجل
ہر کہ پیش از خود فرستادہ است مال خویش را	وقت رفتن نیست درد نبال چشم حسرتش
نگہ دارد مگردست دعا دامن دولت را	بزد و بازوی اقبال کاری بر نمی آید
نازل شد است آیہ رحمت بشان ما	ما را برای گریہ چو ابر آفریدہ اند
در دست دیگر نیست چو سود زیان ما	اندیشہ مالی نیاید ز ما درست
کہ فربہ کی با سانی نماید قطع منزلت	براہ مرگ رفتن اندیشا را سخت دشوار است

لا اعلم

"

"

"

سعدی

حزین

حکیم

صائب

اعجاز

صائب

مؤید

فائق

صائب

"

متین

صائب

"

"

"

نگہ

نہایاں

در دست

کہ فربہ

رابق

میکنند بیدار احسان دولت خوابیده را -	عطسه می سازد بیک منغز گرهان گردیده را بدین
کی بسک روحان بسازد برگ دارند احتیاج	نیست در سیر و سفر پروانی سامان سایه را
و در شود کثاده اگر بسته شد در سه	انگشت ترجمان ز باست لال را صاحب
آب و نان روشن لال از سنگ پیدا میکنند	گشت از آئینه فرخت این سخن روشن مرا فرخت
ترا در بوتۀ گل بهر آن داوند این مهلت	که سیم ناقص خود را کنی کامل عیار این جا صاحب
هر چه رفت از کف بدست آوردن آشکاست	چون کند گرد آوری گل بوی غارت برده را
نیگرد باطن اهل صفارنگ از نظر بازی	تصرف نیست هرگز در دل آئینه صورت را منظر
شربت روزی خیسان را بفریاد آورد	بر سر ناز پاره سگ دشمن شود در ویش را صاحب
نیست صاحب علم رسمی سینه صافان را بکار	میکنند منشوش جوش صفحۀ آئینه را
همدم دیر نیندیشد موافق با مزاج	در سبجوی کهنه طبع آب می مانند بجا
ز راستی بود خجالت کثاده بنهین را -	که نقش را است ناز و سیاه روی نگین را
چون شکر ز راستی خویش نگذریم -	یا را ال جدا کنند اگر بند بند ما خوشدل
دست و نمک بود سپهر ناک قضا	در کار نسیب صرف کن اقتبال خویش را صاحب
بیش بین خشم در تدبیر بهقت می برد -	خواب تا چشمت نه بندد و که بندی خواب غنی
شد روششم از شمع که در بزم حریفان -	غاموش شدن مرگ بود اهل زبان را لا علم
دهر نا امن چنان گشته که چون مردم چشم	تا در خانه نبستم نه بر خواب مرا -
تن ساخته پابند درین مجسد جان را	ما کن کنند آینه شش خاک آب روان را
در غفلت تا نیفتاد م سعادت ره نداد	راهبر پیدان شد تا گم نکردم راه را
ز اختلاف این دآں سر رشته را گم کرده ام	شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر با ناصر علی
از پی اصلاح مردم عمر خود صنایع کن	می شود بیکار تر سواں ازین زنگار لا علم
میدهد آرام پاس آبرو با مرد را	میت آب از تمییدن باز داد و گرد را
به پیری سستی کن گردوجانی زلفت کار از دست	ز رنگ گشته در آتش ز خاکستر شود پید را
مشو با تنگ چشمان هم سفر گرد زندگی خواهی -	که رسته قدم هر قدم کونه شو همراه سوزن ها جای

مغنی	شود لطف خداوندی پناہ بے پناہاں را	مثنوی	مثنوی
غنی	لذت دیگر بود خواب دم صبح را	مثنوی	مرگ گوارا شود موئے چو گرد و سفید
مخلص	بموت کے تو اں بر خویش تن بستن جوانی را	مثنوی	مکن صرف خضاب لے پیر نقد زندگانی را
غنی	میشمارم طفل خود را رنجیت تا دنداں مرا	مثنوی	آدمی در عہد پیری بے خبر گرد و عسفی
مغنی	بہمو پروانہ سوزاں خویش را ۶	مثنوی	در نگر پس را بعقل و پیش را ۶
"	گر نیوشد چشم عقلم را قضا۔	مثنوی	من نہ بینم دام را اندر ہوا۔
لا اعلم	بندی عیبے را انداں کس دوا۔	مثنوی	بند آہن را تو اں کردن جدا
"	روشنیں اندر حضور اولیا	مثنوی	گر تو خواہی ہمنشین با خدا
"	مادروں را سنگریم و حال را	مثنوی	ما بروں را سنگریم و قال را
صائب	شکجہ ایست فقیراں بے بضاعت را	مثنوی	ضیافتے کہ در اینجا تو انکراں باشند
لا اعلم	کہ نباشد بچن قدر گل خود رو را	مثنوی	تا نخواہند مثنوی سبز ہرا بنجنے
"	میشوی از ہر نسیمی بہجو گل خنداں چرا	مثنوی	خندہ کردن رخہ در قصر حیات افکندن بہتر
"	چنانکہ می کنی از مرد ماں حجاب اینجا	مثنوی	اگر حجاب کنی از خدا فرشتہ شوی
"	تا نمیرد سنگر و آرام را ۶	مثنوی	شدید ام عشق مرع زو ج قید
"	کہ از خاک سیہ گلہائے رنگیں می شود پیدا	مثنوی	بنومیدی دہ از دست خود دامن شہارا
"	زین صدف لے آب سنگیں تر آخر خواب ما	مثنوی	از شتاب عمر گفتم غفلت من کم نشد
غنی	شرمندہ ام ز عمر کہ آمد بے مرا	مثنوی	کس وقت نزع بر سرم از بیکسی نموه
صائب	بیشتر دلبستگی باشد بد نیا پس را	مثنوی	ریشہ نخل کہن سال از جوان افزوں است
لا اعلم	نہ طاق سپہر بارگاہت بادا	مثنوی	پیوستہ زمانہ در پست بہت بادا
"	پروانہ و شمع خواب گاہت بادا	مثنوی	ہر دولت بیدار کہ در عالم بہت
"	آتش پہ مغاں لے راگ گایا تیرا	مثنوی	ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
"	انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا	مثنوی	دہری لے کیا دہر سے تعبیر تیرا
"	پھر ملیں گے اگر خدا لایا	مثنوی	اب تو جاتے ہیں اپنے گھر کو ہم۔



ہر کپا بند وطن شدی کشد آزار ہا  
 ز بیدرداں علاج در دود خستہ بدن ماند  
 مشکل بود گرفتن چیزے ز تنگ چشم  
 و فیض است نشین از کشایش نا میدانجا  
 این جہاں کوہ است فغل ماند  
 با وجودیکہ پروبال نہ تھے آدم کے  
 سودا سنبھال رکھ نہ کر اب خوف حشر کا  
 مثل نیکیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا  
 زنگی کو نارنگی کہیں بنے دود کو کھویا  
 کیا اس ترے بیمار کو امید شفا ہو  
 کبھی بیٹھی شہد پر نکھ لئے پرٹا  
 چہ خوش گفت است سعدی و زنجین  
 تن عیانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس  
 افتائے راز میں گو دلیں سمی  
 نمی بینی کگا دے و رلف زار  
 رات دن گردش میں ہیں سات آسمان  
 عیب است بزرگتر کشیدن خود را  
 از مردک دید و بساید آموخت  
 پیارا نہیں پیاری کا ہے پیارا  
 گر تو خواہی تا نیفتی و رہا  
 گیا حسن خواں دل خواہ کا  
 رات کو سونا سویرے صبح کو ٹھنڈا شام  
 چنانکہ شکر کند خواب طفل را شیریں

روئے گل اندر چین دائم پراست از خارا  
 کہ خار از پیا برون آرد کے بانیش غمر ہا  
 گر قہر ست بختہ ز سوزن قباے ما  
 بہ رنگ دانہ از قہر مل می روید کلید اینجا  
 سوے ما آید ندا ہا راصدا  
 وہاں پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدمہ نہ تھا  
 پیمانہ تیری عہد کا لبریز ہو گیا  
 ہم رو سیاہ جاتے ہے نام رہ گیا  
 چلتی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رو یا  
 جس کو کہ اثر ہو نہ دغا کا نہ دوا کا  
 ہاتھ ملے سر دھنے لالچ بری بلا  
 الایا ایہا الساقی اور کا سنا دنا وہا  
 یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اٹھا  
 لیکن او سے جاتا تو یا جان تو گیا  
 بیالید ہمہ گادان وہ را  
 ہو رہے گا کچھ نہ کچھ کھبرائیں کیا  
 وز جلد خلق برگزیدن خود را  
 دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را  
 رنج اس کا ہو کس طرح گوارا  
 گو گوارا اسرار سلطان بر بلا  
 سدا نام رہتا ہے اللہ کا  
 دولت و راحت بڑھادے عقل کو نہ رہتا  
 فزود غفلت ما از سفید موسے صفا

غنی

میلاد

سودا

درد

لاعلم

»

»

»

»

»

»

»

»

»

»

»

»

»

»

از راستی تیر کساں راست نگرود  
 چنانکه از نمک افزون شود جراحت ها  
 از زخم زبان نیت گریز اهل قسم را  
 گنهگار اندیش ناک از خدا  
 کریماں با تو انگر هم با حساب پیش می آیند  
 نیک و بد را امتیاز نیت در بازار دهر  
 پانصد هوس حاجت زنجیر ندارد  
 آسیب جهاں کم نخت رتبه ذی قدر  
 انتقام هر زده گویاں را بنجاموشی گزار  
 چون سنگ گزیده که نیار و باب دید  
 بر میوه رسیده زدن سنگ ابلهی است  
 عید نوروز ز من اینست که پیشم باشی  
 گوار اینست عشرت طبع نا پر میز گاراں را  
 ز فیض مفلسی قیمت فزاید ابل جوهر را  
 چشم در مسخ الہی باز کن لب را به بند  
 ز بد گوهر نباید هیچکے ترک بدی کردن  
 نتوان شناخت نیک و بد بر سرشت را  
 دعوی حق را کند باطل گواه بے شعور  
 عودت کی میماند ہی آبر و مے خویش  
 هر سرے دارد دریں بازار سوداے دگر  
 شد نفس بد گهر زنده را گزنده نتر  
 ز عشق ناتمام ما جمال یا مستغنی است  
 توکل پیشه را روزی بےست خویش می باشد

من چون ز عصار است کنم پشت دقار  
 بیگانه هزار ز پریش شود مصیبت صا  
 بیچاک که دیده است گریبان قلم را  
 به از پارسائی عبادت نما  
 نباشد چشم بر سامان و ریا بر نیایاں را ناصر علی  
 می شود در هر تر از ونگ با گوهر طرف غنی  
 دام است ہمیں موج عمل پائے کس را ناصر علی  
 قیمت نشود کم چو گدازند طلا را قدیر  
 شیخ می گوید جواب مرغ نا هنگام را صائب  
 آینه می گزد من مردم گزیده را ناصر علی  
 ز تبار از سوال مرغیال کریم را  
 چون ناشی تو چه عید است و چه نور و زمره ناصر علی  
 چه لذت از نشاط عید باشد روزه خواراں را ناصر علی  
 لباسه غیر غریانی زبید لعل و گوهر را روحی  
 بهتر از خواندن بود دیدن خطاستاد را صائب  
 نگر و کند دند ان از گزیدن مارا فعی را ناصر علی  
 هرگز کسے نخواهد خطا سر نوشت را شفیق  
 خدرا نا مقبول ثابته می کند تقصیر را ناصر علی  
 آب گهر بخاک فروشد کسے چسدا عزت  
 هر کسے بند و بایئن دگر دستار را صائب  
 ز احساں نمی شود سنگ دیوانه آشنا  
 آب و زنگ و خال و خط حاجت روسته نیابا ناصر علی  
 مکه انگشت خود کو دک چو بنود شیر پستان را غنی

سبک کاری و توکل و درست از مروت	بروش خلق مفلک ز نہار بار خود را
سپر دم بتو مایہ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را
ز آب موی ختم دروہر رسم آشنائے را	کہ در ہر رنگ شامل میشود بنکوصفا را
گفتگوئے کفر و دین آخر یک جامی کشد	خواب یک خواب است و باشد مختلف تعبیر ہا
تو در تخانہ اندیشہ دینی نمیشدانی	کہ عارف کعبہ می داند دل گیر و مسلمانرا
نیت غیر از یک صنم در پروہ و دیو حرم	کے شود آتش و در رنگ از اختلاف سنگہا
ساکن گلخن شد م تا صاف کرد م سینہ را	و ادم از خاک تر گلخن صفا آئینہ را
یا صاف دل کسے رایا را ئی برتری نیست	بر خاک می نشاند آئینہ آسمان را
بحسن خلق توان کرد صید اہل نظر	بہ بند و ام نیگسہ نہ مرغ و انار
خشم است خوردن من و عیب است پوشش	صائب
عدالت کن کہ در عدل یک ساعت بدست آید	این ست از زمانہ لباس و غنڈ امرا
باندک افح سبقت بر بزرگاں سفلہ کی یابد	میسریت در ہفتا و سال اہل عبادت را
شود نام تو روشن گر سر تسلیم خم سازی	اگر بر روی شاہاں پشت باشد پیل بانانرا
حاصلش چون خندہ برق است انگ بیشمار	کہ نقش راست بنماید نگین و آژگون پیدا
نشہ دولت کا بد اطوار کوجس آن چڑھا	آنچہ صرف عیش زایام جوانی شد مرا
فساد روئے زمیں از شراب می زاید	سر بہ شیطان کے ایک اور بھی شیطان چڑھا
آتش ہم با میچ کس جیس جیس ہر گز نیسم	کہ ادم دیو کہ و شیشہ نیست صہبہ را
با ہی میتوان از خود بر آوردن جہانے را	شاد می گردم چو ابرو خار دشمن زیر پا
از کہ و بوئے شراب آید بد شواری بڑوں	کہ یک بمنزل میر سانگا کا روانے را
و نہا اہل خویش تر حسم نمی کند	از سزیم غر نتوان پروحب جاہ را
جہاں استخوانیت بے مغز صائب	آتش اماں نمید ہد آتش پرست را
	بہ پیش رنگ انشا اللہ استخوان را

دل بد نیامی دنی دادن نہ کار عقل است  
گل ہرزہ خند و بلبل بیدار و ہرزہ مال  
زیر گرد وں گر کی شاد است می سوزد و گر  
برازہ مرگ رفتن اغیار سخت دشوار است  
محو از سایہ بال ہما نور سعادت را  
انما الحق گفتن منصور تا ویلی نمی خواهد  
ہرگز نبرد فیض ز خود صاحب دولت  
آیہ بطلمائشان از پرستان آمدہ  
مگس را بے تر د و نکبوت آرد بدام خود  
مرغ زیر ک فتنس صائب دل خود می خورد  
راز درون پرده زردان مست پیرس

کریں جدای کا کریں کس کی رنج ہم لے ذوق

مید ہی یوسف سیم قلب ای ناداں چرا  
دل چوں شود گفتمہ دریں گلستاں مرا  
عید بل گشت صبح و مرگ شد پروانہ را  
کہ فر بہ کی بہ آسانی نماید قطع منہا  
کہ سنگس میکند ایں بالیش پر خواب غفلت را  
گد اگم می کند خود را چو دولت می کند پیدا  
بر خویش نینداخت ہما سایہ خود را  
باطلا صاحب طلا صدق ہذا باطلا  
ید طولست و تحصیل روزی گوشت گیرانرا  
میش باشد حشت از دنیا دل آگاہ را  
کیں حال نیست ز اہد عالی مقام را

کہ ہونیوالے ہنس سب سے غمقریب جدا ذوق

بارش سفید می کند ابرسیاہ را  
کمر باد و پرودہ باشد آب زیر گاہ را  
بکن بروم محتاج در سہرا ز اینجا  
بر سزان پارہ سنگ دشمن بود درویش را  
بشکند گرسنا غوہ ہر نرین و آب را  
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا  
شاہ باید تا بداند شاہ را  
کے تیر تو اں ساختن از چوب کمانہا  
دائم نجات خود روزی رسد زباں را  
کار امرار روز بر سر را

طاعت کند سر شک نہ امت کفہ را  
چوں شود دشمن ملایم احتیاط از کف مدہ  
و رہشت بریں گر کشادہ می خوابی  
شیرکت روزی میساں را بغیر یاد آورد  
یہ خستہ اہل سخن را از جفا سے روزگار  
یک زمانے صحبت با اولیاء  
اس پید ہے را کب پیر و اندر ہم راہ  
کج را یہ تکلف نتوان راست نمودن  
صاحب سخن نہ جنبد از بہر قوت ہر جہا  
کار فردا نشد تمام امروز

<p>ہمارا استخوان در لقمہ باشد مغز نعمتہا غید بل گشت صبح و مرگ شد پروانہ را انگیس سیلاب باشد خانہ ز بنور را غنی بزرگی مایہ طوفان بود پیوستہ دربارا شہدی کان میں انگلی ناک میں انگلی مت کرے بابا سحاب خشک حسرت مشتاق باران را گنجینہ گوہر ز مدیح تو دہن صہا صاب گر و در آب نتوان معتقد شد مردہ را غنی کہ نتوانست دیدن یک گرا و ستار ایجا در نفس باشد تفاوت خفہ و بیدار را غنی باشد از ناخن کلید رزق در کف شیرا قبول</p>	<p>ز سختی ہائے دوران قافعاں را بہت لہتا زیر گردوں گر یکے شاد مست می سوزد و گر میگفت ویراں ہنول خانہ معمور را ز دولت نیست جز تشویش خاطر حاصلی دیگر آکھ میں انجن دانت میں منجن مت کرے بابا کتابت کے تواند داد و ادب قراراں را لے خار حس بھرتائے تو سخن صہا خرق عادت کے بکار آید دل افسردہ را چناں گرد و کدورت ریخت بر خلق آسمان پنجا گفتگو بکرتک نبود غافل و ہشیار را نیت در سر فکر و زری صاحب شیرا</p>
<p>لازم افتادہ است نوئے زشت روئے زشت را ہمضلال از علم خیر و ہسم ہدا سعدیادی رفت و فردا ہم چناں موجودیت اگر فولا جو ہر دار باشد تیغ می گرد و تو در بت خانہ اندیشہ دینی نیستدانی عباں گرد و بروز مرگ چوں بیدار خواہی علی بیگانہ و یک آشناداریم ما باغ عالم میں ہے سب کو طرف اصل رجوع آج آفت سے بچی جان تو کل خیر نہیں کبھی بھولکر کسی سے نہ کرو شکوہ ایسا کرنے دو بدی کرے جو کوئی</p>	<p>زشت روچوں سازد از خود و ورخوئے زشت را ہمضلال از علم خیر و ہسم ہدا سعدیادی رفت و فردا ہم چناں موجودیت اگر فولا جو ہر دار باشد تیغ می گرد و تو در بت خانہ اندیشہ دینی نیستدانی عباں گرد و بروز مرگ چوں بیدار خواہی علی بیگانہ و یک آشناداریم ما باغ عالم میں ہے سب کو طرف اصل رجوع آج آفت سے بچی جان تو کل خیر نہیں کبھی بھولکر کسی سے نہ کرو شکوہ ایسا کرنے دو بدی کرے جو کوئی</p>

قدمے رنج نہما چشم براہت دارم  
 نہیں دیکھ بہتر ستانا کسی کا  
 ہمہ بادا ہمہ ساغر ہمہ جام ست ایجا  
 آدمیت اور شے بے علم ہے کچھ دھیر  
 حق کا اہم مددگار رہا کرتا ہے  
 اس رشک گل کے جلتے ہی بس آگئی خزاں  
 فروغ شعلہ اور اک دیریری ست کم پیدا  
 شست و شو سے گویا اجلا ز ذیل  
 خضر رہا شد نصیحت ہر دل آگاہ را  
 وہ آبائی جب جو سدا ہم لئے چھوڑا  
 ذی بیعت ہزار جو بابا  
 تو لے کو ترہام حرم چہ میندانی  
 بہار عمر ملاقات دوستداران ست  
 قیامت کرے کی جوانی تمہاری  
 اب جو کرنا ہے وہ کہو تم ستم  
 و کبریا غبار گلشن کو حسرت سے یہ کہتا تھا  
 غروحین اجازت مگر نہ واسکے گل  
 بلج دل نو شتم حرف لبہم اند و مجسہا  
 دل ہمارا اب وطن سے اٹھ گیا  
 شد منور از فروغ خانہ ویران ما  
 مجھ سے بیزار ہوں جاتا ہوں اب شمع خدا  
 نمایم جو گندم آرم بجسا  
 مرے دل سے کوئی پوچھے ترے تیر نیم کش کو

لے فدائے کف پائے تو سر و منزلہا  
 جلانا کسی کا کر دھانا کسی کا  
 آنکہ دار و دھرا ز خویش کد ام ست ایجا  
 کتنا طوطے کو پڑھایا پروہ حیواں ہی رہا  
 اہل باطل کی طرف روئے طفلیا ہوگا  
 ہر گل بھی ساتھ بوکے چین سے نکل گیا  
 بودا میں معنی پنہاں ز شمع صبحم پیدا  
 جامہ اصلی پہ دھبہ رہ گیا  
 می کند تکلیف راہ راست ہر گاہ را  
 تو پھر کیا کریں یکے بند وق گھوڑا  
 ابھی نا کردہ کار ہو بابا  
 قیدین دل مرغان شتہ بر پارا  
 چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا  
 کہ منہ ابھی سے ہے بچپن تمہارا  
 بعد کو الٹا دیکھا جائے گا  
 ابھی کچھ دن بچے ہیں اس جگہ غنچہ لیا گل تھا  
 کہ شے بکھی غنچہ لب شیدا را  
 تو گل کر دھانگندم بہ بحر عشق موج افزا  
 آب و دانہ اس چین سے اٹھ گیا  
 رشک سخن طو گشتہ کلمہ ازان ما  
 منہ دکھلائے خدا پھر مجھے دنیا تیرا  
 نہ چوں جو فروشان گندم منہ  
 یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

ذوق  
ظفر

حافظ

غالب

سہل ہونا مری شکل کا بہت مشکل ہے  
 ہر اس عشق و محبت میں دلزبا کیسا  
 بت میری نہیں یا نہ سنیں غم نہیں مجھ کو  
 رات دن صدمے مٹے جائے فلک  
 خدا پر ہے بھروسہ ناخدا کیسا  
 نہیں سوزش غم سے دل کا نشان  
 ہوئے ہیں عشق میں عنقا رسوا چار سو کیا کیا

کام و مشوار وہ نکلا جسے آساں سمجھا  
 خدا پر اپنی نظر ہے تو ناخدا کیسا  
 رونا تو اسی کا ہے خدا بھی نہیں سنتا  
 ہم نے بھی چھاتی پہ پتھر دھریسا  
 اکا دے گا وہ بیڑا پار میسا  
 جدا اور بل کر بھٹم ہو گیا

ناصحا خاموش ہو بک بک نہ کر  
 احباب ڈھونڈتے ہیں پریشان ہیں سیر  
 دل کو ہم نے اپنے بس میں کر لیا  
 ناصح تو بات بات میں بڑھا رہا ہے کیا  
 تری الفت کی چنگاری نے ظالم اک جہاں چھو  
 خمیدہ پشت کے گرد نہ پیراں درجہاں صائب  
 جزلے حسن گل ہیں کہ روزگار ہنسٹوڑ  
 ترس از حاکم عادل کہ عدش بچتیں باشد  
 دوست گردشمن شود وجہ ہلاکت می شود  
 سبھو رکھنا تو بہ رب دل پر از وقت گنہ  
 شب تاریک یم موج و گردابے خیں ہائل  
 ہرگز نہیر دامنک دشمن زندہ شد عشق  
 یمن میں گل نے بول دعویٰ جمال کیا  
 آب چوں در روغن افتد نالہ خیز از چراغ  
 آج شکل ہے گل اور ہی صورت ہوگی

مٹی ہے آبرو والوں کی اس میں آبرو کیا کیا  
 سرمہ اچکرا گیا بھٹا گیا  
 دیوانہ میکش آج کہ صبر کو گل گیا  
 چل چکا بس اس پہ قابو آپ کا  
 دیوانہ ہو گیا سب کہ مجھ وہ ہو گیا  
 زمیں کیا آسمان چھو نکا مکان کیا لام کا پکا  
 گرد خاک می جویندہ ایم جوانی صاحب  
 خراب می نہ کند کار گاہ نسری را  
 بجائے خرد ہا نذر وجہ ہقان گاہ ذرا  
 خون آہور ہیر لہا می کند صیاد را  
 معصیت را خندا می آید ز استغفار را  
 کجا دانند حال مانگسا ان ساحل با حافظ  
 ثبت ست بر جریدہ عالم دوام ما  
 صبا مار تپا ہے منہ اس کا لال کیا  
 صحبت نا جنس باشد ثمرہ آزار با  
 میں بھی اک رنگ نہ مانہ ہوں بدل جان و نگا

دیکھو تو کہاں آکے ہیں دل نے غمادی  
 گولا کہہ بناوٹ کرے ناقص نہ ہو کامل  
 شریف مرد شرافت سے منہ نہ پھیریں گے  
 رشتہ زیست کے رشتہ ہیں عزیز و درہ  
 مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا  
 دنیا کی ہوس بھی تجھے عقبے کی بھی ہے چاہ  
 اچھوں کو بُرا اور بُروں کو بھی بُرا  
 دین و دنیا کی عبت فکر ہے تجھ کو ناسخ  
 ہمیشہ جنس کو رہتا ہے میل جانب جنس  
 نہ ہو ناسخ کبھی ہو ہر ذاتی زائل  
 پہلے اپنی بات کا پیدا تو کر لے اعتبار  
 تلخ کامی کی حلاوت کو نہ پوچھو بسم سے  
 یہ سچ ہے وقت پرے رونق بھی کام آتی ہے  
 چاہئے صاحب سلام میں تسلیم کی خو  
 لے اہل وفا خاک بنے کام تمہارا  
 ہوں اب یہ سیاہ کہ دنیا کا غم نہیں  
 دیر ملا تھا راہ میں کعبہ کو بسم نکل گئے  
 زن و آئینہ و اطفال تینوں شعبہ دگر میں  
 جو ہاتھ سے جاتی ہے وہاں آتی نہیں  
 اکھر کوئی دل مل سے اگر پھر نہیں کہنا  
 کسی کو جو ہر ذاتی نظم نہیں آتا  
 مینہیں کھانیکا دھوکا کا فرویدنا رکا  
 بکساری بھی دریائے جہان میں بادشاہت ہے

سچ ہے پیل کوئی کسیکا نہیں ہوتا میکش  
 ہر گھاس کا تنکا کبھی طوبی انہیں ہوتا  
 وفا کے بدلے جفا کا م ہے رذالوں کا  
 اپنا کہتے ہیں کسے ہوتا ہے کیسا اپنا ماہ  
 موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا میر  
 اے بوا ہوس اس طرح گزارا نہیں ہوتا مہر  
 کہتے آئے ہیں لوگ دُنیا کے سدا  
 وہی ہوگا جو ارادہ ہے مرے مولا کا ناسخ  
 خیال ہے مرے دل کو دام شیشہ کا  
 اصل سے کر نہیں سکتا ہے کوئی اب جدا ناسخ  
 پھر اگر جھوٹوں بھی کہیگا یقین ہو جائیگا نظم  
 اس سے بڑھ کر مزہ قند غسل کیسا ہوگا  
 نہال جنگ کو کھٹکا نہیں ہوتا ہے پتہ بھر کا نیم  
 کسلم ہو مسلمان کا مسلمان ہونا خشت  
 آغاز بتا دیتا ہے انجسام تہارا  
 وہ دن گئے کہ جب مجھے دنیا کا غم نہ تھا  
 جذبہ شوق میں دماغ کس کو امتیاز کا  
 بنا دیتے ہیں اسلئے طعنے کہہ کر اٹکا  
 دین جو تیرے لئے ہے کہ کھسکے گا ہمار  
 کتاب ہے مجھ کو دیکھو کہ کس نے لکھا  
 مگر نہ کون ہے ہیں کون صاحب کس کا  
 بےیداب مجھ پر کھلا ہے جہد و زمار کا  
 جناب ایسا نہیں جو صاحب افسر نہیں ہوتا جہم



عاقبت دنیا وہ اپنی دونوں کرتا ہے خراب  
 جو حیرت شیم ہیں کرتے نہیں طلب وہ کبھی  
 ووناواں ہیں کہ قول فعل پر چکے نہیں مردم  
 گل کھل کھلا کے صحن چمن میں جو من پڑا  
 آتش مزاج من بگڑا ریں عتاب را  
 حافظ گرت زیند حکماں ملالت ست  
 کم نگر دو تابلش خورشید اگر  
 آگاہ فی تب درون را  
 کشتی شکستگانیم لے باد شمرط بر خیز  
 ہزار لغت و اقبال تندرستی صفا  
 گاہ گاہ ہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را  
 گناہ آئینہ عفو و رحمت است لے شیخ  
 ہر کہ راضی شد از قضاے خدا  
 و تگری اگر کنی ہمسایہ درویش را  
 عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا  
 قریب آیا ہے روز محشر چھپے گا کشتہ کا خون کیونکر

جو بڑا غائب کہے یو جدا ورنہ پھر بسلا  
 ادا کہوں ساحل سے کب سوال ہوا ہوش  
 وہ سمجھے ایک سا ہی حال ہر اک نیک کا بد کا  
 سینہ کے تھڑے اڑ گئے داغی جگر بیوا ہنر  
 پیچیں برجیں ندیدہ کسے آفتاب را لا اعلم  
 کوتہ کفیم قصہ طول کلام را حافظ  
 درخت ان لعل ساز و سنگ را لا اعلم  
 نشتر چہ زنی رگ جنون را  
 باشد کہ باز بیم آں یار آشنا را  
 خداے یکدم آیام و تندرستی صفا  
 تازہ خواہی داشتن گرد اغماے سینہ را  
 مبین بچشم حقارت گناہ گاراں را  
 بہرہ می یا بد از رضاے خدا  
 بایمید و رجاں ہمسایہ بینی خویش را  
 در و کا حد سے گزرنہ ہے دوا ہو جانا غائب  
 لا اعلم

جو چپ رہے گی زبان خنجر ہو پکائے گا آستین کا

آما وہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را  
 کشتی شکستگانیم لے باد شمرط بر خیز  
 ہم نہ سمجھے تھے یہ ظاہر داریاں  
 دیرست کہ آوازہ منصور کہن شد  
 ہو گئے دفن ہزاروں ہی گل اندام آسمیں  
 کیا کہوں کچھ کہتا نہیں جاتا

پیوند می کنم جگر پارہ پارہ را  
 باشد کہ باز بینم آں یار آشنا را حافظ  
 تیسری باتوں نے بڑا دھوکا دیا لا اعلم  
 تو بار دگر تازہ کنی وار و رسن را  
 اس سرخاک سے جوتے ہیں ہزاروں پیدا  
 ہائے جیب بھی رہا نہیں جاتا

اہل بدعت کو کہاں خوف خدا شرم رسول  
دل شکنی نہ کر جان کہ دل گھر ہے خدا کا  
معائب سے ہمیشہ اہل جوہر پاک رہتے ہیں  
دین و دنیا سے تعلق نہیں رہتا اس میں  
خطبے اک غم کو کہہ دوں گہرا مانو نہ تم  
لے عشق تو نے اکثر قوموں کو کھا کے چھوڑا  
بن آئینی ہرگز نہ جال پہنچ سکے بن  
ہنس کی چال حماقت سے چلا جو کو  
گھر چھپایا رچھٹے نویش و بیگانہ چھوٹا  
نخل غرائیا کٹا جاتا ہے ہر ہر دم میں  
دنیا کے کام پورے انسان سے ہوں کیونکر  
دین دیا ماں دھونڈتا ہے فوق کیا اس وقت میں

کوئی بن بیٹھا خدا کوئی پیسہ ہو گیا  
زہر ہا ر کسی دل کو تو ناشاد نہ کرنا  
دھواں دیتا نہیں شعلہ کبھی غسل بخشاں جاہ  
عشق کے نام سے کاپے کا جو عاتل ہوگا حیرت  
آپ ہو یا راو را وروں کو دیتے ہو دوا حالی  
جس گھر سے سراٹھایا اس کو بٹھا کے چھوڑا  
جو کچھ کاٹنا ہے تو بونا پڑے نکلا  
اپنی بھی چال گیا بھول بقول حکما  
ایک ذلت ملی اور سا راز مانہ چھوٹا  
ہم نے انھاس کو اک آردہ براں بیکھا خلیق  
یہ تو وہی شعلہ ہے یک سر ہزار سودا درغ  
اب تو کچھ دین ہی رہا باقی نہ یاں ہی رہا فوق

کس جی کس کو لے بید او گر مارا تو کیا مارا  
آسودگان خاک بھی سوئے نہ زمین سے  
سنو تو تم نے کبھی ہم کو یاد بھی نہ کیا  
برا کہو نہ کسی کو سخن خدا سے ڈرو  
جانتے ہیں نہیں ساتھ زرن و مال آقارب  
خلد سے دم کوئی طمان نے نکلو ای دیا  
چاہے جیسی نہ کی مانناپ کی قدر لے سراج  
فاسق ہو سے دو جہاں سے میر بھی  
خدائی میں خدائی اور عجب بادشاہی کا  
جو کہ خو خوار خلاق میں وہ خوش رہتے ہیں

جو خود ہی مر رہا ہوا اس کو گر مارا تو کیا مارا  
کھٹکا انہیں لگا رہا امید و بیسم کا فکر  
کبھی پیام و کتابت سے شاو بھی نہ کیا سوز  
خبر نہیں کہ تمہارا مال کیا ہوگا سخن  
ہمراہی کو تو ششہ ہے عمل کا بہت اچھا سعید  
راہ سے بے راہ ہوا انسان بہکایا ہوا  
حق خدمت یہ ہر اک اولاد پر باقی رہا سراج  
حاصل نہ ہوا فراغ دل کا  
بشر کے ہاتھ میں خود ہاتھ ہے کاسگدائی کا شریف  
لب سو فاکو کس وقت نہ خداں دیکھا شرم

جو حکم خدا کا ہے وہی حکم ہے ناطق  
 بزرگی دے نہیں سکتی ہے بہنامی بزرگوں کی  
 جو ہیں نیکانجی سختی میں بھی نرمی پائی جاتی ہے  
 کسی کے دل میں گھر کرنا بہت دشوار ہے  
 اصل سے اپنے نہیں ہوتی کسی شے کو گریز  
 لطافت طبع کی کیونکر اٹھائے سختی دلوں  
 نہ ہوتی عقل تو عصیاں بھی ہوتا فطرۃ ظاہر  
 خدا نے عقل ہی ہے نیک بے پیمانے والی  
 ہے جانتے تکلف کا پسندیدہ احسب  
 راز دل جس سے کہا دوست سمجھ کر اپنا  
 عشق وہ کافر ہے جس کے ظلم کا پایاں نہیں  
 اپنے اپنے وقت پر ہر اک کٹنا ہو جائے گا  
 ذی جو ہروں سے اہل غرض بے نصیب ہیں  
 کوئی کسی سے برائی کرے تو کیا ہوگا  
 بدی کو بس بدی زیا ہے اور نیکی کو نیکی زیا

فضل اس میں سر نہ نہیں زہار کسی کا  
 ید بیضا سے کچھ نسبت نہ رکھے پنجہ مریم کا  
 ہوا آہن کی سی کب برش اگر خنجر بنے زر کا  
 بہت آسان ہے قبضہ میں آنا ریح مسکوں کا  
 صابر  
 خاک سے تھا خاک ہی پھر کن آدم ہوا  
 ہوا پر ختم نہیں سکتا کبھی پتھر فساد خن کا  
 جو رہ رہے تو لازم پھر نہیں ہے رہنری کرنا  
 صدر  
 سکھایا عقل کو انسان کی سچی رہبری کرنا  
 ہو گا نگہ داری کبھی اس قبول سے ہلکا  
 ظفر  
 ہو گیا دشمن جانی وہی سنکر اپنا  
 کعبہ دل کو ہمارے بے سبب ڈھلنے لگا  
 دیکھ لینا چار دان میں کیا ہے کیا ہو جائیگا  
 عزیز  
 آب گہر سے کام نہ ہوتا شہ کام کا  
 فیض  
 نہ ہو گا کچھ بھی وہ چاہے کر خدا ہو گا  
 فاجر

میں اپنے دوست کا ہونا دوست و دشمن ہونا دشمن کا  
 قطب  
 میں خدا کے فضل سے خداں و شاداں ہی ہا  
 خلق خاشاک کبھی سنبل ریحساں نہ ہوا  
 گویا  
 جس سینہ میں ہو کینہ وہ سینہ نہیں اچھا  
 لا اعلم  
 توڑ کا ناخلف ویتا ہے یازن فاختہ تیا  
 لا اعلم  
 یان آشیاں بنایا او آشیاں بنایا  
 معصی  
 پہلی منزل میں جدا ہو کار و آگ ہو گیا  
 جیسا درخت ہو گا ویسا شہر ملے گا  
 محرم

مجھ کو ہفتے دیکھ کر فتنے میں اعدا رشک سے  
 سخن بد نہ کہی فائدہ بخشے ہرگز  
 انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا  
 سزا اعمال بد کی جب کسی کو ہے خدا دیتا  
 اپنی تو اس چین میں عمر اس طرح گری  
 منزل مقصود تک اس کا پہنچنا محال  
 ممکن نہیں جہاں میں زائل ہو ختم تاثیر

<p>             کہ بیا د آو رندیا راں راں را              عمرے دوبارہ داد شراب دو سال را              تو بہر کجا کہ بارشی بود آن بہشت مارا              ضبط چنای کند کے نچر خوش غلاف را              آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا غالب              بید او رگیا آج کل پائے گکا لا اعلم              دنیا یہ بُری ہے یہ زمانہ نہیں اچھا              ترا بشکند پیشتر یا مرا              آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیتا د آیا              نشتر چہ زنی رگ جسوں را              بنگ وانہ از فضل میر وید کلید اینجا              گھر ٹایا ہے جو دشت میں وہ کفارہ ہوا              مے بھر کے اپنے ہاتھ سے ساغر شراب کا              رہ گیا بھمکے چراغ دل روشن کیسا              کہیں کیا جنوں میں جو حال ہے کسے پیر میں کا خیال ہے              جو کبھی لاکے پہنا دیا وہیں پرزے پرزے اڑا دیا              واہ رے بردبار کیا کہنا              وہی تیور ہیں یا ر کیا کہنا              چھلک جاتا ہے بھرتے ہی پیالہ ماہ کامل کا              فرشتوں کو دکھایا عشق نے منہ چاد بابل کا              کیوں دیدہ تر سے اٹک جاری ہوتا              ہمارے ضبط سے بھی جبر ٹرہ گیا تیسرا              اک مشت خاک بے کے صبا نے اڑا دیا           </p>	<p>             راہ و رہم ست دوستداراں را              ساتی زیک پیالہ خزانم بہار کرد              نہ ہولے باغ ساز و نہ کنار کشت مارا              چند بینہ و کشم آہ جگر شکاف را              بسکہ دستوار ہے ہر کام کا آساں ہونا              اس دارمکافات میں سن لے غافل              لے بے خبری ہوش میں آنا نہیں اچھا              ندانم کہ سنگ سپھر قصا              آشیانہ نہ چین میں نہ نفس میں پایا              آگاہ نہ تپ دروں را              و فیض مست نشیں از کنایش نا امید اینجا              زاہد اہم جانتے ہیں عشق بازی ہے کناہ              یاں خوف کچھ نہیں ہے حساب و کتاب کا              جھونکے چلتے لگے پیہم جو ہوائے غم کے              سختی عشق جھیل لی لے دل              مر گئے ہم مگر نہ رسم آ یا              نہ کرمں دور و نہ پر غور لے ساتی مہوش              جو عالی مرتبہ ہیں ان کو یہ پست اور کرنا ہے              گر ہجرو وصال اختیار ہی ہوتا              کچھ انتہا بھی ترے ظلم کی ہے لے ظالم              دیوانگان دشت سے پوچھا جو میں پتہ           </p>
---	---

جو نہ ہونا تھا ہوا ہم پر تمہارے عشق میں  
 چال ہے مجھ ناتواں کی مرغِ بسمل کی تریب  
 گرچہ بدنامی ست نزد عاشقان  
 ہر کہ راضی شد از قضا سے خدا  
 خالص ہوتے ہیں پیدا جس جگہ تھے سروگل  
 دروغ بی ہمد کس می شود انگشت نما  
 لبیں پہ اس کے نہیں ہے پان کالا کھا  
 پر شدہ از جو ہر دل جسام نا  
 دل لیا ہے تو جان بھی لے کو  
 بے گلفزار جا کے گلستاں میں کیا کیا  
 خلقت کا مرد و زن کی بھی کچھ حال ہے سنا  
 دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نحیر  
 کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا  
 برق چشمک زن ہے ساتی ابر ہے چھایا ہوا  
 نہیں معلوم دیکھا دیکھ کر یہ چاند منہ سس کا  
 توجہ دانی زبان پرغاں را  
 اجل خفا ہے فلک مدعی زمینِ مہسن  
 کیمیا و سیمیا و ریمیا  
 میری خاموشی ہے گویا در پہنہاں کاہل  
 کہیں تجھ کو نہ پایا گرچہ ہم نے اک جہاں ڈھونڈا  
 شکست و تنہا نصیبوں سے ہے ولے لے میر  
 گو کہ شب آخر ہوئی لے شمع تو زاری نہ کر

تم نے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا  
 ہر قدم پر ہے نقیصاں رہ گیا واں رہ گیا  
 نامی خواہیم ننگ و نام را  
 بہرہ می یا بد از رضا سے خدا  
 کیا جن میں اختلاف آب و ہوا کا ہو گیا  
 ہر گلے بر سر دستار نماید خود را  
 شکل آیا ہے کھا کر جوش خوں اجل خشاں کا  
 خندہ ز در سج روشن شام ما  
 ہم سے بیدل رہا نہیں جاتا  
 ہاں یہ کیا کہ داغ کہن کو نیت کیا  
 شہوانی ماقہ ملا عورت کو اٹھ گف  
 لیکن نہیں دماغ سوال و جواب کا  
 کہ جو تم سے کوئی کرتا نہیں ناگوار ہوتا  
 جام مے دے تو کدھر جاتا ہے چھلایا ہوا  
 ہوئی ہے عید غیر دں کو ہیں ہے چاند خالی کا  
 چوں مدیدی گے سیماں را  
 مرا جہان میں کوئی نظر نہیں آتا  
 اس نباشد جز بذات اولیا  
 شمع ضبط ہے قراری نے مجھے رسوا کیا  
 پھر آخردل ہی میں دیکھا اہل ہی میں تو نکلا  
 مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا  
 پھر وہی محفل وہی تیرا شبتان غم نہ کھا

لما علم

میر

عالمے بیگانہ ویک آشنا داریم ما  
 دل میرود ز دستم صاحب دلاں خیار  
 خسرو او عشق بازی کم ز ہندوزن مہک  
 بعد مدت کے خیال دل ناستا د آیا  
 سر بریدن لازم ستا میں مرغ بے ہنگام  
 وہ بھی ہو گا کوئی امید بر آئی جس کی  
 آتش رنگ حنا سے دست نازک جل گیا  
 وقفس بسیار ناستا دیم ما  
 تو اے کبوتر بام حرم چہ میسلانی  
 نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا  
 بشرنے خاک پایا اعلیٰ پایا گہریا  
 آگ میں کو دے پروانہ جو بے ہوش ہوا  
 معلوم ہو گا حشر میں پینا شراب کا  
 ز تو ناز و عتاب و عشوہ و نامہربانی با  
 گزار پیش مردہ دلاں سر بروئے خاک  
 حسن وہ چیز ہے طالب ہے خدا بھی حکا  
 دیکھا جو برق طور کو موسے نے غش کی  
 سرکش کوئی ہو کر کبھی برپا نہیں ہوتا  
 نادان ہیں جو رکھتے ہیں امید کسی سے  
 ورشتی و نرمی بہم در بہ است  
 جتنا ہو زارتی ہی امید کر قوی  
 کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائیگا  
 نیش کب مارے ہے عقب آپ سے

ایک می گوئی کرداری تراداریم ما  
 درد اکہ راز پہناں خواہ شد آشکارا  
 کز برائے مردہ سوز دزدندہ جان خویش را  
 آج بھولا ہوا اک دوست مجھے یاد آیا  
 آں پری پیکر چہ داند وقت صبح و شام را  
 اپنا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا  
 معجزہ ہاتھ آگیا دوست موسے ہو گیا  
 از فراموشان صیادیم ما  
 پتیدن دل مرغان رشتہ پرپارا  
 پل بنا چساہ بنا مسجد و محراب بنا  
 مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اس نے بھریا  
 جسکی الفت میں جلا اس سے ہم آغوش ہوا  
 دفتر کھلے گا جب کہ حساب و کتاب کا  
 زمن عجز و نیاز و بندگی و جاں فشاںیہا  
 بے سجدہ می کنند من ز جبارہ را  
 ورنہ ہر شے میں نہ اک ہوتی یہ صورت پیدا  
 آسان نہیں چسبہ دیدار دیکھنا  
 انجام بُرے کام کا اچھا نہیں ہوتا  
 جز ذات خدا کو کسی کا نہیں ہوتا  
 چو لگ زن کہ جراح و مرہم نہ است  
 عاجز تو از نام ہے رب جلیل کا  
 یا رکا ملنا نصیب دشمنان ہو جائیگا  
 ہے طبیعت کا یہ اوس کی مقتضا

اند وہ دل وضع تن و طعنہ اغبار  
 جس توقع پہ تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی  
 جو مزہ انتظار میں دیکھا  
 ہر کہ خواہتا نیفتہ در بلا  
 جوانی کو تشریف لاتے جو دیکھا  
 کل تک جو سوچے جن سے نخل کے فرش پر  
 ہم عشق کے بندے ہیں نہ ہرے ہمیں افت  
 زاہد کے میں ضرور ڈرانے سے ڈر گیا  
 محبت جادہ دار دہاں در خلوت دلہا  
 ستم گر ہو ست کشد کہ بسیر سرو سمن در آ  
 امشب بیات مادر جن سائیم پریمانہ را  
 وحشت نہیں ہوتی بے کہ سودا نہیں ہوتا  
 ہوشمند سے کہ بہ ہنگامہ مستان افتد  
 چوں ذرا اگر تیرم شد بیش بود ہسائے او  
 بتوں کو جو دیکھا گنہ کیا ہمارا  
 از ہجر روزم قیر شد دل چوں کہاں تن تیر شد  
 حقیقت چاہ بابل کی ذرا کریا داسے زاہد  
 زاہد شراب پینے سے کافر میں کیوں ہوا  
 مزہ وصال صنم کا اٹھائے گا پھر کیا  
 سختیاں ایسی اٹھائیں ان بتوں کے جبریں  
 از خیال این و آن سر رشته را گم کردیم  
 صحبت عالم بود چوں کیمیا  
 خواب و خیال ہو گئیں ساری حکایتیں

ایں ہا ہمسہل است اگر یار بود یار لا اعلم  
 جو بھروسہ تھا ہمیں وہ آسرا جاتا رہا  
 نہ کبھی ہمسہل یار میں دیکھا  
 گو گلو اسرار سلطان بر ملا  
 اٹھا ہر تعظیم جو بن کسی کا  
 گٹھا نصیب آج نہیں ہے پیال کا  
 گر گعبہ ہوا تو کیسا بت خانہ ہوا تو کیا  
 جام شراب لائے بھی ساتی کد ہر گیا  
 چوتار سبج کم گردید ایں رہ زیر منہا علی  
 تو ز غنچہ کم ندیدہ در دل کشا بچن در آ لا اعلم  
 تو شمع و گل را داغ کن من بلبل و پروانہ را  
 دل جبکہ الجھتا ہے تو کیا کیا نہیں ہوتا  
 مصلحت نیست کہ ہشیا رہنماید خود را  
 ز انکہ خرد فروں نہد در یتیم را بہا  
 خدا کی خدائی متا شاہمارا  
 یعقوب کیسے بیر شد اسے یوسف بر نامیا  
 فرشتوں پر فریب حسن چل جاتا ہے انسان کا  
 کیا دیڑھ چلو پانی میں ایمان گیا  
 ڈرا جو ہجر سے وہ دل لگا لگا پھر کیا  
 رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجا ہو گیا  
 شیرینیاں خواب من از کثرت تعبیر ہا  
 زان مس اعمال تو گرد و طلا  
 وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا

تو نے ہیں بے گناہ مارا  
 وقف ست ہمہ بہر ہوا خواہی اجاب  
 نہ بویا بھی میسر ہوا پچھانے کو  
 کہاں سے لاؤں صبر حضرت ایوب الے قی  
 ستم ہی مجھ پہ کیا دوبائی بیدا کرنا تھا  
 آپ ہی ظلم کر د آپ ہی شکوہ الٹا  
 ہاتھ سے کچھ نہ ترے لے مہ کنساں ہوگا  
 لیا جو ایک دل اوس نے تو دوئے بوسے  
 بعد مرنے کے جہنم جائے گھا  
 یاد آتی ہے دم پہ دم اوس کی  
 دل متحیر کہ چہ داندورا  
 اب یہ سمجھے کہ اسے کہتے ہیں جانا دل کا  
 زمین چھان ماری فلک ڈھونڈہ مارا  
 گل نہیں خبر دروغ حسرت بوستان ہیں  
 دیر کو چھوڑ کے کہنے کو چلا بنے راہ  
 انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا  
 تاب نظارہ خورشید نثار و شبہم  
 مجھ کو افسوس نہ کیونکہ ہو وطن چھٹنے کا  
 بدم گفتی و خرمندم عفاک اللہ کو گفستی  
 بزرگ غیجام جزوے تو در دل غمی گنبد  
 کتنے نادان ہیں یہ اہل فرنگ  
 اس بت کا فر کا زاہد نے بھی نام ایسا بچا  
 پس گ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلادیا

بیاختہ دل یہی پکا را  
 علم و ہنر و سیم و زر و جان و دل ما  
 ہمیشہ خواب ہی دیکھا کئے چھپرکٹ کا  
 خم آئینگا ، صراحی آئینگی ، پھر جام آئینگا  
 کبھی کچھ تو پاس خاطر ناشاد کرنا تھا  
 سچ ہے صاحب روش الٹی ہے زمانہ الٹا  
 ہاں جو ہوگا تو مری موت کا ساماں ہوگا  
 ہزار شکر یہ سودا بہت گراں نہ رہا  
 ہے یہی ایذا رسانی کی سزا  
 دھیان آتا ہے ہر گھڑی اس کا  
 عقل دہاں گم کہ چہ خواہدورا  
 ہم تو سمجھے تھے کہ ہے ٹھیل لگانا دل کا  
 ملا پر نہ ہر سرگز ٹھکانا کسی کا  
 طور ہر برگ شجر میں ہے کف افسوس کا  
 نہ لگایا نہ بتوں نے تو خدا یا د آیا  
 جس سینہ میں کینہ ہو وہ سینہ نہیں اچھا  
 شبہم تشنہ کجا چشمہ خورشید کجا  
 غم ہو اگر تا ہے بسل کو چمن چھٹنے کا  
 جواب تلخ فی زبید لبس شکر خارا  
 بودایں خانہ راز تنگی خود قفل برد رہا  
 بیت رسیں کا نام مس رکھا  
 دانیہ بیج ہراک رام دانا ہو گیا  
 اُسے آہ دامن باد نے سرشام ہی بچا دیا

لا اعلم

حافظ

لا اعلم



ساتھ چھوڑینگے نہ سایہ کی طرح  
دوست غنچاری میں میری سعی فرمائینگے کیا  
زلیب کشمیش کو دکھ سکھ سے واسطہ  
نہ پکڑیں دامن الیاس گرداب بلا میں ہم  
من نہ گویم کہ یار کشت مرا  
رہ اوں کی تکتے تکتے یہ مدت گزر گئی  
شیشہ ہاتھ آیا نہ ہم نے کوئی سا غریبا  
کیا حال ہو گیا ہے دل بیتقرار کا  
بہار آئی جھکائے سرگلوں کی کیفیت سے  
گر زندگی رہے تو خدا پھر ملائے گا  
جو حال ہے دل کا وہ بیاں ہو نہیں سکتا  
بھرا جہاں میں دم جس کی آشنائی کا  
دل جس پہ ہے قربان وہ دلبر نہیں ملتا  
ہم نے افلاک کو سو رنگ بدلتے دیکھا  
ہوے بے خود غم تنہائی سے  
ہو چکا آج جو کہ کھتا ہو نا  
یار اغیار ہو گئے اللہ  
خفا کیوں تم ہوئے ہم سے ہو کیا  
ہم بھاڑ جھوٹے لگے اک بت کے واسطے  
اچھی صورت کو دیکھتے ہیں سبھی  
او سے عیار پایا یا سمجھے ذوق ہم جسکو  
اس عشق کا کس بزم میں چرچا نہیں ہوتا  
من بقرانت روم کن زود تر بانی مرا

ہم بھی جائینگے جدھر جائے گا  
زخم کے بھرنے تک ناخن نہ بڑھ جائینگے کیا  
دنیا رہے کہ جائے جہنم میں ان کو کیا  
کہ بدتر دُوب کر نہیں ہے جینا سہاے کا  
دل بے اختیار کشت مرا  
آنکھوں کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا  
ساقیالے تری محض سے چلے بھر پایا  
آزار ہو کسی کو الہی نہ پیار کا  
پڑا ہے گردن ہر شاخ تریں ہاتھ گنجیں کا  
صورت حضور کی ہیں لا کر دکھائے گا  
جو درد ہے دل کا وہ نہاں ہو نہیں سکتا  
دیا اُسی نے ہیں داغ بے وفائی کا  
سب ملتے ہیں اپنا ماہو رہیں ملت  
پر نوشتہ نہیں تقدیر کا ملتے دیکھا  
کہنے کس سے ہیں کیا یاد آیا  
اب بایں گے قبر کا کو نا  
کیا زمانے کا انقلاب ہوا  
مری تقصیر کیا میری خطا کیا  
یار بُرا ہو عشق کا الفت کا چاہ کا  
ہم نے دیکھا تو کیا گت کیا  
جسمیاں دوست اپنا ہم نے جانا وہ عدو نکلا ذوق  
وہ کونسا عاشق ہے جو رسوا نہیں ہوتا  
یتیم جو مہر دار باشد جین پیشانی مرا

غالب  
لا اعلم

لا اعلم

طبل و علم ہے پاس کھائے نہ ملک و مال  
 بد ہوش مجھ کو نشہ الفت نے کر دیا  
 اشکم بروں می افکند را ز درون دیدہ را  
 رنج و راحت کامرے واسطے ساماں ہوگا  
 زلف شبگون کا ہمارے دل کو سودا ہوگا  
 سودا شراب عشق نہ کہتے تھے ہم نہ پی  
 آساں نہیں ہے رشتہ الفت کو توڑنا  
 صبح گزری شام ہونے آئی ہو  
 الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوانے کا کام  
 سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا  
 لے اے جل کچھ تو میں لفظِ ردہ قاتل کروں  
 دل کو بزماتا ہوا صاف جگر سے بھلا  
 کوئی ہم سا دیوانہ پیدا نہ ہوگا  
 بنایا صانع قدرت نے جب پتلا مرے گل کا  
 گر کیا نا صبح نے ہم کو قید اچھائیوں سہی  
 دوستوں سے ہم نے وہ صلے اٹھائے جان پر  
 اس عشق کا کس بزم میں چرچا نہیں ہوتا  
 ترنگہ و کام من گر ہفت دریا و کشم  
 اے زاہد ریائی دیکھی منسا ز تیری  
 محو ابرو کے لئے جنخِ نولا د آیا  
 دل کو ہاتھوں سے تھام لیتے ہیں  
 پھولوں میں ہے شہرہ تری گل پیرتی کا  
 کچھ دے کسی فقیر کو منع مں ثواب لے

ہم سے خلاف ہو گئے کرے گا زمانہ کیا لا اعلم  
 اب خوف کچھ نہیں ہے حلالِ حرام کا  
 آئے نہ نکایت ہا بود از خانہ میروں رقتہ را  
 مشعل راہِ عدم داغِ عنزیراں ہوگا  
 کیا بلانا زل ہوئی اندھیر کبسا ہوگا  
 آخر مرزہ نہ پایا اب اس کے غمِ سار کا سودا  
 مشکل ہے بالے پن کی محبت کو چھوڑنا  
 تم نہ جا گے اور بہت دن کم رہا میر  
 آخر اس بیماری دل نے اپنا کام نہ کیا  
 کہتی تھی تجھ کو خلق خدا غائب نہ کیا آتش  
 ایک دم اور ٹھہر جاتا احساں ہوگا لا اعلم  
 ایک تیرنگہ یار نے توڑا کیسا کیا  
 ہوا بھی تو پھر ایسا رسوا نہ ہوگا  
 بجائے روحِ بختا عشق اک زہرہ شامل کا  
 یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائیگے کیا  
 دل سے تبسم کی عداوت کا گلہ جاتا رہا  
 وہ کونسا عاشق ہے جو رسوا نہیں ہوتا  
 شربت دیدار باید تشنہ دیدار را  
 نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا  
 ذبح کرنا بھی نہ تجھ کو مرے جلا د آیا  
 کوئی لے لیتا ہے جو نامِ تر لے  
 غنچوں میں ہے چرچا تری نازک بدنی کا  
 کام آئیگا ترے یہ کسی دن لیتا دیا

پھر آج سا منہ ہے کسی ماہ عید کا  
 دل میں اک درد اٹھا آنکھیں آنسو بھر گئے  
 کسی صورت سے دل کو شاو کرنا  
 لے صبا جذبِ پیہ جس دم دل ناشاد آیا  
 پیشانی غفور پر چیں نسازد جسم ما  
 وہ درد دیا تم نے کہ پایاں نہیں جس کا  
 غم بخور حافظ بہ سختی روز و شب  
 بلبل کو دیا درد تو پروانے کو جلبا  
 دلق تقوے گرد باد و جام ست ایخا  
 نوشتہ سے ہوا اک حرف بھی ہرگز نہ پیش و کم  
 اس دہریا الہی محبت کو کیا ہوا  
 زشت باشد دیتی و دیب  
 انسان کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا  
 ہر مرض کی دو امتد رہے  
 بھر کسی نے جو دہان کی آشنائی کا  
 لے خوشا ہنگامہ ہائے خانہ برباد نئی ما  
 مرد و وصل سنانے لگا اب تو قاصد  
 آج کل جنس محبت ہوئی اتنی نایاب  
 جوانی کی آمد ہے ہوتا ہے رخصت  
 اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھو لگا پھوٹن  
 سمجھ کے رکھے قدم وادی محبت میں  
 ہم نہ سمجھے تھے یہ خطا ہر داریاں  
 جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں

تارا چمک گیا مرے بختِ سعید کا  
 بیٹھے بیٹھے ہیں کیا جانے کیا یاد آیا  
 ہمیں دشمن سمجھ کر یا و کرنا  
 اپنے آغوش میں اڑ کر وہ پری زاد آیا  
 آئینہ کے برہم خور داز زشتی تماشا  
 وہ درد دیا دل کو کہ درماں نہیں جس کا  
 عاقبت روز بے سیلابی کام را  
 غم ہم کو یاسب سے جو مشکل نظر آیا  
 سخن بے مئے و معشوق حرام ست ایخا  
 جو پیشانی میں لکھا تھا مری وہ ہمیش سب آیا  
 چھوڑا دفن کو اس نے مروت کو کیا ہوا  
 کہ بود بر عروس نازیب  
 کچھ آگ بج رہی تھی سو عاشق کا دل بنا  
 مرض عشق لا دوا دیکھا  
 دیا اونھوں نے او سے داغ بیوفائی کا  
 نوحہ غم شد صدائے نغمہ شادائی ما  
 کچھ نصیب نظر آتا ہے سکندر اپنا  
 نام باقی نہیں اُلفت کے حسریا رو کا  
 یہ ناز وں کا پالار لڑکپن کیسی کا  
 یوں تو میں لاکھ بار غریب الوطن ہوا  
 یہ راہ وہ ہے جہاں خضر بھی خراب رہا  
 تیری باتوں نے بڑا دھوکا دیا  
 سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کچھ شمشیر کا

جو مزمزہ انتھتھاری میں پایا  
ما بروں را منکریم و مثال را  
دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا  
آدمیت اور شئے ہے علم ہے کچھ اور رچیز  
و ردیت اجل کہ نیست در ماں اورا  
بدہ ساقی آں جو ہر روح را  
ہم عشق کے بندے ہیں مذہب نہیں واقف  
ہر دم از فغاں و آہ آتشین و چشم تر  
راہ اوں کی تکتے تکتے یہ مدت گزر گئی  
حضرت ناصح گرا آئیں دیدہ و دل فرسں راہ  
گیا ہے عرش معلیٰ پہ شور ناووں کا  
محتاجی سے کم رتبہ عالی نہیں ہوتا  
زمیں بدلی زماں بدلا میکس بدلے مکاں بڑا  
ماٹ کا کجڑا البتہ اس فقر میں  
کھو دیا حسن مدد کے ستم ایجا دوں کا  
شوق کہتا تھا اب حجاب ہے کیس  
شب چو آمد ماہ ماہ بر بام ما  
یکے زبان و ہزاراں شکایت مرا  
شیخ کعبہ میں تم نے کیا دیکھا  
یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا  
محبت مے و معشوق ترک کر آتش  
سینہ صافاں را غبار کینہ نیست  
جسے سمجھتے ہیں سب مبتوہ ہے حقیقت میں غیث

وہ نہیں وصل یار میں پایا  
 مادروں را بنگریم وصال را  
 پہنچے کب اوس کو ہاتھ ہمارے غب رکا  
 لاکھ طوطے کو پڑھایا پروہ حیواں ہی رہا  
 برشاہ و گدانت حکم و فرمان اُورا  
 دوائے دل ریش مجسرج را  
 گر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا  
 رعد نالاں برق سوزاں برگریا نسیم ما  
 آنکھوں کو حوصلہ نہ رہا انتظار  
 کوئی جھکویہ تو سمجھا دے کہ سمجھا میں ۔  
 خدا بھلا کرے آزار دینے والوں کا  
 عزت وہ خزانہ ہے کہ خالی نہیں ہوتا  
 تغیر یہ ہوا پیدا کہ رنگ عاشقاں بدلا  
 قائم و سنجاب و دیبا ہو گیا  
 اڑ گیا رنگ و صواں بن کے پر یزاد و نکا  
 شرم مانع کہ اضطراب ہے کیا  
 خندہ زور و بر صبح روشن شام نا  
 تو شاد زری کہ غم بے نہایت ست مرا  
 ہم بتوں سے ملے خدا دیکھا  
 یا مرا تاج گدایا نہ بنا یا ہوتا  
 سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا  
 گل نہا شد چہ شہ خورشید را  
 کسی کو شید کسی کو رسوا کسی کو خانہ خراب یکھا

صیاو نے تسلی بلبل کے واسطے  
 دلربا سینکڑوں ملے لیکن  
 گناہ آئینہ عفو و رحمت لے شیخ  
 بلکہ باریک تراز مئے میاں است اور  
 پھینک دینگے ہم اسے حیر کے پہلو اپنا  
 اٹھ گیا دیدہ دل سے جو دوئی کا پر وہ  
 دوست دشمن پھر گیا اپنا بیگانہ پھر گیا  
 ایسے چہ بزم است کہ لب برب جام است اینجا  
 دستگیری گر گئی ہمایہ درویش را  
 اب تو جاتے ہیں تیکہ سے میر  
 لے آفتاب من بگزار این عتاب را  
 نہ داغ یاس سے گھبرا بر آئینگی اُمید  
 کند جلوہ ناز تو جذبہ دارد  
 ہاں جی ہاں غیر سے کی ہم نے محبت تمہیں کیا  
 دل میر و زو دستم صاحب دلاں خدا را  
 فراق یا میں بیکار سب ہیں لے ساقی  
 فرقت میں ضبط نالہ ہم سے نہ ہو سکے گا  
 شوق ہر رنگ رقیب سر و سامان نکلا  
 کر دی میرے راز کی سب کو خبر  
 عشق رخ تو ایجاں نتواں نہفت در دل  
 آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے  
 نہ ہو کیوں اشک ریزاں وقت بچنے کے قلم میرا  
 اچھی صورت غضب ٹوٹ کے آنا دل کا

کچھ قفس میں جو ضبھرا ہے گلاب کا لا اعلیٰ  
 کوئی معشوق باؤں نہ ملا  
 مبین چشم حقارت گناہ گاراں را  
 بر کمر بار کمر بند گراں است اور  
 اوس پہ قابو نہیں دل پر توبے قابو اپنا  
 ایک ہی نور ہوا ارض و سما سے پیدا  
 تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا  
 بادہ خورشید وقوع ماہ تمام است اینجا  
 با پیہر در جہاں ہمایہ بنی خویش را  
 پھر ملیں گے اگر خُدا لایا  
 چس چس جڑیں ندید کسے آفتاب را  
 گلوں کے بعد ہوا کرتے ہیں ٹمہر پیدا  
 کرا آسمان بزمیں آور و میحارا  
 اپنا دل اپنی خوشی اپنی طبیعت تمہیں کیا  
 درد اکہ راز نہ ہاں خواہ شد آشکارا  
 پیالہ شیشہ گزنک میکدہ شراب گھٹا  
 قابو میں دل نہ ہو گا جب اضطراب ہو گا  
 قیس تصویر کے پردہ میں بھی عریاں نکلا  
 خوب تو نے درد دل رُسو کیا  
 آتش چو خانہ سوز و خواہ شد آشکارا  
 میں جا ہی ڈھونڈھنا ترخی محل میں رنگا  
 قیامت کا اثر کہتا ہے مضمون الم میرا  
 درد اٹھ اٹھکے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا

غمر ہا آموز و بخشش شیوہ بید اور  
 حال بد کا شریک و نیا میں  
 بھر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی  
 ماقیامت شکر گویم کردگار خویش را  
 بدن ہے لاغر و فرسودہ و دل غمخیز دل ہے مڑہ  
 واقف ہی تو نہیں ہے نوا مائے راز کا  
 فراق یار میں جھیلیں مہبتیں کیا کیا  
 جدائی آتش تینہ مست می سوز و دل جہاں را  
 لے بتوکل کو ہے اللہ کو منہ دکھلانا  
 لے مشغور و در بر حسم خد  
 آج کل سے ہر نہیں ملک جنوں زیر نگین  
 گوارا نہیں پہنچیں بات کرنا  
 بے لکھوار جا کے گلستاں میں کیا کیا  
 چونکلا عقل دیدم رہہ و رسم کا رخود را  
 وہ بھی ہوگا کوئی اُمید بر آئی جس کی  
 ہے قول اک حکیم ستودہ صفات کا  
 سراسر بھو ہش و ماہ گردیدیم دنیا را  
 اب چین نہیں سینہ میں دل کو کسی پہلو  
 لئے جاتا ہے نامہ بے کس  
 کند جلوہ ناز تو جند بے وارد  
 بتوں کی لگی چوڑ کر کو نہ جاسے  
 ہوں وہ بے بس کہ خسریہ ارے نہ پھیر لیا  
 گر آج بہ زندہ تو بھر سا نہیں کل کا

ظرفہ شاگرے کہ می گوید سبق استاد را علم  
 نہ برا و نہ آشنا دیکھتا  
 زخم کی ایذا سے جو ہر کل گیا شیش کا  
 آء اگر من باز بینم روئے یا رخویش را  
 الہی آجائے کوئی جھونکا کسی نیم سح دم کا  
 یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا  
 گزر گئیں مرے سر پر قیامتیں کیا کیا  
 خدا ہرگز نصیب کس نسا زوشام ہجراں را  
 آج منہ ہم کو دکھاؤ گے تو احساں ہوگا  
 دیر گیر سخت گیسو درم تر  
 اس قلمرو میں ہے مدت سے اجارا اپنا  
 سنیں گے وہ کا ہے کو فتنہ ہمارا  
 ہاں یہ کیا کہ داغ کہن کو نیت کیا  
 بخدائے خود سپرم ہمہ اختیار خود را  
 اپنا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا  
 لازم ہے پہلے سوچ لو انجنا م بات کا  
 نثار و منزل آسائشے دیدیم دنیا را  
 وز دیدہ نگلے گئی آرام کر سیکا  
 بال بیکا نہ ہو کبوتر کا  
 کر آسماں بزمیں آور دیجا را  
 یہیں سے ہے کعبہ کو مسجد ہمارا  
 دام مجھ پر نہ لگانے کوئی ستیا د آیا  
 چکھکے گا ہر اک ذائقہ تلخی اجسل کا

قفل شیشہ بنے بیل کی صدا سے پیدا  
 آہستہ برگ گل بفتاں بر مزارِ ما  
 خدا کی راہ میں دینا ہے گھر کا بھر لینا  
 کیا کہوں کچھ کہا نہیں جانتا  
 بعد از فنا ہمیں اثر انتظارِ ما  
 کیا کیجے ہمیں ناز اٹھانا نہیں آتا  
 سمجھے تھے میرا اب کوئی سرکوب ہی نہیں  
 سودائے عشق میں نہ رہی شانِ خواجگی  
 کھنکھوس لواتی ہے تیری پاکدامنی  
 کھل گیا جب راز تو پر وہ کئے سے فائدہ  
 ماہرِ تسم و تودانی و دلِ نسیمِ خورِ ما  
 جہاں جاتے ہوئے بیک صبا کے ہوش اڑتے ہیں  
 نسب چہ سود و ہد چوں تو بے ہنر باشی  
 تحصیلِ علم جو راجعاً خوب کر دے  
 آں روز کہ تعلیمِ تو می گفت معلم  
 قاتل جو کہا میں نے تو شرما کے وہ بولے  
 اے بادِ صبا فضلِ اجاب میں کہیو  
 راز و رولِ پردہ زردانِ مستِ پرس  
 سب سے ہی شیوہ ہے جہاں گزراں کا  
 دیر و کعبہ میں ہے جلوہ بتِ پُرفن تیرا  
 دمی موزن نے شب وصلِ اداں پچھلی رت  
 شب وصلِ تھی چاندنی کا سماں تھا  
 فسریقین کے ہو میں بسترِ جدِ ا

نشہ ہوتا ہے گلستاں کی ہوا سے پیدا  
 بس نازک ست شیشہ دل در کنارِ ما  
 ادھر دیا کہ ادھر دھنسل خزانہ ہوا  
 ہائے چپ بھی رہا نہیں جاتا  
 نرگسِ دمیدارِ سرخِ مزارِ ما  
 روئے ٹھکے کو منانے پہ منانا نہیں آتا  
 فرعون کے لئے کوئی موسے نہ آئیگا  
 محمود بندہ بن گیا حسنِ ایا ز کا  
 پہنا کر شاہِ عصمت پہ جوڑا پارسائی کا  
 کھل گئی چوری تو پھر کیا سود بننا شاہ کا  
 بخت بہتا بجامی بردِ آبشِ خورِ ما  
 لغافو لے چلا ہے حوصلہ دیکھو کبوتر کا  
 ز آبِ جوچہ پرششِ تیغِ ہائے جوشنِ را  
 ظالم و فسادِ مہرِ نیسا موختی چہرا  
 بر لوحِ تو نوشتِ مگر حرفِ وفا را  
 لعل نہ بد نام کرو نامِ ہمارا  
 دیکھا ہے جو کچھ حالِ تیرا دامِ ہمارا  
 کیس حالِ نیتِ صوفیِ عالی مقامِ را  
 دیکھے گا لمحہ جس نے شکم دیکھا ہی ماں کا  
 دو گھروں میں ہے چراغِ اک رخ روشن تیرا  
 ہائے کفایت کو کس وقت خدا یاد آیا  
 بغل میں نسیم تھا خدا مہربان لہتا  
 کہ بیوی الگ سوئے شوہرِ جدِ ا

فقیری میں وزیر آکے پریاں باؤں پڑتی ہیں  
 ساحل سمجھتے ہیں تیر دریاے عشق کو  
 تیرگی و دور ہوئی بخت ہمارا چمکا  
 کیونکر اب اس نگہ ناز سے جیسا ہو گا  
 کچے پری رخاں میں تو جاتا ہے شاد و شاد  
 عیش کردنیامیں غافل زندگانی پھر کہا  
 اگر ہے آنکھوں میں آنسو تو دل ہے غم سے بھرا  
 تو غم سفر کردی خستی جگر ما  
 ندام کہ تیر خدنگ قصا  
 ہم آہ بھی کرتے ہیں تو بھولتے ہیں بدنام  
 سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھڑو  
 ز اہل شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں  
 خیال خام ہے اپنوں سے فائدہ پانا  
 چلے گا غفلتی سے کام اس دنیا میں کیوں اپنا  
 گرفتار رنجہ کنی جانب کا شانہ ما  
 دل کسی کا ہاتھ میں لانا ہے دولت کی دلیل  
 کون پر ساں ہے حان بنسل کا  
 درد دل - پاس فافا - جذبہ اپنا ہونا  
 مدد از مطربے جوے وراز از دہر کتر گو  
 کتنی بیٹھی شہد پر پنکھ لئے لپیٹ  
 گرا جو دامن گچیں میں گلے تیرے کہا  
 ہنگام تنگ دستی و عیش کوشش وستی

یہ نقش بوریالپنے لئے ہے نقش عامل کا لا اعلیٰ  
 طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا  
 آپ کیا آئے کہ قسمت کا ستارا چمکا  
 زہر دے اس پہ یہ تاکید کہ پینا ہو گا  
 برباد ہو گا یہ دل دیوانہ دیکھنا  
 مال و زر رہ جائے گا تو ایک دن مرجاگا  
 جگر میں درد ہے تو ہے زبان پہ وادیا  
 بستی کمر خویش و شکتی کسرا  
 مرا بشکند پیشتر یا ترا  
 وقت سل بھی کرتے ہیں قیاس چاہیں ہوتا  
 نہ پوچھو حال کچھ یا رہو ہماری تم جوانی کا  
 کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا  
 صدف کے کام کسی دن گہر نہیں آسما  
 امیر و مل سمجھ رکھا ہے پیسے کو خدا اپنا  
 رشک گلزار شود از قدمت حسانہ ما  
 یہ نگینہ جس کے ہاتھ آیا سیلیں ہو گیا  
 خلق منہ دیکھتی ہے قاتل کا  
 آدمیت ہے یہی اور یہی انساں ہونا  
 کہیں نکشود نہ کشاید حکمت اس مہسارا حافظ  
 ہاتھ ملے - سر دھنے - لالچ بڑی بلا لا اعلیٰ  
 کمری جان کا دشمن ہے رنگ بو میرا  
 کیں کمیائے ہمتی قاروں کند گدارا  
 "



نکلواتے ہو ہم کو بے خطاب اپنی محفل سے  
 وہی ہم ہیں جسے تم پیار کرتے تھے کبھی دل سے ۱۱ علم  
 نہ رہی دل میں اگر تیری محبت تجھے کیسا  
 اپنا جی - اپنی خوشی - اپنی طبیعت تجھے کیسا ۱۱  
 بشرے خاک پایا لال پایا گہر پایا  
 مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اس نے بھریا ۱۱  
 اہل دولت سے کوئی نزع میں اتنا پوچھے  
 ساتھ کیا کیا لیا اس وقت میں چھوڑا کیا کیا ۱۱  
 در ذلالت تانا افتاد م سعادت رہ ندا  
 راہبر پیدا شد تا گم نہ کر دم راہ را ۱۱  
 وہ بھی دن ہو گا خُدا ایا کہ بر آئے گی اُمید  
 وہ بھی دن ہو گا کہ کوئی میرا مہساں ہو گا ۱۱  
 حُسن سے عشق نہو جس کو وہ انساں کیا  
 مُنکر قدرتِ حق صاحبِ ایماں کیا ۱۱  
 آہ ہوتی میرے لب پر نہ یہ نالہ ہوتا  
 ایک بھی تونے جو ارمان نکالا ہوتا ۱۱  
 گئی حُسنِ خوبان دل خواہ کا  
 ہمیشہ رہے نام اللہ کا ۱۱  
 دل عجب شہر تھا خیا لوں کا  
 لوٹا - مارا ہے حُسنِ والوں کا ۱۱  
 اے دوست کسی کو بھی جو کلپا و گکا  
 یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاوے گا ۱۱  
 اس دیر مکافات میں سن لے ظالم  
 جو آج کرے گا آپ - کل پائے گا ۱۱  
 کس کر چن چن محل بنایا - لوگ کہیں گھر میرا  
 ناگھر میرا - ناگھر تیرا چٹیا رین بسیرا ۱۱  
 مسجد سے ہست اندرون اولیاء  
 سجدہ گاؤ جملہ است آبخا خُدا ۱۱

جتنا ہے گا  
 میرا زمین

رقیبوں وہ خوش رقیب ان سے راضی  
 جس نے کچھ احسان کیا ایک بوجھ سر پر رکھ دیا  
 سینہ و دل حسرتوں سے چھٹا گیا  
 جب کبھی اندازہ دنیا کیا  
 لے نور خدا و نظر آروے تو مارا  
 جزا غم نہ رست زنگزار بخت ما  
 لکھا نصیب کا کوئی مٹا نہیں سکتا  
 سخن از سربے سے گوزار زد ہر کمتہ جو  
 لے دل پھنسنے کا ناعق دنیا کے محسوس میں  
 غضب کیا ترے وعدہ پر اعتبار کیا  
 قیمت تو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند  
 شب کو یاد آتا ہے جب وہ مہ انور اپنا  
 جلوہ دیکھا تری رعنائی کا  
 ہم نشینی ساعتے با اولیاء  
 کوئی سنگ سہائے نہیں ہے تو کرے میرا تیرا  
 دولت جاوید یافت ہر کہ مکونام زیست  
 چو از قوے یکے بیدار نشی کرد  
 نمی بینی کہ گاوے در علف زار  
 رزق ہر چند بے گسار برسد  
 گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد  
 تو وضع زیادت کند جاہ را  
 ہے زبان اسلئے تا اس سے کریں و کفدا

برا کھکے میں کیوں ہوں دشمن کسی کا  
 سر سے تنکا کیا اتارا۔ سر پر چھپر رکھ دیا  
 بس ہجوم یاں سے جی گھبرا گیا  
 غم بخت در آرزو پیدا کیا  
 بگذار کہ در زدے تو بینم خدا را  
 آن ہم خلیل در جگر لخت لخت ما  
 کسی کے درو کو ہمد مٹا نہیں سکتا  
 کہ کس نہ کشود و نہ کشاید بخت این سحر را  
 اس دہر غلکہ میں بیدار ہو نہ شوجہا  
 تمام رات قیامت کا انتظار کیا  
 دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا  
 چاندنی میں بھی بچھا لیتا ہوں بستر اپنا  
 کیا کلیجہ ہے تماشا فی سکا  
 بہتر از صد سال طاعت بے ریا  
 میرا تیرا بھول بھرم ہے۔ بھرم کا کیوں بننا پیرا  
 کہ قبض ذکر خیر زندہ کند نام را  
 نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را  
 بیالاید ہمہ گاوان وہ را  
 شرط عقل ست جستن از درہا  
 تو مرد در وہاں اثر درہا  
 کہ از مہر پر تو بود ماہ را  
 نہ کہ ہوتد کرہ ماہ رخاں و رسدا

## ب

طبیعت ہو جس سے کہ اپنی خراب	نہ ہرگز کبھی ایسی پڑھے کتاب
گر دلیلت باید ازوے روتاب	آفتاب آمد، دلیل آفتاب
اسی تو کہتے ہیں عصمت کو گوہر نایاب	خدا بھی دیتا ہے اکہ بار پھر نہیں دیتا
کون سناتا ہے چین میں نالہ ہائے عذلیب	باغیاں بے دروہے، کل میوفاغلیب قلیب
نسل بریدہ بہ کہ موالید بے ادب	دانی چہ گفتہ اند بنی عوف در عرب
نہیں اُن کے دل کو یہاں پہنچ و تاب	جو ہیں راستی میں یہاں کامیاب
کز پشہ ضعیف بود پیل در عذاب	ہر دشنے کہ ہست قوی باید شش شمر د
خائن جہاں میں آپ نہ کہلائے جناب	لائے تھے جس کا مال اسے دیکھے شتاب
کد اش فضیلت بود برد و اب	چو انسان نداند بجز خورد و خواب
احل از سنگ می شود در باب	گر پس شد بہ از پدر چہ عجب
بے ادب محرم ماند از فضل رب	از خدا خواہیم توفیق ادب
خفتہ دائم مردگان رازندہ می بیند خواب	اہل دنیا راز غفلت زندہ دل پندام
دوای از توبہ - گر مگوئی صواب	بہ نطق آدمی بہتر ست از دواب
چند نوبت میزند برگنبد افرا سیاب	پروہ داری میکند بر قصر قصر عنکبوت
ہر چہ آید بر سر من یا نصیب	سرنمی چیم ز شمشیر حبیب
جو کھیلو گے کو دو گے ہو گے خراب	پڑھو گے، لکھو گے تو ہو گے نواب
کہ گہہ در فساد زو گے در نشیب	چنین ست رستے برائے فریب
سکے دروے افتد گداز گلاب	اگر بر کہ پڑ کُند از گلاب
کد اش فضیلت بود برد و اب	کے کو نداند بجز خورد و خواب
بوم نوبت می زند برگنبد افرا سیاب	تا ربانی میکند بر کاخ کسری عنکبوت
گر خطائے رفتہ باشد در کتاب	قاریا بر من مکن چندین عتاب

سعدی	بیشتر آید سخنش تا صواب	هر که تامل نه کند در جواب
»	دواب از توبه گزیده گوی صواب	بنطق آدمی بهتر است از دواب
»	همه عالم به چشم چشمه آب	تشنه گان را نماید اندر خواب
نظامی	بوقت خودش داده باید جواب	سخن بر بدیسی نیاید صواب
حافظ	بکوش حاصل عمر عزیز را در یاب	مهل که عمر به پیوده بگذرد حافظ
لا اعل	تشنه آخر تشنه خیزد و گشت دریا خواب	حارصان را حرص زرباقیت تار و حباب
مغنی	بے ادب محروم ماند از فضل رب	از خدا خواهیم توفیق ادب
شوکت	او عدو خویش آمد در حجاب	نیست خفا شک عدوئے آفتاب
»	لیک باید جو سر قابل که گردد لعل ناب	هست بر ذرات یکساں پر تو خورشید فیض
فائق	حاجت بفرش نیست به کاشانه جاب	آزاده دل اسیر تکلف نمی شود
قاسم	آب تا در گل بود آب ست دنیا گلاب	نیست قدر هیچ کس را در دیار خویش تن
حشی	چون نیاید مه که گردد متصل بافتاب	خود نمائی کے کف آنخس که وصل شد بدو
ناصر علی	جسم کو دے تندرستی عقل کو دے آب و تاب	شام کو سونا سویرے صبح کو آهن شتاب
»	صبح نوزانی بود دو دوسر راغ آفتاب	عیب بهار رنگ بهر گیرد چو دل روشن شود
»	بوی گل ز خمبیری گردد بپائے عنده لب	عالی را می توان از خلق خوش تسخیر کرد
حافظ	آبر و برباد دادم از شراب	خون دل در جام دیدم از شراب
صائب	هر که خمید تشنه لب آب روان میت بخواب	نیست سیرابی ز خون خلق ظالم را برگ
مغنی	خشم دها کرد عالم را خراب	خشم مردان خشک گرداند سحاب
ناصر علی	خفته دایم مردگان را زنده می بیند خواب	اهل دنیا را ز غفلت زنده دل بیند آستم
»	چون کوزه شکسته که باشد میان آب	پوشیده است عیب تو آنگز مال خویش
»	لعل از سنگ می شود در یاب	گر پیر نند به از پدر چه عجب
احقر	سر که می گردد اگر افتد نمک اندر شراب	می شود تبدیل خوش بد ز صحبت های نیک
»	با تو گفتم گفتی و الله اعلم بالصواب	گر علقه در خواهی از دیانت بدخ متاب



## ت

بهوا خوش است و حریفان خوش و بهار خوش است  
 بلال عید می بینی و من پیوسته ابرویت  
 در دست طیب است علاج همه در دے  
 شمع میگوید باهل بزم با سوز و گداز  
 ظهوری شکوه ات از یار بیجا است  
 شوق مشتاق آرزو مشتاق جان  
 مرا که تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت  
 سکه را چون کلوخه بر سر آید  
 رشته در گردنم افکنده دوست  
 چوب تر را چنانکه خواهی پیچ  
 تا خود نرسد وعده هر کار که هست  
 داد حق را قابلیت شرط نیست  
 عیب نادان در زبان خامشی گویا تر است  
 می برد دل بے خرد را بهر اوج اعتبار  
 هر دلیل بے نصیر تر از انگرد و خضر راه  
 اطفال غنچه را خبر از گوش مال نیست  
 قرب سرداران برائے خاکساران میاست  
 در یاب و دے صحبت نیکان که دگر بار  
 زهر ماران مار را باشد حیات  
 هر که فاضل از نصیحت میکند دیوانه است  
 بهوده مکن سعی که مخفی نکند سود

بنوش جام و طرب کن که روزگار خوش است لا اطم  
 مبارکباد بر تو عید بر من دیدن رویت  
 در دیکه طیب دلد آرزو علاج است  
 سر بریدن پیش این سنگین دلان گنج نیست  
 توبه طالع فتادی جسم او چیست ظهوری  
 چشم مشتاق آشکارا دل نهان مشتاق نیست لا اعلم  
 دماغ بیهوده نخت و خیال باطل است  
 ز شادی بر جهد کان استخوان نیست  
 می برد هر جا که حناط خواه او است  
 نشود خشک جسد با تنش راست  
 سود نکند یاری هر بار که هست  
 بلکه شرط قابلیت داد او است  
 پسته همغز در لب لبگی رسوا تر است صائب  
 طفل نا اقلاده را اندیشه از بام نیست کلیم  
 کور که روشن شود گر صد عصا آرد بخت تقی  
 آنجا که عقل نیست گزند طلال نیست خزین  
 میرسد تا جیبی صندل نامش طلاست تاثیر  
 چون رفت نیاید بکشد آندم و ساعت سعدی  
 نقبتش با آدمی باشد مامت مغوی  
 خواب غفلت برده را طبل حیرل افسانه است صائب  
 آنرا که زلفت ازل بخت زیون است مخفی

سیو نیکه سوراخ دارد نخست  
 مکن بابدان نیکی اے نیک بخت  
 در جنگ میکند لب خاموش کار تیغ  
 هر که پیوند باهل حق ز مردان خداست  
 همچو ماهی فلس کردن جمع در بحر وجود  
 چون خطائے از تو سرزد در پیشانی گریز  
 و رجوانی توبه کن تا از مذمت بر خوری  
 سخن شمرده و بخیده گوئے بے سوگند  
 صاحب چرا لب نهند هر خاموشی  
 چشم را از عیب های خلق نهان کردنت  
 هیچ نکته نیست که آئینه زوینهاں کند  
 هر که هر چه دی نام او بر صاحب  
 و رپایه خود هیچ کسے خورد نباشد  
 یوسف مصر شنیدی که اخواں چه کشید  
 اتفاق دوستان با هم دعای جوشن است  
 هوای عالم آزاد گیت بر کج سال  
 مرد عاقل در وطن هرگز نگیرد دستبار  
 بر دی شود کار مردان درست  
 از عمر رفته حاصل من آه حشر است  
 مرز آب رخ خود برائے نا صاحب  
 بر قش رسد ز عالم بالا پائے خویش  
 و رسم اطفال از تحصیل روزی فارغ اند  
 نادان بار است روزی میرسد از خوان عیب

بموم و سریشم نگرود درست  
 در شوره ناواں نشاند درخت  
 دادن جواب مردم نادان چه حاجت است  
 آهمن پیوسته با آهمن ربا آهمن رباست  
 بهر قتل خویشتن انشائے محضر کردن است  
 از خطا نام نگر دیدن خطائے دیگر است  
 نیست چو دمان لب خود را گزیدن گلست  
 که شاید خندان دروغ سوگند است  
 سنگین دل اند مردم و گفتار نازک است  
 آتش سوزنده را بنزد گلستان کردنت  
 دل چو روشن شد کتاب و دفتر می گزافست  
 که همیشه خود طلبیدن کم از کدالی نیست  
 ناپیچد بود ساکن ویرانه بزرگ است  
 چه توقع ز عسزیران دگر باید داشت  
 سختی از دوران نه بیند دانه مادر من است  
 بزرگ ریز خستد از سر و فارغ البال است  
 گل چو از گلشن بروں افتاد جایش بر است  
 ز سستی شود عاقبت کار است  
 جز رنگ از شمردن این بد نیست  
 که آبرو چو سود جمع آب حیوان است  
 صاحب کی بکه همچو صدف پاک طپست  
 مانع رزق مفت رخا در بسته نیست  
 عقد و ندانها کلبه رزق را ندان نیست

مخفی

صاحب

<p>             بال و پر و این طائفه از بهت عالیت              دل چون تو نگر است بد نیاید حاجت است              ریزش خود را از چشم خلق پنهان کردنت              که فقر دارد و از مجد فقیر تو میسدست              که هر کس سعادت طلب گرد یافت              ز عیب برادر خرد و گیر دوست              در ویش هر کجا که شب بدر ای دوست              باد شاه خوانند اگر زانیش نیست              به تسبیح و سجاده و دلق نیست              تو معتقد که زیستن از بهر خوردن است              خود پرستی کمتر از اصنام نیست              دیدار نامناسب جهم است              چه حاجت محک خود بخوید که حیت              هر جا که رفت خیمه زود بارگشاخت              که بر جمل جز جمل نمار و شکست              ز مردی چه لافد که زن هم زن است              که سر برنگرد و انم از سر نوشت              و آنچه گویند روانیست نگوییم رواست              ز خاک مکه ابو جسل این چه بواجب نیست              بشت و شوئی نگر و دوفید این مثل است              بے تکلف بشنود دولت درویشانست              قبول که بجاں هر سخن که جانان گفت              که هر چه ساقی مار بخت عین اطاعت           </p>	<p>             ارباب هم را چه رسم از بے پروبالیست              هیچ است گنج عالم اگر است دل غنی              در بساط خاک گنجی را که می باید نهفت              همیں بس است ز قهر خدا سزائے تحمیل              پے نیک مردان بیا بدشتافت              دو چشم از پے صنع باری بکوست              شب هر تو نگر بے سر ای همی بود              عارفان در ویش صاحب در در ا              طریقت بحر خدمت خل نیست              خور دن بر ای زیستن و ذکر کردنت              سعدی چون بت شکستی خود مباحش              مارا بهشت صحبت یاران هدم است              بسو کند گفتن که ز مرغ نیست              منم بکوه و دشت بیابان غریبت              بگرگی از گرگان تو انیسم رست              زن سیمت گر چه روئین تن است              جز این نیستم چاره در سرشت              فرض ایزد بگزایم و به کس بد نکیم              حسن زبصره بلال از جیب از شام              ز قسمت از لی چهره سپه بختان              دولتی را که نباشد غم از آسیب ذوال              مزین نه چون و سپر آدم که بنده مقبل              به در دو صاف ترا حکم نیست دم در کش           </p>
---	---



<p>رضایده بدہ در حسین گرہ بخشای          مستمع چون نیت خاموشی بہ است          دل برب و زینت گیتی ہنر پرور بہ است          خون جیہا بگردن اہل طلب بود          بحریت زندگی و ہنگش عبادت است          بر تو سن ارادہ خود کس سوا نیست          روزی طلب کن تو چہ دانی کہ آن کجاست          انگور خوش است آب انگور خوش است          بر نہ وارد میوہ تا خام است دست از شاخا          از کرامات پیہر ما چہ عجب          سخاوت بخشایش داور است          لب خامش بود دلیل کمال          ہر کہ رو در خلق میگردد قبول خاطر است          و رخسارستان دنیا انجہ می باید گرفت          مرید نفس دوں گردیدن از حیثیت          زدوست دوست نہ بخند بہیچ تقصیر          ہر کمالے را زوالے بہت در زیر فلک          مبین حقیر کسے را کہ شمع در شب تار          دنیا خوش است مال عزیز است و جان نفع          آدمی را آدمیت لازم است          پروانہ را بشمع دلالت کہ می کند          در جہاں نتوان نشان سیر حشی یافتن          از چرخ ہمیں نالی اگر بخت نداری</p>	<p>کہ بر من و تو در اختیار بخند است حافظ          بخت از ناہل گر پوشی بہ است کلیم          غیر نقش بوریا بر خوش تن زیور نہ بہت          قتل گدا بقصد قصاص حبیب اروہت          تن کشتی است و مرگ بہا حل میدان است          در دست اختیار عنان گستہ است          تیر از چہ اسگنی چو نیابی نشان کجاست لا اعلم          آواز دہل شنیدن از دور خوش است          زاہد ما پختہ را از خودن بریدن شکل است          گر بہ شاشید و گفت بارانست          نہ در جنگ و بازوئے زور آور است          قفل بر در نشان اسباب است          وقت آنکس خوش کہ ما را از نظر افکندہ است          شاہباز دیدہ روشندلان را عبرت است          ندانم سگ پرستی مذہب کیست          اگر بر نجد دگوید کہ دوستم غلط است          ماہ ناقص بدر ما گرید کاہیدن گرفت          بہ از عصاے بلند است گرچہ کوتاہ است          لیکن نسیق بر ہمہ چیزے مقدم است          عود را اگر بونباشد ہمیزم است          در کار و ان شوق ہمہ شوق بہریت          چشمہ خورشید ہم محتاج آب شبنم است          بے طالعی طفل ز تقصیر پذیریت</p>
---	---

لا اظم	از نفس مرغ بہر جا کہ رود بُستان است	نیست پروائے عدم دل زدہ ہستی را
"	دیں مازن دنیا ہمہ کجوزہ مقام است	در راہ فغانا فلک و اہل جہاں را
"	زنے برہم گرچہ بالا و پست	فزون چون ز قسمت نیاید بدست
"	خوش نویس است نخواہد بد نوشت	سر نوشت ماز دست خوش نویس
"	یاد بان تشنہ مردن بر لب دریا خوش است	با کمال احتیاج از خلق استغنا خوش است
"	خیمہ افلاک بے چوب و طناب بتادہ است	اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوئے کس
"	دست کرم براہ فنا پیش خانہ نیست	امروز بخشش از پے فردا خزانہ ایست
ناصر علی	طلبل را تا یوست باشد تازہ خالی از صداست	بیریاضت نتود در دل سالک بخوشد را از حق
"	بر در شاہان تکبر در فقر ان کبریاست	صحبت صاحب دلاں اگر قیہ عیبہا است
جامی	دست قضا عناقش او ہر کجا گر سخت	چوں از نفس گریز تو اند کسے کہ بود
معنوی	دانہ چوں آہ بزرع کشت گشت	سیل چوں آمد بدیر با جسہ گشت
"	طاعت اہل را یا مقبول این رگاہ نیست	زہدان را بر درار باب معنی راہ نیست
"	وز زنا افتد و با اندر جہات	ابر بر نباید پے منع ز کات
"	جان عریاں را تجلی ز پورست	جامہ پوشاں را نظر بر گار زانت
"	دام داں گر چہ زندانا گوید ت	دشمن از چہ دوستمانہ گوید ت
نعمت خانہ	زانکہ ابجد و حقیقت ہر طفل مکتب است	مرد گر لاف اب وجد میزند بے مشرب است
نام	اچھ کل را در چمن آبت در باز انیت	آبرو را اگر طلب داری مرو از جانے خویش
باقی	جز کاستن بطالع ماہ تمام نیست	آخر مال کار ترقی تنزل است
صائب	باز میگویم کہ شاید بودہ باشد عالم است	گویم آئین و نسا در مردم عالم کم است
صبار	کس چہ داند کہ قیمتش چند است	تباہ سنگ اندرون بود گوہر
اثر	چو دندان طمع کند ہی سخن گوئی درست	اگر چہ از افتاد و دندان شود گفتار سست
شیدا	وقت رفتن غنچہ دور وقت بر تن کل است	پنجہ اہل سخا بر جانب اہل طلب
نظامی	نہ از بہر بیداد و محنت کشی است	جہاں از پے شادی و دل خوشی است

عمر اگر خوش گزرد زندگی خُصه کم است  
 هر وقت خوش که دست دهد مغنم شمس  
 مایه آسودگی از خلق ترک حاجت گشت  
 خرمن عمرش تلف شد هر که از کس زر گرفت  
 آزادگی ز منت دو مان بر میدن ست  
 مان جو خور در بهشت سیر چشمی سیر کن  
 اے قناعت تو انگو تم گرداں  
 هر سلفه پنهان بجای قناعت کجا برد  
 تشنه چشمان را به نعمت سیر کردن شکل  
 ناکس نپذیرد اثر از تربیت کس  
 شوق مشتاق آرزو مشتاق جان مشتاق گشت  
 آرزو اساس حنائی عمر استوار نیست  
 رفت هر کس را بپا خارے کند سوزن علاج  
 مس را چو زر بر وئے محاک کس نمی کشد  
 از گرفتاری خلاص نیست اهل عقل را  
 اهل فطرت را سبک که می کنند دست تنی  
 چیدار از زبان را چو دل یا نیست  
 بر وئے زمین بجای آسوده نباشد  
 هلال عید می بینی و من پیوسته ابرویت  
 ز یک شاخیم اگر شیرین و گریختن  
 اهل بصیرت از سخن رنج می برند  
 مقام عیش میسر نمی شود بے رنج  
 هر عدو باشد همی احسان نکوست

در تبلیغی گزرد نیم نفس بسیار است  
 کس را وقت نیست که انجم کار حیات  
 زیر سر بگذارد سستی را که زیر منت ست  
 داد و سر بر باد چون در شمع آتش در گرفت  
 قطع امید دست طلب را بریدن ست  
 گرد خجالت هر گز دم بر رخ آدم نشست  
 که ورائے تو هیچ لغمت نیست  
 این نقد در خزانه آرباب همت ست  
 دشت گرد دریا شود در یک روان سیر نیست  
 هر چند عصا راه رو دپاشد فی نیست  
 چشم مشتاق آشکارا دل نهان شاق گشت  
 دار فنا محل ثبات و قرار نیست  
 می خورن خون بیشتر هر کس که او بنابرست  
 سختی بغیر نعمت کامل عیار نیست  
 هست اگر آرزوئے زیر فلک در کتبست  
 ظرف چینی که همه خالی است بے مفاد نیست  
 چو دل تنگ شد جائے گفتار نیست  
 تنگ بود آرام که در زیر زمین ست  
 مبارکباد بر تو عید و بر من دیدن رویت  
 ز یک بر میم اگر مشیار و گرمست  
 مودر میان دیده کم از نوک خار نیست  
 بے حکم بے بسته ایم روز الست  
 که با حسان بس عدو گشته است دست

والا  
 حافظ  
 معنوی

معنوی	صد هزاران خشم و سهم کمر مت	هر یک را داده حق در مرتبت
"	آب حیوان در درون ظلمت است	زندگی در مردن در محنت است
"	بعد از آن یخشا و سختی در گزشت	اے بسا کاریکه اول صعب گشت
"	کسب باید کرد تا تن نادر است	کار سخت است آن و آنهم با درست
"	که طلب در راه نیکو رهبر است	وز طلب زن و ایسا نو مرد دوست
"	سر بد و آذرب و وضع جهان خندید و رفت	وقت آن کس خوش که چون برق از گریبان
"	نه هر اسکندر و پیغمبری یافت	نه سر سرتاج و تخت و سروری یافت
غنی	بستن لب از سخن خوش تر از مضمون است	ترک گویایی نزد حل نکته گیران رستن است
"	شناسد بد از نیک دشمن بد دوست	دل آنکه دانا است از مغز و پوست
"	دست خالی در حقیقت تنی بیش نیست	زور باز و مرد را وابسته مشت ز راست
"	سر پستان گرفتار هم گدای نیست	ز شرم آن گشت دارد در دهن طفل
"	خمیر مایه دو کان شیشه گرنگ است	عدو شود لب زرق گر حنہ اخواهد
خیز	آنجا که عقل نیست گزند طلال نیست	اطفال غنچه را جز از گوشمال نیست
"	جہاں پر ز نادان بسیار گوشت	زداننده کم گفتن اکنون نکوست
آفرین	تیغ ز ابے قوت باز و کشیدن مشکل است	مرد می باید که گیرد دست صاحب جوهر
این	ز گس همه چشم آمده بینا شدن نیست	با کوری باطن چه کند دیده طاهر
"	بر سر خواب و بیدارش چا حوکل از پاشکت	و ز شکست خویش کوش از عزت افزون باید
بلیز	در گوشه این سخن لب خندان پسته گفت	هر بنزخت نشاد شود و هر شکست خود
"	تسخیر جزو نیاز درین روزگار نیست	گیر و شکار دام زمین گیر چون شود
"	قبض و بسط کار با در پنجه افلاک نیست	مردم از نادانی از گردون شکایت میکنند
"	چرا که بهتر ازین مرد را کمالات نیست	بنیر اهل کرم نام او بسر ز نهار
میله	کنجے گرفت و ترس خدا را بهار ساخت	ز ابد نه داشت تاب جمال پری خاں
و حید	نیک و بد در نظر اهل کرم هر دو یک نیست	قیمت نیشکر و بید مساویست ز ابر

طاهر	کس رشته را به آب و گهر تر ندیده است	مقلس ترشح ز تو انگر ندیده است
هلالی	در حیرتم که فائده قیل و قال نیست	چون حل نمی شود به سخن شکلات من
»	دشمن به از یکسے منیرد برای دوست	در دوستی ملاحظه مرگ و زینت نیست
فائق	چو جامه بر سخن پیچ کس مدار گشت	سیاه رو شود آن کس که عیب پیش کرد
»	هر که ادیدیم چو آن صورت آشنات	بسکه از وضع جهاں بیگانگی مار و نمک
صافی	چه گنجها که دریں کنج محنت آبا ویت	تو از خبرائی خود مقلسی چنینس دانه
»	چه جاک جنگ و جدل خوش ولیم هر چه تو	نصیب ما ز ازل کاتب قضا و تد
»	تا با بخار رسد که بهمت اوست	هر که بهمت گمارد آخسر کار
نعمت خالقا	بس بود کند و ستان گاهی خبر باید گرفت	پیش ما چیزے گرفتن با تو کل دشمن است
صائب	از اختلاف راه چه غم زینما یکمیت	خواهی بکجهت کن و خواهی بسوم ناتج
بینوا	بیچکس در مشرب اهل صفا بیگانه نیست	در دله آئینه باشد راه خوب و زشت را
»	اگر چه دیده دو آمد و له نگاه یکمیت	چراغ بستکه و شمع خانقاه یکمیت
سخنوی	بلکه از جمله کینهها کمتر است	خود حسد نقصان عیب دیگر است
حرزین	که سوهاں روح است خوی و شرت	چه گشت و همقان حمید و پشست
»	زانکه این آئینه را از غیث آب آه نیست	تا توانی از کدورت لوح دل راپاک کن
کلیتم	جله بی صلاست و جنگ طفلای مکتب است	گفتگوی اهل عالم بر سر دنیا بهم
صائب	با خلق خوش بصورت زیبا چه حاجت است	موی سفید و روی سیاه عیب مشک نیست
»	منزل مقصود نزدیک است و چندان دور نیست	ای که عزتم کعبه داری گرد بست آری له
اثر	بخور که روزه گرفتن حرام در سفر است	مکن ذخیره که در رفتن است عمر عزیز
غنی	ملک گیری سهل باشد گوشه گیری مشکل است	کی جسلق میتوان شد باتن تها طرف
ناصر علی	چراغ حسانه در ویش ماه تابان است	چه شد که شاه برافروخت شمع کافوری
حافظ	در صراط المستقیم له دل کسے گمراه نیست	در طریقت هر چه پیش مالک آید خیر است
»	چون حنارنگ سیاه گیر و لباس ماتم است	تا شباتی رنگ پسید اگر عشرت هم عم است

نشاط عیشش چو برچیده می شود آخر فکر شنبه تلخ دارد و جمع اطفال را عیش دنیا را بقافی نیست دیدی غنچه را میرقصی از نشاط می ناب غافل نقد دلیکه بود مرا صرف باد و شد میان از مورے که دانه کشش است بغیر غلظت توقع مدار از ظالم از شکست خاطر بازک دلا امین باش مردم از اراں جاہل روز پیری بدتراند مردم آزار از حماقت مال مردم میخورند بد اخست تر از مردم آزار نیست ظاهر آلوده را با فیض باطن کار نیست جہاں اے پسر ملک جاوید نیست مہراز جہاں مہر که غذائی لطیف اور باب و خاک زبان دل مبند و غره شو ہر روز اختیار جہاں پیش دیگر است آفت دولت با بنامی زمان معلوم نیست چند مغرور دریں مسکن دنیا باشی بار بار دیدیم وضع و ہر را دیدن داشت ہرگز مبدول بغریب جہاں حزین داند کسیکہ محنت دنیا کشیدہ است جہاں منزل درد و جانے غم است طفل داند دایہ را حور بہشت و جوی شیر	بیش جام زد و کاغذ سفال حکایت عشرت امروز بی اندیشه فردا خوش است یکتہ بسم کرد عمرش در پریشانی گذشت کیس نقش باطیدن بسجل برابر است قلب سیاه بود از آن در حسرت رفت کہ جاں دارد و جاں شیریں خوش است کہ نخل شعلہ اگر بارید بد شر است شیمہ را چو شبنمی ہرزردہ آن حشر است انفعی قاتل اچہد کہنہ سالی از در است مار را قوت نہ بہ از مغز سرخاک نیست کہ روز مصیبت کشش با نیست پیر من چون بے نماز افتاد طاعت ندارد ز دنیا و فنا داری امید نیست خون است در لباس اگر شیر ما در است کہ عمر شمع و جہاں چون گذرگہ با و است دنیا مگر گد است کہ ہر روز بر در است لقمہ چوں افتاد و فریہ اتخوان معلوم نیست خیز اسباب سحر ساز کہ ایں منزل نیست جز گل عبرت دریں بستان ہر چہ دیدن داشت و نیای سفلہ دشمن مردان عالم است در وی تبرزد در در سر روزگار نیست دریں دام کہ شاد و مانی کم است زشتی ز ال جہاں بزن اضا معلوم نیست	قافض صائب طالب صائب حافظ خردوی شہرت تلمیہ سعدی ناصر علی سعدی صائب صافی درویش صائب یہین کاشی حزین حافظ صائب
--	---	---

گویند زین بر سر گاو دست بل  
 ز انبای دهر وقت کسی خوش نمی شود  
 بر نمیدارد لباس عاریت طبع عیون  
 جمع خواهی دلت اسباب جهان تفرق کن  
 چو بر تخت جاوید نتوان نشست  
 در زندگی بکوش که فرصت بهیست  
 چنان میسر که چیزی نماند از تو بجای  
 راز ما از راستی فواره سان ستور نیست  
 راستی موجب رضای خداست  
 با صدق زدوری مکن اندیشه پریش  
 میتوان از دست پیوندان باسانی برید  
 کلید ظفر چون نباشد بدست  
 چه دانند مردم که در جامه کیست  
 پسر کو میان قلندر نشست  
 محاسن چون مردان نداری بدست  
 کسے قول دشمن نیار و بدوست  
 نظر بعیب کسان از کمال بصر است  
 سخن گفتن و بگر جان سفتن است  
 نگه دار فرصت که عالم دمیست  
 قابل درین زمانه ز آدم نشان مجواه  
 یک اهل دل که مرهم داغ درویش  
 مردم منعم کی بتعظیم گداحیست ز درجا  
 هنوز آن ابر رحمت در نشان است

گاو دست کسی که بار دنیا برداشت  
 خوش وقت آنکه مغفک کنج عزلت است  
 جمع کردن دل ز اسباب جهان سامان است  
 تخم جمعیت دل تفسر نه اسباب است  
 ازین پیشتر تخت باید شکست  
 زیرا که روز مرگ بکس آشکاره نیست  
 بغیر نام نباید بیا دگار گذاشت  
 بر زبان ماست جاری آنچه مار اور دست  
 کس ندیدیم که گم شد از ره راست  
 تیری که بود راست در آغوش نشان است  
 در جوانی از دهن دندان کشیدن مشکل است  
 باز و در فسخ نتوان شکست  
 نویسنده داند که در نام چیست  
 پدر گو ز خیرش فرو شوی دست  
 نه مردی بود پیش مردان نشست  
 جز آنکس که در دشمنی یار و دوست  
 بعیت خویش نظر کن که عین بیایست  
 نه هر کس ز کس سخن گفتن است  
 و پیش دانایه از عالمیست  
 چندین هزار سال ز آدم گذشته است  
 در هیچ شهر و هیچ ولایت نمانده است  
 دانش گوئی بر زیر سکه ز راماده است  
 خم و خم خانه با هر سر و نشان است

نیخود  
 جامی

ناصلی

نظامی

کلیم

سعدی

صائب

صائب

سعدی

سعدی

..

..

مخفی

نظامی

قابل

صائب

واعظ

دنیا خوش است یک باز آئے وجود  
نیست جز ترک تکلف زینت روشد لا  
جنگ و زور آوری کمین یا مست  
آنکہ در راحت و تنعم زینت  
آتش از خانہ ہمسایہ درویش خواہ  
الا سخا ہی بلا بر حود پ  
جوان گوشہ نشین شیر مرد راہ خداست  
خفا کہ با عقوبت دوزخ برابر است  
خور دن برای زینتین و ذکر کردن است  
معدہ چو گر پزگشت و شکم درد خاست  
مرغ بر بیاں بحشم مردم سیر  
منعم بکوبہ و دشت بیابان غریب نیست  
چون مرد بر افتاد ز جائے و مقام خویش  
شب ہر تو انگریے بسرے ہی رود  
از خدا و ان خلاف دشمن و دوست  
برادر کو پسند خویش است  
لے پسر تر پسر سندر و ز قیامت  
مہر کہ آمد در جہان ز اہل فنارت  
سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف  
مرد عالم گر پریشان حال باشد عیب  
آہے کہ عنعم ز دل نبردنا کشیدنی ست  
شو بمرگ ز اہل اہل دل نومید  
در ان رہے کہ مبتی تو ان سلامت رفت

پیرا من زیادہ ز قامت برید نیست  
 گر لباس طلس است آئینہ عریان بہتر است  
 پیش سر پنچہ در بعل نہ دست  
 او چہ داند کہ حال گر سنہ چیست  
 کا پنچہ از روزن او میگذرد و دولت  
 کہ آں بخت برگشتہ خود در بلاست  
 کہ سپید خود نتواند ز گوشہ برخواست  
 رفتن بہ پای مردی ہمایہ و بہشت  
 تو معتقد کہ زمین از بہر خوردن است  
 سو ندارد دہمہ اسباب راست  
 کمتر از برگ ترہ بر خواں است  
 ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوبگاہ (یا بارگاہ) خست  
 دیگر چہ غم خورد و ہمہ آفاق جائے اوست  
 در ویش ہر کج کہ شب آمد سرا اوست  
 کہ دل ہر دو در تصرف اوست  
 زیرا در ست و نہ خویش است  
 کہ ہنر ت چیست و نگونہ کہ پدرت کیت  
 لایزال و لم یزل فرداں خداست  
 ز نگار خورہ کہی نہاید جمال دوست  
 قدر مصحف کم نگردد و گر سرا سر اترست  
 مرغیکہ نامہ بر بنودیر بریدنی است  
 کہ خواب مردم آگاہ عین بیداری است  
 قدم شمرہ نہادن دلیل ہشیاری است

سودی

//

4

11

11

4

4

"

“

2

11

11

10

نظر

## صائب



کیست از دوشش کے بار تو اندر گرفت  
 ترک دنیا حق پرستی از برائے آخرت  
 از تہ دیوار آسان سب بیروں آمدن  
 اہل دل را بدل و اہل نظر را بنظر  
 از خوشامد می سنزاید در نگظر فغان غور  
 ز سادگی ست بفرزند ہر کہ خورند دست  
 حرف بد گو باز میدار و ز بد کردن مرا  
 چوں بلاء می شود نازل مژ چیں جویں  
 قوت بازو نیاید بے صفائے دل بکار  
 نیست تپا پاک از غرض ہا در سخاوت نبوت  
 چوں محبت در میاں باشد تکلف گو بہشت  
 بر روز ابر کہ چوں وقت می پرستان ست  
 گر بود رہ یک قدم بے رہنما دورست دور  
 دیوانہ خموشش بہ عاقل برابرست  
 در مقام حرف برب ہر خاموشی زدن  
 روئے کمزور دے نکشاید ندیدنی ست  
 چوں شکم نامور را پر شد تواضع را گزشت  
 دنیا خوشش ست یک باندازہ وجود  
 سفلہ را منظور نتوان ساختن گونہ بروت  
 ز دوستان زبانی ہمار چشم و لب  
 قابل دریں زمانہ ز آدم نشان خواہ  
 ہر کہ خود تربیت خود نکند آدم نیست  
 بسرو گرم جہاں خاطر تپو راضی شد

گر ہمہ عیسی ست در بند خرو بار خود ست  
 از موئے نقل کردن در موئے دیگر ست  
 دامن از دست گراں جاناں کشیدن کل ست  
 دوستداران زباں را بزباں باید جست  
 شیشہ ہار اے نفس سامان بالید کجاست  
 کہ مادر و پدر غم وجود و فرزند ست  
 میکت ہموار سو ہاں گرچہ خود ہموار نیست  
 در بروئے میہاں غیب بستن خوب نیست  
 تیغ تاد ز رنگ باشد برگ بیدی پیش نیست  
 در تماش نام سیم وزر فشاندن جو نیست  
 شیر مادر در حلاوت بے نیاز از شکر ست  
 بیار بادہ کہ امروز روزستان ست  
 بے اجل نتوان رسیدن گرچہ منزل زیر پات  
 دریائے آرمیدہ ساحل برابرست  
 تیغ رازیر سپرد جنگ پنہاں کردن  
 حرفے کہ مغز نیست در و نا شنیدنی ست  
 زن چو آبستن شود اورا خمیدن کل ست  
 پیرا ہنے زیادہ ز قامت رسیدنی ست  
 تیغ را در دیدہ نتوان کوفتن گواہ ست  
 ز برگ بید محال ست بر توانی یافت  
 چندیں ہزار سال ز آدم گزشتہ است  
 آدم آمنت کہ اورا پدر و مادر نیست  
 تمام عمر ترا آب سرو و ناں گرم ست

غنی

صائب

غنی

واحد

صائب

عالی

فرید

صائب

قابل

آرزو

سیلم

ارمش و خار غرض گری پاک باشد سینه ها  
 ناید بکف چو طائر عشرت ز دوست رفت  
 هر چه باید آدمی با خویشان آوروه است  
 بد از رفاعت نیکان نکو نخواهد شد  
 تاب بکردن ندارم طاقت چیدن کراست  
 زباں تیغ به نرمی نمی شود کوتاه  
 پیوند عشرت به بنیست هوشدار  
 دور نشا ط زود با خجام می رسد  
 هیچ کارے گرچه صاب بے تامل خوب نیست  
 از بهر قطع کردن محصل حیات من  
 هست که ریزش نمک دشتان بے برست  
 شکایت از ستم چرخ ناجوانمردی است  
 قرض از کریم کن که وفایش گرفتن است  
 عمر عزیز قابل سوز و گداز نیست  
 هر که آمد عمارتے نو ساخت بپای  
 چشم محبت داشتن از سفره گردون علط  
 تواضع ز گردن فرازان نکوست  
 دل منه بر الفت دنیا که تا گرم است  
 علاج واقعه پیش از وقوع باید کرد  
 کسری نماند قصه ایوان او نماند  
 تنگدستی فی الحقیقت مایه دیوانگی است  
 گر عظیم است از فردستان گناه  
 هر سده که یافت افسری از گوهر ثبات

هیچ باغ دلکش چون دیدن اجاب نیست صاب  
 رنگ ز رخ پریده کس را شکار نیست فرحت  
 خواب چون افتاد نگیس بستر و کار نیست صاب  
 سموم را سدر همراهی صبا عث است حزن  
 باغبان بیهوده بر رویم در گلزار بست  
 ملائمت به حریفان بے جاعت است حزن  
 غمخوار خویش باش غم روزگار چیست حافظ  
 یک هفته شادمانی گلزار بیش نیست صاب  
 بے تامل آستین افتادن از دنیا خوش است  
 چون آره دوسر نفس اندر کش است  
 تخلیکه میوه نده خشک بهتر است  
 که گوشمال پدر خیرخواهی پسر است  
 مانند قرض روزه ادایش گرفتن است  
 این رشته را مسوز که چندین دراز نیست  
 رفت و منزل بدیگر بپرداخت  
 ناخن خشک دارد آنهم صبح است و شام نیست عرفی  
 گد اگر تواضع کند خوی اوست سعدی  
 گر میجو شد یا تش لیک با او دشمن است غنی  
 در رخ نمودند اردو رفت کار از دست  
 نعمان برقت و ذکر خور نق هنوز است  
 بید از بیجا صلی در باغ مجنون گشته است  
 عفو کردن از بزرگان عظم است  
 در اوقات بگذارد از چرخ نا ثبات

خوبی اخلاق کا دنیا و دین راز پر است  
 بشمشیر یک تاصد تو ان کشت  
 دگر گوئے کہ در ویش در پناہ کس است  
 از دست تو صد شربت شیرین بخشیدم  
 مال دہی مرودست آیدت  
 از وزیرے کہ او محو سیرت  
 رسول تو انا تو انا فرست  
 ہر خار کہ سر بر زند از گلشن ملک  
 ہند و ہنس بت پرست مسلمان خدا پرست  
 کس در وفائے وعدہ چو آن شوخ سستیت  
 کام تو موقوف زارعی دلست  
 دوستی با دشمن دانا نگوست  
 در عیادت رفتن تو فائدہ است  
 شب زندہ دار باش کنیز باغ و لقریب  
 خواب راحت در حقیقت باید در دست  
 حاجت بدو رہا باش ندارد حسرتیم تو  
 در مجالس حرف سگروشی زدن با یکدیگر  
 بیچکس یارب اسیر جذبہ الفت مباد  
 عنان نفس کشیدن جہاد مردانست  
 صبر بہتر مرد را از ہرچہ ہست  
 پند حکیم صیقل آئینہ دلست  
 صف شکن قلب مینای حیاست  
 غفلت نکتہ مانع تجلیل عمر را

یا فقیری خوش بود یا بادشاہی خوشتر است  
 بہ رائے لشکرے را بشکنی پشت  
 کہ بادشاہ جہاں در پناہ درویش است  
 یک شربت تلخ از بچشم باک نیست  
 ورنہ دہی زود شکست آیدت  
 ملک رازیب وزینت دیگرست  
 بدانا ہم از جنس دانا فرست  
 فی الحال سرش بہ تیغ بر باید داشت  
 پوجیں میں ہم اسی کو جو میں میکدہ پرست  
 لکنت گواہ اوست کہ قولش درست نیست  
 بے تضرع کامیابی شکلست  
 دشمن دانا بہ از نادان دوست  
 فائدہ آں باز با تو عالمہ است  
 آں غنچہ فیض برد کہ پیش از سحر شکفت  
 ہر کہ دارد این مرض پیوستہ صاحب بستر  
 شرم تو با ہزار نگہباں برابرست  
 در زمین سیمین ہا تخم نفاق افسانہ است  
 مرغ دست آموز در پرواز ہم از ادبست  
 نفس شمرده زدن ذکر اہل عرفانست  
 تا بیاید بر مراد خویش دست  
 مقصود ہر دو عالم از ان بند حاصلست  
 راہزن خیل ملاہی حیاست  
 در خواب نیز وفا فائدہ مار دانہ است

معنوی

صافی

صائب

عاقل

صائب

بے درد و اند دل غفلت گرفته ام و  
 ز روزگار جوانی خبر چه می پرسی  
 ہشیار باش خواہ کہ از مرگ چارہ نیست  
 قبول خاطر معشوق شرط دیدار است  
 نامہ ام را می بری قاصد زبانی ہم بگو  
 دوستی و دشمنی با خلق صائب آفت است  
 ترا ایست در تابانی بس است  
 خدا دوست را اگر بد رند پوست  
 بسا اہل دولت ببا بازی نشست  
 گرچہ دست اہل دولت بہت در ظاہر  
 چرخ را جام نگوں داں کز مے عشرت  
 فردا چو غم زیادہ ز امروز می رسد  
 خوئے بد در طبیعت کہ نشست و  
 در یک سخن حقیقت ہر کس عیاں شود  
 بشوای خردمند از اں دوست دست  
 نے تار عمر محکم و نے تار دوستی  
 دست کو تہ را مکش از آتیں  
 فریاد دوستان ہمہ از دست دشمن است  
 امروز عجب مضطربم بے سبب نیست  
 ناز یا رسا بے مطلبی نیست  
 ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت  
 برگ عیش بگور خویش فرست  
 مکن تکیہ بر ملک دنیا و پست

قفلے کہ زنگ بست شکستن کلید است  
 چو برق آمد و چوں ابر نو بہار گزشت  
 غافل مشو کہ عمر عزیزت دوبارہ نیست  
 بحکم شوق تماشا مکن کہ بے ادبیت  
 خامہ کشد فرسودہ ورنہ شکوہ پایانے نیست  
 از جدل آسودہ شد ہر کس و ہر کس گزشت  
 چو رفتی جہاں جائے دیگر کس ست  
 نخواہد شدن دشمن دوست دوست  
 کہ دولت بیازی برفتش ز دست  
 دست ارباب دعا بالاترین دستہاست  
 بادہ از جام نگوں جستن نشان اہلی است  
 امروز خوردن غم فردا چہ حاجتست  
 زود تا بوقت مرگ از دست  
 بہر نمونہ از صد فی یک گہر بس است  
 کہ باد دشمنانت بود ہم نشست  
 افسوس زبس دور شدہ کہ بسیار نازک است  
 پائے چوں شد لنگ درد اماں نشست  
 فریاد سعدی از دل ناہربان دوست  
 گریہ بر وقت من آید عجب نیست  
 سلام او سلام روستانی است  
 رفت و منزل بد بگرے پرخت  
 کس نیار و ز پس ز پیش فرست  
 کہ بسیار کس چوں تو پرورد گشت

غنی  
 سعدی  
 سعدی  
 سعدی

سعدی	دل در کسے بوند که دل بسته تو نیست	همراه اگر کتاب کند همراه تو نیست
»	نرو و جز بوقت مرگ از دست	خوبه بد در طبیعت که نشست
»	با همه مروی و صلابت که اوست	پشته چو پشته بزد پیل را
»	شیر ثریا را بد را آرد پوست	مور چکان را چو بود افساق
»	که نماید کشم مردم دوست	زخم و دمان دشمنان تیز است
»	گلست سعدی و در چشم دشمنان خلعت	هنر چشم عداوت بزرگتر عیب است
»	نادان را از دانا و حشمت است	دانا را از نادان نفرت است
ناصر علی	مشت خاک را بچشم دشمنان افکندن است	خاکساری پیشه کردن هیچ میدانی که
سعدی	هر که در خرمن گوهر فند بے حاصل است	بهره بردار و فقیر از تو انگر مشکل است
ناصر علی	که گوید فلاں خار در راه تست	همان کس بدانی نگو خواه تست
نصرت	نگاه تند را عینک حجابست	چو دل بیناست بختا دیده ازم
خریس	جز خراش دل نگیں را حاصل از نام	شهرت نام آوری سرمایه آرام نیست
	بود حال هر کس بر دوا راست	بعهد ما تحمل پیشه خواریست
	هر چه کس بیند بیدار می بیند خواب	مرگ هر کس در حقیقت نقش حال زندگیست
منظر	خس بود بالائے دریا ز دریا گوهر است	ناکے گربا کسے بالانشیند عیب نیست
سعدی	کفش زریں گر بود بر سر نی باید گذاشت	سفلہ ز پوش را در مجلس خود جامده
	نه مروی بود پخته خود شکست	چو بینی زبردست را زور دست
	غینمت شمر چند روزیکه هست	چو پنجاه ساعت بر تو شد ز دست
	چه نالی که پاک آمد و پاک رفت	ز هجران طفلے که در خاک رفت
راغب	غبار چهره گرد و دلیل باران میت	ظهور چشم بزرگان تہی ز رحمت نیست
	گیر و دار حاجب و دربان بدین گاه نیست	هر که خواهد گویا و هر که خواهد گویو
	در عهد نامه مین و تو این قرار نیست	گفتی برو بگو دگر کس قرار گیر
سعدی	ببین زمین سخن قابل زراعت نیست	ز ابلیس کن اشعار را و سیله رزق

معنوی	دیگر چه عسم خورد و هم آفاق جائے اوست قیمت خود را ندانی احمقی ست تا صفات را نه نماید سوئے ذات	چون مرد بر فدا و زجائے و مقام خویش قیمت هر کالہ میدانی که چیت در گزر از نام و بینگر و صفات
و مایب نظامی	ز آن بود که مرد پایاں میں ترست که روزه و اشتق سفلہ صرفه نمان ست بجائے بزرگان نسیاید نشست ز گستاخ کاری فرو شوئے دست و گرنه همه آدمی آدمی ست	فضل مردان بزدن لے عالی پرست مخور فریب صلائے تو ان گراں تمام است ولا تا بزرگی نیساری بدست غور و جوانی چو از سرگزشت سرگردان مردم از مردمی ست
سعدی نظامی	سخن چین بدست هیزم کش ست نیاید و گرنه سیر فرزند خواست که باشد خلل در بنیاد ست ستاره گمے دوست که دشمن ست	میان و کس جنگ چو آتش ست چو شد جامه بر قد منبر زنده است همه چیز اصل باید درست زمانه به نیک و بد آبتن ست
لار علم	کرم نوا و فروز که خانه خار نشست من بعن سران دغا با دل بفرمان ست ز به خار و خس رو افتن حکمت ست بر دل آسوده راه یک جهان ثوبیت	واق منظر چشم من آشیانه نشست ناصحا به بوده میگوئی که دل بزدان سیر بار را کو فتن طاعت ست هر که چشم رعیت از نظاره مرغوبیت
حنیز صائب حنیز سعدی	که نقش از نگارنده آگاه نیست ز آنکه شاهنشاہ عادل را رعیت لشکرست که استراحت دنیا بقدر نادانی ست که آب چشمه جیوان و رون تاریکی ست	ترا بر تر از حد خود راه نیست بار رعیت حمل کرم و جنگ خضم امین نشین بعده دانش خود و زمانه دانستم ز کار بسته میزدیش و دل شکست عالم
شامی سعدی کلیکم لار علم	ولیک می نتوان از زبان مردم ست روشم گشت که آسایش ناینا چیت ای عقل چرا غیبت که در خانه تمام ست	بعذر توبه تو ان ستن از عذاب خدا یکه ناویدنی از مردم عالم دیدم از نور خود کس نرسیدست بجائے

در کارخانه و هر چیز بد عانیست	نعمت بود سراوان جانیکه اشتها نیست	حزین
با چشم سیر نعمت و میسر عانیست	تا آبر و بجاست بد ریایچه حساب نیست	سعدی
در چشمیت از حقیر بود صورت فقیر	کو نه نظر مباحش که در سنگ جوهرست	سعدی
گناه اگر چه نبود اختیار ما حافظ	تو در طریقی ادب کوش و گو گناه من نیست	حافظ
بجز نعم که چه کنم کرده ام که بجزویم	درین دیار که بوئے آشنائی نیست	سعدی
حقا که با عقده بت ده رخ برآیدست	رفتن پیا میروی همایه در بهشت	سعدی
رسیده بلب گور کجروی بجزار	نگشته راست بسورخ بیچ مار ز رفت	صائب
بر نیاید روغن از جوزه که میغز افق	خواهائے پوچ را تعبیر کردن مشکلست	حزین
بر بلند ان سخن بوئے خودست	تف بروئے فلک بروئے خودست	حزین
باین تخت فیروز فیض و زکیست	باین پیخ و ز عمر بهر روز کیست	حافظ
چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطاست	سخن شناس نه دلبر سخن اینجا است	سعدی
آبر و یک قطره آبست چو از چهره یخست	پایه ایوان عزت را کم از سیلاب نیست	وحید
نکیه بر حسیل زند را عارست	مردم بر دوشش مردمان بارست	صائب
آسمان را غمزد مردن بیکاران نیست	نخل بی بار بر دوشش چمن آرا بارست	صائب
جام جهان نامست ضمیر میردوست	اظهار احتیاج خود آسجایه حاجتست	حافظ
بنامه وصف تو گفتن نه جای امکانست	چرا که وصف تو بیرون ز حد اوصافست	سعدی
دارند یک حسیل بصاحب زرا اعتقاد	بر کس که مالک و دودرم شد ابو ز رست	اثر
هزاران همجو بلبل مرع خوانند	چو گل تا در گفت مشت ز رسته هست	صائب
زین آتش نهفته که در سینه نیست	خورشید شعله ایست که در آسمان گوشت	صائب
خبر در دمن بعالم رفت	آل جفنا جو هنو تر بے خبرست	سعدی
برگانه را برستم کلف کند دوست	جانیکه دوستی است تخلف چه محبت	یهین
بنده عشق شدی ترک نسب کن جامی	که در پس راه فلاں این فلاں چیز نیست	جامی
هر آن چیز و دایم در دل تست	همان مذهب را آخر حاصل تست	سعدی

شیر قالمین دیگرو شیرینستان دیگروست  
 یہ اوس کو سلامت دہ اس کو سلامت  
 کہ در طلب ندیدند دار وے موت  
 کہ در طریقت مانع ازین گناہے نیست  
 ہمیدن آن سکہ موقوف دو جام است  
 سوختن بر شمع مرده کار ہر پروانہ نیست  
 ہر چہ بیسنی بدان منظر اوست  
 آوارہ وطن کو لگے خوش وطن کی بات  
 لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نام محبت  
 پھر ایک روز مرنا ہے حضرت سلا  
 منہ پر تو خوشامد کریں تحقیریں پشت  
 بحر را از موج در زنجیر برون کش است  
 کہ اگر خار و گل ہمہ پروردہ نیست  
 اب سچاے کیا موت ہے جب چڑیاں گل گیرت  
 تلسی داس غریب کو کوئی نہ پوچھے بات  
 از شاخ کہنت میوہ نوز غنیمت است  
 کیس راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است  
 پشہ کئے داند کہ ایں باغ کسے است  
 حرف نارا است مردوں روشں اہرمن است  
 کہ لے حرام ولے بہ زمال اوقاف است  
 خداوندان نعمت را کر م نیست  
 زر می طسلی سخن درین است  
 طشت فکر بوعلی اینجا ز بام افتادہ است



ہو تجکو مری ناصح بیدرد کیا شناخت  
 سحر گاہ چو آن شاہ فکر تاراج داشت  
 در دیدہ یختائی ماحوف دوئی نیست  
 کہ کس بہ منزل مقصود رہ نمی یابد  
 حرص تانغ نیست بیدل ورنہ اسباب معاش  
 بے مزد بود و منت ہر خدمتے کہ کردم  
 دل کہ رنج از کسے خرسند کردن مشکل است  
 سنگے و گیاہے کہ درو خا صیتہ بہت  
 رشتہ در گردنم آگندہ در دست  
 یکے را بر سر نہد تاج بخت  
 سر را دئے ما آستان حضرت دوست  
 در یاد لیم سینہ ما معدن در است  
 ہمیر تا بر ہی اے خود کیس رنج نیست  
 اعتبارے نیست ہرگز طائر اقبال را  
 سلطنت سلطان کند فریاد بر جلا و صیت  
 تو بجائے پدر چہ کردی خمیر  
 حد چہ میری اے سست نظم ر حافظ  
 ہمہ کس طالب یار ند چہ ہشاد چہ نیست  
 نا خدا و رشتی ما گر نباشد گو مباحش  
 ہر آں کر نیکہ در گندم نہان است  
 کہ سہل است لعل بدخشاں نکست  
 در شتی و نرمی ہم در بہ است  
 ذات متکلم از کلامش پیدا است

رکھا ہے در دمنہ کی درو آشا شناخت  
 سحر شد نہ ستر تن بہ سرتاج داشت  
 زنا رچہ و سحر و صد دانہ کد ام است  
 مگر بہ سعی تمام و دیگر بہ عزم درست  
 آنچه مادر کار داریم اکثر در کار نیست  
 یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت  
 شیشہ اشکستہ را پیوند کردن مشکل است  
 از آدمی بہ کہ درو منفعتے نیست  
 می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست  
 یکے را بنجا کہ اندر آرد ز تخت  
 کہ ہر چہ بر سر مار و دارادت اوست  
 گرد دست ماتہی ست بے چشم ما پرست  
 کہ از مشقت او جز برگ نتوان رست  
 ایں کبوتر روز و شب مشتاق بام و دیگر است  
 مرغ را دانہ بلا کند طعنہ بر صیاد و صیت  
 تا ہماں چشم داری از پست  
 قبول خاطر لطف سخن خدا و ادست حافظ  
 ہمہ جا خانہ عشق است چہ مجدد و پیکشت  
 ما خدا داریم ما را نا خدا در کار نیست  
 زمین و آسمان او ہما نیست  
 شکستہ نشاید و گر بارہ بست  
 چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است  
 از کوزہ ہماں بروں تراود کہ در دست

ایں ہم رفت آں ہم رفت  
 تارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت  
 کسے را کہ طرز بیساختن خوش است  
 نہ در سر سخن بحث کردن رواست  
 ہر کہ در خرد و شیش ادب بکمی  
 چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ  
 منبت منہ کہ خدمت سلطان بکمی  
 ہر کہ پر ہمینز و علم و زہد فروخت  
 بیخاندہ ہر کہ عمر در باخت  
 سخنہ در نہاں نیاید گفت  
 امروز بکش چو میتوان کشت  
 کریاں را بدست اندر درم نیست  
 گر بے ہنرمال کند کبر و حکیم  
 بشولے خردمند زان دہشت دہشت  
 چو دست از ہم حسیلے در گشت  
 در شتی و نرمی ہم در بہ است  
 بروز مہر کہ ایمن مشور خصم ضعیف  
 بدانتہ تر از مردم آزار نیست  
 میان دو کس جنگ چو آتش است  
 ایماں کا گالاکاٹے وہ شیرے رشوت  
 فرزند اگر چہ عیب ناک است  
 مگر آب چاہ نصرانی نہ پاک است  
 باول فارغ جو باشتی تندرست

دریئے جاناں جاں ہسم رفت  
 تو شیر و ان ہزد کہ نام نہ گداشت  
 دہد گر چہ دستہ نام ہم دلکش است  
 خطا بریزرگاں گرفتار خطاست  
 درینہ گی فلاح ازو برخواست  
 نشود خشک جز بہ آتش راست  
 منبت شناس ازو کہ خدمت بداشت  
 خرمنے گرد کرد و پاک بوخت  
 چیزے خرید و زر بسنداخت  
 کہ بہر انجمن نشاید گفت  
 کاتش چو بلند شد جہاں سوخت  
 خداوندان نعمت را گرم نیست  
 کون خرش شماراگر کاو غلبہ است  
 کہ باد شمنانت بود ہم نشست  
 حلال ست بر دوزن بشمشیر دست  
 چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است  
 کہ مغز شیر بر آرد چو دل زبان برداشت  
 کہ روز مصیبت کہش یا نیست  
 سخن چین بد بخت ہمیزم کش است  
 چہیدے جگر عدل کو وہ تیرے رشوت  
 در چشم پدر ز عیب پاک است  
 جو دے مردہ می شویم چہ پاک است  
 دیگر از دنیا نیاید پیچ جست

برای عقل و دانش بیاید گریست  
خط خوشش لے برادر دلپذیر است  
ہر آنکہ تھم بدی گشت و چشم بکی داشت  
چو دانایانچو نادان گشت غزقت  
دریں رہ حائل جز یکد لے نیست  
اودم زمین سمنبرہ عام اوست  
میقلن گول گرچہ عار آید ت  
بے حکم شرح آب خوردن خطاست  
دور بنواں گزشت و نوبت ماست  
برائے خدمت آنکس کہ نہ شناسد خدمت  
بدیاد و منافع بے شمار است  
چراغی کہ پیوہ زنبے بر فروخت  
عزیز مگہ از در گشت سربافت  
کھوہ تو کار نا ثواب میں وقت  
گرامی و شتم لے نفس از آنت  
کنج صبر احتیاج لقاں ست  
قناعت بہر حال اولی تر ست  
ہاتھ آتی ہے کب علم و مہر سے دولت  
موس از سرم یک سر مو زلفت  
آہستہ خرام بلکہ محض رام  
آہنچہ بر جتیم و کم دیدیم و بسیار است نیست  
منت منہ کہ خدمت سلطان مہے کم  
اگر بہ سیر چین میروی قدم بردار

کہ پیدا کند نوزد و حسیج بست  
چو روح اندر تن بر ما و پیر بست  
دل غیبی ہو دہ بخت و خیال باطل بست  
ز دانش تا بسا دانی چہ فرقت  
دو دل بودن بستر بے حاصل نیست  
بریں خواں یغا چہ دشمن چہ دوست  
کہ ہنگام سہ ماہ کار آید ت  
و گر خون بفتویٰ بہ ریزی رواست  
ہر یکے پنج روز نوبت اوست  
مکن اوقات خود ضائع کہ نہ رویت منت  
اگر خواہی سلامت بے کنار است  
بے دیدہ باشی کہ شہر بہشت  
بہر و رک شد بدیچ عزت نیافت  
زندہ در گور کہ نہ خواب میں وقت  
کہ یکساں بگذر دبر دل جہانت  
ہر کہ اصبر نیست حکمت نیست  
قناعت کہ ہر کہ نیک اختر است  
حق ہے قضا ورت درسی دولت  
سیا ہی ز مو زلفت و از روز رفت  
زیر قد مدت ہزار جان ست  
نیست جز انساں دریں عالم کہ بسیار است نیست  
منت شناس ازو کہ بخدمت بدست  
کہ بچو رنگ حسامیر و دہار ازوت

جامی

سعدی

نظامی

سعدی

سعدی

لا علم

"

"

"

"

عطا

لا علم

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

کہ دل ہر دو در تصرف اوست  
 از غم بے آلتی افسردہ است  
 نانگ رو کر دیم اگر در وہ کس است  
 کار کلی ہنوز در دست درست  
 کابین دولت و ملک میر و دست بدست  
 ورنہ خود را نشانہ ساختن است  
 زیر کی بازمانہ ساختن است  
 خوش گفت پردہ دار کہ کس بسر نیست  
 دارم غنا بدست و بدستم ارادہ نیست  
 سخن حکمت و گریہ عبارت آرا نیست  
 مدعا معلوم شد این حرف دو داند و وحیت  
 زن بیوہ مکن اگر چہ حور است  
 عشق ہمراہ است و ہم خود منزل است  
 کہ ہر چہ ساقی ما ریختن عین لطافت است  
 چو بازش کنی استخوانے در دست  
 دار فنا محل ثبات و قرار نیست  
 بکنہ کاغذ گریست گریست کس است  
 کہ دل را نذر برات ام الکتاب است  
 خس پندار د کہ این کشت کش باد است  
 باز دار دز سیرت ملکوت  
 و عشق بے خازن خراب از تو شد است  
 کئے زبان پستہا در گفتگو است  
 و گریہ و رنداری نے گواہ است

از خدا و ان خلاف دشمن دوست  
 نفس اثر دہاست ایس کئے مردہ است  
 بس کنیم وزیر کا ز ایں بس است  
 ایں قدر ہا کہ دیدہ جز و نیست  
 در باب کنوں کہ دولتت بہت بدست  
 بخشی خیز و بازمانہ باز  
 زیر کان زمانہ میگویند  
 آزا کہ عقل و ہمت تدبیر آئے نیست  
 چوں طفل نے سوار میدان کارزار  
 حدیث ہیں بس کہ سوختم بے تو  
 از زبان دیگران پیغام زہرا و وحیت  
 راہ راست برو اگر چہ دور است  
 رہرواں را خشکی راہ نیست  
 بدرد و صاف ترا حکم نیست دم در کش  
 چو خرما شیرینی اندوہ یوست  
 آسہ اساتس خانہ عمر استوار نیست  
 بس کم خود زیر کا ز ایں بس است  
 مکن جمع کتب کابین اصحاب است  
 دریا بوجہ و خویش موبجہ دارد  
 غم فرزند و نان و حبامہ و قوت  
 اے نعمت بے دل کہ کباب از تو شد است  
 بنہ نخبہ لازم خاموشی است  
 تمباکو نوشش را سینہ سیاہ است

<p>لا اعلم</p>	<p>داند اشیکیم مارا اگر دوش چشم آسیاست نالہ بلبل مرا اینجا بزور آورده است مارا بخاک تیرہ محبت نشاندہ است بابر بعیش کوشش کہ عالم دوبارہ نیست سودے نکھد یار می ہریار کہہ است کمیت مرا نیز پانگ نیست نتواں دہن محنا لغاں بست چوں یار ہی برد عزیزا است کہ اوچوں تو بسیار پرورد و گوشت کرام کا تبیں را ہم خبر نیست خطائے بزرگان گرفتار خطاست مقتضائے طبیعتش این است ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست کار او شاعری در مال نیست دیدن روئے نبی سود نداشت کہ تو طفلی و خانہ رنگین است کہ بے علم نتواں خدا را شناخت ہم نہ بھولے جا کہ تہخانہ میں کھی تہخانہ کی بات کرسمہ دامن دل میکش کہ جای جاست از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است بس جاں لب آبد کہ برو کس نگر نیست ہر چند کہ بیضہ از قفس تنگ است پے زراعت تخم اہل زمین این است</p>	<p>مانگ نظران حریف اینقدر سختہ ییم من کجا و سیر بلغ و بوستان و باغ و کوہ بر وضع ما بچشم حقارت نظر کن نوروز و نور ہار و می لالہ قام ہست تا خود نرسد وعدہ ہر کار کہہ است خدائے جہاں را جہاں تنگ نیست دروازہ شہر می توان بست مسکین خراگر چہ بے تمیز است مکن نیکیہ بر ملک دنیا و پشت میان عاشق و معشوق رمزیت نہ در ہر سخن بحث کردن رواست نیش عقرب نہ از پے کین است ہر چہ ہست از قامت ناساز بے اندام است ہر کجا در جہاں فلک زدہ ایست ہر کہ آوردے بہر بود نداشت ہمہ اندر ز من بتو این است چو شمع از پے علم باید گدخت سنگ اسود کا یا بوسہ بتوں کی یادیں از فرق تا بقت دم ہر کجا کہ می نگرہم دل بدست آور کہ حج اکہ است بس گر نہ خفت و کس نہ دانست کہ کیت در بیضہ نمی کنند مرغاں فریاد بکوی یار بریز اشک و حاصلے بردار</p>
----------------	--	---

آدمی را آدمیت لازم است	عود را اگر نوبناشد میزمست
آنچه در طبع تو نیاید راست	تو نہ ہمیدہ گو کہ خطا است
ہر گرا بر سہماط بہ نشینی	واجب آمد بجدتش برخواست
ہر گرا ز در ترازو است	زور در بازو است
آن کہ در راحت و تنعم زیست	او چہ دانند کہ حال گرسنہ چیست
تو برا وج فلک چہ دانی چیست	چوں مدانی کہ در سرائے تو کیمت
سختاوت مس عیب را کیمیا است	سختاوت ہمہ درد ہاراد و است
شتر را کہ شور طرب سراسر است	اگر آدمی را نباشد خراسر است
عشق چہ آسان نمود آنچه دشوار بود	برہم چہ دشوار بود یا رچہ آسان گرفت
باپ بیچارے نے مر مر کے کماٹی دوت	نا خلف بیٹے نے دو دن میں اٹاٹی دوت
آں جاں جہاں بجاں نہاںست	واں روح روان انس و جانست
مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی بیت	مثل ہے جوگی ہوئے کسی میت
بنجانہ آمدت عید عشرت افزورست	مبارک ست کہ امروز روز نوروست
روئے مقصود کہ شاہاں بد عامی طلبند	سیمش بندگی حضرت درویشانست
بے سر بلندم ز احسان دوست	دل و جان من ہر دو قربان دوست
شکر فیض تو چمن چو کنداے ابر بہار	کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ است
مجر دان طریقت بنیسم جو نہ خرد	قبائے اطلس آنکس کہ از ہنر کاریست
در مشرب دوستی پسندست ہمیں	خاطر بدست تفرقہ داؤن نہ زیر کیست
ما بیا و تو سلامت بخیاں تو خوشیم	غیر نادیدن تو ہمیشہ پریشانی نیست
بریں مژدہ گر جان فشانم رواست	کہ ایں مژدہ آسایش جان ملت
آنکس کہ اولش عدم و آخرش فناست	در حق او گمان ثبات و بقا خطا است
در حیرتم کہ دشمن کفر و دین چہاںست	از یک چراغ کعبہ و بت خانہ روشنست
بغیر سبزہ پوشد کسے مزار مرا	کہ قبر پوش عشق ریاں بہر گاہ بلبست

نہاں	ہزار بار بشویم دہن ز مشک گلاب	ہنو ز نام تو گفتن کمال بے ادبی
لا اعلم	بظاہر منکر گر چہ سرو سبزیم	مگر چوں رنگ خبا باطنم پر از خون
"	جز آستان تو ام در جهان نمانے نیست	سر مرا بجرایں در حوالہ گاہے نیست
"	نمیدانم حدیث نامہ چون ست	ہمین بینم کہ عنوانش بخون است
"	چنین ست رسم جهان درشت	گہے زیں بر اسب و گہے زیں لیت
"	سینہ چار شنبہ شمالی خطاست	بہ بختنبہ رفتن جنوب بلاست
"	زانکہ اگر از پنچہ پنچہ بہ جست	عاقبت الامر در افتد بشت
"	سفر کن چو جایت ناخوش بود	کزیں جائے رفتن بدان تنگ نیست
"	دولت اگر دولت جمید لیست	سوئے آیت نو مید لیست
"	شخصے ہمہ شب بر لبہ ہمار گر لیست	چوں روز آمد بمر دو بسیار بز لیست
"	دہل در فغانست دایم ولے	چہ حاصل چو اندر میان تیج نیست
"	سخن تا نگفتی تو انیش گفت	ولے گفتہ را باز نتوان نہفت
خواہ	منزل یار قرین است چہ دفن چہ بشت	سجدہ گر بہ نیاز ست چہ سجدہ کجاست
"	ہمراہ اگر شتاب رود ہمراہ تو نیست	دل در کسے بند کہ دل بستہ تو نیست
صائب	ہیچ کارے بے تامل گر چہ صائب خوب نیست	بے تامل آتیں افتادن از دنیا خوش است
"	اندر سفر مشقت و دل ملامت است	گر نیست خوش دلی و فوج در اقامت است
روی	سفر اہل ایں جہان سقر است	زاں سبب صورت سفر سقر است
جلال الدین	بعد از وفات تربت مادر زمین مجو	در سینہ ہائے مردم عارف مزار است
سعدی	حجت اہلہا چو دیگر تھی است	کز درون خالی از برون سینہ
"	مورچگان را چو بود اتفاق	شیر ثیاں را بد را رند و پلوست
"	بگزر طمع کہ آفت جان و دل است	طامع ہمہ جاد ہمہ کس شغل است
"	سفر بہتر از آنکہ در جائے خویش	دلش از غم این و آن ابتر است
"	پشہ چو پر شد بز ند پس را	با ہمہ مردی و صلابت کہ او ست

آدم بخورد و در دنیفزد و قدر مرد	تا مل خون نگر و جگر قیمتی نیافت	لا علم
ملت عاشق زملت با جد است	عاشقان را مذہب و ملت خداست	"
عمر عزیز قابل سوز و گداز نیست	این رشته را مسوز که چندین دراز نیست	"
شخصی که از نفع نہ دنیا و دین است	بیچ است اگر بادشہ روئے زمین است	"
مرا ز تجربه کاری شد این سخن معلوم	که همچو عشق بکالم بلائی دیگر نیست	"
هر چه هست از قامت ناساز و بد اندام است	ور نہ تشریف تو بر بالائی کس کو تا نیست	"
با مخالفان شربان یکجا نشستن خوب نیست	این غلط مجموعہ را شیرازہ بستن خوب نیست	"
ا بر ناید از پے منع زکات	از زنا افتد و با اندر جهات	مولانا
ہمہ تن خون شوم ز دیدہ چیکم	گر بد اتم کہ گریہ را اثر است	لا علم
بیچ کس بر قدرت اسرار او کا گشت	در حرم کبریائی عقل و جازا را نیست	"
این مراتب کہ دیدہ جزو نیست	کار کلی هنوز در قدر است	"
شکر خدا کہ از مد و بخت کار ساز	بر حسب آرزو دست ہمہ کار و بار دوست	"
اگر جز تو داند کہ راز تو چیست	بریں عقل و دانش بباید گریست	"
غنایت کن و ما را بکار ما بگذار	کہ کار ما ہمہ موقوف بر عنایت تست	"
مجر و ان طریقت بہ نیم جو نہ حسد نہ	قبائے طلس آنکس کہ از ہنر کاری است	"
ما تنگ نظران حریف اینقدر سختی نہ ایم	داند آنیکم ما را اگر دش چشم آسیاست	"
زمین و آسمان تا بر قرار است	بد نیانام آنیکو یا دگا راست	"
شکر فیض تو چمن چون کندے ابر بہار	کہ اگر خار و گر گل ہمہ پرورده تست	"
اے برادر نقد را بر طاق نسایا درمنہ	یا وہ کوئی فرع نادانیت اشن بیچ نیست	"
خطا زندہ نہ کم ہر کہ اصل او ز خطاست	بہیں بلفظ حلال و حرام را ہمار است	"
توبہ ہمے کہ در آئی نخست	رخنہ بیروں شدن کن در دست	"
یوسف از بہرئی انخواں بچاہ افتادہ است	بیحد بود برادر گریہ میرزا وہ است	صاحب
صاف چون آئینہ میاید شدن باینک	بیچ چیز از بیچ کس در دل نمی باید گزشت	"



<p>تخت تا در زنگ برگ بیدے بیش نیست صاحب  در هیچ شهر و هیچ ولایت نمانده است  دست گیرنا شناورد دست و بالا کردن است  زین کاروان یخبر بانگ رآئی برخواست حزیں</p>	<p>آفت باز و نیاید بی صفائی دل به کار  ایک اہل دل کہ مرہم دغ دروں شود  نیست عاقل را کمالے بہتر از اظہار عجز  از آمد و رفت نفس آگہ نمی گردد کس</p>
<p>غرض از طرف اگر خوردن آبست و طعام  کاسہ چوب من و کاسہ نفخہ و ریخت</p>	<p>غرض از طرف اگر خوردن آبست و طعام  کاسہ چوب من و کاسہ نفخہ و ریخت</p>
<p>آب در کشتی ہلاک کشتی ست  از اجتماع بگوریز چوں عیسیٰ گریخت  صحبت احمق بے خونہا بر نخت  مراجزہ کوئے تو راہ دگر نیست  دردا کہ ہر سچ آدمی نیست  نماز جاہلان سجدہ سجدہ ست</p>	<p>آب دریا زیر کشتی پشتی ست  از اجتماع بگوریز چوں عیسیٰ گریخت  نرا چوں من ہزاراں بندگانند  خوشتر بہجاں ز بیخمی نیست  نماز عاشقان ترک وجود ست</p>
<p>در باب کنوں کہ دولت بہت بدست  کیں دولت و ملک میرود دست بدست  و گرنہ چہ آید ز بے مغز پوست  خیمہ افلاک بچوب و طباب اسادہ  در دست چہ شد اگر کتاب ست  دل شو مثل لپے آزار سخت  جانب خوشدلی عنان بر تافت  جانان مگر این قاعدہ در شہر شافیت  آسودہ کہ بر کنار دریاست  و گر بقہر برانی درون صافیت  کہ ایں عجوزہ عروس ہزار داند  جز رنگ آفتاب بکوشش دندہ کیت</p>	<p>در باب کنوں کہ دولت بہت بدست  کیں دولت و ملک میرود دست بدست  عبادت با خلاص نیت بخوست  اہل بہت را نباشد تکیہ بر بازو کس  چشم نگران و دل بخوابست  کینہ بہر سیمہ کہ نہاد در خبت  چوں ز دشمن کسے فراغت یفت  تیمار غریباں سبب ذکر جیل ست  از ورطہ ماخبر ندارد  اگر بلطف بخوانی مزید الطافت  مجددستی عہد از جہان ست نہا  گیرم بہ یا زمانہ نویسم بر ندہ کیت</p>

مے خوردن و خوش زبیتن و توبہ شکستن  
 ہر کہ از تقصیر خود شد مشغول  
 ز فتنہ اندر تہ خاک انس بتانم باقی است  
 پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد  
 از کرشمہ ہا جانم تیسر ز دہشتر گانم  
 ز سہ عاشقی بہ بود اہوساں  
 عیدت و نشاط و طرب و زفر مہ عامت  
 عشق تا خام ست بستہ تا موس و ننگ

پختہ مغزان جنوں را کہ حیا ازنجیر پاست  
 ای کفدم زیں رگہ ز فرسنگہا پاست  
 کریں نہ آپ خدا را گناہ بے لذت  
 نامہ برے پوچھتا ہوں جب نشان کئے دوست  
 بیا بیا کہ دگر تاب انتظار مہ نیست  
 سازندہ ترا ز جبر دوئے دگر نیست  
 کہ بہتر از سخن خوب یادگارے نیست  
 درینز بد است بہ تقصیر تو نیست  
 زمانہ جام بدست و جوازہ بردوست  
 ساقی کجاست گو سب انتظار چہ نیست  
 کایں عمر بہ یک چشم زدن نقش بر آب است  
 اے بونے گل برو کہ دماغے نامزدہ است  
 راست میگویم من و از راست نہر توان کشید

ہر چہ در گفتار فخر تست آن ننگ نیست  
 افسوس کہ عمر رفت و ہوشیار نی نیست  
 درد اکہ خیال خویش تن داری نیست

روئے مقصود کہ شاہاں بد عالمی بکند	میش بندگی حضرت درویشان	لا علم
آگاہ بود خضر ز آفات زندگی	دانسته آب راز سکندر دین و دشت	"
آن شب قدرے کہ گویند اہل خلوت مشیت	یارب این تاثیر دولت از کدامی کوکب است	"
جهان و حیات این بے وفاست	نظارا طلب کن کہ آخسر وفاست	"
شراب کہنہ کہ روشن گر رواں منست	مصاحب من و پیر من و جوان منست	"
تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست	سودے نخند یاری ہر یار کہ ہست	"
از سر بالین من بر خیز اے نادان طیب	در دمنہ عشق را دارد بجز دیدار نیست	"
اے ترک شوخ این ہمہ ناز و عجب چیست	بادل شکستگان ستم بے حساب چیست	"
و گر تنگ باشد ترا چائے گاہ	خدائے جہاں اہماں تنگ نیست	"
چو نتواں عدو را بہ قوت شکست	بہ نعمت بسباید در فتنہ لبست	"
مہراز جہاں بہر کہ غذائے لطیف تو	خون ست در لباس اگر شیر باد ست	"
غافل مرد کہ منزل بیت الحرام عشق	صد منزل ست و منزل اول قیامت	"
اے آنکہ باقبال تو در عالم نیست	گیرم کہ غمت نیست غم ما ہم نیست	"
برائے یکدم شہوت کہ خاک بر سر آں	ز بون زن شدن آئین شیر مرد آں	"
این مستی تو مستی بہت دگرست	این مستی تو مستی مست دگر است	"
از فروغ عشق جان تابندہ است	جسم عالم زین حرارت زندہ است	"
اے سیر ترانان جویں خوش نہ نماید	مغشوق نیست آنکہ تو نزدیک تو زشت ست	"
و رزنگی بجوش کہ فرصت ہمیں دم ست	زیراکہ روز مرگ بکس آشکار نیست	"
روئے تو گل و لب تو قند ست	گل قند عسل ج در دمست دست	"
ز پارہ دل ما پہنچ گوشہ خالی نیست	کہ ام سنگدل این شیشہ بر زمیں زدہ است	"
اغنیاسازند گنبد از طلا و سیم و زر	بر سر گور غریبان گنبد گردوں بس ست	"
ہمہ کار پائر ز عیب و خطا ست	کہ بے عیب ذات خداوندی است	"
افروختن و سوختن و جامہ دیدن	پروانہ ز من شمع ز من گل ز من آہن	"

توبہ نہ کر دم و آدم بہار  
 عشق جاں باسوئے جانان بہرست  
 و امش مدہ آ مکہ بے نمازست  
 خوش کنی خاطر وحشی بہ نگاہے بہلست  
 پر تنم ہر موز بانیے جز بیادیا رنیت  
 و فاداری آئین شاہ منشیست  
 صوفی از پر توئے راز نہانی دانست  
 حاصل ز گریہ لے دل خانہ خراب چیت  
 ارباب حاجیم و زبان سوال نیست  
 صحبت آ نکس کہ بصدق صفاست  
 خرمے را کہ تیمار خربندہ کشت  
 قطع صحبت کردن از یاران صوری خوشترست  
 دست طلب از دامن صحبت مکمل  
 کہ کس بمنزل نقص دورہ نمے یابد  
 سخن تا کھنتی تو انیش گفت  
 جنت کہ رضائے مادرانست  
 زاهد نداشت تاب جمال پریرخان  
 شرف آدمی چو از ہنرست  
 ماز در یائیم و در یاسم ز ماست  
 عنان عزم بہر جانے کہ بر تابی  
 کہ کرد قطع تعلق کہ ام شد آزاد  
 روئے دل از دو طائفہ بر تافتن بگوست  
 ز کید زناں پر حذر بایست

لا اعلم  
 ساقی توبہ شکنم آرزوست  
 در میان جزو کل یغیرست  
 گرچہ دہنش ز فاقہ بازست  
 سوئے تو گوشہ دہشت ز تو گاہے بہلست  
 موبو خطا ہر نماید حاجت گفتار نیست  
 غم عہد خوردن ز کار آگہیست  
 گو ہر ہر کس ازیں عمل توانی دانست  
 آخر ترا چہ می شود ایں اضطراب چیت  
 در حضرت کریم تنہا چہ حاجتست  
 دامن او گیر کنراہل و فاست  
 سہ جو در شکم بہ کہ سی من پشت  
 کہ حضور ناموافق بی حضور بی خوشترست  
 تنہا نشین کہ بسم دیوانگیست  
 گر بجی تمام و دیگر بجز زم درست  
 ولے گفتہ را باز نتوان نہفت  
 اندرتہ پائے مادرانست  
 کچھ گرفت و یاد خدا را بہانہ خست  
 ہر کہ دالالتست بالاترست  
 ایں سخن داند کہے کو آشاست  
 مکن بدست تردد عنان خود دست  
 بریدہ ز ہمہ با خدا گرفتارست  
 از دوستان دشمن از دشمنان دوست  
 ز الطاف ایشان خطر بایست

پیر تو نیکان بگیرد که نیک بنیادش بدست  
 تو انم آنکه نیما زارم اندر وں کسے  
 بادشاهے که روادار دستم بر زیر دست  
 بار عیت صلح کن در جنگ خصلت من نشین  
 اے سیر تر امان جویں خوش نہ منساید  
 حوران بهشتی را دوزخ بود اعراف  
 نہ ترسد آنکه برافت دگان نہ بخشاید  
 بازوان تو انا و قوت سر دست  
 ہر آنکه تخم بدی کشت و چشم نکلی بدست  
 ز گوش پینہ بزوں آرواد حلق بده  
 راستی موجب رضائے خداست  
 بدیدار و منافع بے شمار است  
 ز کار بستنہ بیندیش و دل شکستہ دار  
 قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت  
 مسکین خراگر چہ بے تمیز است  
 گو سپند از برائے چو پاں نیست  
 دریاب کنوں کہ نعمت بہت است  
 اگر بمرود و جائے شادمانی نیست  
 بخت و دولت بکار دانی نیست  
 عابدان جزائے طاعت خواهند  
 چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست  
 صورت حال عارفان حق بہت  
 بعدر تو بہ تو اں رستن از عذاب خدا

تربیت نا امل را چوں گردگان برگزیدست  
 خود را چہ کنم کو ز خود برنج درست  
 دوست داش روز سختی دشمن زور آورست  
 ز آنکہ شامنتاہ عادل ارعیت لشکر است  
 معشوق من است آنکہ نہ نزدیک تر نشست  
 از دوزخیان پس کہ اعراف بہشت است  
 کہ گزریاے در آید کشش بگیرد دست  
 خطاست پنچہ مشکین نا تو اں بشکست  
 دماغ بیہودہ بخت و خیال باطل است  
 و گر تو می نہ دی داد روز دادے بہت  
 کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست  
 اگر خواہی سلامت بر کنار است  
 کہ آب چشمہ حیوان درون تارکی است  
 نوشیرواں نمر کہ نام بکو گزاشت  
 چوں بارہمی برد عسزیر است  
 بلکہ چوپاں برائے خدمت اوست  
 کیس دولت و ملک میرود دست  
 کہ زندگانی مانیز جاودانی نیست  
 جز بتائید آسمانی نیست  
 باز رگان بہائے بضاعت  
 نویندہ داند کہ دزامہ چیست  
 ایس قدر بس کہ روئے دخلق است  
 ولیک می نتوان از زبان مردم رست

گر آدمی صفتی ز ملک گرو بری  
 به تکلف در بلا بودن به ازیم بلاست  
 احوال پریشانیم اندازد کس نیست  
 تن ز جان و جان ز تن مستور نیست  
 هر چه آمدت بدست بدادی تو پیش اند  
 خلق میگوید که خسرویت پرستی میکند  
 چیت هندو یا مسلمان کوزه یک کوزه گر  
 کمر سلطنت نیاید بست  
 کینه هر سینه که نهاده ز خست  
 شتاب و بزدی کار آهر من است  
 بر دباری خسروینه خرد دست  
 گر چنان بود بر افتد رسم عصمت از میان  
 صف شکن قلب مناهی چیاست  
 سعی مفلس که بجای میرسد  
 شاخ گل هر جا که میروید گل است  
 ماغیر باں را تماشا شای چمن در کار نیست  
 ملت عشق از همه ملت جداست  
 خوش است سرود لیکن دل فراغ کجاست  
 چون بیا طلبند از نوکشتگان در حشر  
 شاد باش ای دل که فردا روز بازار جزا  
 هیچ از تقوای نشد حاصل بجز افسردگی  
 اندر سفر مشقت و ذل و طامت است  
 نه بر باز چپه روزه می توان خواند

لا اعلم  
 که سجده گاه ملک خاک آدمی زادت  
 قهر دریا بسبیل و روزه دریا آتش است  
 اجزای مرا نسبت شیرازه کس نیست  
 لیکن کس را دید جان دستور نیست  
 ایس جو د آس کس است که از فقر فار نیست  
 آس آس می کنم با خلق عالم کار نیست  
 گرچه کوزه دو شمار آید ولیکن گل کی است  
 هر که ار غنیت تن آسانی است  
 دل شودش از پله آزار سخت  
 پشیمانی بجان و رنج و تن سخت  
 هر که احلم نیست دیو و دودست  
 در حجابی در میانست از تقاضای حیا  
 راهزن خلیل ملاهی حیاست  
 آدم بے برگ تیر بے پرست  
 خنم ل هر جا که میجو شد دل است  
 داغهای سینه ماکتر از گلزار نیست  
 عاشقان را نذهب و ملت خداست  
 دل از گله که تسلی شود ببلغ کجاست  
 تبسم کن و بگزر بهین ادا کافی است  
 مرده قتل است گرچه وعده دیدار نیست  
 کلفت چل ساله بمن پاک جام باوه رفت  
 گر هست طوفان لی و فرج در اقامت است  
 زهرافسانه فیض می توان یافت

ثواب یک نفس عدل شاہ خیر اندیش  
 کارامروزینند از بفسر و از تہار  
 بر احوال آنکس بسباید گریست  
 با بخت نیک میبچ کسے راستی نریست  
 زندگی مقصود بہر سہر بندگی ست  
 ملحت آں قدر ہاداشت ساتی  
 لذت و تیا بکام پیچ کس پانیدہ نیست  
 لفظ عبادت ارچہ بشکل عبادت ست  
 لذت و در محبت را زبیر دواں پیراں  
 کہ کچہ شماں دل مبین جز دوست  
 روئے خورست و کمال ہنر و دامن پاک  
 سلمانی اگر کعبہ پرستی ست  
 در نو میدی بے امید ست  
 آنکہ عیب تو گفت یا تو او ست  
 خوبتر بر چہرہ قدرت نماید خال زہد  
 یک جاں چہ متاع ست کہ سازیم فدایت  
 بہتری در قبول فرمان ست  
 معلوم جو ہوتا ہمیں انجام محبت  
 من چو اگر یہ کنم از سبب خودی بخت  
 دولت اگر دولت جمیدہ ست  
 بہر گوشہ افتش شاخو امنست  
 پیاں شکن کہ ہر کہ پیاں شکست  
 ہاتھیاں آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت

بر از عبادت ہفتاد سال عبادت  
 کہ بفرد اپو رسی نوبت کار و گریست  
 کہ آمد بود نوزدہ خمرج میست  
 ہر عروس ملک بہ از تیغ تیز نیست  
 زندگی بے بندگی شہر بندگی ست  
 کہ منے خوردن ز دست او حلال ست  
 چون زبان قحبہ ہر دم در دہان دیگر ست  
 لیکن نقطہ ز عبادت زیادت ست  
 قدر صحت را نداند ہر کہ او بیمار نیست  
 ہر چہ مبینی بد آنکہ منظر او ست  
 لاجرم مہمت پاکان دو عالم با او ست  
 پیر تاران بت را طعنہ از حصیت  
 پایاں شب سیہ سفید ست  
 و آنکہ پوشیدہ داشت مار تو او ست  
 طاعت غفلت بقدر کامکاری خوشتر ست  
 الاچہ توان کرد کہ موجود ہمین ست  
 ترک فرمان دلیل حرامن ست  
 لیتے نہ کبھی بھول کے بھی نام محبت  
 بے رضائے تو یکے برگ نہ جھنڈ زورت  
 موئے سفید آیت نو میدی ست  
 بہر جا کہ باشم خدا داد امنست  
 از پائے را قدا بروں رفت ز دوست  
 بلکہ ملتی ہے قضا اور قدر سے دولت

لا اعلم

=

=

=

=

صائب

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

کہ اوج منصب نیکے دونوں کو نہایت  
 ہر گز من تار گشتہ حاجت نہ تانیت  
 ز دست رحمت از خاک برداشت  
 ان کی چمک دمک سے منور موکاشات  
 وریں زمانہ کہ گوہر شناس کیاب ست  
 ثنابت شدہ مدعی گواہ است  
 تیغ اصیل را نجمیدن توان شناخت  
 ورسنگ زنی ثمر توان گفت  
 ز تہار کسے را نمکین غیب کہ عیب ست  
 حدیث نیک بجاں گر حسنہ از زان ست  
 ہر زمان از غیب جہان دیگر ست  
 روئے بر خاک سیہ آور کہ یکسو کیاست  
 خود شناسی بھرادر قطرہ پیدا کردن ست  
 ایں ریاضت ہا کہ می بینی بجائے مطلب ست  
 ہر کار پروردگیتی عاقبت خوش بر نخت

حال آن فرزند چوں باشد کہ خمش در دست  
 چشم گریہ بود و یوسف ہر یازار ہست  
 مقصود ہر دو عالم از ان پند حاصل  
 بخت نہیں میں عشق کے بیمار تندرست  
 ولے چہ سود کہ آن عہد را وفائے نیست  
 کہ خوربتہ بہ گر چہ دزد آشناست  
 عیش بے یار ہمیا نشود یا رکجاست  
 سگ را پر خشم تو با مہتاب چھیست

ہمیشہ از لب نوارہ این سخن جاری ست  
 کافر غنم سلمانی مراد کار نیست  
 سر احقر با وج عزت افزاشت  
 جس شہ کے تاج شاہی میں ہوں گوہر ثبات  
 صدف چہر انہ کند سینہ چاک لے صابا  
 دعوے محبت ظہوری ڈ  
 ہر جانجا بت ست تو وضع دلیل است  
 گر ز ہر دم می شکر تو ان گفت  
 چوں رد و قبول ہمہ در پردہ غیب ست  
 سخن بہ نزد مخندان برابر جان ست  
 کشتگان خنجر تسلیم را ڈ  
 جتن گوگرد احمد عمر ضائع کردن ست  
 حق پرستی قطرہ یاد قہر دریا کردن ست  
 بیچ کار ز اہد ما حبتہ نہ نیست  
 ہر کار پروردگیتی عاقبت خوش بر نخت

دل اگر دانا بود در ہر سخن سراسر ہست  
 پند حکیم مقلد آئینہ دل ست  
 بیفادہ ہیں چاہہ گروں کی مشقتیں  
 خوش ست عہد محبت بدوستان بہتن  
 مشوایم از زن کہ زان پاراست  
 مطرب و بادہ و کل جملہ ہیاست ولے  
 نہ زور فشانہ و سگ بانگ می دہد



غضب از شعلہ مانے شیطانیت  
 بیرون ز گور لاف کرامت چہ می کنی  
 چو عیسی تا توانی خفت بے جفت  
 ہر کہ خود تربیت خود نکند حیوانیت  
 و ربدہ یکتائی ما حرف دنی نیست  
 بے ادب پامنہ اینجا کہ عجب در گاہ است  
 پیش معشوق شد و شو ہر بہشت  
 از سلوک صاحب باطن کسے آگاہیت  
 زباں کو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی نصرت  
 من بایں ز قمار شیریں عمر خود دور با ختم  
 خیریت چاہے تو یہی چال چل او یار است  
 تعلیم مانہ چند وہی چشم مست را  
 عالم یاس میں گھبرائے نہ انسانیت  
 ابلیسے را کہ تخم خطل کاشت  
 ستیز زندگی با خداوند بخت  
 نعمت دہر گر چہ بسیار است  
 در دلم عشق ز لیلی کافی است  
 پالا پڑا ہے مجھ کو عجب بد مزاج سو  
 بدام زلف تو دل بتلائے خویش تن است  
 آن زمان نیست کہ نفعے رسد از کس بجے  
 جنت کہ رضاے مادران است  
 گراں است مشور فرمان او است  
 نچستہ و گر کہ محمود ز الہی دریا است

عاقبت موجب پشیمانی است  
 ایمان اگر گجوری صد کرامت است  
 مدہ نقد تجر در از کفست مفت  
 آدم آنست کہ اورا پدر و مادر نیست  
 ز تارچہ و سجنہ صد دانہ کدام است  
 سجدہ گاہ ملک و رفعت شاهنشاہ است  
 زن زیبا چہ کند غم زشت  
 میرود و آب و نقش پائے او در راہ نیست  
 ہجوم پوسہ لب نے ددی اک بات کی صحت  
 عمر میں میرفت من پند اشم ز قمار دست  
 گرتے ہیں نشہ میں چلتے ہیں اگر نیواز است  
 دل آنقدر بہر کہ توانی نگاہ دشت  
 دل سلامت ہے تو حسرت بہت یارن بہت  
 طمع نیشکر نیاید داشت  
 ستیزندہ را سر بر دیووں درخت  
 نعمتے بہتر از رفیق کجاست  
 خواہش وصل ز ما انصافی است  
 جھکڑے تمام دن میں لڑائی تمام است  
 بخش بغیر کہ بس ایں سزائے خدایت است  
 این زمان ترک نمر ہر کہ کد احسان است  
 اندرتہ پائے مادران است  
 درایت تو تسع فرمان او است  
 چگونہ دریا کان پاکتارہ پیدا نیست

لا اسلم

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست  
 بزار غوطہ زد مواند ران ندیدم در  
 شکستن مکر کوہ قاف چند ان نیست  
 سا مکان اکثر لکد کوب حوادث میشود  
 از بہر قطع کردن نخل حیات من  
 ملامت شخہ باز از عشق است  
 آسمان در دہر و نمان را کند دائم در  
 از صحبت ناجس مرا گرچہ نفور است  
 آب خواہی تشنگی آورد بدست  
 بگیر رسم تعلق دل از مرغابی  
 دل گزر گاہ اجل اکبر است  
 صبح دید و شب گزشت ماہ شبیہ خانہ رفت  
 بات کرنے میں گزرتی ہے ملاقات کی رات  
 خشک چوب و خشک تار و خشک پوست  
 خرقہ پوشیں یہ بر می طسکی و سیم و زر  
 گزشتہ خواب آئندہ خیال است  
 شراب ناب کہ روشکر روان من است  
 شراب ناب کہ غارتگر روان من است  
 من کے ہارے، ہارے من کے جیتے جیت  
 نہ تلخ است مہرے کے بریاد اوست  
 مرثت مایدست خود نوشت  
 عبادت بہ از خدمت خلق نیست  
 بر خیز کہ این غمکہ پر دافتنی است

مرد آخر میں مبادک بندہ ایست  
 گناہ بخت من است این گناہ دریانیت  
 بمور ہر کہ مدار کند سلیمان ست  
 ماندگان راہ را از مشمالی چارہ نیست  
 چو آ رہ در دم نفس اندر کشا کو  
 ملامت صیقل ز نگار عشق است  
 زن سبب انگشت کو چاک صاحب انگشتی  
 لیکن چه توان کرد کہ آن تائے ضرورت  
 تائبہ جوشد ابر رحمت بخت نیست  
 کہ چون ز آب برخواست خشک بر خاک  
 کعبہ بت گاہ فلیل آذر است  
 رونے سحر سیاہ کنیہ یار بہ این بہانہ رفت  
 بات ہی کیا ہے جو رہ جاؤ ہیں رات کی رات  
 از بھائی آید این آواز دوست  
 کوت مردان چه سود کار چه مردانیت  
 عنیت داں ہمیں حالے کہ حال است  
 مصاحب من و پیر من و جوان من است  
 عدوے جان من و نقص من و زیان من است  
 من ہی راگ اور دولش ہے من ہی پر کم بریت  
 کہ تلخی شکر باشد از دست دوست  
 خوش نویں است و نخواہد بد نوشت  
 ربیع سجادہ و دلق نیست  
 مینہ از کہ اندوختہ اندوختنی است

## ش

صبا معنوی لا علم	نام ہے پھر صورت عنقا عبث آج تم کو ہے عنسم فرو عبث ہر کہ خواند غیر از میں گرو غیث اس خطر گاہ میں تم بچاؤنی بچاتے ہو عبث زین حریفان بردل و جان النیث تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث نصیب دشمنان کیوں ہو گئے بیمار کیا باعث	بے نشان دنیا میں جب خود ہو گئے کل کی کل کے ہاتھ ہلے غافل علم دیں فقہ ست و تفسیر و حدیث غافل و منہزل دنیا ہے سرائے فانی ہر زمانہ درد و دیکھ میرسد کل و کل میں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر میحاکم تو تھے اے جانِ جاں سارے یضوں کے
------------------------	---	--

## ج

انور لا اعلم ظہیر ہمالی زحمت صاحب مخلص بیدار صاحب	می نماید چہرہ و رمرآت نامہوار کج قاروں بجاگ تیرہ شد از آرزوے گنج نصیب کرد ہمارا باستخوان محتاج واحترنا کہ گشتہ زباز گناہ کج داریم یک سراں ہمہ سوداچہ احتیاج درد خوئی بگراں نیست برہم محتاج منعم نمی شود کسے از گفتگوئے گنج نیست یہاں ز مرد پئے باران محتاج حرف ناموزون مارا کرد موزوں احتیاج نیست صبیہ گر بود شمشیر جو ہر دار کج	صحبت نار اتان ناراست سازد مرد و دنیا طلب مباشر و کن جتنے گنج ز قسمت ازلی سر نمی تو ان پیچید نخل قد طہیت ز پیری خمیدہ نیست تا چند بہر سود زیاں درد سر کشیم بخشد داغ دل لالہ ز مرہم منت نتوان بقیل و قال ارباب حال شد منت غیر کجا صاحب جو ہر گیرد عرض مطلب ز مرغ گفتار انشائی کند از تواضع کم نگر و در تبہ صاحب لالہ
---	---	---

آنکہ شیراں را گشت روبرو مزاج  
دیوان از جنون بہ دیوانہ می رود  
نزد سلطان وزیر باتدبیر  
در شجاعت آذنی ہر چند چوں رستم بود  
شنیدم ز پیراں دنیا رنج  
اٹھاتا نہیں جب تلک کوئی رنج  
حاصل کسی سے کچھ نہیں ہوا سوا رنج  
چوں محبط شد اعتدال مزاج  
خشت اول را ہند چوں بر زمین عمارت  
کیا اگر بغض مردہ در رنج  
کہ گزندت رسد ز خلق مرنج  
بیمار عشق کا جیتھ سے ہوا علاج  
میتوان داشت نہاں عشق ز مرد مہلکین  
چو بیند کہ از اثر دہا نیست رنج  
نزد اہل معنی ایں کاخ سپنج  
ہر دم آرد کی غیر سبب را چہ علاج  
کی فرشتوں کی راہ ابر سے بند  
آدم سے بلغ خط چٹا ہم سے کوئی یار  
مکان نہیں مزاج رہے ایک حال یہ  
دل ہے غذائے رنج جگر ہے غذائے رنج  
پیہ اکیا ہے ہم کو حسد دانے برائے رنج

احتیاج ست احتیاج ست احتیاج  
عاقل کسے کہ پارہ گزار دیو کسے رنج  
گوہر ہے ہر سیاہ بود در تاراج  
میشود چوں نثار رنما جز در نبرد احتیاج  
کہ ز زر زار کشد و بچہاں گنج گنج  
تو لٹا نہیں تبتہ تلک کس کو گنج  
دنیا میں لانی ہے جس رسمت بر رنج  
نہ غریمت اثر کند نہ علاج  
گر رسد زنا فاک باشد ہر اہل رنج  
اہل اندر خرابہ یافتہ گنج  
کہ نہ راحت رسد نہ خلق نہ رنج  
کہہ لے طبیعت تو ہی کہ چہ تیرا کیا علاج  
زردی رنگ رخ خشکی لب را چہ علاج  
خردمند نگزارد از دست گنج  
ہست چوں ویرانہ خالی ز گنج  
ماگز نشتم ز لطف تو نہ غضب را چہ علاج  
جو گند کیلئے تو آب ہے آج تو  
وہ اتہائے رنج تنہا یہ انتہائے رنج  
کہ آشنائے عیش ہے گرا آشنا رنج

سفری  
ظہیر

نکاحی  
حیرت

مبا



## خ

سووا	کریم وہ بتواضع کرم جو کرتے ہیں ڈ	شکر نہ بھیر کے دے ہے جو پر شر ہو شاخ
دوق	بہ قصصوں کو کرتا ہے بالانشیں فلک	او پنچر ہے آشیانہ زارغ وزغن کی مشاخ
طفر	کوئی رہ سکتا زمانہ میں نہیں ہے ایک طور	کچھ سے کچھ کر ڈالتا ہے ازل قدم بہر چرخ
سعدی	اگر زباغ رعیت ملک خورد سیبے	بر آورند ظالمان اور زحمت از بیج
و	بہ نیم بقیہ کہ سلطان ستم روا دارد	زند لشکر یا نش هزار مرغ بسیخ
حساب	قرب نیجاں رانمی باشد سرایت در بن	کو ٹھکر شیریں نگرد چوں بود یا و نام بخ
فا قانی	بسیار کردہ است دم شعلہ را دراز	روز سے شوق نامہ کند گوسے شیش
جہا	ہر دم از عسکر گرامی بہت گنج بیقیاس	می رود گنج چھین ہر لحظہ بیا و آخ

## د

لا اہم	مجت است کہ دل رانی دہد آرام	و گرد کیمست کہ آسودگی نمی خوابد
و	قانع بچہسی نہ شو و شایق دیدار	پر رانہ بہت تاب شعلی نتوان کرد
و	گر خنسل رفت میوہ او پائدار باد	دریا اگر گذشت در غما ہوا ر باد
و	میدار سر سے بجا کساران جہاں	شکر آنہ آن کہ مر فادت کردند
و	تا ز ندہ امز لطف خود از ما کن و رین	بعد فنا کیسے کھیں اماں نمی کند
و	استحکم کہ حنہ انصب خورشید دہ	ابلیس بکار و بار یار ریش دہ
و	ما کار خویش را بجد او نہ کار ساختہ	بسپردہ ایم تا کرم او چھا کند
و	روز نم بنسب و شب باہم میگزرد	عمر ہمہ با محنت و غم میگزرد
و	دران بزمے گوشتی رو سے تو نیست	چراغ دیدہ را گلہ میوان کرد
و	فاقل ز حسیا ط نفس یک نفس مباحش	شاہد میں نفس نفس واپس بود

لا اعلیٰ	زمان خوش دلی دریاب دریاب	گر ہر دم در صدف گوہر نباشد
"	بلبل زاوہ پانہ ہند در صدف گہوار	تا گل بطلب گاری اولب نکشائے
"	دل من لفظ و یاد تو مضیت	معنی از لفظ کے جدا باشد
"	زہے سعادت آنکس کہ یکش آروبار	کم ز بند غم و محنت و الم آزاد
"	نخواہد این چمن از مژد لاله حسالی ماند	یکے ہمیر و دو دیگرے جمعی آید
"	لحن داؤدی چساں محبوب بود	لیک بر محروم بانگ چوب بود
"	خار رنگین نہ شد ز صحبت گل	اثر نیک کے بہ بد باشد
سعدی	عالم کہ کامرانی و تن پروری کند	او خوشنقش گریست کہ ارہبری کند
صافی	علم را تا نفروشی و عمل را بخسری	تا ابد کے ز دولت گرد جہالت برو
حافظ	مشکل وارم ز دانشمند محبس باز پرس	تو بہ فرمایاں چرا خود تو بہ کتر میکنی
لا اعلیٰ	تا کہ از باب خورشید نباشد کشتے	کوشش ذرہ بیچارہ بجائے نرسد
"	اگر کوش گردون گردواں گردگاں را گرد کرد	بہ سہراں تمیزاں ناقصاں را مرد کرد
"	تغیب نیست بلعینت اگر حاجت روا گرد و	کہ ز خیم کہنہ را خاکستر مقرب دوا گرد و
"	شادمانی بجہاں قسمت نہاں گشت	ہر کجا بود غم بہر دل و انا شد پو
یکلم	اہل کرم کہ عزت جہاں شناختند	نخلت کشند گریختے از دل بروں کنند
حزین	سعادت مند را باشد گوار اسخنی عالم	ہمارا در گلو ہرگز نہ یدم استخوان گیرد
"	ہر کہ شد خاک نشین برگ و برے پیدا کرد	دانہ با خاک چوبیست سرے پیدا کرد
"	جو ر خود را بر ضعیفاں آزماید روزگار	تینج را داکم ہر اسے امتحاں بر موز نہد
سلیم	آسماں بار امانت توانست کشید	قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند
حافظ	طلوع اختر دولت نصیب ناکس شد	سر چراغ یہ امداد خس بستہ شود
لا اعلیٰ	گو عاقل کجا در محنت ایام می افتد	کہ مرغ نیرک اینجا بیشتر در دام می افتد
"	نہی باشد نگین قیمتی را نقش در طاس	ہنر ہر کس کہ دارد در جہاں گننام میگردد
"	صفا دارد جہاں تا دل ز کمند پاک میباشد	شود ماتم سرا عالم چو دل غناک می باشد

لا اظم	ز دست غم منال ایدل که غم هم عالمی دارو	بنا لم هر که را بنیم بدل در و و غمخه دارو
"	اگر باشد بنی آدم نه باشد	درین دنیا کس بے غم نه باشد
"	نصیب غنچه خندیدن نه باشد تالفس دارو	هوائے گلشن هستی شگفتن بر نمی تابد
"	دلے دارم سرا سر غم غمے دیگر نمی گنجد	نه از دنیا خسته دارم نه پروا لے کسے دارم
"	آسودگی از ما دو جهان فاصله دارد	دنیا الم غفلت و غنچه غم اعلال
حزین	که راضی بگردار یزدان بود	خداوند از آن بنده شادان بود
معنوی	ورنه بکشاید در خشم ابد	شکر منعم واجب آید در خسرو
"	کفر نعمت از کفایت بیرون کند	شکر نعمت قدرت افزون کند
حافظ	زین چه حاصل که زرو سیم فسر اواں باشد	چون نباشد دل خرسند که اکیر غناست
صافی	تجربه بر همت دیوان قضا نوال کرد	غم فروا مخور امروز که دگر یو
صاب	زاں سبب اطفال دائم و دشمن دیوانه اند	بر نمی دارو شرکت ملک تنگ بے غمی
لا اظم	که ماه از شرم نور عاریت شهباب ردل آید	ندارد حاصل جز تیره روزی بر تو منت
"	دو هفته هست با سیک مستعار بود	فروغ ماه محاسن پاینداد بود یو
سعدی	یک روز به بینی که پلکش بخورد (یا بد روا)	صیاد نه هر بار شتالے ببرد یو
"	گر نه بخشد برد کسے شاید	هر که بر خوشی شوق نه بخشاید یو
"	عود بر آتش نهند و مشک بسایند	فلفل و هنر ضاعت تانه نمایند یو
"	هنر بکار نیاید چو بخت بد باشد یو	اگر بهر سر مویت دوصد هنر باشد یو
"	که هر کجا رود و قدر و قیمتش دانشد	وجود مردم و انام مثال زربط است
"	که و دیار غریبش بهیچ بستاند یو	بزرگ زاده نواں بشهر و اماند یو
"	اندیشه نیست گر پدر از و سے بری بود	چون در پیه موافقت و دلبری بود
"	و رار و طمع مرغ و ماهی به بند	بد و ز طمع ویده هوشمند
"	سامد سمن خود را رنجبر کرد	هر که با فولا و بازو چخبه کرد
حافظ	که دائم در صدف گوهر نباشد	زمان خوشدلی و ریاب و ریاب



سعدی	آهنی را که بدگهر باشد	میچسبیتقل نکوندا اند کرد
"	هست از تو بزرگ تر خداوند	این سگم و غور خشم تا چند
"	چو در مرغ جبیند اندر پند	زود مرغ نسوی دانه فراز
"	تا نه گیرند دیگران ز تو پند	پند گیر از مصائب دیگران
"	چون سگ با سخنان خوش میبند	آنانکه غر خورش با جید میکنند
"	چون بکشد آب گرد پوشد	دولت همه عیب مرده پوشد
"	کافیهال تمام خواهد شد	گر همین کتب است داین نما
"	که به سفر و همه دشمنان دوست نماید	دوستان و رزمندان بکار آید
"	که چون آتش ببرد خوش را از خوشن پوشد	نخواهم بعد مردن بچسبک بر من کفن پوشد
"	بر او آینه در زنگ کند آب و نان از خود	بود به شعله لال را از آفتاب از غمت شایان
"	تا بود و سر منت و ستاری باید کشید	مرد و نیار از اسباب تسلط پاره نیست
صائب	همه ایام حیاتش بکلا و ست گزرد	خانه هر که باندازه بود چون زبور و
"	ترا چون کمر و گرد و چار مو سمیک قبا باشد	توانی سبز شد در مجلس رو عانیان صاب
حافظ	آن که آن داد بشارت به گدایان او	گنج زر گر نبود گنج قناعت باقی است
لا اعلم	چون به در بیک گروه نان قانع شد	رنج بیهوده میرد پی افندونی رزق
"	محل است استخوان را از دهن سگ ها گیر	ندار چشم احسان خیسال هست قانع و
"	در چشم مور ملک سلیمان نمی رسد	عالم به دستگاه قناعت نمی رسد و
"	قانع را این منت عاقبت نمی شود	لب تشنه در محیط صدف کرد زندگی
"	تا صدف قانع نشد پاره نشد	کار چشم حایقان پرنده شد
"	همیشه آتش سوزنده آهنگ دارد	حریص را کند منت دو عالم سیر
"	سگ ز جوی طبع سوزن همراهی خورد	رو نمی سازد ترش صاحب طبع از حرف تلخ
مرا ترک طلب سرمایه صاحب کلاهی شد		
چو کسکول گدائی و از گون شد تاج شاهی شد		

نه قندی که مردم بصورت خورند  
گفتم که خطا کردی و تدبیر نه این بود  
نه زرد و سیم نه سب و گهر خواهد ماند  
بود لال بمقدار مال هر کس را  
گزیند هر که سود و یگان را بر زیاں خود  
ز احسان می شود صاحب کرم را دولت افزون تر  
گیر و بقرض هر چه زهر کس سس نمی دهد  
می کنم فکر خجیساں از کرمیساں بیشتر  
کرم ز نخسل به انابیل به ز کرم می بود  
عجز با وصف کماست دلیل غرض  
محبت را پس از قطع محبت لذت باشد  
یکساں خوب و زشت جهاں می کن نظر  
هراں کس که گردن بفسر ماں دهد  
ز اتفاق مگس شهید می شود پید  
پاک طینت کال از تنها نشینی می شود  
از ضعف هر جا که نشسته نشسته  
خود را چنانکه هستی بنامعیب جویاں  
عقل اگر داری بشیم کم میس دیوانه را  
کنجی هنر مند نقص هنر مند باشد  
زرق آسین خوش است که کم کم فتد بدست  
در عمر خویش دشمن عریاں بدن ندارد  
باں کرده که از ساغر و فاستند  
زشت عمر بمقراض و لب قطع شود

که ارباب مستحق به کاغذ برسد  
گفتا چه توان کرد که تقدیر چنین بود  
در بساطا تو همی گرو سفر خواهد ماند  
بقدر روغن خود هر چنان میسوزد  
بانیک فرصت صاحب زیاں میسوزد  
بی هر چاه را آب از کشیدن بیش میسوزد  
دشنام اگر دهنند باد پس نمی و حسد  
کر زده امساک حفظ آیدیم می مستند بود  
بخیل هر آسینه کس را گدای نمی خواهد بود  
ورنه افتادگی از خار و خنجر آید بود  
که نخل شاخ بر میوند سه به از اول شر دارد  
آزرا که همچو آسینه هموار کرده اند بود  
بسی بر نیاید که فسر ماں برود  
قداحه لذت شیرین در اتفاق نه  
قطره که هر از ره عزت نشینی می شود  
خیزند جهاں چونکه فست وند فناوند  
چون پرده نداری کس پرده و زبانه  
یکتن فطیم بیاباں را مسخر می کنند  
گر نشسته نارسا شمس گهر نه باشد  
زهر است روزی که بیکبار می رسد  
مگرش که نخواهد هر کس کفن ندارد  
ز ماسلام رسایند هر کجا هستند  
بیشتر خلق جهاں بر سر لغتار شدند

لا اعلم

مشهدی

لا اعلم

صاحب

ملف

سعدی

صاحب

کلیکم

رسا

صاحب

نقص

سعدی

صاحب

رسا

کلیکم

رسا

کلیکم

رسا

رسا

رسا

رسا

رسا

رسا

عیسای پاکان زود در مردم هیدای شود

در میان شیر قاصص موسی رسوای شود

لا اعلم

در بند آن نیم که بدشنام یابید	یادش بخیر هر که مرا یاد می کند
بر سفال جسم نازیدن ندارد و حاشی	این سبزه امروزی زگر شکست فردا بشکند
زاده طعام سنگ می شود	تنی چون شکست نخبه می شود
سخت جانان را زگری آنم کردن مشکل هست	آب گرو آهین اما باز آهین می شود
چو سرش بر سر افتادگی آید شو غافل	که کار خویش خواهد کرد آتش هر کجا افتد
شد کند از طاعت من زبان فحش	و ندان مار را به نمدی توان کشید
پیر ستمهای دشمنان و حسود	دوستان را از دست نوال داد
محنت را پس از قطع محبت لایق دارد	که شاخ کنش پیوندی به از اول نمرود
مرد را با شانه خنجر چون غزقش برتر شود	غالی از سفتن نباشد قطره چو گوهر شود
آزاد و بازو کسب و بهمن بود	دست پر آبله صدف پر گهر بود
آب و زحمت ابد قناعت کن	که خضر وقت بود هر که آبرو دارد
و شواری ندارد و ماه فناء لیکن	راهی که به رفیق است و شواری نماند
گره زناخن تدبیر که کشاده شود	که از کجید غلط بستنی زیاده شود
چسب از لی باش از جهان ترسد	که چون فضول شود میهمان گراں گرو
تقلقت تدبیر بتدبیر کیسه و انجند	ورنه در زیر فلک ابل خرد بسیار اند
عیسای گریه و بجز	صدف رزق از آسمان نبرد
چو قسمت نیست	روزی از دهن چو آسای نبرد
رزق را روزی رسا مقدار هر چانه داد	خوشه را چندین شکم داد و هر یک دانه داد
چه کار از یاری دوراں برآید	بهمت کار با آسای برآید
از تلخی سوال کریمه که واقف است	فرصت لب کشون سائل نمی دهد
چشم پوشیدن ز دنیا بر خیسای مشکل است	نیست مکن کاسه خود را گداواران کند

<p>لا ا علم جای معنوی لا ا علم مخفی</p>	<p>مہ چولاغوشود انگشت نما میگرو رفته رفته شمع را استاد کی رفتار شد بر سر گمره مقصود چو جست گمت لقمہ ہرگز بہ در آں شود ہر کہ خود را وید او محروم شد بلکہ آتش در مہر آفاق زاد لطف حق را لائق وز میند شد این نمیداند روزی وہ دہد نخت چوں گردوز بول بر تن قباد شمن شود عنیت دان میں دم را کہ ہر دم کمیب باشد چو یک پاخت پائے دیگر از رفتار بیماند بودے ابرو مخلص اگر بالا نشین گرو خوشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید کماں را گرچہ روغن میدہی فربہ نمی گرو ہر کس کہ سر کشد بجہاں سر نگوں شود ہر آبلہ پائے مرا قیدہ نامشد سبکرواں کہ چو شاہیں بلند پرواز بہ سیرت بسے کم ز گا و خواند بام وہ بیک گور چیاں بند تو اں بو از فریب او مشو غافل کہ میداں میکنند کوہ از صد اہیں سخن اظہار میکنند گردن چوں زباں عاوت نمایندش میگرو زمین چوں می طلبد ویرانہ آبا و می گرو</p>	<p>بے ریاضیت تو اں شہرہ آفاق شدن ہر کہ دارو ہمت والا بجائے میرسد رشتہ سعی قوی کن کہ رسیدن تو اں مرغ پرناستہ چوں پڑاں شود ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد بے ادب تنہا نہ خود را ساخت بد چوں قضاے حق رضاے بندہ شد خواجہ سید اند کہ روزی وہ دہد رو بسوے ہر کہ آرم رو بگرداند زمین کمن اندیشہ ماضی مشور فکر مستقبل رفیق اہل غفلت عاقبت از کار بیماند بسان شیشہ خالی کہ بگذارد بر طاقش بقلم سیح مضمون بزلج بستن نمی آید نمی سازد غذاے چوپ ز اہل ضعف پیری را گوید ز بان شیشہ نہانی بگوش جام من از قدم سعی بمقصود رسیدم ز راہ حرم عنایت اگر بجاک افتد بصورت ہمہ آدمی پسیراند با خاطر افسردہ دلاں چند تو اں بود اگر بظاہر ز اہد از دنیا کند پہلو تہی در رنگ خارا نیز سخن میکنند اثر کم از کثروم نباشد اختلاط تلخ گفتار گدا و شاہ را از خاکساراں ست آسائش</p>
---	---	---

دل چو خالی شد از خیال خودی  
 با هر وزره پر تو فیض ازل بکیت  
 شد چشم من از نعمت عمر و روزہ سیر  
 بے جوہر اں بہ تربیت آدم نمی شوند  
 شد از زبان شمع مرا روشن این سخن  
 آہن از معدن فولاد بیرون می آید  
 مرد را بر تن لباس معرفت آرایش است  
 کے از جمع زر کم شود حرص همساک  
 شرف مرد بچو دست و کرامت بہ سجود  
 راہ پر دور است و من بس ناتوان  
 در سخن ہرگز نہ ماند جوہر قابل نہاں  
 در سخن گفتن خطائے جاہلاں پیدا شود  
 بغیر شہد خموشی کدام شیریں است  
 اطلس دیبا نہ باشد پوشش آزد و کماں  
 اہل دل را بہ بدی یاد کن بعد از مرگ  
 از تامل میتوان ریافت صاحب عیب خجست  
 ما پیش پائے خویش ندیدیم همچو شمع  
 کہ یک عیب ترا پیش چشم بنگارو  
 میرند فیض سبکو حال با طراف جہاں  
 مردم کوتہ نظر در انتظار محشر اند  
 بنحمت بندہ از آزار و مردان و دیگردد  
 منہم از خواب عدم تیرہ رواں بر خیزند  
 خودی اگر گشتہ دارد راہ پیمایان عالم را

حرم خاص کبریا باشد  
 ہر کس بقدر محبت خود کار می برد  
 از روزگار خضر و سیاحہ دیدہ اند  
 شبنم بہ بونے گل نہ تواند گلاب شد  
 چوں شمع میخورد سر خود ہر کہ سر کشید  
 لیک ز آئینہ شش او قابل جوہر نشود  
 زن طبیعت میل بردیبا بے زرش می کند  
 کسے از نخوردن کجا سیر گردد  
 ہر کہ ایں ہر دو نذر و عدش بہ ز وجود  
 بار عصبانم گران می کند  
 بونے گل ناخنچلب واکرد عریاں می شود  
 تیر کج چوں از کمال بیرون رود رسوا شود  
 کہ از حلاوت آں لب بیکد گرچسپد  
 در لباس عیب پوشی زندگانی نمیکند  
 خواب بیداری ایں طائفہ یکیاں باشد  
 ولے بر آں کس کہ ایں آئینہ را دور افگند  
 تا دیگر اں ز دیدہ دنیا چہ دیدہ اند  
 بہ بوس دیدہ اورا کہ بر تو حق دارد  
 می شود آفاق روشن صبح چوں خندان شود  
 دیدہ روشن دلال آئینہ محشر بود  
 ایاز از حسن خدمت عاقبت محمود میگردد  
 ہر کہ شب سیر خورد صبح گراں بر خیزد  
 ز خود ہر کس کہ پابیروں گذارد نہا گردد

آنکه مایه دار بود خود نمائی نیست  
 مشو از شکر حق غافل که حق از خلق لغت را  
 مرد حق را چوں شناسد زاهد حق ناشناس  
 عجز و فدا و گیسست سرانجام سرکشی  
 مانند نوز دیده غمناک است و فطرس  
 صحبت یاران یکدل ز نهائے مطلب است  
 اگر دو یار موافق زبان یکسانند  
 در وطن فیض سفر نیست قدم بیرون نه  
 می شود روشن را آتش بوسه هرگز نمرگ هست  
 در قبضه سعی است کلید در روزی  
 همان هر که بد آموزد بحر سوال  
 ز فریاد و فغان طبل تنی سیری نمیدارد  
 آسمان را دل نسوزد بترکایت پیشه گان  
 سختی پذیر باش که گرد و سفید رو  
 سپهر نیک و بد از یکدگر جدا نکند  
 دل ز قید جسم چوں آزاد گردد و آتشود  
 معلوم شد ز خواب گران گذشته گان  
 ز خم شمشیر قضا از سینه می روید چو گل  
 ز مشرق میشود هر اختر در وقت خود طالع  
 لطف حق در یک روزی میرساند بیدریغ  
 بهر کارے که همت بسته گردد  
 بهشت آنجا که آزارے نباشد  
 عجب درویش اندر دل اگر گویم زبان نسود

صائب  
 هرگز گله کسی بهر باغبان ندید  
 نمیکرد بکف اما به کفستان بازی گیرد  
 چوں رسد در دگرے هر کس که از خود باز ماند  
 چوں شعله شد ضعیف بخش اجتناب برد  
 به خورده را کسیکه چو عینک بزرگ دید  
 آبهای گنجاشوند دروئے در دریا کنند  
 فلک بیک تن تنها چمی تواند کرد  
 قطره در آب محال است که گوهر گردد  
 نیست ممکن عیب خود کس بر سپهر نهال کند  
 شیر از کنش طفل ز پستان بدر آید  
 جراحته است که هرگز بهم نمی آید  
 ندارد گوش من آنکس که در بند شکم باشد  
 دایه نیز است از طفلی که پستان میگذرد  
 هر دانه که در دهن آس یافتاد  
 تمیز کند دم و جواریم آسای نکند  
 چوں حباب از خود کند قالب هتی دریا شود  
 کاسودگی نهفت بر زیر زمین بود  
 از زره پوشی چه حال از سپرداری چه سود  
 رسد چو نوبت طفل را و دال بر دل آید  
 بهر روز خادمی چند یس چرخ میخورد  
 اگر خارے بود گلدسته گردد  
 کس را با کسے کارے نباشد  
 و گردم در کشم ترسم که مغز استخوان نسوزد  
 لا اعلم

چلتے چلتے جگ بسیا بہیک دوارہ دور  
 رونق خوبی ست ایدل متکمل از روشندل  
 آہن ارچہ تیرہ وبے نور بود  
 رفیق اہل غفلت عاقبت از کار می ماند  
 رودمان کے بخود در ماند گار کار کشاید  
 با خاطر انسروہ دلاں چند تو اں بود  
 چوں مزاج آدمی گل خوار شد  
 ہر کہ بانا راستاں ہم سنگ شد  
 زندگانی غافلاں خواب خیال شینیت  
 کس نیامخت علم تیسرا من  
 بے جوہراں بہ تربیت آدم نمی شوند  
 بالزام پیالے اسلہے ملزم نمی گردد  
 در ذکر خدا بہ کہ شود حرف چو تسبیح  
 قامت ہر کہ شود خم ز عبادت صاحب  
 بہار جوانی پس اطاعت کن  
 از عصائے خود خطر دارند کوران قت جنگ  
 در دست چہ دارند بجز دیدہ نگراں  
 جواں را صحبت پیراں حصار عاقبت گردد  
 صحبت نیکان خمیاں را دعائے خوش است  
 ناقصاں را صحبت کامل عیاراں کیماست  
 پذیرائے نصیحت نیست دل اہل تنعم را  
 بہرہ خواہ از باباں بجز محنت نیست  
 از چشمہ خورشید محبوب مروت

گنہگار کی یک تیکے رہوں بسور بسور  
 گل جدا از شمع چو افتاد بد بومی شود  
 صیقلے آں تیرگی از رویے ر بود  
 چو یک پا خفت پائے دیگر از رفتاری ماند  
 گرہ امکاں ندارد باز از انتگشت پاگرد  
 بامردہ بیک گور حیاں بند تو اں بود  
 زرد و بد رنگ و سقیم و خوار شد  
 در کمی افتاد و عقلش دنگ شد  
 حیف و قاتیکہ صرف صحبت جاہل کنند  
 کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد  
 شبنم بہ بوئے گل نتواند گلاب شد  
 اگر صد سال الزامش دہی آدم نمی گردد  
 ایام حیاتیکہ بہ صد سال برآید  
 خاتم دست سلیمان جہاں می گردد  
 کہ چوب خشک چو گردید جسم نمی گردد  
 بے بصیرت از لیل خویش ملزم می شود  
 آنہا کہ دریں باغ چو نرگس نگرانند  
 بسناک خون نشیند تیر چوں دور از کما نگردد  
 امین است از سوختن تا خار در بستاں بود  
 خاک را از پر تو خورشید تا باں می کند  
 چو کاغذ چرب باشد نقش را دشواری گردد  
 عرق از بار گراں قسمت حمال بود  
 کیں چشمہ ز چشم دگر اں آب برآرد

لا اعلیٰ

غنی

محمود

حزین

"

"

مغنی

سعدی

امین

صائب

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

نیست غیر از خوردن خور روزی از فیض  
 میتوانی دوزخ خود را بهشتی ساختن  
 باران بے محل ندید بفتح کشت را  
 سخن از استماع قدر پذیر و صائب  
 نمکشد سر بگیباں خجالت صائب  
 از پایہ خود پایہ بند هر که سر و تر  
 نہ ہمیں روزی خورد و ہماں ز خواں میزباں  
 آنچنان کہ کاوش آب چشم می گردد زیاد  
 ز ریشش این باشد بہ فشردن موقوف  
 هیچ ضعیف تل نکوندا ند کرد  
 با گر سنگی قوت پر ہیز نہ اند  
 پوشش گر خجائے سی و طعنے فزن  
 لے حامل عیب خویشتن آید  
 ہر کہ عیب دیگران پیش تو آورد و شمر د  
 چوں خدا نخواہد کہ پردہ کس در د  
 مرا ستاد را ہر کہ محکوم شد  
 نہ بدانی لے کو دک با پسند  
 عدو را با لطافت گردن بہ بند  
 چو دشمن کرم بند و لطف وجود  
 اگر چہل سالہ را عقل و ادب نیست  
 یاد فا خود نبود در عالم  
 بہ سرو گفت یکے میوہ نخے آری  
 گر چہ بیرون ز ذرق نتواں خود

آسیا بیدانہ چوں گردید خود را می خورد  
 کوثر نفوذ چشم اشک بارت داده اند  
 در وقت پیری اشک نہ امت چه میکند  
 قطرہ در گوش صدف گوہر شہوار شود  
 ہر کہ امروز در اندیشہ فردا باشد  
 مستی است کہ پردائے لب بام نہ ارد  
 میزباں ہم زرق خود از خوان ہماں میخورد  
 دخل ارباب کرم افزوں ز سائل می شود  
 از کریمیاں چه ضرورت مست طلب باید کرد  
 آہنے را کہ بد گیسر باشد  
 افلاس غنا از کف تقوی بستاند  
 کہ هیچ نفس بشر خالی از خطا نہود  
 طعنے بر عیب دیگران فریند  
 بیگماں عیب تو پیش دیگران خواہد برد  
 میلش اندر طعنے پا کان برو  
 بسے بر نیاید کہ محند و مہمند  
 کہ مرداں ز خدمت بجائے رسند  
 کہ نتواں برید بہ تیغ این کمند  
 نیاید و گر خبث زودر وجود  
 بہ تحقیقش نشاید آدمی خواند  
 یا مگر کس دریں زمانہ نکرد  
 جواب داد کہ آزا دکاں تہی دست اند  
 و طلب کاہلی نہ باید کرد

سعدی



سعدی	منت حاتم طائی نبرد	ہر کہ نان از عمل خویش خورد
"	کہ تن پروران از ہنر لاغر اند	خرد منت مردم ہنر پرور اند
"	ہنر بہ کار نیاید چو بخت بد باشد	اگر بہر سر مویت دو صد ہنر باشد
"	کہ دانہ تانیف شافی نہ رود	بزرگی بایست بخشندگی کن
نظامی	نگوید سخن ہائے ناسودمند	کر اور خرد رائے باشد بلند
"	ہمہ گفتہ خویش برباد کرد	نہر سیدہ ہر کو سخن یاد کرد
حافظ	کہ خواجہ خود روش بندہ پرور می آید	تو بندگی چو گل ابلہ بہ شرط مزو کن
"	ورنہ ہر رنگ گلے لولو و مر جان نشود	گو بہر پاک بباید کہ شود قابل فیض
"	چوں جمع شد معانی گوئے سخن توان زد	ہنقل و فہم و دانش داد سخن توان داد
"	منصور از شجر طور بے کند	برق تجلی نفس اہل دل یکے ست
"	کہ صد رسند غرت فقیرہ نشین دارد	بخواری منگرے مشعم ضعیفان بخیفان
"	روزی ماز خواں کرم ایں نوالہ بود	خوں میخوریم دے سبائے شکایت است
"	قوے دگر حوالہ بہ تفتد یرمی کنند	قوے سجد و جہد نہادند وصل و دست
کلیم	صد فلاطوں را یکے کج ملزم می کند	جہل را در جنگ و دانش لشکرے درکاست
"	مانند ابرہیچکہ شاد ماں ندید	ہر چند خرمی جہاں را سبب نہم
حافظ	اس قدر بہت کہ بانگ جر سے می آید	کس نہ انت کہ منر لگہ مقصود کجاست
سعدی	خنک آں کس کہ گوئے نیکی برد	نیک و بد چوں ہی بہ باید مرد
"	وقت خرمنش خوشہ باید چید	ہر کہ فرورع خود خورد و بخوید
"	حیف باشد کہ جز نکو گوید	ہر کہ شاہ آں کست کہ او گوید
"	زاں بیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماںد	خیرے کن لے فلاں و غنیمت شمار عمر
"	عیب و ترش نہفتہ باشد	تا مرد سخن نگفتہ باشد
"	شاید کہ پلنگ خفتہ باشد	ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست
	خاندان بنو تش گم شد	پس فوج بابدال بہ نشست

سوی	سگ اصحاب کہف رونے چند	پے نیکیاں گرفت مردم شد
"	دیدیم بسے کہ آب چشمہ خورد	چوں بیشتر آمد شتر و باربرد
"	عاقبت گرگ زاده گرگ شود	گر چه بادی بزرگ شود
"	پادشاه ہے کہ طسج ظلم کند	پائے دیوار ملک خویش بکند
"	نبی آدم اعضائے یکدیگر اند	کہ در آفرینش ز یک جوهر اند
"	برے خود در طماع باز نتوان کرد	چو باز شد بد و رشتی فراز نتوان کرد
"	ہر کجا چشمہ بود شیریں	مردم و مرغ و مور گرد آید
"	ہمائے بر ہمہ مرغال ازاں شرف دارد	کہ استخوان خورد و طائرے نیاز دارد
"	اگر صد سال گبر آتش فرورد	چو یکدم اندراں افتد بسوزد
"	نشین ترش از گردش ایام کہ صبر	گر چه تلخ است لیکن بر شیریں دارد
"	خدائے راست مسلم بزرگی و الطاف	کہ جرم بنید و نان بر قرار میدارد
"	بزرگی بایدت بخشندگی کن	کہ دانه تانینفشانی نروید
"	آتش سوزاں نکند با سپند	انچه کند و دل در دست
"	گر چه تیر از گماں ہمی گزرد	از کم انداز بنید اہل خود
"	زور مندی مکن بر اہل زمین	تا دعائے بر آسماں نرود
"	حذر کن ز دور و نہائے ریش	کہ ریش دروہ عاقبت سر کند
"	بہم بر مکن تا توانی دے	کہ آہے جہائے بہم بر کند
"	تا توانی دروہ کس مخراش	کا ندیس راہ خار ہا باشد
"	کار و رویش ستمد بر آرد	کہ ترانیز کار ہا باشد
"	بنا و اں چناں روزی رساند	کہ دانا اندراں حیراں بماند
"	تشہ سوختہ در چشمہ روشن چورسد	تو میند ار کہ از پیل ماں اندیشد
"	ملحد گر سنہ در خانہ خالی برخواں	عقل باور نکند کز رمضان اندیشد
"	بزرگش نخواہند اہل حسد	کہ نام بزرگاں بر شستی برد

هر که عیب دگرال پیش تو آورد و شمرد  
 در قزاق کند مرد باید بود  
 پارسا بین که خرقه در بر کرد  
 لے بسا اسپ تیز رو که بماند  
 میفتد آخر بدستش دولت دنیا و دی  
 گفت پیغمبر با و از لیبند  
 موج را سرشته میگرد بدیر یا تهی  
 جنگ هفتاد و ملت همه را عذر بنه  
 ببین کرامت بتخانه مرا لے شیخ  
 مهر و رقت وصف انسانی بود  
 نیت جادو سینه های صانگ کیندیا  
 صورت نه لبست در دل با کینه کسی  
 کلفت طبع ندارند نهال صدا و لال  
 بیاموز از این هوسه لا جورد  
 آدم ز خلق خوش مقام ملک رید  
 از زیان نرم صورت پذیرد کار سخت  
 به نرمی باد رشتان میتوان ساخت  
 خو کن بچرب نرمی تا آفتی نه بینی  
 مشکل بود گرفتن چیز در دست خلق  
 حسن تو همیشه در فتنه دل باد  
 نمی آید بکار تیز طبعان جوهر ذاتی  
 دره و حلت حشم در کار نیست  
 رفیق خوب نمایا بکست چو لایق عالم

بگیمال عیب تو پیش و گیران خواهد برد  
 بر خنث سلاح جنگ چه سود  
 جامه کعبه را جل خسرو کرد  
 که خرننگ جان بمنزل برد  
 هر که یایی او بدامان توکل میرسد  
 بر توکل ز انوی اشتر بمبند  
 راه های مختلف آخر یکی می رسد  
 چو نندیدند حقیقت هافسانه زدند  
 که چو خراب شود خانه خدا گردد  
 خشم و شهوت وصف حیوانی بود  
 گردد از آتش تپننگیکه مینامی نشود  
 آئینه هر چه دید فراموش می کند  
 دورد در شیشه شفاف نمایا باشد  
 که با سرخ سرخ است باز دند  
 خونیکه مشکنا بشود پاک می شود  
 خا نه نقاش کو بی را بموی میکشد  
 زبان همچا نه دندان ازا شد  
 بنگر که نخل مومی باک از خزا نداد  
 دست کسی بگیر اگر دست میدهد  
 رویت همه سال لاله گون باد  
 ز آب خود لب شیر هرگز تر نمیکرد  
 مه ز گردون خیمه بر سر می شود  
 بدست هر که افتد گیمیا گرمیواند شد

سعدی

"

"

"

حزین

مغوی

صائب

حافظ

برهن

مغوی

ناصر علی

"

"

نظامی

صائب

مخلص

کلیم

راسخ

غنی

"

غنی

نامی

صائب	اے قلعے شکست میری نہیں	اے قلعے شکست میری نہیں
نظامی	زہ بدخلل درکماں آورد	رہا کن رہی کہاں زیاں آورد
صائب	می چوں دو سالہ عمر کند پیری شود	دور نشاط زود بانجام میرسد
"	از بہر غیب خویش نگهبانان کہ میبرد	ہستیار اب مجلس مستان کہ میبرد
حافظ	کہ ایں معاملہ تا صبح دم نخواهد ماند	غنیمتے شمرای صبح وصل پروانه
رسا	آرام نیز باعث آزار می شود	سیما باز قرار بود قابل گداز
صائب	بترستی آریخ آئینہ بی رنگار کے گرد	نشوید بادہ از دل گرد و کلفت در دمندا زرا
"	بزور بادہ از دل ریشہ غم بر نمی آید	بخون نتوان ز روی تیغ شستن خط جوہر را
خریں	ہر دو پالنگ چو باشد دو عصا می باید	علم و عقل آن کہ ندارد نمی وافیوش ده
غنی	بر سر ساغر خانہ توان داد و بباد	ہر جہاں بیکہ سر از بادہ بر آرد گوید
صائب	کس ز قلب بہر کس کہ وہی باز دہد	وہن خویش بد شنام میاں صاحب
غنی	مگر خج زباں خاصیت زخم دہاں دارد	غنی زخم زباں را ہیچ مرہم بہ نمی سازد
صائب	پائے خوابیدہ چہ پردای خیالی از	نکند زخم زباں بخیمیاں را بے دار
لا اعلیٰ	پدر رثرہ باشد پس رثوں بود	مہر زادہ بے مہر چوں بود
"	ہر کہ ایں ہر دو نداد و عدش بہ ز وجود	شرف مرد بچود است و کرامت بہ بچود
سعدی	گر چہ بآدمی ہزر گشت شود	عاقبت گرگ زادہ گرگ شود
صائب	کہ لپٹہ مغز بر آورد از سر نہرود	مسبب کج شہ فحارت ہیچ خصم ضعیف
بیگ	قلب نادان اگر گئی صد باز نادان می شود	باز گردیدن ندارد سود جاہل را ز جہل
"	رے دشمن سیاہ باید کرد	دشمن زندگی ست مے سفید
صائب	طیب از صحت بیمار خود رنجور می گردد	بخود محتاج خواهد بست فطرت در دمنداں
"	کہ آب میدد اما گلاب می گیرد	فریب پرورش باغبان بخور گل
"	کہ ایں بر پریشان برب ہر ہم میرزد	مخندے نوجوان ہمار بر موی سفید
"	ز مزم کہبہ دل دیدہ پر ختم باشد	گر صفائے حرم کہبہ ز مزم باشد

ناصر علی	از چکیدن باز ماند قطره چوں گوشت خورد	مہمت در ویشل منغم شدن کمتر شود
صاب	کور از خواب محال است کہ بینا خیزد	ہر کہ زشت ست ہماں زشت بعقبہ خیزد
عنی	کہ نابینا عصا را رہنما سے خوش میداند	منہ و گزاردہ خشک ست رہبر بے تیز را
صاف	مینند پہلو بہ عیسے ہر کہ صاحب زر بود	در جہاں امروز از بس قدر اہل زر بود
صاب	علامہ آں بود کہ زرش بیشتر بود	کسب کمال اہل جہاں کسبے رہو
بیدل	آخر ایں صفر اسود امی کشد	زر پرستی می کند دل را سیاه
لا اعلم	آیا بود کہ گوشہ چشمہ بہا کنند	آنانکہ خاک را بہ نظر کیسیا کنند
"	مرفے بچناں قدر گئے آراستہ گردو	قدے کہ بہ تعظیم کساں کا ستہ گردو
نظامی	مگردت آں کابے ہنرم نہاند	خراں را کسے و عسروسی بخواند
لا اعلم	زدیدہ کہ خواہد شدن نا پدید	کہ داند کہ من و را چه خواهد رسید
"	چو پیری رسد گوشہ باید گزید	بکام جوانی توانی رسید
"	بجز غیب دہاں کس نداند کلید	درے را کہ از غیب شد نا پدید
"	کشانیہ ناگہ آید پدید	بافتل کا ز انسانی کلید
"	چو افندوں شود ملک یا بد گزند	بیک تاج و تخت باشد بلند
"	خرابی در آبادی خود کند	نکور لائے چوں لائے را بد کند
"	کہ روزی بکوشش نیابد فرو	بشغل جہاں رنج بردن چہ سود
"	کہ گردی ز ناخوردنش در و منہ	در خرج بر خود چہاں بر منہ
"	دگر نہ کند عصو دیگر پلید	چو عضوئے شود گندہ باید برید
رضا	بہر رچے رسد نور شد تاثیرے دگر بخشد	بہر کس دولت دنیا بآئینے اثر بخشد
عنی	زخم روئے آب کے محتاج مرہم می شود	زخبت و ریادلاں را احتیاج عذبت
خالص	گرفتار بلا گردل شود از دیدہ آب آید	شوند اہل بصیرت از برائے دیگران مخدول
صاب	کہ تیغ سنگ فساں را سیاه و رسا	لکن اعانت ظالم ز سادہ لوحی ہا
"	فریبے کزوے اول خودہ بوم یاد می آید	چو می بینم کسے از کوائے او دل شاد می آید

<p>             لا اعلم که کثروم سوے خانہ کمتر رود              با چرخ برق یک پروانه مہر ای نکود غنی              رفته رفته شیر در باد ام روغن می شود ناصر علی              سعاد بر بر کنی چشم دیوسفید              زبالا سوے نیتی ہر کہ بیند ہر اس آید جودت              ساعے عیش و عشرت ساعے حیند عمر خیام              نڈ شمع از میاں چوں مہر نور نشان دل یہ خیریں              خاطر ز ستایش گزاردان گلہ دارد لا اعلم              چہ سود افتد آزار کہ سایہ خورد              برادر خواندگان کاروانند              مردہ آمنت کہ نامش بہ نکومی برند سعاد              ہر چہ کند جہش پائے فرو تر شود لا اعلم              تا شب زود بکج پدید آرد نگرود              رفته رفته زندگی با رگر گزنی می شود واثق              چوں بیاید مہنو ز خراب شد سعاد              در پائے من ز آبلہ آئینہ بت اند              بارے بدان خوشم کہ مرایا دمی کنند حاجب              یاد شل بخیر ہر کہ مرایا دمی کند کاشی              در عمدہ تر شود چو سگ سفلہ سیر شد لا اعلم              سگ دشمن گدے بیک پارہ نان بود حزین              نیز برفس دیگران میبند سعاد              کہ خواہش بہ قہر اندر آرد بہ بند لا اعلم              بر خرد دیگران خرف وارد  </p>	<p>             شرانگیز مردم سوے شمر رود              مینت حسن بے بقا شاستہ دبستگی              جو ہر قابل بود از تربیت بس بے نیاز              ز دست تہی بر نیاید امید              از رفعت بشیر باشد صلابت خاکساران              گفتش حیات کتھا دانی گفت              بناتہ پیش اہل دل فروغ اہل دعوے را              از طعن دشمن نشود رخ دل ما              بہایہ تو اں از پسر سود کرد              زن و فرزند یار و خویش پیوند              سعاد یا مرد نکونام منیرد ہرگز              ہر کہ گل در باند تا کہ نگیند دست              تا سنج تحمل نکمی گنج نہ بینی              ای جوان بر قامت خم گشتہ پیراں مخند              خریعے اگر مہک رود              غافل نیم ز صورت زاماندگان خاک              آنا نکودل بہ غیبت ما شاہمی کنند              در بند آں نسیم کہ بد شنام یا بعین              دولت چہ یافت بد گہرا ند وئے کنا و کن              با سفلگان شر اکث روزی زیاں بود              ہر چہ برفس خویش نہ پسندی              سرانگہ ببالیں بند ہوشمند              خریعے اگر چہ بہت خرمے           </p>
--	--

معنوی	عقل را بے نور دے رونق کند	وہ مرودہ مرد را حق کند
لا اعلم	ریش و بہت موجب خندہ بود	چوں ز نامردی دل آگندہ بود
"	بر گریبانش گمان بد بود	ہر کہ اغفال و ام و دو بود
"	نیک چوں یا بد نشیند بہت بد	مہت تہائی بہ از یاران بد
حافظ	توجہ دانی کہ دریں گرد سوائے باشد	خاکساران جہاں را بجماعت منکر
نظامی	کز اں گفتہ آوازہ گرد و بلند	سخن گفتن آنکہ بود سودمند
لا اعلم	ز تاراج ہر طفل یا بد گزند	اگر غفل خرم نباشد بلند
"	سر آں شد کہ مردم نوازی کند	ز ہر آدمی سرفرازی کند
"	شود وسیلہ و انگہ بد ریا شود	چو بار اں کہ یک یک میاشود
"	دل نیز رفتہ رفتہ بآن بے وفایسد	عشاق دیگر از کہ وفا آرزو کند
صاحب	صلح کل با تابت سیار آہنسم کردہ اند	عارفان صاحب ز سعد و نحس انجم فارغند
لا اعلم	ز سہ نیک نامے کہ ناشن منرد	بہر د آخر و نیک نامی بہر د
"	درختے بیہر کہ بار آورد	بر انداز بیجے کہ خار آورد
"	کشتہ را باز زندہ نتوان کرد	نیک سہل بست زندہ بیجاں کرد
سعدی	مگر آنگہ کزد سوال کنند	ند بہ مرد ہوشمند جواب
لا اعلم	کہ نیکیاں خود بزرگ و نیک روز اند	بد اں را نیک دارے مرد ہشیار
"	از یاد رفتگان ہمہ کس یاد می کنند	از حاضران بخیل نہ کرد جملہ خلق یاد
"	تا بگزیند دیگر اں ز تو پسند	پسند گیر از مصائب و گراں
سعدی	کہ نام نکوئی بے عالم بر نہ	بزرگان مسافر بجان پرورند
لا اعلم	از سایہ خود نیص کجا بال ہما جزد	دل بہر سہدہ دار و زخمن چشم سعادت
"	کہ ایں خواب گراں بادولت بیدار می باشد	مشورہ نہار و دولت نہ حال مستان غافل
"	حاصل دانش مرا جبر عین نادانی بنود	خارج از امکان عقلی روز و شب کشیدہ ام
"	کہ سائل ز اعھضائے دگر در پیش می باشد	بدینا قدر را باب مذلت بیش می باشد

در بزم وصال تو بہ منگام تماشا  
 منگر بخشم کم بعزیزان غمیزمن  
 دنی با کار بے رنج کسان نمی ماند  
 اصل زاده چو مفلس شود از پیوند  
 در جوانی متوال بر خور و صاب و نجات  
 بدر اکدورت از دل بے کینه میرسد  
 ہوس چوں بے نہایت شد نماز جائے کیش  
 خود را بہر کہ سخی چیزے ز خوشی کم کن  
 چو کم خور دن طبیعت شد کسے را  
 رتبہ عالی نسب از عجز افزوں تر شود  
 بر صدر بہ چشم تو اضیع طلباں را  
 دل بدشمن چوں ملایم شد مصفا می شود  
 گوشہ گیراں کا میاب از عالم بالا شوند  
 از تو اضیع ہائے مردم سخت حیرانم غنی  
 کلفت زدائے کینہ دلہا تو اضیع است  
 بدیں رواق زبرد نوشتہ اند بزر  
 با کریمے گر کنی احساں سزد  
 ز مایحاصلات از حاصل دنیا چہ میرسی  
 کرم پیشہ کن کا دمی زادہ صید  
 بعالم کسی سر بر آرد بلند  
 آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش  
 نیست و رگل شوخی بوی کہ در عطر گل است  
 بار استاں تو اں برد از پیشہ حق را

نظارہ ز جنبیدن مژگاں گلہ دارو لا اعلم  
 یوسف غلام کس بخیریدن نمی شود صاب  
 چو رکن قناریز و خون مردم ناں نمی یابد اثر  
 درخت گل چو پتی گشت بار و رگزد لا اعلم  
 در بہار آئینن تخی نمی کاری چہ سود صاب  
 ز نخی تخیل شود چو بائینہ میرسد  
 چو دریا بے کنار افتاد طوفاں بیشتر باشد حزیں  
 خواہی کہ ز رفتنوں کس در بہر نہ باشد کلیم  
 چو سختی میش آید سہل گیرد سعدی  
 قطرہ از بالا بہ پستی چوں رسد گوہر شود لا اعلم  
 آسودہ بود ہر کہ بسایانہ نشیند  
 سنگ با آتش چو نرمی کرد مینامی شود  
 فکر با از گونش گیری آساں پیاشوند  
 ہر کہ می افتد پیایم کندہ پامی شود غنی  
 از تیشہ میتوان گرہ سنگ باز کرد لا اعلم  
 کہ جز نکونی اہل کرم بخوابد ماند حافظ  
 ہر یکی را او عوض مفصل دہد معنوی  
 کہ ہر کس تخم افشاں است از حاصل خبر داد صاب  
 باحساں تو اں کرد و حشی بقید سعدی  
 کہ در کار عالم بود ہوش مند  
 دیوانہ باش تا غم تو دیگران خوردن  
 فیض پاکاں از گداز دل و دبالامی شود مہرباں  
 موسی صلاح دیگر غیر از عصا ندارد صاب



صافی ولاں ندانند آیین پرده پوشی  
 هر آں کس که جو ریزه گان نبرد  
 نه آیین عقل است درایه خرد  
 هر که چون رشته ز بار یک خیالان گردد  
 نه وانا سببی آبل جان برد  
 از بد آن فیض محالست به نیکان برسد  
 آنها که زخم از سگ خاموش خورده اند  
 تا غل نباشد نتوان حشر چ نمودن  
 از بیگانگان چشم زن کور باد  
 شکستن دل ز صحبت روشندان طلب  
 چون یوسف از انداختنیاں مژ از راه  
 رشغ بر مرده کشیدن ز جواں مردی نیست  
 در چراغ دیده من آب روشن می شود  
 فیض سخن بابل سخن گو نمی رسد  
 صائب شعر بخو غزل و اوا دارد  
 گویند سنگ لعل شود در مقام صبر  
 آئینه را قیاس کن از حال خود پس  
 از حاضران بخیر نه کردند خلق یار  
 دور بستان را با حسا علی کردن مهت است  
 جنگ مفتاد دو دولت همه اندر نه  
 بد آن را نوازش کن ای نیک مرد  
 اهل سعادت از پی اندامی شوند  
 ستم بر زیر دستاں مژ سرکش اخطر دارد

آئین زشت و زیبا ناچار می نماید  
 سنوز و دش بر ضعیفان خورد سعدی  
 که وانا فریب مشعبد خرد  
 روزش تنگ تر از رشته سوزن باشد صائب  
 نه وانا بناسا ز خورون ببرد سعدی  
 نیز کج باعث آرام نشاں می گردد لا اعلم  
 از نفس آرمیده حضرت بیشتر گفت صائب  
 کز بسگی گوش زباں لال بر آید  
 چو بیرون شد از خانه در گور باد سعدی  
 آئین بهیاری سیاه می برد محمود  
 کز چاه بر آرند و باز از فروشد صائب  
 غیبت مردم پیشینه نمی باید کرد  
 بخت چو باغ حیران از آب روشن می شود  
 از نافه بوی مشک با تو نمی رسد غنی  
 قول مردان جهاں ست سخن جان دارد صائب  
 آری شود و لیک بخون جگر شود حافظ  
 کز رفتگان بخیر کجا یاد می کنند صائب  
 از یاد رفتگان همه کس یاد می کنند لا اعلم  
 در نه هر شکل بیای خود شرمی افکند  
 چون ندیدند حقیقت ره افانه زدند حافظ  
 که سنگ یاس دارد چو نانی تو خورد سعدی  
 بر تیر پنج کس یرو بال هما ندید لا اعلم  
 فلک را شیوه عاجز کنشی زیر و زبر دارد آفرین

تار و پود موج ایس دریا بهم پیوسته است	میند بر هم جہاںز اہر کہ یک دل بشکند
نیت ارباب ستم را بہرہ از روتی حلال	تیغ و ایم آب در جود دارد و خون می خورد
زبردست اضطراب زبردست آسودگی دارد	دو شاہد بر کلام من دو سنگ آسیاب باشد
زمینار این مباحش ای عالم از خشم حیلیم	چون زمین در جنبش آید خانہا ویرانند
زیند سخت ناصح ظلم ظالم میشود افزون	دشمنش چون بر سنگ ساید تیز تر گردد
نیت ظالم را پس از مظلوم چند افرستے	شمع با پروانہ در یک شب ز محفل میرود
پادشاہے کہ طرح ظلم نکند	پائے دیوار ملک خویش بکند
با مردم قنادر مکن دشمنی کہ برق	بر خرمنی نتاخت کہ خود ہم فنا نہ شد
جفا جو یا کتم کار خد را ز آہ مظلوماں	کہ تیر آہ مظلوماں نہاں درنگ جا دارد
دولت دنیا کہ تمک کند	با کہ وفا کرد کہ با ما کند
سکندر شہ مفت کشور نماند	نماند کسے چون سکندر نماند
دل چون اطفال مبتدیہ درین نقش نگا	کیں بہاریست کہ یک دست خزانہ بخشد
عقدہ دل بستگی را اندک اندک باز کن	ورنہ مرگ ایں رشتہ را ایکجا نال میکند
دل در جہاں مبتد کہ این نہاں را	از بہر سر زمین و گر آنسیدہ اند
فلک اسباب دنیا زان برائے ناکان دارد	ہما گر سایہ دارد برای استخوان دارد
جہاں در جہاں خلق بسیار وید	رمید از ہمہ با کسے نارسید
دل تاریک از فکر دنیا نیت دل گیری	کہ باغ و گلشنی چنجد جزویراں نمی باشد
مالداراں جہاں سرست غفلت گشتہ اند	نقش دنیا و درم اینجا طلسم خواب شد
اہل عالم طفل طبعان نند و بیمار ہوس	کی تواند طفل چوں بیمار شد پرہیز کرد
حرک آسایش اگر لذت ندارد پس چرا	گل باں نازک تنی از خار بستر میکند
دل را کن بصحبت اہل زمانہ بند	مثل جباب در برج از کرانہ بند
خوشا شمعیکہ سرتا پا بسوزد	بازد با خود و متہا بسوزد
منے حرف وحدت کسی نوش کرد	کہ دنیا و عقبای از اموش کرد

دست چوں عیسیٰ از دنیا پاک میباید فشانند  
مقید و وجهاں کی شود بیک سرمو  
ہماہ کہ امروز مردم خو رند  
خانہ عمر تو میریزد شب و روز از فلک  
تار و پود عالم امکان بہم پیوستہ است  
احساں منبری نیست بہ امید تلافی  
چو از افلاس کس بیمار باشد  
حاصل را مالش ایام ہوش فزاشود  
تقدیر قطع رشتہ تدبیر مے کند  
بجام خضر اگر دسترس بود ز ہمار  
یا کعبہ یا کنشت بروزیں سرور راہ  
میکنند نان خبیل آئین دل را سیاہ  
فریب جو و فرمایگان مخور ہمار  
مرنج از طعنہ خضم و مکن عرض کما حق  
نہ ہر کہ چہ را بر فروخت و لبری داند  
پیش لای عقل ز دانش دم زدن دیوانگیست  
کینہ قدر چو یابد ز راستی گزر د  
گفتا صدق باعث آزار می شود  
بچشم سرمہ با این خیر خواہی خوش نمی آید  
مرد تمام آنکہ نگفت بگرد  
سخت بد کہے کہ یار بود  
لکن تکبر و فخر اے جوان کہ عالم پیر  
اہل دنیا را ز دنیا بیشتر باشد خطر

گردد و در دامن افلاک می باید فشانند صاحب  
کیکه شیوه اهل قلم بر می آرد صافی  
که فرو ایس از من لغارت برند سعدی  
تا بجای غافل نشینی خانه ویراں میشود مخفی  
عالمی را شا و کرد آنکس که دل را شا و کرد لا اعلم  
نیکه کسے کن که بکار تو نیاید صاحب  
علاجش شربت وینا را باشد خویس  
چشم بے مالیدن از خواب گراں کئے اشود رخوش  
مد بیر ساد و لوح چه قفاید میکند صاب  
چون نیست از کف هم مشرب احقر اکنید صافی  
یکدل نمی توان بد و قبله نماز کرد صاحب  
و اے بر آں کس که بر نان خسته هال شود لا اعلم  
که می کنند ترا خرچ تا عطا بخشند  
که خود عیب و هنر بهتر کند اظهار حال خود خویس  
نه هر که آینه سازد و سنگداری اند لا اعلم  
گفتگوئے عقل را با مردم عاقل کسید مخفی  
پیاده پیشه کن بگودی چو فرزند بیدل  
چون قول حق بلند شود در می شود صاب  
کند هر گاه احسان ببرد مردم نما باشد لا اعلم  
و آنکه بگوید بکند نسیم مرد  
سگ گزند گزشت سوار بود  
بے زنجوت شد او نماد دارد و یاد  
زن چو باغیرا شناخت دشمن شو هر شوم

فانی	کہ از شمشیر چو میں بیچ بوسے خون نمی آید	نہا ید از دعائے زاهدان خشک تر رسیدن
قاسم	عبارت از خاکساری سر بر اوج آسمان دارد	بہاب از سر بلند می یامت سال موج میگذرد
آزاد	نیشکر را بند بالا کم حلاوت می شود	سرکشی سرمایہ نقصان دولت می شود
وحشی	ہم بظاہر یار بود و ہم بساطن یار بود	یار می ظاہر چه کار آید خوشش آن یار کہ او
آشنا	بغیر آن کہ ز احوال ہم خبر گیرند	کہ ام چیز عزیزان ز یکدگر گیرند
حسن	دیدن رو سے عزیزان چشم روشن میکند	این سخن از پیر کنعانم بخاطر مانده است
والا	آرد جو باز پر نشود آشیانہ بند	کامل نشود چو مرز بگرد و بجانہ بند
لا اعلم	کہ متفانیں اچیز سے بجز آہن نمی گیرند	بنا شد مردم صاحب طمع را ممت عالی
"	خاکش بسر کہ زندہ بنام لیسر بود	جو ہر نہائے گوہر ذاتی خویش باش
سعدی	دشمن نتوان حقیر و حیا رہش و سعدی	دانی کہ چہ گفت زال باستم گرد
"	چار یارے برو کتابے چند	نہ تحقیق بود نہ و انشکمند
"	کز سفر یا سفر کردہ ما باز آمد	قاصد خوش خبر امر ز نو ساز آمد
سعدی	زاں بیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نہاند	خیرے کن اے فلاں و غنیمت شما عمر
"	فوش دارد کہ پس از مرگ سر آب بند	کار بروقت نگہدار کہ نافع بنو و
لا اعلم	عمر عزیز ماست کہ برباد می رود	دانی کہ بر سمند بک روسوا کریت
"	جز آن کہ بصدق دل علی بکند	از دست گدایے بینوا ناید هیچ
افسوس	کوس حیل کی ہے صدار وزیر ہاں بلند	غافل یہ لوگ حین سے بیٹھے ہیں ہے غضب
لا اعلم	ایں ماتم سخت است کہ گوئید جواں مرد	گر پیر نو دو سال ہمیر و عجبے مینت
"	رازق ما رزق بے منت دید	شاہ مار او و ہر منت ہند
"	ہر کس کشد بر آئینہ خنجر بہ خود کشد	با صاف دل مجاولہ با خویش دشمنیت
"	تا ترا عقل و دیں بھینداید	ہمنشین تو از تو بہ باید
"	اجابت از در حق بہر استقبال می آید	بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
"	چونکہ از حد بگذرد سوا کنند	سلم حق با تو مواسا کنند

لا اظم	کماں چوں تن بکشیدن دہکباد تھو	کند تحمل بسیار مرد را بے قدر
"	رفیقاش کے از مندا نماند	اگر طبع عیب دار و مرد درویش
"	ہر چہ گیرید تختہ گیرید	کار دنیا کے تمام نگرود
حافظ	چناں نماند چنین نیز ہم سخا ہ ماند	بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند
لا اظم	اگر ناخدا ایاں بر تن درود	خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد
"	کہ عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد	مکن نماز بر آں ہیکس کہ ہیچ نگرود
سعدی	کہ خرننگ جاں بمنزل برد	اے بسا اسپ تیز رو کہ بمباند
جمالی	ہم تن روشدہ رودر کہ آرند	چہ داند کس کہ چندیں در چہ کارند
حافظ	بے دوست زندگانی ذوق جہاں ندارد	ذوق جہاں ندارد بے دوست زندگانی
لا اظم	یاد نیکال یا و آں سبحان بود	ذکر ایشان ذکر آں یزداں بود
"	زن کن دختر کن ہر خرید زن ارزاں بود	رہ برو بے راہ مرد ہر خرید رہیجاں بود
"	از گس و مور اماں گئے بود	لغیمہ کہ سر پوش نہ بروئے تود
حافظ	لاقی خطرہ خورشید در خشاں نبود	زورہ را تانہ بود ہمت عالی حافظ
لا اظم	و اے بر شیرے کہ آتش در نیستان افکند	رحم کردن جنہیغان رحم بر خود کز دست
"	کہ چوں خراب شود خانہ خدا اگر دود	بس کراست بتخانہ مرا اے شیخ
"	یک جاجرا لا سود یک جابت ہند و بشد	در کتبہ و بتخانہ سنگ شد و چوب شد
"	کہ آئیں جہاں گاہ ہے چنین گاہ چناں باد	ز رنج و راحت گیتی مشو غافل مر بخان دل
"	ہر کجا گوش نہاد مہمہ غوغاے تو بود	مسجد و دیکتبہ و بتخانہ یکے است
سعدی	باب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد	گلیم سخت کے را کہ بافتند سیاہ
لا اظم	ہمت الی نظر قافلہ سالار تو باد	اگر دہ غم سفر طیف خدا یار تو باد
"	اے وائے بر آئیں کہ دوزن مطلبہ	شیران جہاں اسیر یک زن شدہ اند
"	چونکہ خالی شد کسے در گردنش دینے بخود	مفسدان را کس نمی پسندد دنیا کن قیاس
"	دیوانہ ہم شدیم و غم ما کسے نخورد	گویند مرد ماں غم دیوانہ میخورد

لا اعلیٰ	گر نهستانی پستم می رسد	آنچه نصیب است بهم می رسد
فی فی	وحده لا شریک که گوید	هر گیهی که بر زمین روید
لا اعلیٰ	شود سیل و آنکه بدریاستود	چون باران که یک یک میاشود
"	نوشین که خود روزی آید پدید	به دنبال روزی چه باید وید
"	هر چه کند همت مردان کند	کار نه این گنبد گرد و دل کند
"	بلیدن آسیای رود	یگانه رانشانی به سخت بلند
"	بهتر از آن دوست که نادان بود	و دشمن دانا که لای جان بود
"	که بر سفره دشمنان هم دوست نمایند	دوستان در زندان بکار آیند
"	مور تواند که سلیمان بود	همه اگر همت مردان بود
"	چون باز کنی مادر مادر باشد	بس قامت خوش که زیر چادر باشد
"	چون بیند مزدور دیوان بود	بسیار آسیا کو غریوان بود
"	نبه طلعت آن باش که آنی دارد	و لبر آن نیست که مو و میانه دارد
"	صحبت طالع ترا طالع کند	صحبت مصالح ترا مصالح کند
سعدی	عیب و هنرش نهفته باشد	تا مرد سخن نگفته باشد
"	گرچه با آدمی بزرگ شود	عاقبت بزرگ زاده گرگ شود
"	رفیق بازار آفتاب نکاهد	شیه گر وصل آفتاب نخواهد
"	هم از اول خود او را بسوزد	حسد هر جا که آتش بر فروزد
لا اعلیٰ	که با داهل بخشش از بن نکند	درین باغ سرو نیاید بلند
"	خوشتن را بگردن اندازد	هر که بهوده گردن افرازد
"	خوشه سر بر بکشد زیر افست	دانه زیر افست زبردستش کند
"	سبز شد دانه که با خاک سری پیدا کرد	هر که شد خاک نشین برگ بر سر پیدا کرد
سعدی	ساعتی خود را رنجه کرد	هر که با فولا بازو رنجه کرد
لا اعلیٰ	کار بے مشوره نمی شاید	در همه کار مشوره باید بود

چون بنده خدای خوش خواند  
چو سائل از تو باری طلب کند چیزی  
آواز خوش از کام و دبان لب تیش  
ترک دنیا ببردم آموزند  
عالم آنکس بود که بدست  
عالم که کامرانی و تن پوری کند  
هزار خوش که بیگانه از خدا باشد  
گرچه بیرون ز رزق نتوان خورد  
آسیا زین متحرک نیست  
صیاد نه بر بارشغالی ببرد  
شب پر هگر وصل آفتاب نخواهد  
هر که دل پیش دلبره دارد  
وفاداری مدار از بلبلان چشم  
زن که مرد بے رضا برخیزد  
سنگ بد ریای منفکانه بشوید  
اگر گیک بیابان در شود  
هر که ما اهل خود وفانه کند  
فرشته خوی شود آدمی بکم خورون  
مکن نماز بر آن سیکس که بیج نکند  
سمنه باد و پا از تک فرو ماند  
سنگ بد گوهر اگر کاسه زین شکند  
دوستی را که همه عمر فراچنگ آرند  
در زخمی بر سر اس به بند

باید که بجز خدا نداند  
بد و گز نه سنگر بزور ستاند  
گر نغمه کند ورن کند دل بفرید  
خوشتین سیم و غله اندازند  
نه بگوید خلق و خود نمکند  
او خوشتن کم است که ابربری کند  
خدای یک تن بیگانه کا ثنا باشد  
در طلب کاهلی نباید کرد  
لا جرم تحمل بار گراں میکند  
باشد که یک روز پلنگش بدرد (یا بخورد)  
رونق بازار آفتاب نکاهد  
ریش در دست دیگره دارد  
که هر دم بر گل دیگر سر آیند  
بس فتنه و جنگ ازان سر برخیزد  
که چون ترشد پلید تر باشد  
حشم گدایاں پر نشود  
نشود دوست روی و دانمند  
وگر خورد چو بهایم بیوفته چو مجاد  
که عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد  
شتر بان همناں آهسته می راند  
قیمت سنگ نیز فزاید و زرم نشود  
نشاید که بیک دم بیزارند  
که بانگ زن آرزو برای بلند

سعدی

سہ	کہ باحوال خویش در ماند	حال در ماندگان کسے داند
"	بھائے زیر و ستاں گرفتار آید	ہر کہ بر زیر و ستاں نہ بخت آید
"	چو سختی پیش آید سہل گمید	چو کم خوردن طبیعت شد کسے را
"	سچند انکہ از ضعف جانت بر آید	سچندان بخور کزد ہانت بر آید
"	ورنای خشک ویر خوری گل شکر بود	گر گل شکر خوری بکلفت زیاں کند
"	منت حاتم طائی نبرد	ہر کہ نان از عمل خویش خورد
"	بر خیزد دوست عاجزان بر تابد	عاجز باشد کہ دست قوت یابد
"	او مصلحت تو از تو بہتر داند	آنکس کہ تو انگرت نمی گرداند
حافظ	کہ تخفہ کس در و گوہر بہر کج و کابزد	سخن بنزد و سخندان ادا کن حافظ
"	از ہر اس معاملہ نگیس باش و شاد	سود و زیاں مایہ چہ خواہ شد نان دست
"	ارسطو دہ جاں جو ہمارہ شد	مزن دم ز حکمت کہ در وقت مرگ
صائب	پوچ گوگرد و کھن سالیگہ بے دندان شود	کفتگو از عقد دندان گوہر غلطان شود
"	چوں نمی گرد و جوان دل از سیہ کاری چسود	چند تبوان ساخت موی خولین چوں قہر از خضاب
صائب	بکر و حسیلہ خزاں را بہار متواں کرد	خضاب پر دہ پیری نمی شود صائب
مغنی	ترک حیواں کرد و سر گیس گیر شد	رنجیت دندانہاے سگ چوں شیر شد
مخلص	کس خضابست کزو بہر حیواں میگردد	مرد در کشور ماروے بخوں رنگ کنند
ناصر علی	کماں را اگر چہ روغن تہیہ فرہم نکرد	نمی سازد غذائے چرب اہل ضعف پیری را
سنوی	تا پیشمانی در آخر کم شود	مشورت در کار ہا واجب بود
"	عذر و انادریے علمش بود	عذر احمق بدتر از جرش بود
"	پاسے چو ہیں سخت بے تکلیں بود	پاسے استدلالیاں چو ہیں بود
"	صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد	چوں غرض آمد منہر پوشیدہ شد
"	بکوش تا بکف آری کلید گنج وجود	کلید گنج وجودست معرفت ایدل
"	بدان ماند کہ آتش اندک اہل گوداند	ہر کہ دشمن کوچک را حقیر شمارد



حقوق خدمت صد سالہ لعب طفلان است  
 چوں کہ اسرارست نہاں دل بود  
 زانجہ چوں سنگ میرشد سرکش شود -  
 مہر زن بردہن خندہ کہ در بزم جہاں  
 چارہ دل عقل پتہ نہر توانست کرد  
 اہل غفلت را بدنیانیک و بتکوم نیست  
 بخندہ زندگی خویش را مدہ بر باد  
 ہرزہ گویاں بر سر خود خود بلا می آوزند  
 مال خندہ شادی بود پشیمانی  
 زارگریاں شاخ سبز و تر شود  
 در دل پر تمنائے خزاں بسیارست  
 آدمی ہرچہ شد حرص جواں می گردد  
 بیفکندہ آست پیری خواہد این عشتہ و عشا  
 گفتہ نمکنم مل پنجواں چو شوم پیہ  
 داغ دشمن کاتی از دوراں کم فرصت ندید  
 بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد -  
 تا ز این قدر زہمت و نیاز بہر حصیت  
 تنگدستی فی الحقیقت مایہ دیوانگی ست  
 بے گس ہرگز نباشد عنکبوت  
 دوستی با ناقواں مایہ روشن دلست  
 بجز ز جمع مال کہ زہور بے نصیب  
 ز امینش کجاں نشود طبع راست کج  
 این ز کجواں نتوان شد بیہیج حال

بکشورے کہ درو کو دکان خداوندانہ حافظ  
 آن اوت زود حاصل شود  
 کے سوے صید و شکار خوش دود  
 سر خود می خورد آن سہ کہ خداں باشد صاحب  
 خضراں ویرانہ را تعمیر توانست کرد  
 خواب شب بقیہ خواہ یافت چوں فردا شود عالی  
 کہ در حق کل نشگفتہ بیشتر ماند  
 خندہ کیمیاں دلیل راہ شاہیں میشود راسخ  
 گلاب تلخ ز گل یاد گار می ماند  
 زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود  
 ایں بہار نیست کہ در فصل خزاں می باشد  
 خواب در وقت سحر گاہ گراں می گردد  
 کز و لبستگہا بر سر اسباب می لرزد  
 فریاد کہ چوں پیر شد م حرص فروں شد  
 دوستان را بہر کہ درایم دولت یاد کرد  
 بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد  
 ایں تحفہ را بدست تو در خواب دادہ اند  
 بید از بے حاصلی در باغ محبوب می شود  
 رزق را روزی رساں بر می دہد  
 موم چوں بار شد ساز و سمع محفل می شود  
 با خوشی ز شان عمل نیش می برد  
 از اتصال حرف الف خم نمی شود  
 خط بزمیں ز رفتن خود ما رفتی کشد

بحرف بیج کس انگشت اعتراض نہ  
 جاوہ سرمزل مار استیست  
 در زیر بار قرض نہ مانند کف کریم  
 با ادب با ہمہ سرکن کہ دل شاہ و گدا  
 ز فکر بیش و کم رزق غم مخور صائب  
 ہر کس کہ بے رفیق موافق سفر کند  
 ہزار بار سزا آشنا و دیگر بار -  
 حضور قلب بود شرط و رادگانہ  
 روزی اگر غیر مدت تنگدل سبب  
 کریم دوست کہ خود را بخیل سے داند  
 سعادت از لی را بکس نہ توان یافت  
 مکن بادستان از آشنائی اصطلاح  
 بیستہاں آمدن خون جگر را شیری سازد  
 از در حق بدر خلق مبر حاجت خویش  
 سخت گفتن بہ محل بہ زخو شاید باشد  
 جواب تلخ بہ نقد از لب ترش رویاں  
 بزرگش نخواند اہل خرد  
 از ابلیس ہرگز نیاید سجود  
 بکار کس نمی آید نسب مخفی درین عالم  
 تو با خدا کے خود انداز کار و دل خوش دار  
 حدیث دوست بخویم مگر بحضرت دوست  
 سن این مرقع پشیمبہ ہر آن دارم بوز  
 ہر کجا داغ بایست فرمود

کہ استغنیف شود از تو وعدہ و گردد  
 چون برون افتد خط از سطر لک میشود  
 با دستگیر خلق خدا یاری شود  
 در ترازوے مکافات برابر باشد  
 کہ راہ طے شود و توشہ در کمر ماند  
 با خود ہنر افاقہ تشویش می د  
 مرا بہ بند و گوید کہ این چیست باشد  
 حضور خلق ترا در نماز سے آید  
 روشکر کن مباد گزین ہم تبر شود  
 عزیز دوست کہ خود را ذلیل میدانند  
 کہ ز راغ از غورش استخوان ہما نشود  
 در آید چون درون دیدہ مژگان خارجی گردد  
 جواں را کدم اندوہ غریبی پیری سازد  
 شکوہ یار با غیبار نمی باید کرد  
 ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکان سے دارد  
 ہزار بار یہ از قند انتطار آمد بوز  
 کہ نام بزرگان بہ رشتی برد  
 نہ از بہر نیکوئی در وجود -  
 خر عیسے حسب مندست گرد کیہ زرد دارد  
 کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکست بوز  
 کہ آشناسخن آشنا نگہ دارد بوز  
 کہ زیر خر قہ کشم مئے کس این گماں بہر  
 جوں تو مرہم نہی ندارد بود

لا علم

"

"

"

صائب

"

"

صائب

حافظ

صائب

کلیم

غنی

حزین

عاقل

صائب

لا علم

سعدی

"

مغنی

حافظ

لا علم

"

"

ہمتی دست گر مایہ داری کند  
 بد اہل را چگونہ توان کرد تربیت  
 نامح از روے درشتی سخن ارگفت چو باگ  
 شوق در گفتگو نمی آید  
 گر قلم قصہ شوق تو نویسد ہمہ عمر  
 کردہ غم سفر لطف خدایار تو باد  
 ہر کہ آسودگی و راحت جست  
 مراے کاشش کے مادر نمی زاد  
 علاج نفس کا فرابہنگام جوانی کن  
 جو اندر ہموارہ باکس بود  
 عمرت دراز باد کہ ایزد برائے خلق  
 بنام آنکہ او نامے ندارد  
 ہر گنج سعادت کہ خداداد بحافظہ  
 محتاج بزبور نبود حسن خداداد  
 می افتد رود بسک سرزمین غم و غم  
 زمین نرم بود پرودہ دار دام فریب  
 رسد بظالم دیگر ذخیرہ ظالم  
 حرص از طینت پیراں بندہ موے سفید  
 نہ ہر کہ چہرہ را فروخت دلبری داند  
 تو دستگیر شوائے خضر پے خجستہ کہ من  
 ماں ہمت عالی نتوانیم رسید  
 ز قد و شوکت سلطان گشت خبرے کم  
 ہر چہ گیرد ملت ملت شود

چو لنگے ست کور اہواری کند  
 کس در دروں جامہ چارمار پرورد  
 صبر تلخ ست و لیکن بر شیرین دارد  
 بجز اندر سبونی آید  
 عمر آخر شود و قصہ بیامان زسد  
 ہمت اہل نظر قافلہ سالار تو باد  
 دل خود را از بخت شاد بخود  
 دگر می زاد پس شیرم نمی داد  
 کہ ایں مار سیہ چوں پیر گردد اژدہا گردد  
 کس اورا نباشد کہ ناکس بود  
 دست ترا کلید در رزق آفرید  
 بہر نامے کہ خوانی سر بر آرد  
 از زمین دعائے شب دور و سحری بود  
 ذہداں گہر حاجت سواک ندازند  
 چقدر کورہ خالی بہ لب بام بود  
 ز فکر دشمن ہموار احتراز کنید  
 نصیب تیر شود پرچو از عقاب آید  
 ایں پتے نیست کہ ساکن بہ تبا شیر بود  
 نہ ہر کہ سر بر تراشد قلندر ری داند  
 پیادہ میروم و ہمراہاں سوارانند  
 ماں اگر لطف شما پیش نہد گامے چند  
 کلاہ گوشہ من بافتاب رسید  
 کفر گیرد ملت ملت شود

لاہم

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

نہا

صائب

"

"

"

"

"

۱۷م

مولانا

۱۱۱۱۱۱۱۱	جہاں آفرینست بھگدار باد -
۱۱	دعوے از خود میکنی خود را نمی دانی چه سود
۱۱	حقا کہ ہی زناں زناں اند
۱۱	سبر نابرده دیوار یم افتاد
۱۱	آیا بود که گوشه چشمی بمان کنند
۱۱	نامردی و مردی قدمے فاصلے دارد
۱۱	آب جو آمد و غلام ببرد
۱۱	کہ حیرت گرفت استنم کہ قم
۱۱	من بخردم شما حذر بجنید
۱۱	آئینکس است اہل بشارت کہ اشارت فائد
۱۱	پایادہ چون شود فرزیں براہ کجروی کرد
۱۱	گوشینہ ساعت میں رہے رنگ رواں بند
۱۱	مچڑک مچڑک کے قفس ہی میں دنگا ہاں
۱۱	یاد آئی مرے عیسیٰ کو دو امیرے بعد
۱۱	یاد آو گی تجھے میری وفا میرے بعد
۱۱	ہر چند جامہ تنگ است جز بدن نگرود
۱۱	کار طفلان تمام خواہد شد
۱۱	آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید
۱۱	کہ با من ہر چہ کرداں آشنا کرد
۱۱	خدا سے پوچھے شان محمد
۱۱	مرد باید کہ ہر اسان نشود
۱۱	وگر دم کشم ترسم کہ مغر استخوان سوزد
۱۱	نولسندہ را نیست فردا امید
۱۱	جہانت بکام و فلک یار باد
۱۱	لان دانش نیزنی خود را نمی دانی چه سود
۱۱	در راہ خدا کہ رہزناں اند
۱۱	معاذ اللہ عجب کار یم افتاد
۱۱	آنانکہ خاک را بنظر کبیا کنند
۱۱	تا سزد ہم پانہ کشم از سر کوشش
۱۱	شد غلامے کہ آب جو آورد
۱۱	چو شبہا نشتم دریں سیر گم
۱۱	روزگارم بشد بناد آنی
۱۱	صلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
۱۱	اسید فیض از نو دو لتاں ہرگز محبوباں
۱۱	گردش ہی جو قسمت کی سو موجودی رواں بھی
۱۱	جہان گیا میں گیا دم یکے واں ضیاء
۱۱	بعد مرنیکے مری قبر پہ وہ آیا مسیر
۱۱	جیت جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے
۱۱	از اختلاف چہاں بیگانہ کئے شود خویش
۱۱	راہیں کتب ست و این ملا
۱۱	نقد الحمد ہر آن چیز کہ خاطر بخوات
۱۱	من از بیگانگان ہرگز ناالم
۱۱	محمدت صفت پوچھو خدا کی
۱۱	مشکلے نیست کہ آسان نشود
۱۱	مراد یہ دیت اندر دل اگر گویم زبان سوزد
۱۱	نوستہ بماند مسیاء بر سفید

لا اعلیٰ	اگر رستم بود کوں دادہ کرد	ہر آن مرد کہ گرد بادہ گردد
"	نایافتہ دُم دو گوش گم کرد	سکین خرازدے دُم کرد
"	گفتا چہ توان کرد کہ تقدیر چین بود	گفتم کہ خطا کردی و تدبیر نہ ایں بود
"	چوں خلوت میر و ند آں کار دیگر میکنند	ز اہاں کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند
صائب	چون پستیاں خود مالہ حظوظ نفس کے یا بد	شنائے خود بخود گفتن نمی زید تر صائب
لا اعلیٰ	کفر است زیرا کہ مے میرند	ما کہ تروم را گفت گزیدن مردم
"	خیشاں تو زیر ابرو انسند	دندان تو جملہ درد ہانسد
"	کشش از خیل خانہ نواز د	حق کے را اگر بستد ازو
"	سخت خواب آلودہ را فاولودہ دندان بشکنند	بخت چوں خندان بود سندان دندان بشکنند
"	کہ ہچو موسے را نیز نمسار بود	اگر رفتی نباشد عصا بگیر عزیز
"	جوانی چہ را زنداگانی نماند	در نیا کہ عمر جوانی نماند
"	ہتی خم خانہ ہا کردند و رفتند	حریفان باد ہا خوردند و رفتند
"	بہ نیندار و امید جانے کند	طلبگار گوہر کہ کانے کمند
"	روئی این گلشن لے مرغ سحر خوان با تو بود	آبرو بے بزم ما سے جان جانان با تو بود
"	ہماں در بحر باشند گرچہ کشتی بر کنار آید	سفر از غم خلاصی کے دہد محنت نصیباں را
"	کہ او نکند بجائے تو بد	بدی چہ کنی بجائے کے
"	یک داغ نیک نام شدہ داغ دگر دہد	ہر دم زمانہ داغ دگر گوہ و رد دہد
"	کہ در عالم کے احوال فردا را امید اند	شب عشرت غنیمت دان و او خوشدلی بستان
سعدی	خدا پنج انگشت یکساں نمود	نہ ہر زن زن است نہ ہر مرد مرد
"	کہ سی مرغ در قاف قیمت خورد	چنان پن خواں کہ مگسترد
"	کہ خرنگ جان بمنزل برد	اے بسا اسپ تیز رو کہ ہماند
جانی	ہم تن روشدہ رود کہ آرند	چہ داند کس کہ چندیں در چہ کار اند
لا اعلیٰ	خاندان نبوتش گم شد	پیر نوح بایاں بنشست

۱۱۱۱	د فاداری مجو از بلبلان چشم
۱۱۱۱	باش باشخص سیاست سر بشوید از مرض
حافظ	در دمنده که کند در دهنای پیش طیب
۱۱۱۱	اینکه می بینی خلاف آدم اند
۱۱۱۱	بدوز طمع دیده هوشمند
۱۱۱۱	من ز وضع زمانه در شکرم
۱۱۱۱	از دست وزبان که بر آید
۱۱۱۱	دانی که بنگین سلیمان چه نقش بود
۱۱۱۱	چشمه داری و عالمی در نظر است
۱۱۱۱	خدای راست مسلم بزرگی الطاف
۱۱۱۱	این نه مردانند اینها صورت اند
۱۱۱۱	حقوق خدمت صد ساله اطفال است
۱۱۱۱	بجودل را که گریه غم نگرود
۱۱۱۱	بماند ادا دوست کو دوستان را
۱۱۱۱	کمال صدق محبت بین نه نفس گناه
۱۱۱۱	حجاب نوع و سال در بر شوهر نیامد
۱۱۱۱	بند حکیم عین صوابت محض خیر
۱۱۱۱	چشم دارم که هم زروے کرم
۱۱۱۱	وعده تو هر که باور می کند
۱۱۱۱	هر بیشه گماں مبر که خالی است
۱۱۱۱	ای دوست بر خبازة دمن چو بگذری
۱۱۱۱	داغ غلت روزگارم را بباد
۱۱۱۱	طالع شهرت رسوائی مجنوں پیش است
۱۱۱۱	که هر دم برگی دیگر سر آیند
۱۱۱۱	باش تا این در دمن آخر بر ماں میرسد
حافظ	در دوا بے سببی قابل در ماں نشود
۱۱۱۱	نیتند آدم خلاف آدم اند
۱۱۱۱	در آرد طمع مرغ و ماهی به بند
۱۱۱۱	که مباد ازین تبر گزود
۱۱۱۱	کز عهده شکرش بدر آید
۱۱۱۱	خطی بزر نوشته که این نیز بگذرد
۱۱۱۱	دیگر چه معلم و کتابت باید
۱۱۱۱	که جرم بیند و نان بر قرار می دارد
۱۱۱۱	لبسته ناں اند و مرد شهوت اند
۱۱۱۱	به کشور یک درو کو دکان خداوند
۱۱۱۱	ازیر اغم ز خوردن کم نگرود
۱۱۱۱	غذای دل و راحت جان فرستند
۱۱۱۱	که هر که بے هنر افتد نظر بعیب کند
۱۱۱۱	اگر ماند بشی ماند بشی دیگر نمی ماند
۱۱۱۱	فرزند هجرت آنچه بمع رضاشنید
۱۱۱۱	کرم غدر خواه من باشد
۱۱۱۱	انتظارش خاک بر سر می کند
۱۱۱۱	شاید که بلند خفته باشد
۱۱۱۱	شادی کن که بر تو همی ماجرا رود
۱۱۱۱	داد داد از دست غفلت داد
۱۱۱۱	ورنه طشت من و او هر دو ز یک جام افتاد

حیف در چشم زدن صحت یار آخر شد  
 گرز هر دهنده نوش می باید کرد  
 ترا اے عنذلیب آں دم شود عید  
 بے آه و ناله بد دل مانگزد و شے  
 نماند از جانب مشوق نباشد کشتی  
 جنگ مفتاد و دولت همه را نذر بنه  
 مست می بیدار گرد و نیم شب  
 مبارک منزله کاں خانه را ما چنین باشد  
 از کرو فی رب زن نباشی امین  
 ستم ظالم و لطف نهانی دارد  
 خشم هشیار شد چه باید کرد  
 منہ را ز پنهان خود در برند  
 چون قضا آید طیب ابد شود  
 چو ترک سر کنی ترک یار باید کرد  
 عشقت نہ سرسریست کہ از دل بد شود  
 بے دولت اگر مسجد آدینه سازد  
 پدرکش بادشاهی را نشاید  
 خوانرا کسے در عروسی نخواهد  
 چراغے را کہ ایزد بر فرازد -  
 کارم زو و رچرخ بسا ماں نمی رسد  
 اکنون کہ ادا ماغ کہ پرسد ز باغبان -  
 نہ ظالم نہ ظلم ثقاوت بمساند  
 بسا جواہر خوش آب در تہ دریا

روئے گل سیرندیدم و بہار آخر شد  
 دشنام دہند گوشش می باید کرد  
 کہ سر از تن جدا گردیدہ باشد  
 میراث عنذلیب ہما از کجا رسید  
 گوشش عاشق بیچارہ بجای نہ رسد  
 چون ندید حقیقت زہ افسانہ زوند  
 مست ساقی را قیامت باید داد  
 ہمایوں کشورے کاں عصرہ را شہ چنین باشد  
 رم از آہور مد چرا مکان دلرد  
 صید را زود کند فوج کہ لاغر شود  
 فتنہ بیدار شد چہ باید کرد  
 کہ آں راز دستے بدستے برند  
 آں دوا در نفع خود گمہ شود  
 ازین دو کاریکے اختیار باید کرد  
 با شیر اندر آمد و با جاں بدر رود  
 یا طاق فرو افتد و یا قبلہ کج آید  
 و گر شاید بجز شش نہ نیاید  
 گر آں زمان کاب و نیم فم نامد  
 ہر آنکویف زندیش لبوزد  
 خوں شد و لم ز در و بدر ماں نمی رسد  
 ببل چہ گفت گل چہ شنید و صبا چہ کرد  
 کہ لعنت برو تا قیامت بماند  
 قتادہ است کہ کس ہمچہ زان نہ دار و یاد

لا اعلیٰ

”

”

”

”

حافظ

لا اعلیٰ

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

سلطنت سہل ست خود را آشتا فقر کن	قطرہ تا دریا تواند شد چرا گو ہر شود
بلند و پست جہاں را چو اعتبارے نیست	زمین شدیم چہ شد آسمان شدیم چہ شد
دل ویراں طلب گنج سعادت کہ ہوش آری	کہ چنہ این خراب آباد اقبال ہما دارد
ندہ مرد ہوشمند جواب	مگر آنکہ گزوسوال کنند
ورکریے دوسد گناہ دارد	کرمش عیبہا فر و پوشد
ہر کہ بخود درسوال کشاد	تا میر دنیا ز مسد بود
ہر کہ بزندگی نانش نخورند	چوں میر و نانش نہ برند
ہر سخن کا ندران نباشد صدق	ایمچ خیرے در آن سخن نبود
از دست گدائے بنوا آمد ایمچ	جز آنکہ بصدق دل مائے بکند
ہر دم زمانہ دلغ الم بر جگر نہد	یک داغ نیک ناشدہ داغ و گردہد
خضاب پردہ پیری نمی شود و صائب	بکر و حیلہ خزاں را بہار نتواں کرد
اں ناکسان کہ مختہر با جہاد میکنند	چوں سگ با ستخواں دل خود شاہ میکنند
نخواہد این جن از سرد و لالہ خالی ماند	یکے ہمیر و دو دیگرے ہمی آید
زہے سعادت آنکس کہ یارش آرد یار	کتم ز بند و غم و محنت و الم آزاد
خست موفقت پیر مجلس این سخن است	کہ از مصاحب نا جنس احترام کنند
ہر کہ او نیک مے کند باید	نیک و بد ہر چہ میکند باید
میدار سرے بخاکساراں جہاں	شکرانہ آن کہ سرفرازت کردند
آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند
بذلکہ گوئی و عشوہ ساز و شوخ چشم و غمہ زن	خبر وے کیس چنین باشد بلاے جان بود
بے خانہ خراب از می شد آباد	بے خانہ کہ دادش بادہ بر باد
آل زنے را کہ پشت شد چو کماں	نفس راست ہچو تیر شود
صحت دخترے کہ جاں بخشد	ز بہر قاتل بود چو پیر بود
ور زخمی بر سراسے بہ بند	کہ بانگ زن ازوے بر آید بلند



لا اعلیٰ	چو بیرون شد از خانه در گور باد	زنا محرمای چشم زن کور باد
”	مرد هماں به که بیک سو جسد	زن چو ز پنجه قدم آشفته بند
”	ز به سعادتمندیکه زن چنین دارد	علاج دینی و دنیا است صحبت زن نیک
”	کے کہ طالع فرخنده اهنشین دارد	ز اهنشین نیکو کام دل تواند یافت
”	خواب نیکو نیست در وقت سحر بیدار شد	صبح پیری می دلا آخرد می هشیار شد
”	چوں بد انستم توانستم چه بود	چوں توانستم بد انستم چه سود
”	از سوره باباں گل زوید	مبادا کس از زن مهر جوید
”	مهر پر سیدن بکس گساں میانید	خواجہ بیمار شود پسین چه کساں میانید
”	اں بارگراں بود ادا شد چه بجاشد	سر بر سر راه تو فدا شد چه بجاشد
”	گل بر بخندید کہ آنکہ ہمہ کار پرورد	خصل بر تربیت نہ بد طعم نیشکر
”	کہ آہنگ بے پرده افغان بود	زن آن بچہ در پرده پنهان بود
”	دین نفس حریص را شکر می آید	در داک طیب صبر می فرماید
”	گر بخواری زبان خود	دست خود و دامن خود
سہی	بخیلاں عم سیم و زر می خورند	سختیاں ز اموال بر می خورند
لا اعلیٰ	زاں گو نہ کہ ز سکار زس می زاید	سر سبزی تو ز سر خروئی خیزد
سہی	چوں کہ تر شد پلید خواهد شد	سنگ بد ریای ہفت گانہ بشو
”	چہ بود کہ ز حصار سنگ آید	سنگ بر بارہ حصار مزن
”	بندہ باید کہ حد خود داند	شاہ گر لطف بے حد در اند
”	زنگی بچہ حور می نماید	شب محو بہ سمور می نماید
”	آخڑ عقاب پر تر می شود	ظالم بگل دست نہ دوا دستم
”	ہمگ خوشین ہم فراموش کرد	کلاغے ہمگ کبک در گوش کرد
”	دگر نہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد	مجت است کہ دل لگی بہ آرام
سہی	عقل باور نہ کند کہ رمضان آید شد	لمحہ گرسنہ در خانہ خالی بر خوان

من و مری من هر دو آبخان مغلوک	که هر دو را دو مزنی خوب می باید	لا اعلم
نرخ متاعیکم فراداں بود	مگر مثل جاں بود از ناں بود	"
هر که آند بجهان زایل فنا خواهد بود	آنکه پاینده و باقیست خدا خواهد بود	"
هر که سلطان مرید او باشد	گر همه بد کند نکو باشد	"
هر که عیب دیگران پیش تو آورد و شمرد	بیگماں عیب تو پیش دیگران خواهد برد	سعدی
هر که گریزد ز خرابات شاه	بارکش غول بیا باں بود	"
چنان بانیگ و بد عرفی بسیر کن تا پس من دن	مسکانت بزمزم شوی د هند و بسوزاند	عرفی
آنکس که بداند و بداند که نداند	اسپ طرب خوش بمنزل رساند	لا اعلم
آنکس که بداند و بداند که بداند	آں هم خوک لنگ بمنزل برساند	"
اگر ای بار جاں برم ز غمت	دیگر م عاشقی هوس نبود	"
چشم از رزق موی میگویند نگر زرد	این چنین کس با کسی نیکی نکرد	"
در برابر چو گو سفند سلیم	در قفا همچو گورگ مردم در	"
رشته چو گشت میتوان بست	لیکن نمایاں محره بساند	"
شاه اگر لطف بے عدد راند	بنده باید حد خود نگاه دارد	"
کلبه اخراں تلی بخش نیست	در بیا باں می توان فریاد کرد	"
قدم نامبارک و مسعود	گر بد یار و بد برآرد دود	"
هر دم زمانه داغ و گر گونه درود	یک داغ نیک نشده داغ و گردود	"
امروز دیگرم بفراق تو شام شد	در آرزوی وصل تو عمرم تمام شد	"
کای که بقتل بر نیاید	دیوانگی درد بسیارید	"
سرت همه دارای فلک میداند	کو موے بموے رنگ نمیداند	"
دشمن دانا که عشم جاں بود	بهر آزاں دوست که نادان بود	"
بد اندیش هم در شر شر رود	چون که دوم که تا خانه کمتر رود	"
مار از تو چشم بدایام جدا کرد	چشم بدایام چویم که پها کرد	"

تو جان منی و غم رفتن داری  
دولت چو بہ پیشکاری آید  
ازیں نوید مبارک کہ ناگہاں آمد  
خداے کہ بالا و پست آفرید  
سگ اصحاب کھف روزے چند  
کلاغے تگ تگبک در گوش کرد  
نرخ متاعیکہ فرادان بود  
ہر کجا چشمہ بود شیریں  
زمانہ دگر گونہ آئیں نہاد  
اگر مصوٰر صورت آنجا بجاں خواہد کشید  
خط و مید و مطلب عاشق تمام شد  
نازک بدن چنانکہ اگر گذر در آب  
گہ نمی پرستی کہ یارے دہشتم حالش چہ شد  
عید اگر نزدیک باشد ماغرباں را چہ سود  
دل کہ افسردہ شد از سیتہ بروں باید کرد  
بہالم ہر کر اینہم بدل در دوغے دارد  
دل ہمش چہ نہم نیمیکہ بعدش چکنم  
در ہمہ کار مشورت باید  
بدی چہ کنی بجائے کسے  
دامان کہ تنگ و گل جن تو بسیار  
از سفر ما بندہ کیخبر و شود  
نکر آئندہ کن بیدہ تصدیع مکش  
چہ می پرستی زن حال دل غمیدہ ایچن شد

چوں جاں برود ایں تن بیجاں چہ کند  
ہر کار چناں کند کہ شاید  
نشارتے بدل و مژدہ بجاں آمد  
زبردست ہر زبردست آفرید  
پے نیکاں گرفت مردم شد  
تنگ خوشنشن را فراموش کرد  
گر بہ مثل جان بود ارزاں بود  
مردم و مرغ و مور گرد آید  
شد آں مرغ کو بیضہ زیریں نہاد  
حیرتے دارم کہ نازش را چیاں خواہد کشید  
اے ترک من نناز کہ ترکی تمام شد  
چوں پاکے بر حجاب ہند آبلہ فسد  
کشتہ من نیم جانے داشت احوالش چہ شد  
چوں ازاں وعدہ دیداری افتد بعید  
مردہ ہر چند عزیزست نگہ نتوان کرد  
ز دست غم منال ایدل کہ غم ہم عالمی دارد  
کہ بیک صحبت اغیار دگرگوں لگو درد  
کار بے مشورت نہکوناید  
کہ او نکند بجائے تو بد  
گلچین بہار تو ز دامان گلہ دارد  
بے سفر ماہ کے خوشتر و شود  
خود بخود ہر چہ نصیب است ہماں برود  
دل شد خوں خوں شد آب آب دیدہ بیرون شد

لا اعلم

"

"

"

سعدی

لا اعلم

"

سعدی

نظمی

لا اعلم

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

ذالعلم

تو دور افتادگان را گاہ سکا ہے یا دیکر دی  
مگر گم کرد قاصد رہ کہ پیغامی نمی آرد -  
جواب نامہ ام زبان شاہ خواباں ویر می آید -

جواں گرسید رسد قاصد ز کوشش پیری آید  
شب ہجران تو از روز قیامت کم نیست  
اگرچہ وعدہ خواباں وفا نمیدارد  
خواباں روز قیامت شب ہجران باشد  
خوش آن حیات کہ در انتظار سگزد  
دل ہم می طپد در سینه امشب یاری آید  
کارم بجاں رسید بجاں خبر کنید  
صدر و زان بیک شب ہجران میرسد  
ای سخن را بکے گو کہ ترا نشاں رسد  
ایں داہہ کنے دگر بہ گوئیں  
کہ داد می صحبت ویرینہ بر باد  
من بے یارش چو کردم او مرا یادم نکرد  
کہ ہر کس میرود آخراش کاویگرود  
نہ گئے میرود آسنانہ کسے می آید -  
طپیدن دل بے صبر غایتے دارد  
گیرم ہماں کہ وعدہ نمود وفا نکرد  
چرا از آشنایاں اینقدر کس بے خبر باشد  
ورنہ ہر سنگ و کلونے دردم جان شود  
باطینت اصلی چہ کند بد گہرافتاد  
غرہ شو کہ گریہ عاجز منسا ز کرد  
آرے شود و لیک بخون جگر شود  
نیک و بد در دیدہ شاں یکسان بود

شب ہجران تو از روز قیامت کم نیست  
اگرچہ وعدہ خواباں وفا نمیدارد  
بگو شمع مژدہ وصل از در و دیواری آید  
در دم ز حد گذشت بد رماں خبر کنید  
گویند روز شتر بہ پایاں میرسد  
تا کہ از وعدہ و صلہ دہی سے شوخ فریب  
من بند کساں نمی کنم کوشش  
مداغم من ترا در دل چہ افتاد  
رفت آن بیوفا از نامہ ام شادم نکرد  
مگر آب و ہوا سے آن زمین غایتے دارد  
مدتے شد کہ رہہ و وفا سد و دست  
بیا بیا کہ جدائی نہایتے دارد  
از درد ہجر شکوہ زجاناں نمی کنم  
نی آئی نہ خواہی نمی جوی نمی پرسی  
گوہ پاک بباید کہ شود قابل فیض  
اگر جاں بد ہی سنگ سیہ لعل نہ گردد  
اے کبک خوش خرام کجای بوی تابست  
گویند سنگ لعل شود در مقام صبر  
اشقیارہ دیدہ بینا نہ بود

عروس ملک نکوروے دخترست دے  
عیب می جملہ بگفتی ہنرشش نیز بگو  
زخوردہ گیری روز حساب آردم  
حضور انتوان کرد از جلد خاموش  
نمناک نہ باید بود از طعن خود ایدل  
تا دغل نباشد نتوان خرج نمودن  
از گلوئی خود بودن وقت تاجت ہمت است  
سرخدا کہ عارف سالک کس نگفت  
بیاتاد در صف زندان بباگ چنگ می نشیم  
راز کبشای بر کس کہ دین مرکز خاک  
روز ہجران و شب فرقت یار آفرشد  
خلق احسان نمودن موجب آفر نکو باشد  
عشق اول در دل معشوق پیدای شود  
بہ تدبیر رستم در آید بہ بند  
حرص را کند نعمت دو عالم سیر  
غفلت بجاں اگر نمی شد  
توانگری نہ بود مال و گیراں خوردن  
چار من آبست اگر خواہی کمی غسل بن  
یوسف از تعمیر خواب خویش آگاہی نہ داشت  
شاد باشای دل کہ آخر عقدہ می شود  
ملکیت با معدلت خوشتر بود  
ہر کہ تعمیل کند پیر و شیطان گردد  
گوش بر گفتم بہودہ غماز منہ

و فانی کند این سست ہر بادا ماد  
نقی حکمت مکن از بہر دل عالمی چند  
ورق سیاہ چہاں کردہ ام کہ نتوان خواند  
مگر بہ تیغ تغافل زباں بریدہ شود  
شاید کہ چو ابینی خیرے تو دیرین باشد  
کز بستگی گوش زباں لال برآمد  
ورنہ ہر کس وقت سیری پیش سگان افکند  
در حیرت کہ بادہ فروش از کجا شنید  
کہ ساز شرع دین افسانہ می قافوں نخواہد شد  
سیر کردیم بے محرم اسرار نبود  
ز دم آیں فال و گذشت اختر و کار آفرشد  
خاواز و شکاری مردم آخر سرخرو باشد  
تا نسوزد شمع کئے پروانہ شیدای شود  
کہ اسفند یارش نہ جست از کمند  
ہمیشہ آتش سوزندہ اشتہا دارد  
از عمر وی ببری شد  
نظر بنان گدای تو انگران نکنند  
قطرہ زین آب بہر غسل دل کافی بود  
کار ساز و گیراں در کار خود بیچارہ بود  
قطرہ مای رسد جاک کہ دریا میشود  
نمرہ دیرین از ان حاصل شود  
آخر از فعل بد خویش پشیمان گردد  
کو ز بد خوئی خود خانہ براندازد

وقت از دست رفته باز آید  
 در تعجیل مکشا و امورات  
 شرط عقل اینکه سعی بنماید  
 هر ضعیفی که با قوی پیچید  
 نیک اما قبت همان نیک است  
 محبت نیک چو شیر است در آب  
 تواضع ترا از جندی دهد  
 خبیث کن یا دلیل خیر باشی  
 دولتیاں رخ ز جہاں تافتند  
 بہمہ خلق جہاں خلق پسندیدہ نامے  
 ملک منی طلبی پیروی دلہا کن  
 ہر شاہ کہ ادویت خود راست کند  
 بناے کار بنہ بر ثبات و امین باش  
 در فراغت کوش و در لذت کہ نیست  
 بناے دولت خویش آں کسے خراب کند  
 سخی را شرم می آید کہ ز سائل  
 تقدیر چو سابق ست تعلیم چو سود  
 ما کار خویش را بخداوند کار ساز  
 اگر تہ چو نوح نبی بہت صبر در غم طوفان  
 نہ بد عویست قدر و قیمت مرد  
 شکر سو شہر سعادت برد  
 ہر کہ با خلاص قدم میزند  
 نکور و تاب مستوری ندارد

۱۱ اعلم غافلے این چنین نمی شاید  
 " قدم سنجیدہ نہ کن جا تلغزو  
 " تا بہ تقدیر او چہ می آید  
 " آب دانستہ زہر را نوشد  
 " بد باند آنکہ خوسے بد دارد  
 " نہ چہ ہیزم کہ ہمہ نار شود  
 " ز روی شرف سر بلندی دہد  
 " اما ترا ہمہ در اں نواب مہمند  
 " دولت باقی ز کرم یافتند  
 " کہ سوسے خلد بریں راہ بد اں خواہد بود  
 " لشکرت گر نبود ملک مسلم نشود  
 " یا بد ز خداے آنچه درخواست کند  
 " کہ ہر نیا کہ بر اصل ست پایدار بود  
 " آرزو را ہیچ پایا نہ پدید  
 " کہ شام می خورد و صبح گاہ خواب کند  
 " فحل از در گہ او باز گردد  
 " جز بندگی و رضایت تسلیم چہ سود  
 " بگزاشتم تا کرم او چہا کند  
 " بلا گردد و کام ہزار سالہ بر آید  
 " قیمت مرا صبد باید کرد  
 " ہر کہ کند شکر زیادت برد  
 " یسے وقت کہ دم نمیزند  
 " و را بندی سر از زلفن برآرد

لا اعل	در حالت احتیاج بد نہ بناید	ہر کار کہ عارست ملال افزاید
"	نہ اچوں توئی عاجزی کے کند	دلیر سے کہ اوشیر را پے کند
"	بیہیج مرہم راحت نگوں خواہد شد	جراحتی کہ ز تیغ زباں رسد بدل
"	چوں بفرود ابری روزی فردا برسد	انچہ داری بخور امروز غم دہ مخور
"	کہ ترا نیز کار ہا باشد	کار و روشیں مستمند برآر
"	چوں بد استی تو استی نہ بود	چوں تو استی نہ استی چہ سود
"	خشم و یگر کساں ضرر نکند	چوں خداوند از تو خوشنودست
"	مفساں را گنج قاروں میدہ	شکر نعمت نعمت افزون میدہ
"	حق نیز ترا نگاہ دارد	گر جانب حق نگاہ داری
"	خورشید عمر بر سر کوہ فنا رسد	زاں پیشتر کہ مرگ بنا گہ فراسد
"	در جیب خود چگونہ کسے مار پرورد	بد اصل را چگونہ کسے تربیت کند
"	کہ شمشیر نتواند آسجا رسید	قلم رخت جائے تواند کشید
"	بجائے زہر شکر می چشاند	بجائے خار گلبن می نشاند
"	طامع البتہ خوار و زار بود	مرد قانع بزرگوار بود
"	چہ دانی کہ بر ما چہ شب میرود	ترا شب بعیش و طرب میرود
"	کار او یکبارگی از دست شد	ہر کہ از سوداے شہوت مست شد
"	بار اگر نکشد مر سنج از یار خود	چوں تو نتوانی کشیدن بار خود
"	جز بکشتن علاج نتوان کرد	آتشے را کہ خلق از و سوزند
"	در عالم خاک آب خوش کس نخورد	گر تیغ سیاست سلاطین بنود
"	اگر بسنگ بگوئی در اں اثر دارد	سمن کہ آن ز عرض پاک از طبع خالیت
"	تا سیر روئے شود ہر کہ دروغش باشد	خوش بود گر محک تجربہ آید بہ میاں
"	گر چہ سازند جدا چوں قلم بند ز بند	من نہ آنم کہ سر از خط و قاف دارم
"	کہ لبش شکر جبار میرنشد	کار ہا راست کند عاقل کامل سخن

راز خود با کس نیاید گفت  
 راستی را هست راستیقم  
 ز فیض خدمت پیر خردمند  
 فضل او یک لحظه سازد فرار چو آفتاب  
 شماعت ہم سخاوت ہم تواضع  
 تواضع کن تکبر دور گرداں  
 عدل سلطان موجب امن خلایق میشود  
 گرچه تبدیل خوئی گردد  
 هر که احسان کرد و بادے بد کند  
 عدل کردن زیب سلطانی بود  
 هر قدر بیشتر طمع یاب شد  
 مشغول بنجا هر مئے دشمن  
 مرد بد اطوار از تر ویر خود -  
 مرد دلبه در فریب زن شود  
 متاع خوب هر جای که یابید  
 تند بزمصلحت بر آرد  
 گوش بر بند بزرگاں نهید  
 دوستی بعد امتحان شاید  
 عقل بر تر ز صد گهر باشد  
 قول بزرگانست که خوش گفته اند  
 جوانو گئے عورت کا کہنا مزید  
 ہر آہ جگر سوز کہ از سینہ بر آید  
 اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز

۱۵ علم

کہ ہے اندر ان خط باشد  
 گرد راں خارے قد و در افکند  
 شود شاگرد فرزانہ بردمند  
 ابر رحمت قطره را مانند دریای کند  
 کہ ہر سہ در دل سلطان بباید  
 بریں رہ رو کہ راہ راست باشد  
 شہرہ آسودگی از شرق تا مغرب رود  
 لیک صحبت عجب اثر دارد  
 تیشہ را از خود ہپائے خود زند  
 در عالمک تمام با نیکی برود -  
 ہو شمنندی بہ پند گوش ببند  
 کہ چون صباغ ہر دم رنگے آرد  
 مال ہر کس از فریبی میخورد  
 وائے بر آں کوز خود غافل بود  
 بجان منت خریداری نہاید  
 گر خواہش انتقام دارد -  
 تاک از رنج صعوبت بہید  
 نہ بہر چیز خود بسا لاید -  
 ہمچو خر قہر کہیم و زور باشد  
 صحبت ہم جنس اثر می کند  
 تو دنیا میں کہلاؤ گئے زن مرید  
 دو دست کرد بوسے گلاب جگر آید  
 کاں سوختہ راجاں شد و آواز نیامد -



ساقیا سامان ساغکن کہ باراں میرسد	برق چشک زن نطف کوہ ساراں میرسد
برائے یار فردشی دکان نمی باید۔	بہر کجاروم وصف دوستان گویم
کہ بہ سعی تو ام اندوہ خمار آفرشد	ساقیا عمر دراز و قدحت چو می باد
چو مردی نہ برگور نفیس کنند	چنان زی کہ ذکرت بہ تمحیص کنند
ہر کس کہ جاں نداد بجاناں میرسد	حافظ صبور باش کہ در راہ عاشقی
کیں ہر دو بوقت خویش ناچار رسد	از مرگ یمندیش و غم رزق مخور
بہ پندار و امید جانے کند۔	طلبگار گوہر کہ کانے کند
کما احوال مسافراں عالم چوں شد	کس نامہ ازاں جہاں کہ تا پریم ازد
بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند	ماکار خویش را بچند او نہ کار ساز
ز دم اس فال و گرفت آخر کار آفرشد	روز ہجران و شب فرقت یار آفرشد
اگر حیات نباشد جہاں چہ کار آید۔	جہاں خوش است و لیکن حیات می باید
طاعت صد سالہ ام تاراج یک نظر آرد	پنجہ زوہ مشقت لباس پارسائی پارہ شد
سالہا سمدہ صاحب نظران خواہد بود	بہ زینے کہ نشان کف پائے تو بود
ز خوبی سرواد چوں سرو آزد	ہنوزش گرد گل نارستہ شمشاد
از برائے دائہ صد دانہ را بہ باد داد	خال را چوں دید ز اہد سجدہ از دست فداو
کس طرح سے خفتگاں خاک آجاتی ہے غید	کروٹیں لے لے کے کہتے ہیں شب فرقت میں ہم
کار طفلان تمام خواہد شد	گر ہمیں مکتب ست و این ملا
آہنے را کہ بد گھر باشد۔	ہیچ صیقیل نہ کو نہ اند کرد
کہ چوں سوار بمثل رسد پیادہ شود	فروتنی ست و لیل رسیدگان کمال
برخیز کہ نغزیدن پاہم مزہ دارد۔	اہرست و بہارست و ہواہم مزہ دارد
آں شرح ندارد کہ بگفتار دور آید	ایں سبزہ و این چشمہ و این لالہ و این گل
گر مرغ کبابست کہ با بال و پر آید	ہر سو خفہ جانے کہ بکشمیر و آید
چون سگ باستخوان دل خود شاد می کنند	آں ناکساں کہ فخر با جد آدمی کنند

غم بھر تو پایا نے ندارد	چہ در دست این کہ در مانے ندارد	لا علم
خوش باش کہ عاقبت نصیب من و تو	وہ گز کفن و سہ گز زمین خواہ بود۔	"
از دست و زبانی کہ بر آید	کز عہدہ شکرش بدر آید	"
امید نیست و گردوغ این ملال شود	مگر میرم و اسے جاں بتو وصال شود	"
نکے ست کلام خوش کہ گویند ازاں	چنداں کہ کرم نمود در ویش نشد	"
از بیاباں عدم بر سر بازار وجود	بتلاش کفنی آمدہ عریانے چند	"
نہ کسی دہاند نہ کسی میدہد	خدای دہاند خدای دہد۔	"
ہر کہ اور نفس تو سن رام شد	از خود مندان نیکو نام شد	"
ہر کہ مزدوغ خود خورد بخوید	وقت غمخش خوشہ باید چید	"
اسے بسا اسپ تیز رو کہ بماند	کہ خرنگ جاں بمنزل برد	"
عاقل آن باشد کہ اوشا کر بود	وانگہ بر نفس خود قادر بود	"
شاہ گر لطف بے عدد راند	بندہ یابد کہ قدر خود داند۔	"
عشق اول در دل معشوق پیدا می شود	گر نسوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود	"
ہر چہ کہ دل بہاں گراید	گر چہ کہنی بدست آید۔	"
فلک بے رحم و عالم دشمن و مشوق بے پروا	مرا بر آرزو ہائے نظیری خندہ می آید	نظیر
دل و دلداری جو بدست تم آرام می خواہد	عجائب شمشک و دارم کہ جانم مفت بیکاہ	"
چوں لال ابرو شش را ماہ نواز دور دید	خم شد از تعظیم تا گوید مبارک باد عید	"
غلط است آنکہ گویند کہ بدل بہت لال	دل من ز غصہ خول شد دل تو خبر ندارد	"
کسی طرح سے سمجھتا ہنیں دل نا شاہ	وہی بکاہے وہی زاری اور وہی فریاد	"
مطلبے گر بود از ہستی ہمیں آزار بود	ورنہ در کنج عدم آسودگی بسیار بود	"
تو بادشاہ جهانی جہاں از دست مدہ	کہ بادشاہ جہاں را جہاں بکار آید۔	"
ز راہ خاکساری گر کے برخاک نبیند	چو خورشید جہاں افروز بر افلاک نبیند	"
اسے کبک خوش خواہ کہ خوش میروی بناز	غزہ شو کہ گر بے مابدن ساز کرد۔	"

نہ ہندوم نہ مسلمان نہ محسب نہ فقہیہ  
 حُسن تو ہمیشہ در فزوں باد  
 حجاب از سر بلند ی پائمال موج میگرد  
 منید انم ترا در دل چہ افتاد  
 ہر کہ جان را عزیز می دارد  
 ہر کہ از سوداے شہوت مست شد  
 حدیث درد دلاویز دستانے ہست  
 ابلہ شدہ ز زن وفا می طلبی -  
 خاصان خدا خدا نباشند  
 باہیں مردماں بیاید ساخت  
 ہر چہ از پیش شہ آید خوش بود  
 تو دستگیر شوائے خضر پیہ نجستہ کہ من  
 در حقیقت تنگدستی مایہ دیوانگی ست  
 ز رہنماں داشتہن بود شکل  
 نہ پوچھ درد اسیری کی داستاں صیاد  
 پائے پر آبلہ و منزل عشق ست دراز  
 ز عالم کے سر بر آرد بلند  
 با گر سنگی قوت پر ہنر نہاند  
 ایدل صبور باش مخور غم کہ عاقبت  
 قانع یہ تجلی نشود طالب دیدار  
 تکلف بر طرف جاناں بیاوردیدہ ام نہیں  
 اگر در ہر دو جانب جاہلانند  
 شکر ایز کہ میان من و او صلح فساد

لا اعلم بحیرتم کہ سراخجام ماچہ خواہد بود  
 رویت ہمہ سال لالہ گوی باد  
 غبار از خاکساری سر بہ افج آساں دارد  
 کہ دادی محبت دیرینہ بر باد  
 باہما نمدارشیں چہ کار بود  
 کار او یکبارگی از دست شد  
 کہ ذوق بیش دہد چوں دراز تر گردد  
 اسب وزن و شمشیر وفادار کہ دید  
 لکین ز خدا جدا نباشند  
 چہ توان کرد مردماں این اند  
 اندک و بسیار او دلکش بود  
 پیادہ میروم و ہمراہ سوارانند  
 در چمن بید از غم بیما صلی مجنوں شود  
 گرچہ دارند میلہ ہا سازد  
 سنی نہ جاہلگی تجھ سے مری فغاں صیاد  
 آیا این باد یہ انجام شود یا نشود  
 کہ در کار عالم بود ہوشمند  
 افلاس عنان از کف تقوے ستاند  
 ایں شام صبح گردہ این شب سحر شود  
 پروانہ بہ ہمتاب تسلی توان کرد  
 کہ در بزم سیہ بختاں بلا بالائیں باشد  
 و گر زنجیر باشد بگسلانند  
 حوریاں رقص کنان ساغر شکرانہ زدند

شرف مرد بنودست و کرامت بسجود  
 ہر چیز کہ دل بیاں گراید -  
 علاج نفس کا فرابہنگام جوانی کن  
 پوچھیں یہاں کا حال تو کہنایہ نامہ بر  
 چوں خداوند از تو خوشنودست  
 ہمت بلند دار و زبونی کن کہ چرخ  
 ہر کہ آسودگی و راحت جت  
 میل کسے کن کہ وفایت کند  
 دولت یافتہ زدست مدہ  
 کار ہمار است کند عاقل کامل سخن  
 چند تبواں ساخت موسے خویش چوں قیصر خضتا  
 خوب و کج کلباں صلح و صفائز کنند  
 انچہ کردی تو بمن بیچ بہ انسان نکند  
 کہ دانکہ ایں دغمہ دام و دود  
 شب عشرت غنیمت داں و داد خوشدلی بیتا  
 ز سر طوق گنبد بہ گردوں رسید  
 صبا پیش رخت چشم بستہ می آید  
 ما بیاں مقصد عالی تنوا نیم رسید  
 دل ہمہ دیدہ شد و دیدہ ہمہ دل گردید  
 بدتر از مرگ انتظار آمد  
 اگرچہ وعدہ خواباں وفا نمیدارد  
 وزید امشب نسیم وصل خوش در گلشن جانم  
 مرا چوں دولت وصل محباں یا دمی آید

ہر کہ ایں ہر دونداد عدلش بہ ز وجود  
 گر جہد گمنی بدستت آید -  
 کہ ایں مار سیہ چوں پیر گرد و اژدہا گردد  
 تیرا ہی ذکر خیر ہے ذکر خدا کے بعد -  
 خشم دیگر کساں ضرر نکند  
 ہر جاز بوں تری ست برو چیدہ تر شود  
 دل خود را ز بخت شا و نکرد  
 جاں ہدف تیر ملبایت کند  
 کہ بیاں دولتت نہ باز آید -  
 کہ بعد شکر جہاں رسید نشود  
 چوں نمی گرد و جواں دل نہیں سیکاری چہ سود  
 غنیمہ سازند دل و کاسبا نیز کنند  
 مرگ با جاں نکند کفر بہ ایماں نکند  
 چہ باز بچہ ہا دارد از نیک و بد  
 کہ در عالم کسے احوال فروارانے دانند  
 چو پیرے کہ اورا پراند مرید  
 ادب بہ بزم تو صد جانشستہ می آید  
 ہاں مگر پیش ہند لطف شہاگاسے چند  
 کہ مڑا دل و دنیا ز تو حاصل گردد  
 نہ پیام آمد و نہ بار آمد  
 خوش آں حیات کہ در انتظار می گزرد  
 چناں شادم کہ غم با من دریں غمنا نہ می قصد  
 ز چشم اشک می بار دزد دل فرامدی آید

للہم

تواضع ترا در جندی دهد  
چوں تو نتوانی کشیدن بار خود  
سخن که آن ز غرض پاک و از طمع خالی است  
حدیث ستر دل داند و بس  
هر که بدی کرد و بجنه بد نهد  
دوستی را چنین کسے باید  
رفته رفته موع اشکم در گلو ز بخر شد  
مرد قانع بزرگوار بود -  
قدرے که بتظیم کساں کاسته گردد  
هر کس که بقول خصم مغرور شود  
نیست در عالم بدے چون یابد  
خوش بود گر محک تجربه آید بیاں  
یک نگاه غلط انداز چشم ساقی  
مانامه به برگ گل نوشتیم  
از وعده وصال غنم از دل نیرود  
اب و فور ضعف سے ضبط قفاں ہوتا نہیں  
نے زر و سیم نہ باغ و نہ مکان می یابد  
چنین گفت شاہ جہاں کی قباد  
نیاید بست دل با مال و فرزند  
اے اجل گر ہمتے داری بیا مشب کمش  
من پیش تو مجرم تو در پیش خدائے  
بد اصل را چگونه کسے تربیت کنند  
ہر شاہ کہ اونیت خود راست کند

۱۰۰  
ز روی شرف سر بلندی دهد  
یار اگر نکشد مرغ از بار خود  
اگر بنگ تو گوئی در اں اثر دارد -  
زبان و لب در اں محرم نباشد  
آفت آن زود و بوسے در رسید  
کہ از و کار بسته بکشاید  
اشک دانگیر ما آخر گریباں گیر شد  
طامع البستہ خوار و زار بود  
مردے بچناں قدر کے آراستہ نگردد  
سمع و خروشن تیرہ و بے نور شود  
یار بد بدتر بود از مار بد -  
تاسیہ رویے شود ہر کہ در غمش باشد  
کار صد شیشہ و صد ساغر و صد جامہ کند  
باشد کہ صبا باد رساند  
نتوان بیوسے باوہ علاج شمار کرد  
فاش ہو جائے نہ کیوں راز نہا اہل درد  
انچہ در راہ خدا میدہی آن می یابد  
کہ نفرت بد بر زن نیک باد  
بباید بود تنہا با خداوند  
در نہ بے منت فراق یار فردا می کشد  
گر عفو کنی حق ز تو ہم عفو کند -  
در جب خود چگونه کسے مار پرورد  
یابد ز خدائے انچہ درخواست کند

شکر خدائے را کہ تواند شمار کرد  
تا توانی درون کس خراش  
چنان بانیگ و بدعری بسر کن کر پس مردن  
غافل ز بیقراری عشاق نیست حسن  
آواز خوش از کام و دہانے کہ بر آید  
رنج و غم کی ہے کہانی دوستان اہل درد  
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد  
با بداں کم نشین کہ صحبت بد  
وصلے کہ درو ملال باشد  
برگ سبزه است تحفہ درویش  
ابر باید کہ بصر ابارد  
نہ قندی کہ مردم بصورت خورند  
چوں رشتہ گست میتوان بست  
پس ز پے آنچه خواهد رسید  
ہر کجا داغ بایست فرمود  
سبک سر ہمیشہ بخواری بود  
شہا تخت اقبال جائے تو باد  
درفت دوستی بہ نشان کہ کام دل بہار آرد  
ازستم ہر کوہ کے را ریش کرد  
ہمت بلندوار کہ مردان روزگار  
من ز خود رفتم دیارم آمد  
کرم پیشہ کن کا دمی زادہ صید  
فیض روح القدس از باز مدو فرماید

۱۷ علم  
تا کیست آنکہ غم کیے از ہزار کرد  
کاندریں راہ خار ہا باشد  
مسلمانست بزفرم شوید و ہند و بسوزاند  
فانوس پر دہ داری پروانہ می کند  
گر نغمہ کند ورنہ کند دل بفرسید  
غیر بھی روتے ہیں سن سن کر بیاں اہل درد  
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد  
گرچہ پاکی ترا پسید کند  
ہجراں بہ از اں وصال باشد  
چہ کند بے نوا ہمیں دارد  
زاں چہ حاصل کہ بدریا بارو  
ارباب معنی بہ کاغذ بند  
لیکن بمیاں گرہ مہاند  
رنجش بیہودہ چہ بایکشد  
چوں تو مرہم تہی ندارد سود  
ستوں فرد بردباری بود  
سریر فلک شکائے تو باد  
نہال و شہنی بگن کہ بنج بے شمار آرد  
آں جراحت برو جو دخیوش کرد  
از ہمت بلند بجائے رسیدہ اند  
بنخودی طرفہ بکارم آمد  
باحال تو ایں کرد و وحشی بقید  
دیگراں ہم کہند اچھ مسیحا کرد

<p>۱۹ علم</p> <p>سابع</p> <p>"</p> <p>"</p> <p>"</p> <p>"</p> <p>"</p> <p>"</p> <p>"</p> <p>"</p>	<p>یک داغ نیک ناشده داغ و گزند          معاذاش غلط کردم که دوزخ زان نشان باشد          باطل لغت خواب و زویدہ سرے دارد          ندانست ز کد این دیاری گزند          که از تاب آں هر چه باشد بسوزد          بے سفر ماہ کے خوش و شود          کہ بے بنیہ شاہ فرماں دہم          حق نیز ترا نگاہ دارد          مشورت را پیشکار اہل دولت گفتہ اند          ساعتے عیش و غصہ سالے چند          اسے واسے بر آنکس کہ دوزن می طلبد          چشم مور و پائے مار و نان ملاکس ندید          بہ نگر و حیلہ خزاں را بہار نتواں کرد          نہ کہ میراث غنہ و غنم باشد          شیر آں باشد کہ آدم بی خورد          در ہمہ کار با طعنر باشد          کہ از بد ہمہ سال تر سال بود          ترا بجلی و مار انقب می سوزد          فزوں تزلزلک فریدیوں بود          کہ بوسہ بر لب شیر آبدار زند          آنکس کہ رہ مراد بر دل نکشاد          ہر کہ کند شکر زیادت برد          چوں سگ بہ استخوان دل خود شامی کنند</p>	<p>ہر دم زمانہ داغ و گزند می دہم          فراق دوستان دیدن نشانے باشد از دوزخ          من تا بک و من زانہ لیکن حکیم مل را          نسیم صبح کہ دیوانہ واری گزند          نزاع آں پناہ آتشے بر فروزد          از سفر ماہ بندہ کھنہ و شود          نہ باشد پسندیدہ عقل و شرع          گر جانب حق نگاہ داری          رو پیچ از مشورت زیرا کہ ارباب خرد          گفتش صییت کہ خدائی یگفت          شیراں جہاں اسیر یک زن شدہ اند          رشتہ عمر و محبت ہم وفا کے زن پلید          خضاب پردہ پیری نمی شود و صائب          حقہ یک دم دو دم سہ دم باشد          شیر آں باشد کہ آدم می خورد          بہر کہ انجست را بہر باشد          نخستین نشان خود آن بود          کلیم ماد تو از عشق ہر دو سوختہ ایم          ادب بہ تعارف گنج قاروں بود          عورس ملک کسے در کنار گیو چپ          برسند ناز کے نشید بہر اد          شکر سو شہر سعادت برد          آن ناکس کہ فخر برا جدا دی کنند</p>
---	--	--

۱۷۱ علم	چونکہ خالی شد کسے در گردن دستے نکر د	مفساں را کس نمی پرسد زمین کن قیاس
"	چنان افتد کہ ہرگز بر نخیزد -	ہر آن کہ تہ کہ با مہتر سستیزد
"	بہر خود اوزیر زمین راہ کرد -	ہر کہ ز بہر دگراں چاہ کرد
"	نیکو ست ہر چہ از طرف دوستاں رسد	از دوست سود گر رسد و گرنہ بایسد
"	یک مستی و صد خفا دارد	ایں بادہ کہ روزگار دارد
"	معاذ اللہ غلط کردم کہ دوزخ زان نشان شد	فراق دوستاں دیدن نشانے باشد از دفع
"	بسیارہ ایم تا کرم او چہا کند	ماکار خوش را بخداوند کار ساز
"	کہ دریں نامہ خبر ماے نیکو خواہد بود -	ہر کہ عاقل بود از خوبی عنوان داند
"	چنان شد اوم کہ غم با من دریں غم خانہ فی	وزید اشب نسیم وصل خوش و گلشن جانم
خسرو	بجنازہ گریانی بمزار خواہی آمد	کشتے کہ عشق دارد و نگزاردت بدنیاں
"	چہ شود اگر بدنیاں دوسہ بار خواہی آمد	بیک آمدن ربودی دل و جاں صد چو خمر
"	پس از آنکہ من نماغم بچہ کار خواہی آمد	بلغم رسیدہ جانم تو بسیا کہ زندہ مانم
"	ایں مسافر تا قدم منزل بمنزل میرود	بے تو آمد جاں بدل از دل کسوں آید لب
سعدی	کز ہیش بروے زین یک نشان نمازد	بہن نامور بزیر زین دفن کردہ اند
حافظ	کہ کس ہمیشہ گرفتار غم نخواہد ماند	سحر زلف غنیم رسید مرزہ گبوش
۱۷۱	نہ چنان گر تو میری برسید -	تو چنان زدی کہ چو میری بر ہی
"	کریم چوں گہ افشاں شود گداچہ کنید -	میرس حال دل آندم کہ در سخن آئی
"	شاید ہمیں نفس نفس واپس بود	غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش
"	خاکش بدی تو لقمہ حسد	گر نفس بخواہد از تو کلقتند
مولانا رام	وز جدائی ہاشکایت می کند	بشو از نے چوں حکایت می کند
لاطم	خجل از درگاہ بازگرد -	سنجی را شرم می آید کہ سائل
"	پائے دنیا میں نہ کوئی بھی گزیدہ	عقل کل ہے صلح کل کرتی پسند
"	متر فشانے نکل و عاصبارک باد	کشاکش گرہ مد عاصبارک باد



صاحبانِ محبت سائل بزینم در کرد  
 مے صاف وحدت کے نوش کرد  
 فراست دیدہ دل برکشاید  
 جہاں بگشتم و در دایہیج شہر و دیار  
 تیرس از صحبت آنکس کز خلقے بازار  
 اگر دشمن دوتا گرد و ز غلطش شو غافل  
 ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد  
 بید را اگر پرورند چو عود  
 پریشاں روزگار مطرہ محبوب می ماند  
 اید دست چنار بزی کہ بعد از مدون  
 جس کا دل لبر میں ہو پھڑک کیا آتی سنید  
 ہنوز این اول عشق ست جانان گم کیہ کن  
 بنائے کار بنہ بر شبات و این باش  
 در مطلب میکوشم اریا بم زے نکت بلند  
 فقر و فاقہ ہر دم آموزند  
 آنکہ در بندول آزاری بود  
 چو با پنجه شیر پنجه کنند  
 مرا چاشند خرم را نیز جاشد  
 ہر کہ بے فکر قمانی علی گیر و پیش  
 بخدا کار چہ افتاد خدا ساز شود  
 چہ داند رتبہ خار بیخیلاں  
 کلید گنج مقادیر در خزانه اوست  
 چشم از زرق موعے میگوں روئے زرد

بے زری کردنم انجہ بقاروں زر کرد  
 کہ دنیا و عقبے فرا موشش کرد  
 ہر آں حالے کہ باشد او نماید  
 نیا قسم کہ فروشند نکت در بازار  
 بر آتش ہر کہ شد ز دیک بیم سوختن دارد  
 کہاں چند آنکہ خم گردد و خدش کار گراید  
 ہر کہ خود را دید او مخدوم شد  
 بر نیاید نسیم عود ز بسب  
 بے حال پریشاں را پریشاں خوب می ماند  
 انگشت گزیدنی بیاران ماند  
 کروٹیں لیتے ہی لیتے صاف اڑ جاتی سنید  
 کہ اس طوفان رسوائی ست عالمیکہ خواہد شد  
 کہ ہر بنا کہ بر اصل ست پایدار بود  
 ورنہ ہم عذر من افتد بزرگان را پسند  
 خوشن سیم و غلہ اندوزند  
 در عقوبت کار آزاری بود  
 یقین باز وے خویش رنجہ کند  
 زن و حقان بزاہد یا نزاہد  
 آخر الامر ازاں کرد و پشیمان گردد  
 گرہ قطرہ بدریا چوسد باز نشود  
 سیر روزے کہ دامانے ندارد  
 بزور بازوے تدبیر کس درے نکشاد  
 این خپس کس با مگے یاری نکرد

۱۷۴

ہر کراہد و نہا شد عیش بہ زو جود  
 تا ہتی شد دیگرش کس دست در گردن زو  
 لگائے میٹھے ہیں چندے جہاں تہا صیاو  
 ہلال عید برا بروے یار باید دید  
 نظارہ ز گل چیدن مژگاں گلہ دارد  
 و گر نا خدا جامہ بر تن برد  
 تو اں گرسیت بر آنکس کہ پاکباز بود۔  
 کہ گر مردہ باشی نگویند مُرد  
 سہیں بدناں و گلغزاراں نفقتہ  
 کہ دادی صحبت دیرینہ برباد  
 تخم غفلت ہر کہ کار در پنج دل بار آورد  
 ناکردہ گناہ پیش قاضی نہرند  
 چوں بارش آب گرد پوشد  
 از زرہ پوشی چہ حاصل از سپہ داری چہ سود  
 عیسی وقتست کہ دم منزند  
 و ز گریہ من گوشہ داماں تھلہ دارد۔  
 روغن بادام خشکی می نمود  
 نفی حکمت مکن از بہر دل عامے چند۔  
 اے ترک من نماز کہ ترکی تمام شد  
 پیش ما بے زری ہنر باشد  
 مکارہ می شنید و مکارہ می بود  
 باشیر اندروں شد و با جاں بدر شود  
 جز زندگی در خدا تسلیم چہ سود۔

شرف مرد بجو دست و کرامت بسجود  
 مفلساں را کس نمی خواہد زینا کن تہاں  
 نکایونہ قدم آشیاں سے او بلبل  
 جہاں برا بروے عید از ہلال و سمہ کشید  
 داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار  
 قضا کشی آنجا کہ خواہد برد  
 چو خانہ خالی و معشوق مست ناز بود  
 چناں زندگانی کن اندر جہاں  
 افسوس دلا کہ جان جاناں افقتہ  
 منہ انم ترادر دل چہ افتاد  
 ایمنی از خضم محنت ہاے بسیار آورد  
 مے خور مے خور اگر خدائی خواہی  
 دولت ہمہ عیب مرد پوشد  
 زخم شمشیر قضا از سینہ میر دید چو گل  
 ہر کہ با خلاص قدم میند  
 از پنجہ من چاک گریباں گلہ دارد  
 از قضا بگرگین صفرافنزد  
 عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو  
 تا چند تر از خائی و بیہودہ در میاں  
 دیگر اں را ہنر بزر باشد  
 غافل مشوز عشوہ دنیا کہ ایں عبور  
 مہ تو در وجودم و عشق تو در سدم  
 تقدیر چو سابق است تعلیم چہ سود

۱۷۵م	<p>غیچہ سازند دل و کار صبا نیز کنند          با خداوند غیب دامن زود -          چہ جائے جاں کہ از حسد آتش در جہاں افتد          کارا و یکبارگی از دست شد          بر خیز کہ لغزیدیں پاہم مزہ دارد -          طاقت صد سالہ ام تاراج یک نظر شد          دختر رز کہ مرا کرد جواں پسیر شود          کہ در کار عالم بود ہوشمند          جانم ز تغافلت برآمد          آنکہ آن داد لبشاہاں بگدایاں ای داد          کا حوالہ سا فرماں عالم چوں شد          گویا خوش کہ ہنوزش نفسے می آید          بدتر آن کو گرفت و بگزارد -          دگر دم در شرم ترسم کہ مغز استخوان سوزد          کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد          کہ شمشیر نتواند آنجا رسید          کہ مردان ز خدمت بجائے رسند          آخر از ازل بگرد و قصد جفا کنند          آنقدر بادہ کشی کرد کہ بیمار افتاد          مرگ بجاہان نکند کفر بہ ایمان بخند          عراقی را چہ را بد نام کردند          ہم نظاہر یار بود ہم بہ باطن یار بود          ز استقامت روح را مبدل کند</p>	<p>جنگجو کج کلہاں صلح و صفایہ کنند          ز درت ار پیش میرود با ما          حسد رنجیت سوزندہ کز آتش بجال افتد          ہر کہ از سوداے شہوت مست شد          ابرست و بہارست و ہوا ہم مزہ دارد          پنجہ زد عشقش لباس پارسانی پارہ شد          خوش دلم کرد سر شیشہ سلامت باشد          ز عالم کسے سر بر آرد بلند          نے خط نہ پیام و نسب آمد          گنج زر گر نبود گنج قناعت کافیست          کس نامد از ازل جہاں کہ رسم ازوے          یار را اگر رسیدن بیمار غمست          بد کسے دامن کہ دوست کم دارد          مرا در دلیست اندر دل اگر گویم زبان سفود          ہر کہ آموخت علم تیر از من          قلم رخت جائے تواند کشیدن          نیا انی لے کو دک خود پسند          نایاک اہل گرچہ در اول و فاکند          چشم خونخوار تو از لبکہ سیہ کار افتاد          انچہ کردی تو بمن ہیچ بہ انسان نکند          چو خود کردند سرخوشتن فاش          یاری ظاہر چہ کار آید خوش آن یاریکہ او          خشم و شہوت مرد را حول کند</p>
------	--	--

ناکر وہ ہیچ سودن اندر زیاں دہد  
 عابد کہ نہ از بہر خدا گوشہ نشیند -  
 بکوشش نروید گل از شاخ بید  
 باگر سنگی قوت پرہیند مناند  
 لائق محفل نباشد ہر کہ خند بے محل -  
 ز کم خوردن کے رات نگیرد  
 سحر دولت بیدار ببالس آمد  
 غمش در نہا سخاۃ دل نشیند  
 کسیکہ دست بفرار دولت تو زند  
 ستارہ درخشیدہ ماہ مجلس شد  
 دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را -  
 آگرے جماع جملہ مرغان جماع نیست  
 ہاے گو سنگین سایہ شرف ہرگز  
 ایں نزہت عمر ما چو گل وہ روز است  
 سلاخے تگ کبک در گوش کرد  
 آدمی مبتلا ہوا انسان شوگریں کھانیکے بعد  
 سرخنی ز عارف کامل کسے نہ گفت  
 خرگہ زند و کار کسے نکشاید  
 گردل دوست بجرکان باشد  
 گر گل شکر خوری تکلف زیاں کند  
 یار باید سرو قد - امانہ چندان سرو قد  
 قومے بہ تمنائے زرو مال خوش اند  
 بیدل ہمہ را بہ حال بدی بینم -

۱۷۷  
 مردیکہ ریش خویش بدست زناں دہد  
 بیچارہ در آئینہ تار یک چہ بیند  
 نہ ز تنگی بہ گر ماہ گرد و سفید  
 افلاس عنان از کف تقوے ستاند  
 کفش چوں دندان برآرد و راز پائی کند  
 ز پر خوردن بروزے صبر میرد  
 گفت بر خیز کہ خسرو شیریں آمد  
 بنازے کہ لیے مجمل نشیند  
 نزار آرزو از روزگار بر بند  
 دل رمیدہ مارا انیس و مون شد  
 چن داں امان نداد کہ شب را سحر کرد  
 کون را بکون نهند و ہی ستمری کند میر خسرو  
 بران دیار کہ طوطی کم از عن باشد  
 خنداں لب و تازہ روے می باید بود  
 تگ خوشن ہم فراموش کرد  
 رنگ لاتی ہر خنایچہ پر پس جانیکے بعد  
 در حیرتم کہ با و فروش از کجا شنید  
 مطہج زند و ناں بکسے نہ ماند  
 دل و دست خدا یکاں باشد  
 ورنان خشک دیر خوری نکل شکر بود  
 کز برائے بو سہ نوں رد بان باید نہاد  
 قومے بہ تماشاے خط و خال خوش اند  
 خوش حال کسانیکہ ہر حال خوش اند بیدل

لا اعلیٰ	<p>ہر آنکس کہ در تو نظر کند گر نبو دے ذات حق اندر وجود بے لگس ہرگز نہ باشد عنکبوت پھنسا یا کنج قفس میں ہے آب دانے نے بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چوں حساب جاہ و شمت یافتند گفتہ ز بلبلے کہ علاج فراق چیست گفتہ کہ خار از پاکشم محل نہاں شد نظر گردش گردوں گرداں گردگان اگر کو مصلحت دین آنست کہ یاران ہمہ کار بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد</p>
لا اعلیٰ	<p>ورق ہائے یہودہ پارہ کند آب و گل را کے ملک کردے سجود رزق را روزی رساں پر می دہد وگر نہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد چناں نماںد چنیں نیز ہم نہ خواہد ماند مصطفیٰ را بے کفن بکند آشتند از شاخ گل شنید و فتاد و طیدم یک لمحہ غافل بودم و صد سال اہم دور شد بر سیراں تمیزاں نا کساں را مرگ کرد بگز از بند غم طرد یار گیرند بلکہ آتش در ہمہ آفاق ند</p>



لا اعلیٰ	<p>نماںد ستار بد روزگار نیم نانے گر خوردم و خداے برچہ و اناکت کند ناداں یا در ہر دو دست کند خواہد رکنار دولت کوئی دنیا میں سپر سے نہیں بہتر لذت کوئی پاکیزہ شر سے نہیں بہتر گفتگوئے چرب و نرمی کا عجب دیکھا اثر چل رہی ہے امن کی ہر سو ہوائے خوشگوار نام نیک رفتگاں ضائع مکن</p>
لا اعلیٰ	<p>بماند برو لعنت پادشہ ار بذل در دیشاں کند نیم دگر لیک بعد از خرابی بسیار یا موج روزی انگذش مردہ برکنار راحت کوئی آرام جگر سے نہیں بہتر نگہت کوئی بوئے گل تر سے نہیں بہتر موم کر دیتی ہے گویا ہی پتھر ہو بشر ہونہ اب کہد و خزاں سو رخنہ انداز بہار تا بماند نام نیکت برقرار</p>

ہر آن طفل کو جو را موزگار	نہیند جہاں بند از روزگار	لا اعلم
عاقل است آن کہ گیرد اندر گوش	در نوشت ست پند بردوار	"
مرد خردمند ہنر پیشہ را	عمد و بالیت دریں روزگار	"
اے صبا گر کو چہ جاناں میں ہو تیرا گذر	عرض کر میرا سلام شوق با صدا تظار	"
دل را بدل ہے ست دریں گنبد سپھر	از سوئے کینہ کینہ و از سوئے مہر مہر	"
در حقیقت ہیں زمانے میں وہی خوش تقدیر	نام مرنے پہ بھی مٹا نہیں جن کا ز نہار	"
آدمی را بچشم حال بنگر	از خیال پری و وی بنگر	"
دوستی را ہزار شخص کم است	دشمنی را سینے بود بسیار	"
مثل ایں چنین گفتہ آموزگار	مکن بد کہ بد بینی از روزگار	"
بوقت نفاذ قضا و قدر	ہمہ زیر کاں کو ر گرد و کر	"
صوفی از صومعہ گو خیمہ بزن در گلزار	وقت آن نیت کہ در خانہ نشینی بے کار	واقف
کند بنیاد دلم و نیش بسیس	کعبہ ویراں کرد اہا نش نگر	ذوق
ذوق و شنام یا رکشت مرا	قاصد آن حرف را مکن بیکوار	لا اعلم
پرستار زادہ نیاید بکار	اگر چہ بود زادہ شہر یار	"
چو پیل آبد فرویز و پروبال	چو نصرت آید شست آمد بدیوار	"
در برابر چو گو سپند سلیم	در قفا ہچو گرگ مردم و ر	سعدی
کسے کو نہ ار د نشان پدر	تو بیگانہ خوان و خوانش پسر	لا اعلم
پان کہا کر لب اعجاز و کہا و صاحب	تا چمک جائیں گہر لعل بدختاں ہو کر	"
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر	نہ ہو در و کی چوٹ جس کے جگر پر	"
راز دل را از و کس نہاں دار	از طبیب حا ذق و از یار غار	"
کتانہ کت انہی کت سسر و کت نیر	جوں جون بڑی اوستا توں سہیں سیر	لا اعلم
تمہی جگ میں آن کر دکھ شکٹ میں چار	بہون چھٹے بھائی مرے پتر مرے اک نار	تمہی میں
قدیمان خود را بیفزائے قدر	کہ ہرگز نیاید ز پروردہ عذر	لا اعلم

اگر پائے پلست و گر پڑمور  
 زترکتا ز حوادث دریں فتن مار  
 بنیدیش از اں مفلک بے پدر  
 چو دیدی کار رود کار گزار  
 بر سر ملک مباد آں ملک فرمانده  
 ہر کہ سبک بار سبک خیز تر  
 محشر تال کیا نہیں ہے عالم کون و فساد  
 یاد ہے لے زندگی جو کچھ کیا تو نے سلوک  
 دصوب دن کی و رات کی گرمی  
 علم سے عقل عقل سے تدبیر  
 ہوس سے ہی سب کی بس سیم و زر  
 ترا دیدہ میں و دل ہوشیار  
 چہ مایہ رخ کشیدم ز عشق تا این کار  
 زن نوکن لے یار در ہر بہار  
 علم کمزور تو ترا زبستاند  
 سمجھتے نہیں اس کا کیا ہے نتیجہ  
 علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار  
 بنا پریم یہ چھتے نہیں تلسی نند کشور  
 کرم میں و لطف خداوندگار  
 اول اندیش آنکھی گفتار  
 یار ناپا ئد اردوست مدار  
 نیم نائے گرو در مرد خدا سے  
 ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ

بہر یک تو داو می ضعیفی و زور  
 نہ خانہ ماند نہ مایہ نہ نخت نہ کاچار  
 و ز آہ دل در روندش حذر  
 قیاس کار گراز کار بردار  
 کہ خدار انبندہ فرماں ہزار  
 مرغ سبک پر بہر پر و تیز تر  
 و اعظنا داں نہ کراندیشہ در و ز شمار  
 وقت آخر کہ سائینگے اجل کو حال زار  
 بھاڑ میں جائیں ایسے پیل و نہار  
 اس سے حاصل مراد ہائے کثیر  
 جہاں تک ملے اپنے ہی جیب بھر  
 ز خود از ہمہ بیشتر شرم دار  
 با آب دیدہ و خون جگر گرفتندار  
 کہ تقویم پارینہ ناید بکار  
 جہل از اں علم بہ بود بسیار  
 سراسر بھرا ہے و ماغوں میں گوہر  
 ہر کہ می گوید کہ من داغ از و باور مدار  
 رام رام سب کوئی کہے بھگ ٹہا کر اوچور  
 گنہ بندہ کہ دوست و دشمن سار  
 پائے پست آمدت و پس دیوار  
 دوستی را نشاید ایں خدار  
 بزل درویشاں کند نیچے و گر  
 ہچماں در بند اقلیمے و گر

غفری

سعدی

جامی

لا اعلیٰ

"

"

شاطر

لا اعلیٰ

"

"

"

"

"

"

حکیم

لا اعلیٰ

"

تمکسی

سعدی

"

"

"

"

"

"

سحری

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

بترس از بروتی روزگار  
 و اگر عضو ما را نماند تشرار  
 که دوش تہی باشد از روزگار  
 بہ ز آد میان مردم آزار  
 بماند بر ولعت پاندار  
 عاقلان تسلیم کردند اختیار  
 بے تمیز از جند و عاقل خوار  
 تا بماند نام نیکت پائیدار  
 بہ از دست بر سینہ پیش امیر  
 پار سادان و نیکردانگار  
 عارفان از عبادت استغفار  
 خود از علہائے نکو ہند بری دار  
 در نشت است پند بر دیوار  
 بماند نام بلندش بہ نیکوئی شہوار  
 چو باغیان نبرد بیشتر دہانگوار  
 زشت باشد بچشم موشک کور  
 ولیکن چو گفتی و لیکش بسیار  
 صحبت گل خوش بے گزینی تنویش خار  
 بازی و طرافت جوانان بگذار  
 خرسک بازند کدکال و ر بازار  
 چہ فرق از آدمی تا نقش دیوار  
 سیکے را اگر توانی دل بہت آزار  
 اگر چند بے دست و پانید زور

غم زیر دستاں بخور زینہار  
 چو عضوے بدر آورد روزگار  
 چہ مردی کند در صف کارزار  
 گادان و خران بار بردار  
 نماند ستمگار بہ روزگار  
 ناسرے را کہ بینی بختیار  
 افتادست در جہاں بسیار  
 نام نیک فکاں ضائع مکن  
 بدست آہک تفتہ کردن خمیر  
 ہر کر اجامہ پارسا بینی  
 عاصیاں از گناہ تو بہ کنند  
 ولعت بچہ کار آید تسبیح و مرقع  
 مرد باید کہ گیسو داند گوش  
 نماند حاتم طائی و لیک تابہ ابد  
 ز کوۃ مال بد رکن کہ فضل ز ررا  
 نور گیتی خسرو ز چشمہ ہور  
 نگفتہ ندارد کسے باتو کار  
 سود و ریائیک بودے گر نبودے بیم موج  
 چوں بدیر شدی ز کودکی دست بدار  
 استا و محسوم چو بودے آزار  
 چو انسان را نباشد فضل و احسان  
 بدست آورون دنیا ہر نیست  
 ہمایکن روزے مار و مور



سعدی	خبر بد بہ بوم شوم گزارد	بلبلان مژدہ بہار بسیار
معنی	دانہ دانہ است غلہ در انبار	اندک اندک ہم میشود بسیار
جرات	ہو جو کچھ کام کبھی ہم سے بھی فرمایا کر	ہم بھی لے جان من اتنے تو نہیں ناکارہ
ناسخ	غیروں پہ لطف کرنا ہم کو دکھا دکھا کر	یہ بھی کوئی ستم ہے یہ بھی کوئی کرم ہے
۱۱	بلبل نالاں کہاں جائے گلستاں چھوڑ کر	جیتے جی جاؤں میں کیونکر کئے جانا چھوڑ کر
۱۲	پتے بھی بھاگتے ہیں خزاں میں چمن سی و دور	کیا روز بد میں ساتھ ہے کوئی ہم شمس
۱۳	مہتاب ہے زمین پہ مہ آسمان پر	اسفل نہیں ہو فیض سے اعلیٰ کے بے نصیب
ذوق	اگر کہلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر	ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبی زر
۱۴	بنائے سانپ کو کوڑا وہ شیر پر چڑھ کر	جو مارے نفس کو اور کرے اپنے غصہ کو زیر
۱۵	یاں سے تو جائینگے ہم لاکھ تمنائے کر	واں سی یاں آئے تھے لے ذوق تو کیا آتھے
حسن	کہ ہر رنج کے بعد راحت ضرور	مثل ہے یہ شہور لے ذی شعور
ظفر	آسیا بنکے سدا کہاے ہے پتھر چسکر	مٹھرنے دی ہے چین سے یہ گردش چرخ
۱۶	کھاتے ہیں دیکھو فلک پر مہ و اختر چسکر	رفت جاہ میں بھی گردش طالع نہ ٹگنی
۱۷	ایک جا ہرگز نہیں مجھ کو مستعدار	میں ہوں آوارہ برنگ بوئے گل
نصیر	مسند و افسر کہاں ہے زیر یا بالائے سر	حفنگان خاک سے کیا خاک ہم چھیں کہ اب
صبا	باندہ ہونہ غافلوی سے تحصیل زر و کمز	باز سزا نہ ہے سرقا روں پہ اب تک
۱۸	قطرہ بنتا ہے گہر و امل و دیرا ہو کر	فیض صحبت سے بزرگوں کے ہی خرد کو فروغ
۱۹	زر گل باغ سے اڑ جائیگا پارا ہو کر	آگ کی طرح کوئی دم میں خزاں آئیگی
صبا	ہم اسر کر لیں گے کبیل تان کر	شامینا نہ منعوں کو چاہئے
۲۰	کبھی بوٹی نہیں چڑھتی جہنم بدویانت پر	حقیر و زاروہ رہتا ہے جس کو حرص دنیا کی
۲۱	لے گیا تخت اٹھا کر زلیماں سر پر	پائیداری نہیں کچھ دولت دنیا کو دلا
۲۲	لبو سیہ نیکروں چھلے چکر میں ہیں ناسور	تپڑ روں کا بیاں حال کیا کر سے رنجور
کوثر	بعد مرنیکے پھر گنگا اک جہاں بالاے سر	کبرانساں کو ہے لازم کس حقیقت پر پھندا

<p>عشقی نیم احسان لا اظم ضعف لا اظم</p>	<p>ہاتھ میں اعمال نامہ بار عصیاں پیٹھ پر سوہوم جب ہوئی تو ہوئی نامور کمر چارون کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہا چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پروردگار ہمہ زیر کاں آور روزگار دوبارہ لب نکشاید صدف زابر بہار حاسد کو اغراض ہو حق کے کلام پر گر نبشتہ است پند بردیوار کھلیں آنکھیں تو میری خانہ صیاد میں آکر خزاں اس چین کی ہے آخر بہار کئے جا کام اپنا دل لگا کر سبے جن کو اپنی قوت بازو پہ اعتبار پھونچا ہے آسمان پہ مرا پائے افتخار لیتے ہیں بوسہ دم شمشیر آب دار متصل کام سے کیسے نہ پڑے سبع پہ بام شہرت پذیر سائے جہاں میں جوان کا وار نہ ہو اس سے مایوس امیدوار کایں ہمہ فتنہ است سر انجام کار بمردی کہ دست از تعنت مدار دوست نہ بیند بجنہ آں یک ہنر دائما یکجاں نباشد کار دوسراں غم مخور یکے آج دانند گر خاک گور بار خود بر کس میغلن زینہاں</p>	<p>آکے دینا سے یہ تحفہ لے چلے ہم رویاہ گم کر خودی کوتاہی حاصل کمال ہو رہتی ہیں فصل خزاں کی مدتوں تک گرمیاں مجھ کو مت ٹھکراؤ بس چلئے سنبھل کر دیکھ کر چو زیرک بود شاہ آموزگار کریم سائل خود را غسنی کند یک بار میں ہوں بشر کلام بشر ہے مرا کلام مرد باید کہ گیرد اندر گوشش میں کیا جانوں چین کہتے ہیں سکواشیاں کیا جہاں میں نہیں ہے کسی کو قرار چلا جا قہسرد و گردن جھکا کر ہے ان کے واسطے مدد بخت کا رساز نازش ہے اپنی خوبی تقدیر پر مجھے جن کو ہے آرزوئے وصال عروس فتح کیوں نہ تھک جائے شب و رات کی نیت باغ مردوں کا نام سنفخہ ہستی پہ رہ گیا افضل کرتے نہیں لگتی بار مردی از سفلہ مداں استوار چو حرفے پسند آیدت از ہزار گر ہنس کرداری و ہفتاد عیب دو گر دوں یک دور روزے گریہ کام مانہ بود دو چیز آدمی را براند بزور زحمت خود از مردم دور دار</p>
---	---	--

کہاں باغ دنیا میں ایسا شجر	کہ ہونچا نہ جیسے قضا کا تیر	لا علم
جو تیرہ شود مرد و روزگار	ہمہ آں کند کس نیاید بکار	=
کار پا کاں راقیاس از خود دیگر	گرچہ یک شد در نوشتن شیر شیر	=
ترا اگر بود اثر و پایا بر عمار	ازاں بہ کہ جاہل بود نگار	=
نہست بر مردم صاحب ہنر	خدمتے از عہد پسندیدہ تر	=
بر سر لوح او نوشتہ بزر	جو راستا و بہ کہ مہر پدر	=
حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست	در ویش صفت با شوق کلاہ شتری را	=
چھپ گیا وہ مہر خشاں بزم و دریاں چھوڑ کر	چل دیا وہ ماہ کنعاں قید زنداں چھوڑ کر	=
برگ درختاں سبز و فطر ہوشیار	ہر ورقے و فتریت معرفت کرو کار	سعدی
یہ کمی نہیند آگئی آگئی مسافراں رہ عدم کو	جو ایسے سوئے کہ چیز جگے تھکے ہم ان کو جگہ بگاڑ کر	میر
آشیاں سونہ اڑے ہو پچھے نہ ہم دامن ملک	ہم توبے بال پر نی سمجھے ہیں پر سے بہتہ	سودا
اس قدر تھا یا کرم یا ظلم رانی اس قدر	مہربانی اس قدر نا مہربانی اس قدر	درد
نہ گیا کوئی عدم کو دل شاداں لیکر	جو گیت یاں ہو گیا حسرت و اراں لیکر	مصطفیٰ
دوستی تھی مجھے دونوں سے گئے تاد قبر	دشمن بغش مری گبر و مسلمان لیکر	=
دشمن فقیر کی ہے سینہ سختی فقیر	گرتی ہے برق بھی تو گلیم سیاہ پر	=
عجب کیا کام بقدر وسعے نکلے گرامیروں کا	رفعتے شال ہو موقوف اکل و صبی کی سوزن پر	=
میکشد قامت بقدر ریشہ ہر غسل کہ ہست	ہر قدر بستی فزوں تر سرفرازی بیشتر	غنی
محسیت را خور و شمر در دیار زندگی	علیے رانی تو ان آتش زدن از یک شمار	=
دائہ بہتر در زمین نرم بالامی کشد	سرفرازی بیشتر جوں خاکساری بیشتر	رقیع
سفر بوم عزلت گزین و بہ عزت	کہ ہست زیب و قباچ خسرواں گوہر شایق	شایق
نامک دکھیا سب سنسار	سو سکھیا جس نام او ہا ر	نامک
طوق منت بر نہار و گردن آزادگاں	ترک احساں از ہر گمانت احسان و گر	صاب
آفتاب ساقاغت کن بنان منوختہ	لقمہ ہائے چرب و دوناں را بہ فواں و اگران	علی

حافظ	کجا بر تیر کردار میرسد گفتار	میان بلبل پروانه فرق بیارت
جامی	از صدف دارم بخاطر این سخن را گوش دار	هر که دارد دروغنی و نام چو اغش روشن است
ذوق	گفته جہاں ہی میں دریا بہت اتر چڑھ کر	و کہا نہ جوش و خروش اتنا سر چڑھ کر
لا اعلیٰ	بے تمیز از رحمند و عاقل خوار	او فسادست در جہاں بسیار
لا اعلیٰ	بہ نرمی بر آید ز سوراخ مار	کہ تیزی و تند ی نیاید بکار
سعدی	ز مفتاح خسرو از دست ہتیار	بہ ساقفلے است کا زراہت ناچار
لا اعلیٰ	کہ دست کرم بہ زبان دے زور	نہشتہ است بر گور بہرام گور
لا اعلیٰ	ولیکن نہر دیم با خود بجو مر	گر قیم عالم ہر دی و زور
صائب	خون من می خور و ز ہنہار مخور	بیشتمن بشکن و پیمان شکن
صائب	ہر چیز از توفوت شود و مختم شمار	سامان و ہر را ہمہ اہمہ اہم شمار
سعدی	بہ نقد این نفس را غنیمت شمار	چو ہمینا د عمر ست ناچار
سعدی	بروید گل و بشگفت لالہ زار	درینجا کہ بے مایہ روزگار
صائب	کہ کس بر سیریل نگیرد قرار	دلا و جہاں دل منہ زینہار
سعدی	در ہم و دینار را در زندگانی کن شمار	نخل را در برگ ریز از خود نشان جو نیست
لا اعلیٰ	درخت و جوش نیل و دربار	ہر آں کو نہ اندیش یا دگار
لا اعلیٰ	نام نیکو بہ کہ ماند یا دگار	چوں نمی ماند جہاں بر یک قرار
حسنت	عمر چوں آہست و باشد آب خوشتر و ر گزار	شکوہ کردن از شتاب عمر کا فر نعمتی ست
سعدی	نیست عالی ہمتاں را با کسے در دل غبار	ہست بر آباوی و ویرانہ کیساں محض ابر
سعدی	کہ کاذب بود و خوار بے اعتبار	دروغ اسے برادر گونہ نہار
سعدی	رخت حمالی برون کن چوں نداری اعتبار	خود پوشاں را ز مردم بر داری لازم ست
نظامی	مدارائے دشمن بہ از کار زار	ہمیں تا بر کید بندہ میر کار
لا اعلیٰ	تو انگریز آنکس کہ درویش تر	چو از زر تمنا سے زربیشتر
لا اعلیٰ	بس ست آشنائی من، آموزگار	بریدن ز ہر آشنائی شمار

صلاح خاص ان کس طلب کہ طاعت را	کنند ز دیدہ مفلح از گناہ پینہاں تر	لا اعلیٰ
دخراں ز عنایاں بانگ فوس نخواست	چوں ورق برگشت چشم یاری از یاراں مدار	”
نقواں شمار کرد جفاے زمانہ را	لیکن ہزار شکر کہ نبود بیک ہزار	”
میدہد مسکین از بچ تمام از دست نقد	گل نمی ریزد بروں تا بخرد دول فقار	”
آغوش مہ بروں آید ز شرم کاستن	خویش را در مفلسی منہا باہل روزگار	”
صلح کن با دشمنان از کیناش امین کش	سنگ را تا شکنی بیرون نمی آید شرار	ناصر علی
ظاہر فقرہ سپید است و نیز	دست و جامہ زان سہ گرد و چو قمیص	معوی
غافلند این خلق از خود اے پسر	لا جسم گویند عیب یک دگر	”
بر گہا ہم رنگ باشد در نظر	میوہا ہر یک بود نوع دگر	”
عقل قوت گیرد از عقل دگر	نیشکر کارل شود از نیشکر	”
حب الوطن از ملک سلیمان خوش تر	خار وطن از سنبل و ریحاں خوش تر	لا اعلیٰ
یوسف کہ بہ مصر بادشاہی می کرد	می گفت گدا بودن کنعاں خوش تر	”
دنیا میں کون ہر جو نہیں مبتلاے زر	جتنے ہیں سب کے دلیں بھری ہے ہوائے زر	”
چلتے چلتے جگ بھیابھیک دوارہ دور	گٹھڑی کی پک تھکے رہوں بسور بسور	”
زمین پر سے زیر زمیں کچھ تو لے جسا	کہ آنا نہیں ہے دوبار از زمین پر	جرات
جوانان شائستہ و بخت ور	ز گتار پیراں نہ بچند سر	سعدی
کیا نہی آتی ہے مجا و حضرت انسان پر	فعل بد توان سے ہولعت کریں شیطان پر	انشاء
نہجہ مخلوطا عالم قابل اصلاح نیست	وقت خود ضائع کن بر طاق نیانش گزار	صائب
نیست از عزلت غرض زہاد را جز خید خلق	عنکبوتاں را گس در غار وارگو شہ گیسر	”
از تہ دل گفتگوئے اہل حق را گوش کن	خالی از حسرت چہ حیواں سبویٰ خود میار	”
بیایاں رسد کیسہ سیم و زر	بگرد دہی کیسہ ہمیشہ و زر	”
تا نظر باز است دل در سینہ دارد اضطراب	شمع بے فانوس در دریا نمی گد و قرار	”
ریاضت کش از بہر نام و غور	کہ طبل تھی را رو دبا نگ دوس	”

کے شہوت آتش است از فے بہ پریشیز	بخود بر آتش دوزخ مکن تیز	صائب
مرو ز بار گنہ لے پس	کہ حال عاجز بود در سفر	”
بیکار محض کرتی ہے انسان کو فربہ	مغذو لطلق سے ہوز باں جیسے پھول کر	ایسر
خدا یا نہیں ہے کوئی چارہ گر	مگر تو کہ ہے سب کی تجھ کو خبر	اسمعیل
جو دم کٹے خوشی سے غنیمت ہے مفت ہے	کھئے خدا جہان کے رخ و لقب سو دور	تراب
تبدیل وضع کرنے سے رسوا ہو آدمی	اسوا سٹے اٹھاتے ہیں آنکلی ہلال پر	جویا
بات کہنی وہی زیبا ہے کہ جس میں ہوا اثر	ور نہ بے صرف نصیحت سے خموشی بہتر	حالی
گو کہ بدتر فقر سے یا رب نہ تھی کوئی بلا	تھا مگر ثروت میں اس کو بھی زیادہ شور	”
اگر وی ہے دولت خدا لئے نہیں	کر و صرف اللہ کی راہ پر	حامد
جھڑکتے ہو سائل کو کس واسطے	نہ بندوں کی شرم نہ اللہ کا ڈر	”
کر اہل حاجت کو تقسیم مال	کہ ہے جمع کرنا بہت خطر	”
کیا بخل قاروں نے تو کیا ملا	سخاوت سے حاتم ہوا نامور	”
جو بولڈ گئے بخل سخاوت یہاں	قیامت میں پاؤ گے اس کا ثمر	”
خواب سے اہل جہاں ہو بیدار	ہوں خبردار سفر ہے تیار	داور
ہائے نخوت یہ تری تیرا غرور	ایک دن تجھ سے یہ ہو جائیگے دور	”
ان کو بے پر عرض اعظم پڑا اتے ہیں مرید	کیا غضب لائیں خدا جانے جو ہوں پیرو نیکی	ذوق
اپنے خوش ہیں دیکھ کر حال ہوں	بیر رونے ہیں مری تقدیر پر	ذاکر
نیک انجام ہے نیکی کا بدی کا بد ہے	طالب خیر نہ ہوئے کوئی بد ظن ہو کر	سعید
نا خدا غائب ہے طوفان حوادث کا جزو	بچہستی میں جہاں عمر پر ہم ہیں سوار	شاطر
آہ خود ہو گئے ہیں خاک مل کر خاک میں	پانوں رکھ دینا بھی جن کو خاک پر تھانا گوا	”
غفلت و بھرت سے فرصت کب ملی ہو کہ یہاں	تھو نے بھی پائے نہ ہم جی بھر کے لے بار بہار	”
بروں کو بھی برا مت کہہ برائے دہریں غافل	وہی آواز پھر آئے گی گنبد کی صدا ہو کر	عاجز
چھوڑتے جاتے ہیں بزم و عیش یا ر و غما سار	ہم کو بھی جانا پڑیگا ہوگی جلا پنی پکار	عزیز

کمال	کبھی جاتا نہیں ہے اس کا اثر	لکھ گیا جو کہ صفحہ دل پر
لحہ	گر کیجے دعا تو ہے امید تاشیر	تقدیر کے واسطے ہے لازم تدبیر
مجبور	ہے قہر کی آنکھ اور محبت کی نظر اور	تیوری ہی کہے دیتی ہے حال دل انساں
محب	مسلط ہو نہیں سکتا ہے شیطان موشاغل	خدا محفوظ رکھے اصل بدکاری ہے بیکار
میر	پھوٹیں کہیں نہ آبلے ٹوٹیں کہیں یمنار	کس ڈھب سے راہ عشق چلوں ہی یہ ڈر مجھے
ناخ	جائے گا بناش تیری لاش عیا چھو کر	آج تو پوشاک پر مڑتا ہے کل تو دیکھو
نظم	بستی میں آئے خضر نہ ویرانہ چھوڑ کر	جو رہنمائے خلق ہے دنیا سے ہے نفور
ہشت	رہا یک چند میں بھی عبرت صاحب دلال ہو کر	مرقع درد کا بنکر الم کی داستاں ہو کر
ہدم	دیکھے نیزوں پر ہیں اکثر صاحب فر کے سر	صاحب طالع کو بعد از مرگ بھی ملتا ہوا ج
سعی	بہتر ز فقیہ مردم آزار	سر ہنگ لطیف فحشے دلدار
"	کہ بیا ز خست بیا رخوار	مکن رحم بر مرد بسیار خوار
"	گر بہ سختی ہمیر داند رخوار	نخورد شیر نیم خور وہ سنگ
"	بنہ و دست پیش سفلہ مدار	تن یہ بیچ رگی و گر سنگی
"	بے ہنر را بہ بیچ کس شمار	گر سریدوں نشود بہ نعمت و ملک
"	لا جور و دطلاست بر دیوار	پر نیان و سپنج بر نا اہل
"	سر بہ بے حرمتی کشد ناچار	بہ لطافت چو بر نیاید کار
"	خویشتر ہم تختے بر گیر	از زر و سیم راحتے بر ساں
"	کوشش بیفائدست و سہمہ برابر وئے کور	کسے نتواند گرفت دامن دولت بزور
"	کہ سہلے بہ بند و در کا زار	چو پر خاش بیہی تھل بسیار
"	معصیت را خندہ می آید ز استغفار	سبحہ بکف تو بہ برب دل پر از ذوق گناہ
۱۱	بہر چہ حکم رود و بندہ ایم خدمت کار	بہر چہ امر شود چاکریم و دولت خواہ
"	از و جز سیمای ہی نیابی دگر	اگر تو شوی نزد انگشت گر
"	نہ شو دکم زیادہ از تقدیر	بہر چہ در قیمت ست می آید

لا اعلیٰ	از نیکی خویش تن تو گذر	یار ب من اگر بدم سراسر
»	کفش چوں دندان نماید شود از پا دور	لائق محفل نباشد ہر کہ خند دے محفل
»	مار انباشد غیر تو در دل تمنائے دگر	عید ست دارد ہر کسے عزم تماشا ئے دگر
»	در حیرت کہ جان بکدامی کنم نشار	قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید
نا سنج	پاؤں کے بدلے رکھا سر سائیہ دیوار پر	غش مجھے کیا جو میں پہنچا در دل داپر
حافظ	سر ز شہا گر کند غار میخان غنم مخور	در بیاباں گر بشوق کعبہ خواہی زو قدم
لا اعلیٰ	دین و دنیا را بدین او دہش معور دار	و اد مظلوماں بدہ مقصود محرمات بر کار
»	دسترس و ادت خدا افتادگان را دست گیر	سر بر آوردی بدولت پایمردی کن بطفت
»	نکند صد ہزار تیر و تبر	انچیک پیر زن کند بہ سحر
»	درد و جہاں واسطہ اقدار	ہست طواف حرم کردگار
»	گدائے گوشہ نشینے ترا بدخل چہ کار	امور ملک خوش خیر و ادا دانند
»	نگوں طالع و بخت برگشتہ تر	ندیدم ز غمت از سر گشتہ تر
»	اور اشک از میکانہ بردار	ہر کس ز ولت کرانہ گیرد
»	مالش ندامت بود سر بسر	تکبتر کند ہر کہ شد بے ہنر
»	نام سلطان زان نماید تا قیامت یادگار	در امور ملطنت از عدل برتر پہنچ نیست
»	نام خود در ہر دو عالم میگزارد و یادگار	خدمت خود م ہر کس کرد از دل اختیار
»	بر تخت سلیمان بکند جلوہ گری مور	اقبال شود یاد و رو صد عیب شود دور
»	نرسد لغزشنت در آخر کار	اول اندیش بعد از اں کردار
»	کبھی خشک سبزہ خزاں کاغذ	کبھی فصل گل کی چین میں بہار
»	بر حال من خستہ و دلریش نگر	شاہا ز کرم بر من درویش نگر
»	بر من منکر بر کرم خویش نگر	ہر چند نیم لائق بخشائیش تو
»	گنہ بندہ کردست عاود شرمسار	کرم بین و لطف خداوندگار
»	ز اں دگر سے بجز یہ بروئی بکار	تا بہ یکے بجز بہ آنجوسی



سعدی	ولیکن چو گفتمی دلش بیسار	نگفتہ ندارد کسے باتو کار
	ہر آنچہ ناصح مشفق بگویت بنیدر	نصیحے گفت بشنود بہا نہ مکیسر
	ہموارہ مرا عید ز دیدار تو ہموار	یک روز بود عید بیک سال یکبار
عرفی	نیا فتم کہ فرو شد بخت در بازار	جہاں بختم و در داہمچ شہر و دیار
	جای یوسف را نیگز و سچ فرزند دگر	از عزیزاں با تو مارا ہست پیوند دگر
	بدولت جوان و بد بدیر پیر	جوان و جوان بخت و روشن ضمیر
غنی	بیم افتادن نباشد ہر کہ باشد سوار	از منزل پست فطرت را نباشد ہیجاک
ملک	زخت حامی بروں کن چوں نداشتاں با	خرقہ پوشاں را ز مردم برباری لازمست
سوی	کہ من خویشتم را کنم بختیار	نمودند در دست من اختیار
"	پیرو کہ روزی دہدیوہ بار	در قتی کہ بختش بود برقرار
فرت	میرسد در گوش مارا ایں صدا از کوہسار	مرد از حاضر جوابی صاحب تکلیں شود
غنی	در دست اختیار نباشد عمان عسیر	معلوم شد ز جنبش بنظم کہ یک نفس
لا اعل	کلید احزاں شود روزے گلستان غم مخور	یوسف کم گشتہ باز آید بہ کنعان غم مخور
"	جو دل کہ ہو بے نور وہ جل جائے تو بہتر	جو چشم کہ بے غم ہو وہ ہو کور تو بہتر
"	ہر سبج لطف بادہ و ہر شام یک نگار	ہر روز روز عید و ہر شب شب برات
"	ہماں ز رست پس اینجا ز رست بر سر زر	دو صرف زر ع ز رست و یکے کہ میماند
"	جائے گل گل باش و جائے خار خار	قہر و لطف اندر محل خود نکو ست
"	بادہ من در جسم و من در خسار	سو ختم از غصہ دریں نو بہار
"	نگرداں پیش خویش صاحب ملار	کسے را امتحاں نا کردہ صدار
میر	دو نون ہاتھوں سے تمام لودستار	نیر صاحب زمانہ تا زکست ہے
لا اعل	دعائے محمد دیدی کہ چوں آمد بکار آخر	سہم یار کہ جاناں را از عارض بوسہی بینم
"	بہت سی کی تو نے بت پرتی اب یک و دن خدا خدا کر	کئی گویا شب جوانی بس آن پہنچی ہے صبح پیری

زن حائفہ سے کر دس حذر  
 اوروں کے عیب کچھ کے ہوتا ہے جو بشر  
 یشت خاک بھی کس کس طرح کارنگ لاتی ہو  
 فتنہ پرواز جفا ساز کسک عیسار  
 دریں درطہ کشتی فروشد ہزار  
 برآوردن کارامیت دوار  
 بدت آہک تفتہ کردن خمیسر  
 چہا پر چیز ذل غم برد کد ام جیسار  
 کمان عشق ہر جا انگذتیسر  
 ایک دست میرسد کار سے بکن  
 بشکر شود ملک عالم میسر  
 پھر بہار آئینگی تجھ میں لے گلستاں غم نہ کہا  
 جو ہر خوب کو درکار ہے آرائش خوب  
 بہر چہ امر رود چاکریم و دولت خواہ  
 ہے مضحکہ چہاں میں جو ہو عشق بے محل  
 مشورت بادوستان ذی شعور  
 بہار آئی ہے جو بن ہے گل سرین و موں پر  
 مملکت معور خواہی خلق را معور دار  
 بیتاب ہو کے روح زلیخانے آہ کی  
 باہستگی کا رعسالم برآر  
 از کجای آئی لے سرست نجبی موی ناز  
 اندک اندک ہی شود دبیار  
 رزق تو در خواہش ہے پہنچتا سب کو

۱۱۱۱۱۱  
 نہیں تو مرض کا ہے اس کھنجر  
 لے یا رود و جہاں میں ہے مغرور بشر  
 تماشا ہے نہیں رہتا ہیو لے ایک صر پر  
 ہائے افسوس دل آیا بھی تو کیا کس پر  
 کہ پیدا شد تختہ برکت ار  
 بہ از قید بندی شکستن ہزار  
 بہ از دست بندی بہ پیش امیر  
 شراب و سبزه و آب رواں و روئے نگار  
 سپر واری نباشد کار تدبیر  
 پیش از اں کز تو نیاید اسچ کار  
 بہ مال ست ترتیب بکرمیسر  
 وہ چلی آتی ہے فوج غنایاں غم نہ کہا  
 خوب تو آپ کی خوبی سے ہے ٹھہرا گوہر  
 بہر چہ حکم شود بندہ ایم و خدمت گار  
 دل دیکھئے تو یا رطرح دار دیکھ کر  
 ہست در ہنگام حاجت بالضرور  
 جو انان چین نازاں ہیں اپنے اپنے جو بن پر  
 وز سرایشاں بلائے ظالماں را دوردار  
 سناں حسن و عشق کا بازار دیکھ کر  
 کہ درکار گرمی نیسا بد بکار  
 عطر آگین تا بدامن عنبر نشان تا کر  
 دانہ دانہ است غلہ و دانبار  
 مرغ کو دانہ ملاہنس نے پایا گوہر

عرق آلود زلفیں ہیں رخ رنگین جاناں پر  
 ز مفلسی چون باشد بدست یک دینار  
 نزدیک اکابر ہنس و رور  
 اگر دیدے رخ آں ماہ پیکر  
 غوطہ دریاے سخن میں ہے لگانا بہتر  
 مدار پند خود از نیچکس دریغ و بگو  
 زناں را کید ہائے بس عظیم ست  
 غلگین شوکر ساقی قدرت ز جام و ہر  
 جو تنگدست ہیں ان کو ملازمت موزوں  
 نبار دہوا تا نہ گوئی بسیار  
 ہاں شونو میدچوں واقف نہ ز اسرار غیب  
 آدمی پہچان لیتا ہے قیافہ دیکھ کر  
 ولا ز حال بدخود جمع کن ز بہار  
 ندیدم ز غماز سر گشتہ تر  
 جو کوئی حد سے بڑھاوس کی خرابی آئی  
 خبیر دار ہشیار سے ذوقار  
 قضا چوں ز گردن فرو ہشت پر  
 اے رشک قمر کلبہ احسناں میں ہماے  
 کوہ کن ہم تو نہیں ہیں جو سہا پنا پھڑیں  
 جو عادل رہے گا تو شام و سحر  
 اداسے جبک کے ملے ہو نگہ نقل کرتے ہو  
 آنکھ سے آنسو بے سینہ میں دل ٹھٹھکا ہوا  
 عمر قلیل آمد و مسلم کشیر

شرح کا ہے عالم بچھایا ہے گلستاں پر  
 چہ سود گر بفر و شذ بخت در بازار  
 عیب سے نہ بود بجزیل بدتر  
 غلیل بت شکن می گشت آذر  
 آگے تقدیر سے خرہ ہلے یا گو ہر  
 اگرچہ از طرف مستح بود تقصیر  
 ز کید زن شود دانا گرفتار  
 گہ صاف لطف می دہد و گاہ در دہ قہر  
 تجارت ان کو ہے ثایاں جو لوگ ہیں دار  
 زمیں ناورد تا نہ گوئی بسیار  
 باشد اندر پردہ بازیہاے پنہاں غم مخور  
 خط کا مضمون بھانپ لیتے ہیں لاف و دیکھ کر  
 صبور باش کہ نیکو شود با خسر کار  
 نگوں طالع و بخت برگشتہ تر  
 خاک پر لٹھتے ہیں یار کے گیسو جو کر  
 طوائف کا ہرگز نہیں اعتبار  
 ہمہ عافلاں کو رگزدند و کر  
 رہ جا کسی شب اپنا ہی کاشا نہ بھیکر  
 جو مگر چھوڑ دیا کرتے ہیں بھاری تھکے  
 کہیں گئے بچھے خسرو دادگر  
 ستم ایجا دہونا دکھائے ہو کہاں ہو کر  
 رو دیا جب یاس سے بھائی کو بھائی بھیکر  
 انچہ ضرور لیت ہماں پیش گیر

سعید  
لا اظم

نظامی

لا اظم

”  
”

حیرت کھن پرین ملہ بدینش است  
ابھی گل نہں ہے تھے اور فیچے چھاتے تھے  
باطل ست آں کہ مدعی گوید  
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے  
میان جاہل و عاقل تفاوتیں تھیں  
سخن تاپنر سند لب بستہ دار  
گر سلف دیکھیں ہمارے زندہ ہو کر اب ہیں  
جنگ و صلح بے محل ناید بکار  
بادل تو ان کرد اصلاح کار  
خمیرے کماں روشن ست از غبار  
چو وقت آید نماز وقت بگذار  
برزباں تسبیح و در دل گاؤں  
حوصلے سے حوصلے تھے دلوں سے دلوں  
زینہ سار از قرین بد ز نہار  
فرق ست میاں آنکھ یارش دہر  
نظر خلق سے چھپ سکتے نہیں اہل صفا  
ندہ ہوں شہنشاہ روشن رائے  
ہم کو قول کے حسینوں سے بڑے بیخ ہوئے  
تباہی میں نہ ڈالے گردش بخت آسمان کر  
منور ہو گئی میری لحد کس مہ کے پر تو سے  
ہست در ہنگام حاجت پر ضرور  
برہم علم کل کوشش دہر چہ خواہی پوش  
چو در طاس زخندہ افتاد مور

ہر کردانا تو درین ہنگامہ حیراں بیشتر  
یکایک چھا گئی کیسی لہو اسی باغ عالم پر  
خفتہ راختہ کے کند بیدار  
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور  
کہ اس کشیدہ غماں باندہ آں گستہ مہار  
گہر نشکنی تیشا ہستہ وار  
آئے نسبت اور قرابت سے ہماری ان کو عار  
جائے گل گل باش وجائے خار  
ازاں پیش کز کف رود اختیار  
شود نقش غیبے در و آشکار  
فرائض با جماعت ہوش میدار  
ایں جنیں تسبیح کے دار داثر  
آج وہ سب مٹ گئے گور غریباں دیکھ کر  
دقتار بست غدا بانار  
با آنکہ دو چشم انتظارش بردر  
تیر دریا سے بھی جاؤ صوفی نکالا گوہر  
بفرمایہ کار ہائے خطیر  
خوش رہا کرتے تھے بریوں میں سلیمان کنویر  
مدد اے خانہ بردوشی چلا ہوں لامکان کر  
چڑھائی چادر ہستاب کس نے میرے من پر  
مشورت باد و ستان ذی شعور  
مباش غرہ بز زمین چیرہ و دستار  
رہا نندہ راچارہ باید نہ زور

۱۷ علم	پارساواں و نیک مردانگار	ہر کرا جامہ پارسا بینی
”	از درخت بید می جوید تشہ	ہر کہ از ناکس طمع دارد وفا
”	اور از بزرگ دال و غم کا رخویش خور	دشمن اگرچہ خود بود از طریق حسد
”	بڑی بات کہنے سے چپ رہنا بہتر	تھو شی سے ہے خیر کی بات خوشتر
”	زانکہ ہست از دشمنان کرو کار	تا توانی دور باش از سو خوار
”	زیاں گویدم و کردم زگفتہ استغفار	ستیزہ با چو تو قہر و لیل دانش نیست
”	دل میرو و بکعبہ و من میرو م بہ دیر	دارم ز کفر و دین بہر یک قدم و سیر
”	اوتار بن کے گرتے ہیں پریوں کے جھنڈ پر	یہ جو مہنت بیٹھے ہیں رادھا کے کھنڈ پر
”	ہر برس کے ہوں دن پچاس خوار	تم سلامت رہو ہزار برس
”	رخ میری طرف نظر کہیں اور	کھلتے ہیں کچھ اشتیاق کے طور
”	کہ شیریں بود بادہ از دست یار	بدہ ساقی آں تلخ شیریں گوار
”	نہ جاؤ عاشق و معشوق کی لڑائی پر	بگاڑ بھی نہیں ان کا بناؤ سخیلی
”	گرچہ ڈھونڈو تھے چراغ رخ زیبایاں	مجھ سا جاننا ز وفا دار نہ پاؤ گے کہیں
”	دوڑ کر جاتا ہے پیاسا چاہ پر	چاہ پیاسے تک نہیں آتا کبھی
”	دسترس و ادب خدا افتادگاں را دست گیر	سر پر آوری بدولت پایہ روی کن بلطف
”	نا تو اں کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کنوچو	زیر دیوار ذرا جھانک کے تم دیکھہ تو لو
”	برکاب تو دو دو گر بودش پائے دگر	سرودربانغ بیک پائے قیادت بگر
”	چشم باطن بیند از نزدیک و دور	ہر کرا شد چشم او فارغ ز نور
”	تو ابلہانہ گریزی بہ آگینہ حصار	ز منجنیق فلک سنگ فتنہ می بارد
”	سخت گیر فلک ماں را در حصار	منجنیق آہ مظلوماں بہ مسج
”	آیا مگر نہ حرف تنکایت زبان پر	غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا میری جان بدر
”	زخم کھاتے ہیں امید نکاشتانی پر	ہم وہ شتاق ادیت ہیں فلک غور کسشن
”	رقیب روسیہ رہتا ہمارا ستیں بکر	محبت کی اگر عقدہ کشائی ہو تو کو کون ہو

صاحب کا گہر دُور ہے جیسے بنی کھجور  
 مجال گفتگو کس کو فنا کا جب پیام آیا  
 نگہ دار دآں شوخ در کیسہ دُر  
 بڑا ہوا تو کیا ہوا - جیسے بنی کھجور  
 گل کھلاے گی نئے گلشن میں اب باد بہار  
 جب بھیسٹر پڑیں - بھگتن پر  
 کس را بے قرار ی داں جھونار  
 علم باطن ہسم چو مسکہ - علم ظاہر چو شیر  
 نہ پھول بن نہ گی یہ غافل نہیں ہی کچھ اعتبار کا  
 ہو گئی ثابت دورنگی گلشن ایجاد کی  
 کبیر یا بار و کھڑی - دو پھیل کی داتار  
 خدائی بھر کو چل دین ظاہر دیکھو تو بھولے ہیں  
 سمجھانیسے تھا - مجھے سروکار  
 کریں سیر دنیا عدم سے نکل کر  
 از من مسکین دریشکیں ہوا  
 گفت چشم تنگ دنیا دار را  
 چوتیرہ شود مرد در روزگار  
 ہر چہ رفت از کف بدست اورون او شکست  
 غم قلیں آمد و کار ت کشیر  
 گرچہ بر خارا نباشد نیش کشم کا رگر  
 از بدی نفس خود ہر گزند از زان گذر  
 کہاں لیماں - کہاں کند کہان سجم اور کہاں ہوا را  
 یہ کچھ غلک کے تھے تلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

لا اعلم

چڑھے تو چا کھے بریم رس گرے تو چکنا چور  
 ہوئی خاموشی خشنوع بھی آتش زباں ہو کر  
 کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر  
 پنتھی کو چھایا نہیں - پھل لاگے آتی دور  
 رنگ ہو گا جن میں لیکن بو ہو گی زینہار  
 بھاگ لے بھگون - اس ستمن پر  
 قرضدارو - مرصدا رو - غرضدار  
 کئے بودے شیر مسکہ - کئے بودے پیر پیر  
 کہ راہ لگی یہ پنی اکدن عدم کا رستہ تجھے بتا کر  
 گل کو خنداں دیکھ کر شبنم کو گریاں دیکھ کر  
 کھاوت - خربت منکتی ہے سخت زک و دار  
 یہ بت آفت کے پتلے ہیں نہ جائے انکی ہتھو پر  
 اب مانو نہ مانو تم ہونختار  
 یہ خواب اپنی آنکھوں سے دیکھ آئیں چکر  
 گر خطاے ہر فتنہ باشد آہو گیر  
 یا قناعت پر کند یا خاک گور  
 ہمہ آں کند کس نیاید بکار  
 چوں کند گرد آوری گل ! بری غارت بردہ را  
 انچہ ضرورست بدو شغل گیر

صائب

لا اعلم

## ز

<p>باید رفت ازیں کاخ دل افروز شیخ کرتی ہے ہماری گور پر ماتم ہنوز</p>	<p>اگر صد سال مافی در یکے روز دل جلوں پر روتے ہیں جنکو ہر کچھ سوز جگر</p>
<p>میر تقی</p>	<p>فیض نیکیوں سے نہ ہو اداں کو وہ جو ہیں بدست</p>
<p>۲۰</p>	<p>نہ گل نغمہ ہوں نہ پردہ ساز</p>
<p>آتش</p>	<p>مجبو بوجھ تو یہ عجب کیسا ہے</p>
<p>غالب</p>	<p>ہوں گرفتار الفت صبا</p>
<p>۲۱</p>	<p>ہر روز عید نیست کہ حلوہ خورد کسے</p>
<p>حسب</p>	<p>مرا خود دلے دروند ست خیز</p>
<p>لا اعلیٰ</p>	<p>اگر میخواہی کہ نشو و چو یوز</p>
<p>۲۲</p>	<p>کلید در دوزخ ست آں نماز</p>
<p>۲۳</p>	<p>کند ہم جنس با ہم جنس پرواز</p>
<p>سعدی</p>	<p>چوں نداری ناخن درندہ تیز</p>
<p>۲۴</p>	<p>دل من داند من داند و داند دل من</p>
<p>سعدی</p>	<p>مٹ گئے تیرے مٹانیکے نشاں بھی ابانو</p>
<p>۲۵</p>	<p>موتے بلبلیس سیاہ کرو گیسر</p>
<p>سعدی</p>	<p>ہر جہد جفا کند کہ شکایت نہ کینم</p>
<p>۲۶</p>	<p>وقت ضرورت چو نماید گریز</p>
<p>۲۷</p>	<p>چو جنگ آوری با کسے بر تیز</p>
<p>۲۸</p>	<p>اسپ تازی دوتک زود شتاب</p>
<p>۲۹</p>	<p>اشتر آہستہ آہستہ میر و شب و روز</p>

میراث پدرخواهی علم پدر آسوز  
 سدی کس مال پدر خرچ توان کرد به دود  
 مرغ از بیض بروں آید و روزی طلبید  
 آدمی زاده ندارد خبر و قتل و تیسر  
 گریب سرب روی رود از شهر خویش  
 سختی و محنت بیرون پند و روز  
 کرم لطف کن در آنجا که بینی ستیز  
 بزد قتل را کند را تیغ تیز  
 ز تقوی چسراغ رواں بر سر روز  
 که چون نیکبختان شوی نیک روز  
 میفرایند دل صحبت اندر ده دل  
 آفرین چون زمستان بیشتر گردد شود شهادت از  
 از خود آرا طمع سیرت شائسته خط است  
 صاحب که بروں سازد و روں سازد لگه و هرگز  
 صدق دار گوهر شناسان راز  
 زبان جسته بگوهر نه کردند باز  
 نظامی بهستان گل راست کردن منور  
 که بوسے و رنگے دهد دل نواز  
 جہاں به نزد حسد و منہ محنت آباد است  
 فراغت از طلبی از سر جہاں بر خیز  
 لا اطم او بجد پیش آدم و این پیش حق نکود  
 شیطان ہزار مرتبہ بہتر بے نماز  
 سدی چو خاکت می خور دین خور غم برو و نادمی کن لے یار دل افروز



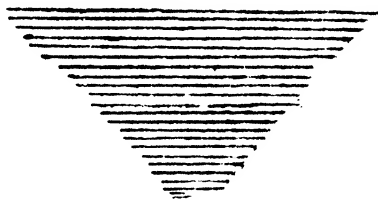
از غم احسان کس دست طلب را پر کن سترا قدمش کرشمه و ناز یارستم کار مشو لے عزیز دریں گنبد بیکجی برکش آواز از صحبت بادشہ پیر میسر ہر دو عالم قیمت خود گفتم منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز دل بست لے خردمند زندان راز بخت رمیدہ رو لبو کسے من نہادہ باز بیل و ہ ہوں چھانہ پس مرگ بھی چین تو باز ساعد شاہی باستخوان منگر کہ شہوت آتش ست ازوے پیر میسر گو خاک ہو گئے نہ گئی جہتوے یار روز عیش و طرب و ماہ صیامت امروز بر و نال از شامیکہ صبح در پیئے اوست آتشے از عشق در جان بر فروز یاد آن رونق بازار ہنر و بے داد	آبرو خواہی بنان خشک چوں آئینہ ساز ہم سرکش حسن و ہم سر انداز تا کہ ازاں قوم نباشی تو نیز کہ گنبد ہر چہ گوی گویدت باز چوں ہینرم خشک ز آتش تیسر نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز چہ شکر گویمت لے کار ساز بندہ نواز چو گفتم نیساید بزنجیر باز بر من در سعادت و دولت کشادہ باز گلبن تلے پڑے میں مرے منت پر ہنوز ہما کسے ہمت خود را بلند وہ پرواز بخود بر آتش و درخ کن تیسر جوں گم و راہ پھرتے ہیں ہم و بدر ہنوز کام دل حاصل و ایام بکام ست امروز کہ شیش و نوشن ہم باشند و شیب و فراز سر بسر فکری عبادت را بسوز یاد آن گرمی چنگامہ فن در شیراز
--	--

## س

چو کنجک در بازار دید از نفس قراش نامند و آں یک نفس حسراں تو دیکھ بھول بھیرے تھی کل صبا اک برگ گل گر آنہ جہاں تھا مرا قفس	۱ ۲
---	--------

علم	یہی روئیکی ہوس ہے ہی مننے کی ہوس	شمع روتی ہے کہ منہستی ہے مگر جلتی ہے
ر	ناکس بہ ترمیت نشو لے حکیم کس	شم شیر نیک زاہن بد چوں کند کے
ظفر	یہی رونے کی ہوس ہے ہی مننے کی ہوس	ہم وہ آوارہ وہ سرشتہ ظفر ہیں کہ ہیں
ر	اور سب شوئے بے دھوکا	ہے لباسوں میں لباس اپنا لبالب
ر	می نویس و می نویس و می نویس	گر تو می خواہی کہ باشی خوش نویس
تلاش	کر لگا سو ہی بھر لگا، تم کیوں بھٹا و مٹا	تلسی کا گہر دور ہے گٹھ کتروں کے پاس
سلاک نام	بیگن سی چکی بھلی جو عالم کہا ہے پیس	بے فیض سے مرغی بھلی جو انڈے دیو تھیں
لا علم	بج کیا تھا بھاٹ نے سو کے بانٹے تھیں	بج کریں ہمیں بانٹے اور کریں سب سے
مٹنگ	ناری ڈورے نہ میری ڈورے اور گٹھے ہمیں	دھوئے دھوئے سب پہلے اک دھوئے پہلے دیکھیں
لا علم	کہ مفلک نہ دار در سلطان ہاں	عمل گرد ہی مروت شناس
ر	بر رسولان بلاغ باشند و بس	گر نیا مد بگوش رغبت کس
ر	ازاں می گنجد؟ درو کین کس	دل خانہ مہر یا راست و بس
ر	چو آسائش خویش خواہی بس	نیا ساید اندر دیا رتو کس
ر	ہم ز دل فریاد ہا دارم ہم از فریاد رس	یا ربے پروا و فریاد دل من بے اثر
سوی	و رباع لالہ روید و در شورہ بوم کس	باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
نظامی	اگرچہ بیابم بر آں دست رس	ندارم طمع بر زو سیم کس
حافظ	کہ بے مرغ قیمت ندار نفس	غنیمت شماراں گرامی نفس
جای	زشت باشند جامہ نبی طلسم و نبی پلاس	بالباس فقر ناید خلعت شاہی درست
صبا	از لعابے عنکبوتے می شود عاجز مگس	برخی آید بقائع زو ر بازوئے حریص
حافظ	تو اہل فضل و دانش ہمیں گناہت بس	فلک بدم ناداں و ہد ز مام مراد
صائب	زادیں رہ دانہ دل بس بود ہم چو حرس	و ربیا بان تو کل تو شہ در کار نیست
والا	می شود زنجیر آخر شہد بر پائے مگس	وام آفت داں مکن بر نعمت دنیا ہوس
خریں	باقیہ مستورہ و نیا چہ کنند کس	دل کنند و کام دل از وہر و محال است

بندیش و آنکہ برآو نفس و زان میش بس کن کرگو بند بس  
 جہاں بے برادر نماند بکس دل اندر جہاں آفریں بند بس  
 ترک دنیا شہوت ست و ہوس پارسائی نہ ترک جامہ و بس  
 روز آئیں ہم جو آج بٹھاؤ بلا کے پاس  
 یوں بے بلائے ہم تو نہ جائیں خدا کے پاس  
 ایں ہمہ زمینت زناں باشد  
 مرد را کیر و خایہ زمینت بس  
 چو در مقابلہ جسم لطف بیند کس  
 شود خجل زدہ و ایں خجالت اور بس  
 صحبت شاہ راز ر وئے قیاس  
 ہسم چو دریائے بے کرانہ شناس  
 صائب و وجیزی شکند قد شعرا  
 تخمین ناشناس و سکوت سخن شناس  
 ترک ستم کن زندامت ترس  
 و ذفرع بروز قیامت ترس  
 آؤ مجنوں غم فرقت کی کریں کچھ باتیں  
 دل بہل جاتا ہے بیمار کا بیمار کے پاس  
 ماقصد سکندر و دارا خواندہ اہم  
 از ما بجز حکایت مہر و وفا پیرس



## ش

لا اعل	فراموشی شده از دل فراموش	نیم یک خط از یاد تو خاموش
~	کسکش بود دشمن از دوستیش	بود دشمنش تازه و دوست ریش
~	اکنون خط تو نهاده ام بر رخیش	سر خط تو نهاده بودم برین پیش
~	آنرا که عقل بیش غم روزگار بیش	عقل مثل طفل شود فکر خدا کند
~	پیکداں گرچه زرباشد تلف درفش	سفل هر چند غنی گشت به عت نرسد
~	زهر و چشمه خون ریز دار خوانی مسلمانش	مسلمانی کسے داند که در یک رنگی وحدت
صائب	بد خاری دارد از پی این نثر لب جامش	تا بهم واری بر آید کار و رتدی مکوش
حافظ	تو همچو باد بهاری گره کشای باش	چو غنچه گرچه فردست کیست کار جهان
غنی	نقش خود را بوقلم بنشان خود استاده باش	بهر خدمت پیش ارباب سخن آماده باش
اشرف	خود نهال خویش و خود آب و ان خویش باش	کار خود کن راست چون نواره از امداد غیر
لا اعل	بصدنهر غم آستن است ماد عمیش	بسبب که فتنه عالم زیاده می زاید
سعدی	و گرمی کنی می کنی پنج خویش	مکن تا تو انی دل خلق ریش
لا اعل	خواجہ را مالست و مالش عیب پوش	خواجہ در عیب است غرقه تا بگوش
~	نہاں ز چشم سکنند رجا آب جیواں باش	گرت هو است که با خضر هم نشین باشی
راغب	سرگرم خوش معاظمی چون تنور باش	بتان ز خلق خام و بده پیخته در عوض
تطای	بنیکی و گرجا مہامی فروش	یکی جامہ در نیک نامی بپوش
سعدی	کہ آگاہم امروز فردای خویش	رہ راستی گرم امروز پیش
~	نگوید سخن تانہ بیند خموش	خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش
غنی	سخن خویش نسجد بسخداں مفروش	تا کہ شاہین زیانتت بر از وی دو گوش
صائب	صائب ہنمزدہ زن و بحساب باش	خواہی کہ بہ حساب بخت ترا بزد
سعدی	کہ نہاند و بماند سیم وزش	ز نہ گانی و مرو نش بد بود

ہدیہ مانگد تیاں راہ چشم کم ہمسایں  
 سگ کہ و فساے بریا نیتش  
 نیز ز غسل جان من زخم شیش  
 بغفلت عمر شد خاک طہ بیابا مایہ سے خانہ  
 کرتے ہیں بہت صاحب تدبیر پس پیش  
 جھوٹوں میں ہم فقیروں کی بسہ ہونے لگی  
 چو آزر دہ شد خصم ایمں بہاوش  
 رموز مصلحت ملک خسرواں اند  
 کون سنتا ہے فغان درویش  
 نگویند از سر باز یہ چہ حرفے  
 اگر صدا بگفت پیش نادان  
 من نیگویم زیان کن یا بفکر سوداوش  
 ز دستم رفته ماہ و ہفتہ خویش  
 اگر خویش را ضعی کیا شد ز خویش  
 گر غمے آید گلوے او بجگہ  
 ستھدی ہمہ روز پند مردم  
 کون سنتا ہے فغان درویش  
 تعلیم ز راہ گیر و رکب محاش  
 تانہ اگر ید کو دک حلوا فسروش  
 آنرا کہ ندانی نسب و نسبت خاکش  
 در میان قعود یا تختہ بندہ کردہ  
 سننے سمجھنے کو بات حق نے دے ہو گوش

از مرو ت بر سر خوان تہی سر پوشش  
 بہتر از ان کس کہ دستا بستش  
 فضاغت نکو تر بدو شاییش  
 کہ نگواں مستست بیا موزندہ کز خوش  
 پر نیکی کیے کیا کرتی سہہ تقدیر پس پیش  
 پنے محلوں میں ہیں لے آسمان زردا خوش  
 خرائیدہ راہست قصد خراش  
 گدائے گوشہ نشینے تو حافظا محوش  
 تہر درویش بہ جان درویش  
 کزاں پندے نیکر و صاحب ہوش  
 بخواند آیدش باز یہ چہ در گوش  
 اسے ز فرصت پیچور ہر جہ باقی زوداوش  
 کجا با ہم عمر رفته خویش  
 چوبیگا نکاشش بر اندازیش  
 دادا و لبان و میرداداوش  
 میگوید و خود غنی کند گوش  
 اور وہ بھی زبان درویش  
 چیزے بسوئے خود کش و چیزے میباش  
 بحر لطف حق ہی آید بخوش  
 دانرا کہ نبود تیج گو اسے چو فحاش  
 باز میگوئی کہ دانش ترکمن بشیار باش  
 حق بطرف جسکے ہو آج نہ ہو خمدش

عزیزے کہ پر فتنہ بینی سرش	میا زار و بیرون کن از کشورش	لا علم
آنکس که ترا بخت باز آمد پیش	شاید که دلش بسوخت بر کشته خویش	~
سفلہ چو جاہ آمد و سیم و زرش	یکی خواہد بضرورت سرش	~
صائب و چیز می شکند و در شمع را	تحسین ناشناس سکوت سخن شناس	~
بنده حلقہ بگوش از نوازی برود	لطف کن لطف که بیگانه شود حلقہ بگوش	~
دیوانہ باش تا غم تو دیگران نوزند	آز آنکه عقل بیش غم روزگار بیش	~
تا نزاری راست و در دل حرف را بلب میار	تیر فتنه بیسروں از کماں غافل مباح	صائب
نباشد هر کرا امروز در خاطر غم نسر دا	شبک دینہ اطفال باشد جملہ آیتش	~
به زخاموشی نباشد بیکساں را دو باش	در چو باشد تہ در باں اگر نباشد گو مباح	~
کدام جامہ بہ از پرده پوشی خلق است	پوش چشم خود از عیب خلق و عیال باش	~
پروہ مردم دریدن پرده عیب و است	عیب می پوشد از چشم خلایق عیب پوش	~
مخوابہ سچ دل زار و هر چه خواهی نور	پوش چشم خود از عیب و هر چه خواهی پوش	~
می کند ز ہر لہلہ کار خود در انگیسیں	از گزند دشمن شیریں ز باں غافل مباح	~
چشم من نیست با سودگی خود و صائب	ہست در راحت ارباب مراحت خویش	~
فرش ما افتادگی اسباب ما آزادگی	خانہ مارا انگبیاں اگر نباشد گو مباح	~
شود عیار بد و نیک در سفر طساہر	بکیست تیر کج و راست تا بود در کیش	~
ابکم می جوئی کشادہ کار خود از آسمان	آسمان از ما بود سرگشته و در کار خویش	~
چہ آسودگی خواہی از آسمان	کہ بے آب گرداں بود آسایش	~
چو با حسان میتوان آزادگان را بندہ کرد	از بخیلی بندہ سیم و زر دنیا مباح	~
ترا خاشی اسے خداوند پوش	و قار است و نا اہل را پرده پوش	سعدی
مکن عیب خلق لے خردمند باش	بعبخ خویش ز خلق مشغول باش	~
خاتہا با داں دروں باید نہ بیرون پرنگار	مرو عارف اندروں و گو بروں دیرانہ باش	~
ہر آن کس کہ عیبش نگویند پیش	ہمزد اند از جاہلی عیب خویش	~

سعدی	بارگراست کشیدن بدوش	هر که نه در راه عزیزاں بود
~	رضایش گیر و سرافکنده باش	خدا هر چه خواهد کند بندہ باش
نظامی	نفس بر مزن جز بهنگام خویش	زبان را نگه دار در کار خویش
حافظ	که خر نغمه سنج است و لب لعل خموش	بجائے رید است ادراک و هوش
لا اعلیٰ	سیلاب چون به بحر رمدی شود خموش	از ناریدگی است که زاهد کند خروش
~	فروتنی کن و از جمله عزیزاں باش	ببین که می کند استاد بهر شسته سلام
~	چون سگ خموش افتد ناگاه گز باش	از دشمن ملایم تر نه ساز پر خذر باش
~	و لیکن نه هر وقت باز است گوش	سراینده خود نگردد خموش
معنوی	او چه داند جائے آب روشنش	مرغ کاب شور باشد ممکنش
~	کے بد سے فارغ ہے از اصلاح خویش	هر کسے گریب خود دیدے ز پیش
خریص	جاییکه به ضرر پرده شنو نیست خمش باشش	بر بند زباں گوش سخن و اں چو نیابنی
~	بزی ر تیغ بلا هم چو زخم نماناں باشش	میا همچو سپر صی بر ابرو سے مردی
عنایت	چها دیدم ز پیش آنورده خویش	پشیمانم کنوں از کردہ خویش
لا اعلیٰ	چوں قضائے نوشته آمد پیش	فرق شاهی و بندگی بر خاست
~	به بیهوده گفتن بر قدر خویش	مجال سخن تا بمی ز پیش
~	چوں تیشه بسوئے خویش پاشنده باش	چوں رنده بسوئے غیر خشنده باش
~	هرگز نه کند رو سپر تدبیرش	چوں تیر قضا ز شست تقدیر بحبت
~	من بسته ام صفائے قناعت ز پائے خویش	دنیا اگر دهنده نه خیزم ز جائے خویش
~	نگه دار اندازہ کار خویش	کسے را که آری ز نهان خویش
~	عاقی از مکر او هشیار باش	مرد بد در فکر بدینی بود
~	نه بر دذرہ ز قیمت بیش	آدمی سخی کار گر کند همه عمر

بادشاه را جرات و تدبیر صائب لازمست

تا که زود آسان شود مهرش آید ز پیش صائب

لا علم	در خوابم و از خودی فراموش	راهست دراز بار بردش
~	بیرون کشیده باید ازین در طرخت خویش	ما آزموده ایم درین شهر بخت خویش
~	سه ماه نمی خورد نه ماه پارسای باش	نه گویت که همه سال سبزه پستی کن
~	چو مرغ قبله نامی پریم بجانه خویش	قدم بردن نه گذارم ز آستانه خویش
سعدی	گو. در ایام سلامت بچو ال مردی گوش	هر که فریاد رس روز نصیبت خواهد
~	مناج بر سر نهی علم بردش	در عمل گوش هر چه خواهی پوش
~	که دارد پرده پندار در پیش	نه بیند مدعی جز خویشتن را
~	نه بینی هیچکس عاجز تر از خویش	گرت بستم خدا بینی به بخشد
~	گزرے سخت به کصدمن گوش	بازور باید نه زر که با نور
~	تا ندارد دشمن خو بخوار گوش	در سخن باد و ستان آهست باش
~	تا نباشد در پس دیوار گوش	پیش دیوار آنچه گوئی بوشدار
~	به تخمین نادان و پندار خویش	مشوغره بر حسن گفتار خویش
~	یار دشمن ست در هلاک خویش	شیعه که با تو نمی دلاوری کند
~	نقش و نگار و خاتم فیروزه گو باش	خاتمان خوب صورت پاکیزه بینی را
~		طاووس را به نقش و نگار رے که هست خلق
طوسی	تخمین کند او خجل از پائے زشت خویش	ز درویشی سنال سه مرد ازین پیش
صائب	سخت بشو ز من خوش باش درویش	در کون خانه خود هم گدا شهنشایست
صافی	قدم بردن مننه از حد خویش سلطان باش	ز بهر لذت دنیا مکش لذت خلق
اثر	بجز آنکه ترا هست شکر کن درویش	تا که محنت کشیده ای گفت
	محنت خویش به زنت خویش	



وقتے دوائے مردم ہمیا رکروے	اکنوں چناں شدم کہ ندانم دوائے خویش
تا ناقص ست عیب نمایاں نمی شود	ماہ است داند از مدام از کمال خویش
ز میت ظاہر حیا کا آید دل افسردہ را	نقش بردیوار زنداں گزینا شد گوہش
صبر بر جور فلک کن تا بر آئی روضہ	داند چوں در آسینا نقد تحمل بایش
پنبہ و سواں سیر و ن کن ز گوش	تا بگوش آید از گرد وں خسروش
بشنوایں پند کن قصد دل از روضہ خویش	ورز بیا ریشماں شوی از کردہ خویش
جاتے ہو تو یاد رکھو مجھے کو	مت کجیو مہربان فراموش
کردی در از پیش کساں دست بچہ خویش	پل بستہ کہ بجزری از آب بردے خویش
زندہ است کسے کہ در دیار ش	ماند خلفے بیا دگار ش
آدمی فریب شود از راہ گوش	جانور سر بہ شود از ناؤ نوش
اگر ہوشمندی بیابادہ نوش	چونوشی مے با ناب آئی ہوش
تا بگریہ طفلک حلوا فردش	ویک بخشایش نمی آید بخوش
بلے ہنراں حبیل آرنہ پیش	تا نزد کا رہنہ مند پیش
عودس مملکت آل مرد در کنار گرت	کہ اول از گہر تیغ داد کاہنیش
مراد اہل طریقت لباس ظاہرست	کہ بچہ مت سلطان بہ بندہ صوفی باش
نظر کردن بد روی شاں بزرگی را بینفراید	سلیمان با چہاں حشمت نظر ما بود با مورش
یز خویش کشادہ کن رہ و صلت خویش	تا از ہمہ پیش باشی و از ہمہ پیش
اگر تو قہر بخشایش خدا داری	ز روضے عفو و کرم گنہگار بخش
ز دشمن دوستی جستن چنانست	کہ کجا جمع کردن آب و آتش
خوک باش و خرس باش و یا سگ مردار باش	ہر چہ باشی باش لیکن اندکے ز روار باش
رموز مملکت خویش خسرواں داند	گدائے گوشہ نشینی تو حافظا فروش

کہ دارم از متنائے دل ریش

خیال سیر مکتب خانہ و ربیش

<p>چوب را آب فرومی نبرد حکمت چیست  نهادن پیرتن را گل خنداں گلخن داں  مرا خود دل در مندست و ریش  باز آکہ از شرم گنہ سرتا قدم بگداستم  باقوت ہنیش شوباموت یارباش  چونا داں ہند و رہند پدر باش  چوبدل تو کردم جوانی خویش  بد نفس مباش و بدگماں باش  کم خور و کم خواب و کم گفتار باش</p>	<p>شرم دار و ز فرد برون پروردہ خویش  دروں سوخت ناپاکی بروں سودر جانیش  تو ہمزم مزن بر سر ریش نیش  کوہے کہ بر سر داشتیم از گریہ ہاموکی شیش  دانگے از مانج و تحت خویش بر خور دارباش  پدر بگزارد و سرزند ہنر باش  بہنگام پیری مرا ہم زبیش  وز قنہ و مکر در امان باش  گر د خود گردند ہچوں پرکار باش</p>
--	---

## ص

<p>آسودہ زیر چرخ نہیں آشنائے حوص  ذلت کسی کو کوئی نہ دیوے سوا حرص</p>	<p>آرام پھر کہاں ہے جو ہر دل میں جلاؤ حرص  انساں نہ ہو ذلیل از مانے کے ہاتھ سے</p>
---	--

## ض

<p>ہوتی ہے معلوم با ہم آڑے ہی جب غرض  اپنی خو سے اس کو مطلب نکی ہو سیکنا غرض  اس کے سوچے میں چرخ جیلہ جو سیکنا غرض  پڑتی سوبار آشنا سے آشنا کو ہے غرض</p>	<p>دوستی کا مارتے ہیں یکد گروم آشنا  معصیت کر بیٹھے بندے مغفرت وہ کراٹھا  آسیا کیا رزق بے رزاق مطلق اور ہے  آشنائے بے غرض ہی کون دنیا میں ظفر</p>
---	---

## ط

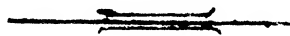
سودا	دور ساغر کی طرح گردش ایام نشا ط	فضل حق جس کی طرف ہو تو اُسے بختے ہے
”	پوچھ لوجا کر گلستاں سے خزاں کا اختلاط	ناکسوں کی دوستی مے دین و ایماں کو اجاڑ
آتش	گوش بھی قابل گہر ہے شرط	قابل گوش سینکڑوں گوہر
”	مثل غنچہ گرہ میں زر ہے شرط	گلشن عیش کے نظر رہ کو

## ظ

آتش	تنگد سے کا تہ خد احسا فظ	ہم تو چلتے ہیں لو خدا احسا فظ
”	بات بڑھ جاتی ہے کھودتی ہے تکرار لحاظ	سخت گوئی سے تجھے چاہئے لے یا ر لحاظ
”	تو جاہلین کی طرف لے صبا خدا احسا فظ	کیا افسوس ہم کو آب و دانہ نے
”	پر دار تو اڑتے ہیں بے پر کا خدا احسا فظ	زردار کا سودا ہے بے زر کا خدا احسا فظ
”	بدامش نرسد دست ہر گد احسا فظ	تو از کجا و امید وصال اوز کجما

## ع

ظہیر	دیں دور وزہ فانی ظہیر حیرانم	کہ بر متاع قلیل جہاں کند نزاع
عصری	نشود شکوہ گرہ در دل و شن گہراں	دود در سینہ محالست نہاں ارد شمع
	چرخ را در زیر پا آر لے شمع	بشنوا ز فوق فلک بانگ سمع



## غ

سودا	رنگ و بونٹھے ہی جب غنچو کے دل کو ہو فراغ	جی کے خوش ہوئی سے کہتا ہستی حق حسن لطف
رنگ	ہے کونسا ہنر جو کرے بے ہنر ماغ	دنیا میں ہی غرور و تکبر ہنر کے ساتھ
ظفر	آتا نہیں ہے کام ظفر دور کا چراغ	روشنیوں کے قرب میں ہیں لاکھ فائدے
لا اظم	ہماں دوع ست ہماں دوع ست ہماں دوع	اگر ست سال مسکرا کنی دوع
~	زمانہ دہ جائے لبصل بزاع	چو باد خزانہ در آید بباغ
سوی	زود بچی کش بشب ز دغ نہ ماند چیراغ	لیچہ کو روز روشن شمع کا فوری نہد
~	دریغ آیدش دست بردن بیتج	چو داند گنج از سپاہی دریغ
غنی	کے سایہ چراغ شود محو از چہ سراغ	روشن ز من جہان من از بخت تیرہ دغ
صبا	زیر پایے خویش را روشن نمیدارد چراغ	شعلہ آدراک را لازم بود بخت سیاہ
~	شب ہمہ شب عیش و عشرت باشد فدا دوع	وعدہ آرباب دنیا ہم چو خواب احتلام

## ف

لا اظم	تابہ سوزن بر کنم ایں کوہ قاف	قوت از حق خواہم و توفیق لاف
ظفر	لے ظفر مچھے اگر یاں کی ہوا سے واقف	ہنستہ کیوں گل کی شوش باغ جہاں میں غافل
~	کہ اوں کو چین ہی یا جانب صقم تکلف	مسا فان عدم کی خبر خدا جانے
لا اظم	نہیں تباہی کے اس چرخ کہن سال چہ حرف	کیا خبر ہے کہ بنا گنبد گردوں کب سے
سوز	مترے مرتے بھی نہ دکھلایا مجھے دیدار حیف	زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف
لا اظم	تو بگزار شمشیر خود در خلاص	چہ در لشکر شمن افتد خلاص
~	نہاں سلج جو بند و پیدا مصاف	کہ لشکر کشیاں مغر شگاف
~	بسلطنت بخور مال مرواں بگزارف	نہ ہر کہ قوت بازو سے منصبے دار و

مردے تو شہ کا وقفا دایاے در کمر بند او چہ زر چہ خزف

## ق

وہ جو زندگی میں نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا تعلق  
یہ تعلق بے کیسا کہ سچہ تم گئی جان پر نہ گیا تعلق  
جو کہ برسوں ہوں بیکدل ہم ان میں لے چرخ  
کار مرداں جہان ست از اتفاق  
برفتم بروم و بچین و عسراق  
ندیم رفیقے دریں زیر طاق

## ک

کسے کہ لطف کند با تو خاک پایش باش  
ہر چہ با تو در نیاید زیر خاک  
بلبل کو ہو سیر گل و گلزار مبارک  
انساں کی زندگی ہو تو دو اک نفس تنک  
دکھ پہ دکھ دیتا ہو دکھیا کو فلک  
خاک کو مند کخواہ سمجھتے ہیں فقیر  
صاف دنیا سے ہیں دنیا میں جو ہیں شندل  
آوت کو آد نہیں جات نہ پوچھے بات  
چو آہنگ رفتن کند جان پاک  
ہماں بہتر کہ ماشت ہو شاہک  
ہزار دشمنم از می گفت قصد ہلاک

وگر خلاف کند در دو چشم آگن خاک  
آں ہمہ دنیا بوئے دین پاک  
اور مجھ کو ترا دیکھنا لے یار مبارک  
ساماں کرے ہی جینے کا لاکھوں برس تنک  
زخم دیکر چہرہ چڑکتا ہے ملک  
اور وہ جانتے ہیں مند کو خاک  
خاک پر لگتی نہیں چاد مہتاب کو خاک  
تلسی ایسی میت کے سر پر ڈار و خاک  
چہ بر تخت مروں چہ بر روئے خاک  
کینم آئینہ زنگ زہوس پاک  
گرم تو دوستی از دشمنان ندارم پاک

لا اعلم	در تو دیر آمدی چکید اینک جس کو لگی یہ آگ جلا سر سے پاؤں تک ترک ہوئی۔ ترک غیبی۔ ترک دنیا۔ ترک ترک تجھ سے تو کا کا بھلا بھیترا ہر اک ایک	بے توجان قطرہ ایست برب شوق سوز فراق یا کسی کو نہ دے خُدا ناصحا غافل نیم دارم کلاہ چار ترک من میلا۔ تن اجرا۔ بگلے کا سا بھیکے
---------	---	---

بیش

## گ

لا اعلم	خیر و رانی دو پیشاں دو رنگ ایک موش ست و ستارہ ایک پیرن نہ تیرا نہ تو نہیں ایک تو کوئی نہ تیرا نہ تو نہیں ایک دیدنی بھیترا ہر اک ایک اک رنگ نہ تیرا نہ تو نہیں ایک گھر کی دادی بن گئی بن کو لگ گئی ایک سب کا ہر رنگ جدا جدا سب کی ہر لو لگ لگ سن رکھو تم فسانہ میں ہم لوگ بر آرو بہ چنگال چشم پتنگ ہوگی ایجاد اب نئی توپ اولفنگ بہ کمتر چیزے آید تا تو در جنگ کہ ترسد سرش را بکو بدنگ وہ بھید کھلیا جسے کھلنا تھا بعد مرگ	سنگ در دست و مار بر سرنگ گر بہ شیر ست در گرفت موش گر چہ شاطر بود خوس بجنگ سب کی سن لیتے ہیں لیکن اپنی کچھ کہتے نہیں ایک سے ایک ہے تماشا رنگ دو دن اگر خزاں ہے تو دو دن بہار ہے سکھی گئی جس ٹھوڑی میں ہیں رہا دکھ بھاگ گل جچن میں ہیں ہزار دیکھہ ظہور کیا بہار یاد نکا نہ مانہ ہیں ہم لوگ ندانہ کہ چوں گر بہ عاجز شود بڑھ گیا ہے رحم انسانی بہت وگر عمرے نوازی سفد را ازاں مار بر پائے راعی زند دیکھی وہ سیر جکا زباں سے بیاں نہ ہو
---------	---	---

آوت گالی ایک ہے اُلٹ ہوئے اینک

کہیں کبیرا نہ لٹے وہی ایک کی ایک

کبیرا

سعدی	کہ زنگ خور وہ نگرود و گر گسبون پاک	سخن بلطف و کرم بلا درشت خوئے
لا اعلیٰ	دیکھ بھادیں نہیں جل جل مرے چنگ	آہ دل کی کیسی بنی ان جاہت کے سنگ
صائب	از دم عقرب گرہ نتواں کشود الالبنگ	نیمت جزو ندان شکستن چارہ کج بکشت ردا
مضوی	خاک نتوا گل بروید رنگ رنگ	در بہار اک شود سر سبز رنگ
صائب	افروں نمی شود زگرانی بہانہ رنگ	بلے جو ہراں عزیز تکمیں نمی شوند
کبیر	کہ کبیر کوری گزلی کیسے لاگے رنگ	من دیا کہیں اور ہی - تن ساد ہو کے رنگ
سعدی	و گر باجنوں صد برائی بہ جنگ	ازاں کو تو ترسد ترس اسے حکیم
"	نرود و میخ آہنی در سنگ	باسیدہ دل چہ سود گفتن و غلط
"	ہرگز نکند و زگرانمایہ بچنگ	خواص ما گرانہ پیشہ گند کام ہنگ
"	چو بیٹی در میان دشمنان جنگ	بر و باد و تاش آسودہ بنشین
"	نعمت ہوئے زمین پر نکند دیدہ تنگ	رو و تنگ بیک گردہ نان پر گرد و
"	نہاں تا بیک نفس تشکنی رنگ	سنگے بچند سال شود فصل پارہ
"	نگرود و زنی صد فوٹش رنگ	سنگے را لقمہ ہرگز فرا موشش
"	زند جامہ تاپاک گا ذراں برنگ	توپاک باش برادر مدارا ز کس پاک

لا اعلیٰ	کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہیں مائل	خوفنا میں ہم کو وہ قدرت ہی حاصل
"	کیں شتر صالح ست یا خرد جال	چوں رگ و زندہ گوشت یافت نہ پیرد
"	کہیں ہوشیاروں کو کرتے ہیں غفل	کہیں احمقوں کو بناتے ہیں عاشل
"	کہ دل برداشتہ کار بیت مشکل	نہ باید لبستن اندر چیز و کس دل
سودا	لے غدلیب دیکھی نہ آخر دمنائے گل	کہتے تھے اس لئے کہ نہواستنائے گل

آتش	بشر کو یہی ہے لے تینا بشر مومل	عجب دولت ہے یہ احسان کہ اس سے
ظفر	ہو گا وہی قاصد جو گئی پہلے قلم چل	تو لا کھ اٹھائے ہوئے جلد اپنا قدم چل
”	کس طرح کوئی نکالے موح آب جو کے بل	سیدھے کب ہوتے ہیں جنکی ہر طبیعت میں کج
لا اعلیٰ	کیسکو کیوں کہیں ہم بد کہ بد گوئی سے کیا حاصل	برائی یا بھلائی گو ہے اپنے واسطے لیک
”	بل ہے تو بل کے بل یہ تو کچھ اپنے بل کے چل	اوروں بل پہ بل نہ کرتا نہ چل نکل
امانت	عدم کا کوچ زمانہ سے آج ہے یا کل	گنہ سے ہاتھ اٹھا مستعد ہے سر پہ اجل
قلق	ہوئے آج باتیں بنانے کے قاتل	نہ کل تک وہ تھے منہ لگانے کے قاتل
علم	تو آخر ضروری ہے اس کن زوال	کوئی شے جو پہنچے بحد کمال
”	جو ہے بد آخر وہ ہو گا ہلال	کمال آج گرہے تو کل ہنر زوال
”	وہاں دیکھئے تو جھے ہیں بنو ل	وہ گلشن کہ جس میں ہزاروں تھی پھول
اسیر	روشن اسی کا نام ہے جھلنے دل	آیا ہر ہاتھ ہمو کو یہ مضمون چراغ سے
تسلی	گھانٹھ کھول نہیں جانتے اس بھڑکھال	بھیکا بھوکا کوئی نہیں سب کی گٹھڑی لال
لا اعلیٰ	گانٹھ جو تن کی کھل گئی انت وصول کی مھول	گٹھڑی باندھی وصول کی رہی کنول سی پھول
گرد و خاک	پل میں چھپی اڑتے دیکھی بل میں آن کٹاؤ گل	پل میں ہنر سوکھے دیکھے پل میں ہو گئے جل و فضل
لا اعلیٰ	کہ از سوال طویم و از جو انجس	بود کہ یا رنہ پر سد گنہ ز خلق کریم
”	برساند خدائے عز و جل	جہد رزق ارگنی و گر نہ کنی
”	ایک دن آجائے گا اُن یز زوال	ہے کمال حسن دولت چار و ن
”	چلیکا جو دھن اور رکوش کی چال	رہے گا وہی شخص آسودہ حال
”	دولت صد سالہ کند یا کمال	نیم شبے آہ زند پیر ز ال
”	کار یکہ خد اکند فلک را چنچال	مادر چرخیاں فلک در چنچال
”	لیکن بایں حساب بھد ثمت و جلال	شاہا بقائے عمر تو باشد ہزار سال
”	یوم ہزار ساعت و ساعت ہزار سال	سال ہزار ماہ و ماہ ہزار یوم
”	باد ہزار پاس بدنیسان ہزار سال	شاہا بقائے عمر تو از فضل ذوالجلال



لا اعم	تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ لال	من آنچه شرط بلاغ ست باتوی گویم
~	متحاج نان شب ہو صد اما حکیال	ہر روز نعمتوں سے کسے سفلہ کو غنی
~	کس را نشود مراد حاصل	بے عزم و درست و سعی کامل
~	منقار و رآب شور و آرو ہمہ سال	مرغی کہ خبر ندارد از آب زلال
~	خوش بود از عمر صد و بست سال	ایک دم یاد ملک ذوالجلال
~	ہم چو حال تت نزد پائے پیل	زیر بایت گردانی حال مہور
~	کہ صحبت را نشاید ہر سہول	رفیقے نیک باید کرد حاصل
~	عمرت گذران ست چو آب از تہ پیل	یک لحظہ جدا مباحث از یاد خدا
~	سُخے کہ از تو بتا بد سیاہ باد چو خال	سہرے کہ از تو یہ پیچ پریدہ باد چو زلف
~	یہ دیکھو قدرت کے کھیل	پڑھیں نہا رسی چھیں نیل
سعدی	کہ سرمایہ عمر شد پائمال	تو غافل در اندیشہ سود مال
لا اعم	ز بخت بد شوم آن ہم لصد خون جگر حاصل	کسے کہ بر لیم آبے چکاند نیست جزویدہ
جامی	حاجت ما ہمہ دانند چہ حاجت ست سوال	پیش از باب کرم شرط ادب نیست طلب
مغنی	در بند و منتظر شود رسیل	میزبان تازہ روشو لے خلیل
غنی	ہرگز انگشت نہابد رہنا شد چو طال	نیت شہرت طلب آنکس کہ کمالے دارد
لا اعلم	شادی کی اور غم کی ہے دنیا میں ایک شکل	
~	گل کو شگفتہ دل کہو تم با شکستہ دل	
~	مکان یار دور و من نہا ر م طاقے در دل	
~	اگر در شکل افت دم جہاں طے سازم اینزل	
~	لے مسلماناں حذر از صحبت از باب جہاں	
باقر	جز شکست کعبہ دل تا یاد از صاحب نیل	
لا اعلم	بجری پاتی کھات ہے۔ تاکلی کاڑھی کھال	
~	جو گوئی بجری کہات ہے۔ تاکا کون احوال	

طرقِ عشق میں سب رہنما دل  
 چہ بندی دل خود بریں ملک مال  
 سرچشمہ شاید گرفتن بہ میل  
 نو نیکو روش باش تا بد سگال  
 چو آہنگ بر ربط بود مستقیم  
 چو باد اندر شکم پیچید فرویل  
 نباید بستن اندر چیز و کس دل  
 بیان شوق را لب چوں کند میل  
 درودی در دہان شیر و پلنگ  
 و تفسیر چہ سود بندہ محتاج را  
 با نام نیکوئے پنجاہ سال  
 تو نگری بہ ہنرست نہ ہمال  
 اندے کن بسمل کئے۔ مچھلی کیسا حلال  
 لئے پھر تا ہے مجھ کو جا بجا دل  
 صبر آخر کب تلک کوئی کرے  
 اس طرف تو فو و خواہش دل  
 مجھ ساندے زمانہ کو پروردگار دل  
 ہوتا ہے بیقرار حسینوں کو دیکھ کر  
 عید قربان ہے ہی دن تو قربانی کا  
 ملایا خاک میں کیوں اسکو تو نے  
 خم کے خم ایٹے پڑے ہیں میکدہ میں چارو  
 امشکل توجہ تو آساں  
 ظلم سے سیر نہیں ہوتا ہے ظالم ترا دل

پیمبر دل ہے قبلہ دل خدا دل  
 کہ تہمتش کیجئے رنج و میشی و بال  
 چو پر شد نشاید گزشتن بہ میل  
 بہ نقص تو گفتن نیاید بحال  
 کئے اند دست مطرب خور و گوشت مال  
 کہ با و اندر شکم باریت بردل  
 کہ دل برداشتہ کن کاریت مشکل  
 کہ پیو دست آب سیل در کمال  
 نخر زنت مگر بر وزا جمل  
 وقت دعا بر خدا وقت کرم و بغل  
 کہ یک نام ز ستش کند پامال  
 بزرگی عقل است نہ بال  
 جھاکے رس سوا دیں یہ نہ بھیا بجال  
 مرابے چین میرا چلبلا دل  
 جب نہیں کچھ انتہائے درد دل  
 پردہ شرم تھا ادھر جا دل  
 آشفتہ دل فریفتہ دل میاں دل  
 ایسا دیا تھا کیوں مجھے پروردگار دل  
 آج تلوار کے مانند گلے تل قاتل  
 بڑے نازوں کا پالا تھا مراد دل  
 قابل نظارہ ہوسٹوں کی محفل آج کل  
 آساں ز تغافل تو مشکل  
 ایسے دکن نہ کہو دل کو یہ پتھر کی ہسل

میر  
 نظامی  
 سوری

۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 لا اعم

۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔  
 ۔

کے تہک یہ درو دل کی کہانی سنائے دل	کم بخت تیرے دل پر اثر اک ذرا نہیں
نہ از حشرت و جاہ و مال و منال	بنی آدم از علم یا بد کمال
سب گھٹا دیتے ہیں مفلس کے غرض مال کا مول	کب لگتا ہو کوئی اس دل بے حال کا مول
کیا کروں بت خانہ کی جانب کھینچا جا ہوں	چاہتا ہوں میں تو مسجد میں رہوں من مگر
یا بنا کن خانہ بر بلائے پیل	یا مکن با پیلستاناں دوستی
برساند خدائے عز و جل	جہد رزق ار کنی و گر کھنی
سریشکیش ہے جان فدا ہے نثار دل	قاتل کی ہر طرح مجھے منظور ہے خوشی
نخوردت مگر بروز اجل	گر روی در وہاں شیر و پلنگ
ہو گی نہ دلی مراد حاصل	بے عزم درست و سعی کا بل
عجب ہا بر گرفتہ زیر بغل	اے ہنر ہا نہادہ بر کف دست

تم بات کرو ان سے جو ہوں بات کے قابل  
ہم بات کے قابل نہ ملاقات کے قابل  
آہند لبیل کے کریں آہ و زاریاں  
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہاؤں  
مرا گھر کہاں اُن کے آنے کے قابل  
بلاؤں اگر ہوں بلا نے کے قابل  
معرض کا انجام ہے وہ جساں گل  
کانیتی بے روح حقرا تہ ہے دل  
بعد مدت کے پھینا آ کے پرانا چنڈہ دل  
لگی گلشن کی ہوا دم کا ہلانا گیا بھول  
ہوتے سیرت سے ہیں مردان دلا و ممتاز  
ور نہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز و جیل  
اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو اس کی فرقت میں کیوں بھلاؤں

لا اعلیٰ	جواں بخت و جواں دولت جواں سال	الہی تاجہاں باشی باقبال
..	سینہ سے آرہی اسی صد ہائے ہائے دل	نالاں فراق دل میں ہے ماتم سدا دل
..	ابھی ہو تو لومنیہ چھپانے کے متا بل	یہ ترچھی ادائیں دکھانے کے حاصل
..	عجب تیری قدرت عجب تیرا کھیل	چھو ندر کے سر میں چنبیلی کا تیل
..	کہ یکدل ہو دباوے آرام دل	کسے برگرفت از جہاں کام دل
..	دہن زخم بچا کر اکیات تل و تاتل	نہ کیا فوج گیا چھوڑ کے پھل و تاتل
..	ہم خدا و ذاتش آمد ہم رسول	چونکہ کردی ذات مرشد را قبول

..	سرت گردم قصور و رونائے خود نمی بینم	نمیدانم گناہم چیت کز من سرگراں داری
..	غبار کوئے تو ام اگر بر آسماں شدہ ام	بلند مرتبہ نراں خاک آستان شدہ ام
..	عہد تو شکست من بہاں نم	آخر من و تو دوست ہو و نیم
..	آں عہد بجا ست تاکہ ہستم	عہدے کہ نخت با تو بستم
..	بیا کہ گوش بر آواز و چشم بر راہم	بیا کہ وصل ترا از خدا ہی خواہم
..	او بدل نزدیک و من بیار و وفا قداہم	دل بکوئے یار من از یار و وفا قداہم
..	انیت گناہ من کہ عاشق شدہ ام	ور و زرخ عشق می گذارم شب و روز
..	بزیر سایہ شینیم و آب خوریم	پیاسہ تاک بیا سا قیا شراب خوریم
..	کہ در آب شوم غرق آشنائکم	پیشاں بدل شد من را آشنا می مردم
..	او بصحرارت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم	ماہ جنوں ہم سبق ہو و نیم در دیوان عشق
..	ورہما از جہاں شود معدوم	کس نیاید بزیر سایہ تو م

دل چاہے دل و ارگو تن چاہے آرام

وہ بدھایں دونوں گئے مایہ ملی نہ رام

طالب حکمت شواز ہر حکیم	تا از و گردی تو بنیاد علیم	مضوی
اوراق رنگ و بوسے بیا و فنا و ہیم	از زیر منت چین آرا بروں رویم	صائب
ہرچہ ہر کس آورد با خویش مہا نش کنم	پاک باشد از تکلف خانہ چوں آئینہ ام	۔
مزن بے تکلف بگفتار دم	نکو گواگردیر گوئی چہ غم	سعدی
رستم باید کہ او خصمی کند با و یو نفس	گر بر و غاب شویم افراسیاب گلندہ ایم	۔
قدر وقت از تناسد دل و کاسے نکند	بس نجات کہ ازیں حاصل اوقات بریم	حافظ
خلعت آسائشی میخواستم از چرخ گفت	از کجا آورده ام خود در لباس ماتم	کلیکم
در و غم صبر احی صفت پر حرام	چہ حاصل مرا از سجود و قیام	لا اعلم
اندریں عہدست الفت بسکہ سامان وئی	تینغ قطع آشنائیہا شود دست سلام	۔
شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا	برفتہاے ہمت کا مراں شدم	۔
نعمت از دنیا خور و غافل نہ غم	جاہلاں مسرورم ماندہ درالم	غنی
اگرچہ زناں حلد بر تن کنم	بردی کجا دفع دشمن کنم	۔
فیض از بیگانہ می خواہیم بے از آشنا	چوں صدف در بحر آب از جاسے دیگر نیوم	۔
دایم خواہم از مدہمت بلند	یعنے زبانت کس خم نہ گشتہ ام	۔
گرچہ از میکان نیم خود را بنیکاں بستہ ام	در ریاض آفرینش رستہ گلستہ ام	تہاشر
خانہ و خانقہ و منسل مازیر زمین	ماہ تدبیر سدا سخن و ہا و درم	ظہیر
بجہرتاع و فایہج در بساطم نیست	ولے نمی خرد از من کسے وریں ایام	۔
کے بک می گشتم از با خویش از می و شتم	کوہ می بودم اگر زرد رگرمی و شتم	وحید
تختہ مشق گدائی چند باشند ان غیر	می شوم شرمندہ پیش ہر کہ مہاں می شوم	نعمت اللہ
منفلسی ہر جہاں بود عیب تمام	ماہی بے فلس میباید شد حرام	واعظ
یک گرہ از رشتہ تقدیر نکشودہ ایم	ناخن تدبیر را ہر چند ما فرسودہ ایم	مقطر
جامی بعیش کوش کہ کس را ز جسام و ہر	کم را نچہ قیمت ست نیاید زیادہ ہسم	جامی

ماچوں زورے پائے کشیدیم کشیدیم  
 بدست خود چناں بستم خنائے بے نیازی را  
 خاتم ملک سلیمان ست علم  
 ابلہاں را اہمہ شربت زکلا بے قدرت  
 رفیق و غم عشق تو در سینہ تنہا  
 خدا را سے زمیں اور منزل جاناں مدہ یام  
 اسپنازی شدہ مجسود و بزیر پالاں  
 خوشا احوال گلچینان این باغ  
 زبان برید بکنج نشت صتم ہم  
 سال اول جلد بودم سال دیگر میرزا  
 مازپاران چشم نیکی داشتہ  
 زمین جدا نہ کنی گر بس دین دارم  
 ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام  
 گلے خوشبوے در حمام روزے  
 بد و نفتم کہ مشکے با حبیبی  
 بگفت من گلے ناچیز بودم  
 جسائے ہم نشیں در من اثر کرد  
 یہ تیغ ہم گرزند و ستش نہ گیرم  
 بیل نیم کہ جھچھ کنان در دہر کنم  
 پروانہ میتہ کہ یہ یکدم عدم شوم  
 گروائیکہ درست داری بخشی

امید ز ہر کس کہ بریدیم بریدیم  
 کہ بچوں پنجہ عمر جانم را ز دیوانیت گیرم  
 جملہ عالم صورت و جانست علم  
 قوت دانا ہمہ از خون جسگر می بینم  
 با بیچ کسے حال دل خویش گفتیم  
 کہ من در وادی ہجراں ز حال خود بغیراؤم  
 طوق زرین ہمہ در گردن خرمی بینم  
 کہ من زریں باغ جزو امن بنجیم  
 بہ از کسے کہ نباشد ز بانہ اندر حکم  
 غلہ چوں ارزاں شود امسال سید میشوم  
 خود غلط بود آنچه من پنداشتم  
 ہفتہ کافرو بت و راستیوں دارم  
 ہچو سبزہ بار بار رویدہ ام  
 رسید از دست محبوبے بدستم  
 کہ از بوے دلاویز تو مستم  
 و لیکن مدتے با گل نشتہ  
 و گر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم  
 و گر تیرم ز نہ منت پذیرم  
 قمری نیم کہ طوق بہ گردن در افکنم  
 حق شمع ام کہ تو ز موم و پردا غنی کنم  
 آب و نمک ہم آمیختہ ایم

در دیگ نہ روغن و غسل ریختہ ایم  
 نے مشک نہ زعفران در دھتہ ایم

لا اعلم	عرض کیجو خدمت اجاب میں میرا سلام	لے صبا گر ہو کبھی تیرا گزر سوائے وطن
"	یامی گویم نام تو یا می شنوم	از یاد تو نیستم نہ ماسے نہ نائل
"	کہ در دام بلا افتی سرا انجام	مزن در وادی مکر و حیل گام
"	گہے بروید و گہے بر سر نہادم	عنایت نامہ را چوں بر کشادم
"	صد داغ تازه بر دل آں ناتواں ہنم	ماہر گئے کہ شرح و ہم داستان خویش
"	یکدم غم یا ہزار سالہ غم	نیت برابر بر زدم و م و دانا
"	شام از زندگی خویش کا رے کردم	حاصل عمر نشان غم یا رے کردم
"	رنگ زمانہ دیدہ و رنگ دیگر شدم	آخر ز راہ و رسم جہاں بے خبر شدم
مولانا رام	آں ز بے باکی و گستاخیت ہم	ہر چہ بر تو آید از ظلمات غم
حافظ	باسمعاں اللہ اللہ بابرہن رام رام	حافظا اگر وصل خواہی صلح کن با خاص عام
لا اعلم	کہ حیرت گرفت آیتیم کہ شتم	چو شبہا نشستم دریں دیر گم
"	یا دم آید طفلی و دامان ما و رسو گشتیم	دوش دیدم شبنم غلطاں بروے گل زینار
"	ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں فرستم	آدم شاد بکھوئے تو و نالاں فرستم
"	کا بودہ گشت خرقہ وے پاک و امنم	در شان من بہ درویشی ظن بدبسم
"	طوطیائے چشم سازم دم بدم	آرزو دارم کہ خاک پیائے آں قدم
"	بہرعت میروی لے عمر میرسم کہ دامانم	گہ از دست و گاہ از دل و گاہے ز پایانم
ناخضر	من از بے نوائی بخود عاجزم	کہ ہر ایک چہ بازار و کا چار دار و
سعدی	بوسیل خاطر لطاعت دمام	کے را کہ اقبال باشد غلام
لا اعلم	ہم تشیناں ملائک یا فستم	چوں بہ نگو فتکاں و رسا فستم
"	بلکہ می شود از صحبت ناداں بدنام	کے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است
"	کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذریدم	ز حادثات جہاں بس نہیں پسند آمد
"	بشا و می نیاید مرا یا ر کم	مرا یا ر باید و را یا م غمسم
"	اٹھتے ہیں کہ نیکو جب بہت کا کوئی کام ہم	سب کو ہو جاتا ہے نا کامی کا پہلے ہی نقش

لا اعلیٰ	ایں چہ احسان است قربانت شوم	لے خدا قربان احسانت شوم
”	گر خواہش کن دل شیدا مرا چہ جرم	عشق است و صد ہزار تمنا مرا چہ جرم
”	چند آنکہ خواب خوش بہر افسانہ نخستیم	یک حرف آتش بغلط ہم کسے نکفت
”	پیکان دل ز کاوش نشتر بر آورم	مرہم ز زخم تازہ بہ زخم جگر نہم
”	کہ من در وادی ہجران ز حال خود بغیراوم	خدا ارے من زار منزل جانان مدہ یادم
”	کہ ایں ظلم ست بر فرزند آدم	ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار
”	باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم	ہر شبے گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم
”	رند و زاهد را اگر قیمت بیش آورم	دردیا صاف آنچہ در جام بوبیش آورم
”	جاں دادہ ایم و کنج مزار سخریدہ ایم	آسودگی بگوشہ نیستی ندیدہ ایم
”	زیب عروس ز رشت بہ زیور نمی کنم	زیگی بہشت و شونو اند شدن سپید
”	تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم	یک خسیل آرزو دل بہ کہ مدعا دہم
”	صبح جو جائے اور آئے شام	ادس کو بھولانہ چاہئے کہنا
”	وداع صبر کنم یا وداع یار کنم	چو یار رخت سفرست من چہ کار کنم
”	مرا از ہمہ حرف گیراں چہ غم	چون غم بر آید درست از قلم
صاحب	ما با خداے خویش بچشتی نشستہ ایم	لے ناخدا ز مصلحت ما بشوے دست
کلیم	منکر و متقد گسر و مسلمان نہ شدم	بس کہ بانیک و بدسوق نہ ارم کاے
لا اعلیٰ	ز اس خلق روزگار بخواندا کثر شرم	تاوان ہمیشہ دشمن داناست از حد
غنی	ہر چہ در دل بہت مارا بر بیاں میاوریم	از کسے پنہانیداریم راز خود چو شمع
صاحب	در یکسچ عرصہ مرد عمل ندیدہ ایم	مرد مصاف در ہمہ جایافت می شود
نظامی	چہ باید سوئے جنگ دادن لگام	مرادی کہ در صلح گرد و دستام
لا اعلیٰ	ہر جا کہ دل نمی رود آنجا نیر ویم	ما اقیار خود بہ دل خود سپردہ ایم
”	چوں نگیں من از برائے تام صاحب خانہ ام	نیت از سامان نشانی ہیچ در کا شانہ ام
سحری	در قیامت بر صراط جائے تشویش است ویم	لے کہ در دنیا ز رفتی بر صراط مستقیم



لا اعلم	فاش شد عاقبت الامرتی رازم	بادہ نوشیدم دیوشیدہ نماذاتش دل
تطامی	بیاداش نیکی پشیمان کنم	ز بد گوئی بدگفتہ پنهان کنم
لا اعلم	اوسنراے خاریا بد من جزائے گل برم	ہر کسے در راہ من خارے ہند من گل نہم
"	ابرم کہ تلخ گیرم و شیریں عوض دہم	و شام خلق را ندہم حسد و عا جواب
"	خاکستریم و بر سر آتش نشسته ایم	یاراں خدر کبید کہ ما دل شکستہ ایم
صائب	باشد مگر بگوشتہ عزلت دوا کنم	در دیکہ بردست ز خلق جہاں مرا
لا اعلم	خموشی صحبت خاصیت با خود خلوتی دارم	پریشاں خاطر م از ہنشینان عزلتی دارم
صائب	گر نماز از من نمی آید وضوئی می کنم	طاعت مایست عجز از ستون دست از جہاں
سعدی	خاک و ریشم آرزو کردم	سیریم ز لغت و نیت
"	بر نیک نامی خوری لاجرم	اگر پروائی درخت کرم
لا اعلم	ما را جد اکند اگر بند بند ما	چوں نیشکر ز راستی خویش نگذیرم
"	من بے زباں کدام یکے را بیاں کنم	احسان دوست و در حق من بے نہایت
صائب	می شوم آبل ز جیابا ہر کہ احساں میکنم	سالاں از شرم احساں آب می گردند وین
لا اعلم	حال دل از تو چہ پنهان دارم	تو طبیعتی و منت بے مرام
"	بمعنی بد ترست از مار و کژدم	کسے کو پیشہ کرد آزار مردم
"	در عین بے خودی پیش رہ تیرہ ایم	دنیایو خواب ما ہمہ خوش نشہ خوردہ ایم
"	چوں در خانہ زدم در خانہ خود را یا نفم	جان بجانا دادم و جانانہ خود را یا نفتم
"	کہ دو میان من و تو ہمیں من و تو بسیم	رسول قاصد و پیغام ماہ حاجت نیست
"	بزندانش بدہ یک چہد آ رام	نگرد و مرغ و خشی جز قفس رام
افسوس	پنجہ مہر سے ہو چرخ نیشمن شبنم	بے مربی کے مر با نہیں ممکن افسوس
اسماعیل	جوان تو حیوان ہمدات ہو رام	فطرت کے مطابق اگر انسان لے کام
"	ہے پاس آبرو تو رہو ہیشا ر تم	وام بلا ہے قرض پھنسے اور ہوئے شکار
"	ہرگز نہ بن سکو گے کفایت شعرا ر تم	جب تک و بال جان نہ جانو گے قرض کو

ہے اہل یہ کہ بنگئے خود سو خوار تم	تم جانتے ہو گر چہ بڑا سو خوار کو
یوں اپنے دل میں بات بناؤ نہرا تم	مقروض کی نہیں ہی زمانہ میں برو
زہنا ر بھول کر بھی نہ لینا ادھار تم	گروڑ شاہوار سے کوڑیوں کے مول
وہ کام ہی جو کریں اپنے اختیار سے ہم	وہ بات ہے کہ نہ ہو جس میں کوئی مجبوری
کب یہاں شاہ دگدہ اکو ہے قیام	سب میں راہی یفنہ کا ہے مقام
ریخ دراحت ہی جہان میں تو ام	کبھی عشرت کبھی حسرت کبھی غم
مثل جاب زندگی دم پھر ہے اور ہم	خالی دماغ بھر جہاں میں ابھرتے ہیں
اوروں کے عیب پر نہ ہنسنے صبح اور شام	انساں کے دل میں خوف خدا کا جو ہو قیام
رؤید بجائے سبرہ براہت ہزار چشم	برہز زمین کہ بگذری لے تو بہار حسن
بے بزم تو خون می چکد از چشم ایاشم	دور از تو سر اسیمہ تر از دو دھبہ را غم
خاکے شوم و بزیریاے تو زیم	خواہم کہ ہمیشہ در ہواے تو زیم
آن یہ کہ نامہ را بد غا مختصر کنم	تا طبع نازکت نہ پذیرد ملاستے
خود غلط بود انچہ ما پسنداشتیم	ما زیا ران چشم یاری داشتیم
بیگانہ مشکو کہ آشنا امم	در یاد تو ایم ہر کجا ایم
چوں در افتادم چرا اندیشہ دیگر کنم	شیوہ رندی نہ لائق بود آئنا میں زماں
انچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم	در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
دوست و رخانہ و ما گردو جہاں گردیم	عمر ہا در پئے مقصود بجاں گردیم
کہ برخاکم آئی و من مردہ باشم	چہ مقتدر خون در عدم خور وہ باشم
از بخت شکو دارم و از روزگار ہم	ویدار ہم میسر و بوس و کنا رہم
یار بد آرد سونا حشیم	مار بد جاں می تاندا ز جسم
چاکر معتقد و بندہ دولت خواہم	من نہ آنم کہ بجور از تو بر خیم حاشا
نہ من ہندو نہ من مسلم نہ من مرتد نہ بکام	نمیدانم کرا مانم ہیں صورت گرفتارم
در سجدہ فتم خاک قدم ہائے تو بوسم	خوشن کہ تو باز آئی و من پائے تو بوسم

مومن	پریا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم	ٹھانے تھے دل میں اب نہ ملینگے کسی سے ہم
لا اعلیٰ	شوق دیدار تو دارم بقدر کہیتم	دیدہ لبریزم سراپا انتظار کہیتم
"	بہتر آید ز بخشش زرو و سیم	سخن خوش بہ نزد مرد حکیم
"	دریں خرابہ چناں کا دم چنان فتم	بگریہ زادم و با گریہ از جہاں فتم
"	از دوی چوں کم شدم یکتا شدم	چار بودم شش شدم اکنون شدم
"	بکعبہ بروم و بازش برہن آوردم	مرادیت بکفر آشنا کہ چندیں بار
"	حوالت با خدا کر دیم و رفتیم	مرادمان نصیحت بود گفتیم
"	ہمہ شوق آمدہ بودم ہمدردان فتم	از درد دوست چگویم بچہ عنوان فتم
"	داور سے دارم بسے یارب کرا و اور کم	لاہ ساغر گریہ و زگرست و من بذنام عشق
"	خیر مقدم چہ خبر یار کج را راہ کہ ام	مرحبا طائر فرخ پے و فرخندہ پیام
"	سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم	کنون مانند تمنا و گرامیر شوم
"	بیار کشت جوہر چوں کیقباد و جسم	بشنو ز جام باوہ کہ این زال نوعوس
"	ترا خیال کہ مستغنی از وصال تو ام	من از حیسان تو انم کہ بر رخت نگوم
"	ناخلف باشم اگر من بجوئے نفرتم	پدرم روضہ جنت بد و گندم نفرت
"	آرزوئے سجدہ می کردم زمینے یافتم	شکر اللہ نقش پایے جبینے یافتم
"	در عشق تو یا رخودندارم جز غم	من حاصل عمر خودندارم جز غم
"	در حسرت لعل آبدارست مردم	ور آرزوئے بوس و کنارت مردم
"	چہ خورد یا مداد فسر زندم	شب چو عقد نماز بر بسترم
"	نمی سوزی تو از نزدیک من از دور میوزم	رقیب از آتش عشقش من ہیجور می شوزم
"	دوستان وقت گل آں بہ کہ بعثت گوشم	
"	سخن پیر میخانست بحساں می نوشم	
		لے میت ۱۲ لے ہست ۱۲ لے من ۱۲ لے واحدانیت ۱۲

لا اعلیٰ	چناں خوش بختید کہ سلطان شام	گداز چو حاصل شود نان شام
"	میدانند این قدر بخیل شیر خوار ہم	نامح نصیحت بہ تفصیل حاصل ست
"	بزرگ جوج من ہم آقا بے برنیز دارم	چراغ شدل بنا شمع چوں تو شوخ ہنشین دارم
"	گل کھائیں گے گل کھلائیں گے ہم	سینہ کو چمن بنائیں گے ہم
"	شاد م از زندگی خویش ککائے کرم	حاصل عمر شاررہ یا رسے کرم
"	ہرگز قرار بر لب چاہے نکروہ ایم	طے کردہ ایم دادی عشق پیری مٹاں
"	دنیا برائے مردم دنیا گذشتیم	رفتیم و صد ہزار تن گذشتیم
"	جنوں آہستہ می گوید مبارکباد و گوشم	نمی دانم کراویدم کہ از خود میرود ہوشم
تا اثر	ز قرب لالہ از یاقوت رنگیں تر بود شبنم	بہ از ہم صحبت شائستہ اکیرے نمی باشد
لا اعلیٰ	کہ وہ پا پر پختہ را بشکنم	من آں دستم گرد روئیں تنم
"	اول مستی من بود کہ ہشیار شدم	توبہ از بادہ در ایام جوانی کردم
"	در آغوش سن غلطیدم و از خوشن رفتم	بسیر گلستاں در یاد آں سیمیں بدن رفتم
"	و گرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم	کمال ہم نشین در من اثر کرد
"	کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم	تو اں شناخت بیک روز از شمال مرد
"	صد بار ز مبتیابی واکردم و پیچیدم	من دانم و دل داند زین نام پچہا دیدم
"	باعث گرمی باز ارشدش من بودم	اول آں کس کہ خرید ارشدش من بودم
"	در خاک شوم خاک در کوئے تو باشم	تا عمر بود در ہوس روئے تو باشم
"	از سہاستی خود رفتم و بے ہوش شدم	تا بہ آں ماہ دل افروز ہم آغوش شوم
"	چشم عالم سے گرے جاتے ہیں ہم	جلد دنیا سے اٹھالے لئے فلک
"	بگو بگو دسر بد گمانیت گردم	چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو
"	درم ناخسریدہ غلام توام	چہ نامی کہ مولائے نام توام
"	کہ حرامست می آزا کہ نہ یارست و ندیم	قوی پیرمخاں دارم و عہدیت قدیم
"	دست از ہمتہ ستیم و قلم در محبتیم	چوں واقف ازین جہان ابرتر گشتیم

لے چرخ ز گردش تو خوسند نیم  
 دین و ایمان دل و جان در قدم یار کنیم  
 بریں دو دیدہ حیران من ہزار افسوس  
 مسرت نامہ را چوں بر کشاوم  
 یک صد ہفتاد قالب دیدہ ام  
 کسے کو پیشہ کر دآزار مردوم  
 مزین در وادعی مکر و حیل گام  
 نہ مونے نہ رفیقے نہ ہمدے دارم  
 خدا یا جسم کن بر حال زارم  
 بہر شے کہ خواہی جامہ می پوش  
 یار و رخانہ و من گرد جہاں میگردم  
 ندانستی کہ بینی بند بر پا  
 گرچہ از نیکان نیم خود را بہ نیکان بستہ ام  
 از عاشقان صادق لے دستاں منم  
 جیسے لوحی و صحن چہے جیسے کامی کام  
 مزین بے تامل بگفتار دم  
 کس نیاید بزیر سایہ تو م  
 زربہ مرد سپاہی راتا سریدہ  
 گرچہ سیم و زتر سنگ آید ہسی  
 دیدہ اہل طمع بہ نعمت دنیا  
 تو اں شناخت میکرو زور شامل مرد  
 گر ہمہ ز رجفہ ری دارد  
 در پیاہان فقیر سوختہ را

آزاد مکن کہ لائق بند نیستم  
 هر چه دارم بشمار ره و دلدار نیستم  
 که باد و آئینه روشن عیاں نمی بینم  
 سگه بر دیده که بر سر نهادم  
 همچو سبزه بار بار روئیده ام  
 بمحلی بدتر است از مار و کژدم  
 که در دام بلافتی سرخجام  
 حدیث دل بکه گویم عجب غم دارم  
 حزن خسته و سینه فگارم  
 من انداز دقت را می شناسم  
 آب و کوزه و من تشنه و هان میگروم  
 چو در گوشت نیاید پند مردم  
 در بهار آفرینش رشته گلدستہ ام  
 اول کسی که بر تو افتاد از جانیستم  
 تیغ میب من بسو - میرے داتا رام  
 نکو گوئی گردیر گوئی عجب غم  
 و رہما از جہاں شود معدوم  
 و گردش زر نہ دہی سر بہند و عالم  
 در ہمہ سنگ نہا شد زور و سیم  
 پر نشود و چہاں کہ چہا ہ شب نیم  
 کہ تا کجاش رسیدست پایگا معلوم  
 مرد بے توشہ بزمگیر و گام  
 فتلغم بختہ بہ زلفہ خام

سعد	ہر کہ بربند بد انگے و نویسم	دست دراز از پٹے یک حبیبیم
۱۱	قضا ہی بر دوش تانے دانہ و دام	کبو ترے کہ دگر آشیان نخواہد دید
۱۲	بغیر بخش رہبری کند ایام	ہر آنکہ گردش گیتی بکین او برخواست
۱۳	بجائے رود کس ندانند نام	ہنر و رچو بخش نباشد بکام
۱۴	صفت بوئے گل اس باغ میں بربادیں ہم	قدر اپنی نہ جہاں میں ہرئی با وصف کمال
۱۵	کہ بے فکر باشد سخن نام تمام	سخنداں باندیشہ راند کلام
۱۶	قیامت کرے جس کو جھک کر سلام	قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام
۱۷	بداں را بہ نیکاں بخشد کریم	شنیدم کہ در روز امتدادیم
۱۸	حال دل از تو چہ پنہاں دارم	تو طبیعی و منت بیسمارم
۱۹	کہ نقش مینم و نقاش در نظر دارم	مراز دیدن حسن بتاں غرض این ست
۲۰	حرمان و یاس لیکے چلے ہیں یہاں سے ہم	لئے تھے جب تو لائے تھے کیا ساتھ داں تو ہم
۲۱	تو دانی و تدبیر تو و السلام	منت انچہ گفتم حق ست اس پیام
۲۲	جرات غلام من شد و اقبال چاکرم	گر سایہ مبارکت افتاد بر سرم
۲۳	من رسم این دیار ندانم مشا فرم	از مذہبم پیرس نہ مومن نہ کاسد م
۲۴	چہ خور و بادا و سدر زندم	شب چو عفت نماز بر بندم
۲۵	مرا چہ سود کہ منع شراب خوارہ کنم	نہ قاضیم نہ مشایخ نہ محاسب نہ فقیر
۲۶	بیگے از گدایان این در گہم	نہ کشور کشایم نہ سدا نہ ہم
۲۷	بفضل شملت امید دارم	اگر در خدمت تقصیر دارم
۲۸	بندہ بارگاہ سلطانی ہم	من و تو ہر دو خواجہ تا شانیم
۲۹	جنوں آہستہ میگوید مبارکباد و در گو شتم	غنی دایم کرا دیدم کہ از خود می رود ہوشم
۳۰	جاں دادہ ایم و کینج مزارے خریدہ ایم	اسودگی بجو شہ ہستی ندیدہ ایم
۳۱	با خود بربند شادی و غم	در ویشس پیردہ غنی ہم
۳۲	نہ غم خوارے کز و حال لافکار خود پریم	نہ دارم محرے کہ نہ صلاح کار خود پریم

۱۷ علم

زانکہ من بندہ گنہگارم  
 ہم پر رو یا ہے فغاں کر کے سدا پالم  
 خود کو نہ خدا کے لئے برباد کرو تم  
 صفت اون کی ہوتی ہے صبح و شام  
 عشق منیر یاد می کنند کہ منم  
 فدائے جنبش آں دست و طرز خامہ میگردم  
 اب کہاں لیجا کے بیٹھیں ایسے دیوانیکو ہم  
 بگو بگو و سر بد گمانیت گردم  
 اجل کجاست کہ مشتاق او بجان شدہ ام  
 چسکر در رقیب پر بستر جمائیں ہم  
 آج سے غیر کی صحبت میں نہ جائیں ہم تم  
 در شب آدینہ گنہ می کنیم  
 کچھ پڑھو کے بختنا جو کبھی یاد آئیں ہم  
 جملہ از گوشت ست و از گندم  
 بیاد خلد چوں آدم بنائیم  
 کیسے بے بس ہو گئے افسدہ ہم  
 بامن خاک بسر آہ چہ کردی ظالم  
 پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم  
 جوں شمع تجھے جلاؤں گے ہم

ہر کہ خواند و عاصم دارم  
 مجھ کو خود دیکھ کے ماتم نے کیا ہے ماتم  
 اب کہنے مراسم سے نہ دل شاد کرو تم  
 جو کرتے ہیں یاں عدل کا انتظام  
 عاشقی را بشرح حاجت نیست  
 خطش می بینم و گرد سوا دامہ می گردم  
 باغ میں لگتا نہیں دل گھر میں گھبراتا جو جی  
 چہ کردہ ام سبب بخش توجہیت بگو  
 رید جاں بلب از محنت و سراق مرا  
 شاید کہ راہ نکلے کوئی دیدیاری کی  
 رشک سے بیچ میں ہوتی ہیں مٹکا ہیں حائل  
 ما طرف بادہ نگہ می کنیم  
 سو نپا تمہیں خدا کو چلے ہم تو نامراد  
 یہ یقین داں کہ قوت مردم  
 بیالے دل کہ در ماتم بنائیم  
 دل کے ہاتھوں پیش کچھ چلتی نہیں  
 بامن خستہ جگر آہ چہ کردی ظالم  
 ٹھانے تھے جی میں اب نہ مینے کسی سو ہم  
 اب اور سے دل لگائیں گے ہم

ہم وہ نہیں کہ تم ہو کہیں او کہیں ہیں ہم

ہم میں ہنہارا سا یہ جہاں تم وہیں ہیں ہم

منم کہ گرد سرائے تو طوف میسگردم

ہے از یگانہ و بیگانہ خوف می گردم

<p>لا اعلیٰ</p> <p>صائب</p> <p>لا اعلیٰ</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p>	<p>عشق صادق ہو تیرے دل میں تو ہیں محبوب سب مذہب</p> <p>ہے وہی حسن مقدس رونق دیر و حرم</p> <p>چو یاری نکو و اختر و ششم</p> <p>کز منت نیم صبا کرد فارغ ششم</p> <p>و اس ملوکا کہہ گئے سب کے داتا رام</p> <p>تن ہر داغ داغ شد بے کجا کجا ہنم</p> <p>در ریاض آفرینش رشتہ گلدستہ ام</p> <p>ترک کن صحبت اوتا کہ نگر دی بدنام</p>	<p>چہ یاری کند مغفرو و چشم</p> <p>شاد و بغیچہ دل شکر گشتاے خویش</p> <p>اجگر کرے نہ چاکری بیچھی۔ کرے نہ کام</p> <p>یک تن خیل آرزو۔ دل بکد عاوم</p> <p>گرچہ اونیکاں نیم خود را بنیکاں بتہ ام</p> <p>نئے کہ غارتگر دین و خرد و ایمان است</p>
--	---	---

## ن

<p>لا اعلیٰ</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p> <p>”</p>	<p>اس لئے تصویر جاناں ہم نے کچھ اتنی نہیں</p> <p>بیٹھے ہیں رہزور پہ ہم غیر نہیں اٹھائے کیوں</p> <p>جہاں بجتے ہیں نقارہ وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں</p> <p>ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں</p> <p>رہ گئی ایک نہیں۔ ہاں کا کہیں نام نہیں</p> <p>عویانی اک لباس ہے جو پردہ در نہیں</p> <p>جی اگر ہے تو جہاں ہے پیشل جمی نہیں</p> <p>مول کرو تلوار کا پڑا رہن دو میان</p> <p>ایں خیال است و حال است جنون</p> <p>بدست ہر کہ افتد کیست اگر می توان گفتن</p> <p>پروں کا باند بننا صیاد کی اک بگٹانی ہے</p> <p>قفص میں آکے کھولی آنکھ ہم پرواز کیا نہیں</p>	<p>ایک سر جب وہ ہوئے تو لطف بھگتانی نہیں</p> <p>دیر نہیں حرم نہیں۔ ترا آستان نہیں</p> <p>فلک بیتاب چون کویش ان کو چشم بھی ہوتے ہیں</p> <p>شکون محال ہو قدرت کے کارخانہ میں</p> <p>دن نہیں رات نہیں صبح نہیں شام نہیں</p> <p>فیشن نیا۔ خیال نیا۔ کچھ خضر نہیں</p> <p>صاحب ذوق بھلا رہتے ہیں یا بند کہیں</p> <p>ذات نہ پوچھو سادھ کی پوچھ لیجئے گیان</p> <p>ہم خدا خواہی دم و نیاے دون</p> <p>رفیق خوب در عالم چوں اکیسز ناپیدا است</p> <p>پروں کا باند بننا صیاد کی اک بگٹانی ہے</p> <p>قفص میں آکے کھولی آنکھ ہم پرواز کیا نہیں</p>
--	--	---



لا اعلیٰ	ہے یہ شیرینی کہ لب سے لب جدا ہوتا نہیں	میں کہوں کیونکہ خموشی میں مزا ہوتا نہیں
”	موسے کا ہوا رہنمائیانی میں	یونس کو رکھا ہے شکم ماہی میں
”	ازبرائے نرم گوئی شد زباں بے اتخاں	گفتگوئے ناملائم نیست رسم عاتلاں
”	مصلحت میں کہ کار آساں کن	من نگویم کہ ایں مکن آں کن
”	برہنہ خنبد چو درخانہ زن	بخلوت دروں مرد شمشیر زن
”	بدریا دُر بکاں گوہر فلکند	خرد بنو و بمعدن از فلکند
”	کیا قدر ہے ایسے حسیں کی جو اکے کیمانی زار و غمیں	ہے پھول کی عزت ایسی ٹوٹا تو گلے کا ہار ہوا
”	کوشش ہی غم سے رکیگی ہم کو امان میں	کوشش ہی ہم کو راہ پیدائی جہاں میں
”	جو گل گرتے ہیں مرجھا کر ٹپٹے ہیں شاخوں میں	خدا انعم ابدل دیتا ہے سب کو باغ عالم میں
”	بایزید اندر خراساں یا ادیں اندر زن	قرنہا باید کہ تا صاحب دے پیدا شو
”	سامان سو برس کا ہے کل کی خبر نہیں	آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
”	من یقرا ریا رم و اوبقیسرازم	صیاد از رسید بود بیش اضطراب
”	گفتہ آید از زبان وحشیاں	خوشتر آں باشد کہ سراسر جاں
”	کہ کار سگ بود آہو گرفتن	نباشد آدمیت نکمہ گیری
”	بلکہ ظالم ہیں ہماری اپنی بدعالمیاں	ہے قلعہ شکوہ مشیت کا خدا ظالم نہیں
”	پر کیا کریں کہ تم ہو ہماری نگاہ میں	آنکھیں بچھاتے ہم تو وعدہ کی بھی راہیں
”	حکیمے سخن بر زباں آفریں	بنام جہاندار جہاں آفریں
”	کہ جاہاں سپر باید انداختن	نہ ہر جہائے مرکب توں تا حقن
”	جس کے ریا فاض نہ ہد میں بوئے ریا نہیں	اس بوریائشیں کا دلا میں مرید ہوں
”	ہند و پڑ ہے نہیں کہ مسلمان پڑ ہے نہیں	تقریر اختلاف میں کیونکر پڑ ہے نہیں
”	گم کند چیزے کہ در کاست اور اجادوں	ہر کہ جوید انجہ در کارش نباشد بے گماں
	جو ہستے تھے میخواروں پر اور کل تک تھے بیشاروں میں	
”	ہیں آج اس زر گس میگوں کے متوالوں اور سَرشاروں میں	

لا اعلیٰ	گو ہمیں انصاف باشد اے فلک نامہاں	زرغ را انجیر نشی و ہمارا استخوان
•	وز دشمن بد و امن صحبت برہیں	بایار نکو خواہ بشرت نہشیں
•	بخواست جام مے و گفت راز پوشیدن	بہ پیر میکہ گفتم کہ حسیت راہ نجات
•	منہدم گرد و اساس شرع و ملت و جہان	گر نیا بد نکتہ بازرقہ و فتویٰ در میان
•	سپنے غنیم کا جسے خیال نہیں	اس کی فرقت میں کیوں جلائیں ول
سعدی	بے دیلت مگر و پیر امن	در میر و وزیر و سلطان را
•	ایں گریہاں گرفت و آں دامن	سنگ و درباں چو یاققہ غریب
•	میا و رسخن در میان سخن	سخن را سرست اے خرد مندین
سعدی	کہ خواہی کہ با تو کند آہنجاں	سلوک آہنجاں کن بخلق جہاں
•	کہ تقاضائے زشت قصا باں	بہ تمنائے گوشت مردن بہ
شہری	می تند چوں ماہی بے آب و دیا بر میں	بر کجا گوہر فروں تر نشہ چشمی بیشتر
مضوی	بہر کسے دادی بدن و مٹوختن	از ہوس و ز حرص سود انداختن
لا اعلیٰ	می شگافد کورہ را با بحر و کاں	گوشت پارہ آدمی از زوہاں
•	گر خور داور ہوتا تل را عیلاں	صاحب دل را ندارد آن زیاں
•	میرسد از غیب چوں آب رواں	در وجود آدمی عقل رواں
•	تا بہ بینی و رقیامت فیض آں	و عہدہ کردن را وفا باید بجاں
•	گر جراحت کہنہ شد و داغ کن	تو بہ کن و زخو ر و ہ استغفار کن
•	در زمین مرد ماں خانہ مکن	کار خو و کن کار بیگانہ مکن
کلیں	ہچو گرد از خاک ساری و انگہے بالاشیں	مجلس گر تمنا باشد اقتادہ باش
خالص	کہ نبو و پو بوج گوراہتر از نقل مکاں کردوں	و جاسے خوشین بر خیز و رنگین ساز مجلس ا
غنی	وین مشکل دگر کہ نہفتن نمی تواناں	مشکل غنیست عشق کہ گفتن نمی تواناں
صائب	و رنہ خرمن ہا زیں یکدانہ می آید بروں	دانہ دل را تو با مال عمل لائق کردہ
لا اعلیٰ	چوں مرا بیدار کرد از خواب خواب دیگران	تختہ را اگر خفتگان بیدار توانند کرد

لا اعلیٰ	بخیہ از خواب گراں بر دیدہ مینا مزن	از در پوشدہ برگزدہما نان غیب
سعدی	مکن نام نیک بزرگاں نہاں	چو خواہی کہ نامت بود در جہاں
لا اعلیٰ	گزیند بر آسائش خوشتن	خفک آنکہ آسائش مرد وزن
سعدی	بر افتادہ زور آزمائی مکن	چو زور آوری خود نمائی مکن
سعدی	کہ امش ہنر باشد و رائے فون	چو نارفتہ بیرون ز آغوش زن
سعدی	خروس بازی ایں پیر را تماشا کن	فلک بچنگ فلکندہ است تاجداراں را
مستوی	دادن تیغے بدست تیغ زن	بد گہر را علم و فن آموختن
نظامی	دلیری مکن بادیر انگستاں	بترس از چہ شیریری ز شیر انگستاں
لا اعلیٰ	کہ بامقblaں دشمنی ساختن	نہ اقبال را شاید انداختن
سعدی	زناں را مزن نام بودے نہ زن	اگر نیک بودے ہمہ کار زن
سعدی	کہ یا پردہ یا گور بہ جائے زن	چہ خوش گفت جہید بارائے زن
سعدی	کائناتے اُن بھولوں سے اچھے جو گریباں میں ہیں	اپنے موقع پہ ہر اک چیز بھلی لگتی ہے
اسماعیل	غم سے بدتر ہے وہ خوشی ہی نہیں	جس خوشی کو نہ ہو قیام دوام
سعدی	چھت نہیں حجرہ نہیں دہنیں یوا نہیں	مال کیا جمع کریں گھر ہے خراب اپنا
سعدی	جو بندے خاص ہیں حق کے وہ دنیا سے لڑ نہیں	ولی کو جز ولی ہرگز نہیں پہچانتا کوئی
سعدی	رجح جیسی ہوتی ہے دیسے فرشتے آتے ہیں	گو ہیں کیا سب کو وہ صورت میری کہلا ہیں
سعدی	یوں تو اُگنے کو اُگ آتا ہے دھتورا باغ میں	بو نہ ہو جس گل میں وہ بھولوں کی گنتی میں نہیں
سعدی	یکچھ نہیں مردم دیدہ کو محن دریا میں	سچ ہے عادت بھی بشر کی یہ طبیعت ثانی
سعدی	جس نے پوشیدہ کیا اپنے کو وہ پنہاں نہیں	تخم جب تک خاک میں پنہاں نہ ہولائے نہ بار
سعدی	یاد غمہائے گذشتہ سے نہ جی میلہ کریں	جو خوشی دی ہو خدا نے اس سے جی ہٹندا کریں
سعدی	اب نیکی پودے نے زمانے میں	باغ عالم کی وہ بہتار گئی
سعدی	بے شباتی جہاں کا ہر بیاں	حال یہ دار فنا کا ہے عیاں
سعدی	نہیں معلوم کہ ہر جاتے ہیں	قافلے قافلوں پر آتے ہیں

داور	نہ وہ جیش نہ کسرے کا مکاں	نہ سکند رہے نہ دارا کا نشان
ذوق	دیکھ لو حال عیاں راچہ بیاں	مٹ گیا نام و نشان اہل جہاں
ریاض	عاری عبائے ہوش قبائے خردی میں	جہاں لباسیوں کے نہ ظاہر لباس پر
رائع	سنئے رفیق ملے ہیں پرانے جاتے ہیں	ابا اضطراب ہی ہم میں نہ صبر ہے نہ سکوں
سوز	راستہ یہ سچ ہے جان ہنر حق جہاں نہیں	بعد فنا کسی کو نہیں پوچھا کوئی
سعید	پر یہ خبر نہیں ہے میں کون ہوں کہاں میں	ظاہر میں گرچہ میٹھا لوگوں کے درمیان میں
شہید	مزارے ہوتا ہے جو کچھ وہی ہوجو خرمن میں	امور دین و دنیا میں عمل کو دخل ہی بیشک
”	موزیوں میں ہوں نہ ہرگز میں لالہ دار نہیں	رند ہوں میخوار ہوں پر شکر تیرا لے کریم
”	دوسرے کی جستجو اچھی نہیں	کام کی ہے تو خدا کی جستجو
”	جو تم کو مجھ سے تو مجھ کو تم سے کام نہیں	اٹھائوں ناز تمہارا میں کچھ عسلا م نہیں
شیر	بے آب کا خریدتا کوئی گہر نہیں	کیوں سب خریدتے ہیں درآبدار کو
صابر	کیا کیا مرے اٹھائے میں ترک سوال میں	لستے شکوہ نیشل نہ شکر کریم یاں
ظفر	اگر مزاج میں شر و انہیں تو بیاں بھی نہیں	وہی صلاح ہماری ہی جو ہے ان کی صلاح
”	لعل بھی تپہ ہی میں لیکس وہ تپہ اور میں	خوبی جو ہر سے پاتی ہے ہر اک شے امتیاز
”	جلتے ہیں ظفر لکھی کے چراغ ان کے گھروں میں	اس دور میں کرتے ہیں کچھ حرب زبانی
عاشی	ہمیشہ ہم تری رحمت سے استمداد کرتے ہیں	الہی بخش پیدا ہو کہیں خون جیت میں
غریز	فضول معنی ہے طالب اگر سعید نہیں	کچی نہ چرخ کی نکلی ہزار گردش کی
غالب	جو مئے و نعمہ کو اندوہ رہا کہتے ہیں	انکھ و دم توں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو
”	دلیس کیا کیا وہ نہیں اپنے گناہ کرتے ہیں	بدگماں ایسے میں بات کسی سوجو کروں
”	انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں	کیوں گردش نہ ام سے گہرا نہ جائے دل
”	زنگ لاینگی ہماری فاقہ مستی ایک دن	قرض کی پیتے تھے مے اور دلیس کہتے تھے ہاں
فوق	کہ ہے آمیزش شمع اس کے نیاز زنگ لائے میں	نہ ہوگی سرخوشی یاروں کو دور چرخ خضم میں
”	نہار دروے بے دریاں ہی آخر تری قسمت میں	جو بیتا ہی و مادہ جام مے تو بزم عشرت میں

بجای حق ہی جو کچھ کو دکان خام کرتے ہیں  
 ڈراہ خستگاں سے تو کہ ہنگام دُعا اُن کے  
 یہ جتنے اقربا ہیں سوا عقرب ہیں انیش زن  
 کیا کریں صبر کہ اب صبر کا بار ہی نہیں  
 گہر کو جو ہری صراف زر کو دیکھتے ہیں  
 رہروان سفر بادِ عشق لے لے وائے  
 غم خوار ہو تو تم ہو اگر یا رہو تو تم ہو  
 کوئی اپنا نہ کسی کے ہیں ہسم  
 آدمیت گر نہیں انسان میں  
 دوست ہوں دو تو کل دشمنوں کو دشمن ہوں  
 غیر کرتے ہیں ملامت دوست کرتے ہیں گلہ  
 صلح کل اختیار کر اے دل  
 منہ پر تعریف بیٹھتی ہے غیبت  
 عہد شباب گزرا شربِ مدام ہی ہیں  
 خرد مست دی ہنوز تحیر و رنہ  
 مجلس یار میں تو یار نہیں یا تا ہوں  
 ہم جو شخص برائی بھی کرے کر سنے دُور  
 خود بُرے بنتے ہیں بہتر میں جو اوروں کو بُرا  
 نہ تو دہوئے سے دھلے اور نہ مٹا سکوئے  
 الہی زمانہ کو کیا ہو گیا  
 گلستان جہاں میں نیک و بد کا ساتھ ہوتا  
 کام جو کرنا ہو کر کو کیا بھروسہ زیست کا  
 نطف کیا ان کو میر صحبت اجاب کا

کہ طفلی میں یہ سب ام کو آلام کہتے ہیں  
 حریم قدس لاکھوں ملائک محو آئیں ہیں  
 تریاق تو محال مگر سم بہت ہی یاں  
 صبر قسمت میں تو خالق نے آنا ہی نہیں  
 بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہیں  
 قافلہ راہ میں لٹوا کے چلے آتے ہیں  
 کس سے کہوں جو تم سے غم دل نہاؤں  
 یاں کسی شخص سے نا مانا ہی نہیں  
 فرق کچھ باقی نہیں حیوان میں  
 سیدھا سید ہوں و تیر ہوں تیر چاہے نہیں  
 کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو  
 چھوڑ جنگ و جدال کی باتیں  
 یہ عادت خو خوار تو شیطان میں نہیں  
 ہم کہنے سال ہو کر اب پار ساٹھے ہیں  
 گزرتی خوب تھی دیوانہ پن میں  
 درو دیوار کو احوال سنا جاتا ہوں  
 ہم دم مہر و وفا سب کا بھرا کرتے ہیں  
 متہم بنتے ہیں تہمت جو دہرا کرتے ہیں  
 لوگ بدنامی کا دھبہ جا لگا دیتے ہیں  
 محبت کسی میں نہیں پاتے ہیں  
 رہیں کٹانے ہمیشہ بھول کے پہلو میں گلشن میں  
 لیگی ہے موت چنکر کیسے کیسے نوجواں  
 ہو گئیں بزرگ رنگا رنگ بزم آرا لیاں

فوق  
 قائم  
 لائق  
 لاعلم  
 مصحفی  
 منکین  
 مضطر  
 مومن  
 میکش  
 محب  
 میر  
 مہر  
 نشاط  
 ناصر  
 نسخ  
 داف

ہوش	شمع کے گل پر نمایاں قطرہ شبہ نہیں	جو ہیں روشن طبع کیا تردد امنی سے ان کا کام
سعدی	چو خلعت نیست خرج آہستہ ترک کن	بہ وصل و خرج خود ہر دم نظر کن
لا اعلم	تو بتائے شام غیبت میں کروں تو کیا کروں	پا برہنہ دشت ویراں دور منزل راہ سخت
صائب	صائب ز حریفان و غاباز حسد رکن	ز اں پیش کہ صحبت اثر خود ہم ساید
"	گنجینہ خود غرض بھاحب نظر کن	از قیمت گو بہر تجربہ نیست صدف را
"	سرور اچوں بندگاں در پیش خود اتاد کن	خاکساری پیشہ خود ساز چوں آب رواں
نظامی	کہ با بندگانند چو بندگاں	چنین ز دشمن شہادہ گویندگاں
لا اعلم	دل من داند من داند من داند دل من	استیاقیکہ بدارتو داند دل من
"	ورگر نہ تو درخانہ بہ نشیں چورن	چو زن را بازار گیر و بزن
غنی	خیرگی راز مگس دور سازد راندن	نہ کشد پائے بخواری ز در خلق حریص
ظہیر	گرچہ اختر بزر فلک باشد نگاہش بزمیں	چشم علوی ہمتاں بالا نہ بیند از غور
متمی	جوگ بہ جوگ بیاہ کریں تینوں کر لائیں	ندی کنار سے گھر کریں نہ اٹھ چور چلیں
کبیر	اور کو سہجے چاند نے آپ اندھیر جائیں	پنڈت سا لہجی باتیں کہیں بنائے
"	میں سیکھے پوچھوں لے سکھی ان میں ہو اکون	مانی میں مانی ملی سٹی پون میں پون
لا اعلم	بیکہ ست گل میں بیکہ ست خوں	خدا رکن زینہ رنگ دنیا سے دیوں
"	ایمن ست از رنگ طفلان دیدار بے بردن	از کنا کثر نیست ایمن غفلت تار و شمار
صائب	می گزارد مرغ در ہرواں سرزمین	ماز کا فرغ بھی از شکر منعم غافلیم
جامی	نتوان چو ابر بر سر و نسب مگر لیکن	بابہ چو برق خندہ زناں ز جہاں گشت
وحشی	اگر خواہی کہ خود را عوار سازی غرض حاجت کن	ازیں بے ہمتاں چوں نیست عجل اجابت
نیاز	لے دل اگر غنا طلبی ترک ساز کن	گو قناعت ست کہ دل را کند غنی
انتر	کہ کوئے قناعت گیر و تاباشی فراغت کن	فراغت باریت جابر سر کوئے قناعت کن
غنی	کہ تو اند بخیر ز وسوزن بر خم خوشی کن	چارہ سازاں ہم بکار خود غنی بے چارہ اند
مغوی	تا خوانی مر خدا را در جہاں	و ر و آمد بہتر از ملک جہاں

عیب است لیکن ہنرست از مورے	پائے مٹے پیش سیلہاں بروں	صائب
پاک طینت را بچین کس نباید گرد کرد	بہر خونریز از طلا شمشیر تنواں ساختن	کلیتم
ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید	تر جام و ہر مئے کل من علیہا فان	لا اعلم
نگو د بے سفر ہر گز کمال مرومی ظاہر	نفس کے حرف گرد و دانیاید از دہن میں	صائب
نکویاں را چہ حاجت غد خواہی	کہ خواہد غدر شاں سے نکو شاں	صافی
مترس از جوانان شمشیر زن	خدر کن ز پیران بسیار فن	سعدی
جی چاہتا ہے صانع قدرت پہ ہوں تیار	تم کو بٹہا کے گود میں یا خدا کروں	لا اعلم
پھل نکوئی کا تو لیتا جا اگر لے جا سکے	پھر پیراس گلشن میں لے ناداں تجھے آنا نہیں	سودا
ہم سر نوائیں کس کے آگے کہ مید آسا	اپنے قدم کو اپنا مسجود جانتے ہیں	۔
کہوں میں کونسا گھر ہے جسے ہم نے نہ دیکھا ہو	بجز خلوت سراے دل نہیں آرام دنیا میں	۔
موسم گل ہے دے کچھ یہ دل اب شاہ نہیں	تاب پرواز نہیں طاقت فسریا نہیں	۔
کس کس طرح کی دیکھیں اس باغ کی نفائیں	کیدھر گئے وہ ساتھی وہ ابرو وہ ہوائیں	۔
گریارے پلائے تو پھر کیوں نہ پیچھے	زادہ نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں	انشا
غیر سے ہو ویں یار کی باتیں	میں یہ پروردگار کی باتیں	دوشن
رقیبوں پر غضب ڈر ہم گئے ہیں	ہو از خمی کوئی مرہم گئے ہیں	معتول
گر یہی گرمی رہی آہ دل نا شاہیں	ایک دن بجلی گری خانیقاویں	فدوی
جب طاق زبان و دہن کی صفت نہیں	کس کام کی زبان ہے کس کام کا دہن	رشک
جو آتے ہیں وہ اگر سا غل عام پاتے ہیں	ترجیح نسل سے اسے ساتی ہمیں محرم جاتے ہیں	آصف
انجان ہو تو اس سے کوئی درد دل کہے	جو جانتا ہو میں اسے آگاہ کیا کروں	تاباں
ہم گرفتار ہیں بے بال و پری کے پابند	ہے نصیبوں کا گلہ شکوہ عیا دہیں	ذکی
بات وہ کر کہ جو دشمن بھی رضا مند رہے	منہ پہ اچھا نہ کہیگا تو کہیگا دل میں	عاشق
لے عدم ہونے والو تم تو چسکو	ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہیں	میر
نے گل کو ہے ثبات نہ ہم کو ہے اعتبار	کس بات پہ چین ہوں رنگ و بو کریں	درد

کار دیں کچھ بن نہیں آتا دعویٰ ہے دینداری کا  
یا ہے میرے دلیں اور میں کعبہ میں تجا نے میں  
جانور ہے جسکو عشق کا کل پر جسم نہیں  
دو نو پتھر پوچھے ہیں تجھ سے کچھ نسبت نہیں  
ہم اس سنم کی پرستش میں محو ہیں زاہد  
اے صنم کوئی محبوب تجھ سا دوسرا  
ہفتاد و دو فریق حسد کی عدو سو ہیں  
اعتبار پست فطرت یک و ساعت میں میت  
ننگ آں کہ در صحبت عا قلاں  
بغم خوارگی جز سدا نگشت من  
بینیم کہ تا کردگار جہاں  
بستے تھے وہ جو لوگ یہاں کوئی بھی نہیں  
اہل چمن سے اپنی ہو کیونکہ روشناسی  
غرض کفر سے کچھ نہ دیں سے ہو مطلب  
میں وہ ہوں خشت کہن مدت سراس ویرانیں  
کمر باند ہے ہوئے چلنے پیریاں سب یار بیٹھیں  
باسکساراں غنی پیوستہ ہمارا ہی گزین  
پیش غافل سخن از پند و نصیحت راندن  
نہفتن سخن رازنا بحر دلاں  
ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں  
ترک دنیا خلق را در بندگی باشد ضرور  
پیشہ باش زنده داری خون مردم میخورد  
سجدہ گردن عصاد رکف مصلے برکت

دنیا سے نیرا ہوں لیکن رکھتا خواہش دنیا ہوں  
گہ میں ہو مجھ پر ادبیں گھر گھر ہو مٹا پھر پھر  
جو نہ آجائے قریب یا میں آدم نہیں  
کعبہ بت خانہ سے حاجی رہن سحر کم نہیں  
خدا کا جس پر بشر اشتباہ کرتے ہیں  
سخت کافر ہے جو وحدت کا تری قائل نہیں  
اپنا ہے یہ طریق کہ با ہر حمد ہے میں  
گرد و آخرت نشیں دروہ کہ نند بالائیں  
بیسا سوز اخلاق صاحب دلاں  
نخار د کس اندر جہاں پشت من  
دریں آشکارا چہ دار و نہاں  
خالی پڑے ہیں ان کے نکال کوئی بھی نہیں  
برسوں اسیر رہ کر ہم اب رہا ہوئے ہیں  
تماشا ہے دیر و حرم دیکھتے ہیں  
برسوں مسجد میں رہا برسوں رہا تجا نے میں  
بہت آگے گئے پیچھے جو ہیں تیار بیٹھے ہیں  
رو با حل می بردگشتی بزور بادباں  
ہست بر صورت دیوار گلاب افشاندن  
صوابست و کشائے بیجا زباں  
پس جواب او سکوت و سکوں  
آورد از دست دروشت و وضو خاتم بروں  
زینہار از زاہد شب زندہ دار اندیشہ کن  
پائے تا سر شیخ شہرت مجھے تاثیرت و شین  
نظر  
نامتخ  
آتش  
ذوق  
صائب  
سحر  
لا علم  
میر  
سودا  
ذوق  
انشاء  
غنی  
صائب  
کلیم  
وجہ  
خرین  
جامی



ہر کہ آبِ خوںے نخلت را شفیع خود کند  
 سخن ہست تیغ و قاتلش زباں  
 ز صد ہزار سپہ ہجو ماہ مصر یکے  
 ہر کہ دزد و کینہ با اہل سخن بنید زباں  
 میتواں گشت بگفتار جہا نگیر و لے  
 کمال ست در نفس انساں سخن  
 تباں ماہوش اجڑی ہوئی منزل میں تھیں  
 اگر از خامشی مہر سلیمانی بدست آری  
 بہر ایں گفتند اکا بردر جہاں  
 ز چشم عیب میں عیبے نمایاں تر نمی باشد  
 نمی شود دل پاکاں ز حرف بد غم گیس  
 نمی خزند دریں کوئے خود نہر اموشی  
 جہاں روشن صبح از فیض احساں متواں کن  
 چو شمع رسد گر سر سہ کش بہ بریدن  
 دوری زد و دستان بکروح مشکل ست  
 زندگانی با عزیزاں خوش بود ورنہ چہ حظ  
 لاف نسب مزین کہ چو آئینہ در جہاں  
 پائے در زنجیر پیش دوستاں  
 از جہاں طمع بریدن آساں بود لیکن  
 بر بکوت و حاں گراں نبود بیا برخاستن  
 کشاد کار خود نتواں طمع از آشنا کردن  
 محئے چوں از سر مجد اگر دنی گروہ سفید  
 می برد رہ بکمال آدم خاکی ز سفر

از مردت نیست آوردن گناہش بزباں  
 چہ تیغ کزاں تیز گرد و دساں  
 چناں شود کہ چہ را بے پد رکند روشن  
 زانکہ ماند خوب و زشت خلق زائشاں بزباں  
 نیست ممکن کہ دہاں گیر تو اں گردیدن  
 تو خود را بگفتار ناقص ممکن  
 کہ جسکی جان جاتی ہی ہی کے دلیں تھیں  
 پر ز اداں معنی را مسخر میتواں کردن  
 راحتہ الا انسان فی حفظ اللساں  
 ہوشاں چشم خود از عیب خود را عیب بخشی کن  
 ز عکس زشت نیقتد بروئے آئینہ جیس  
 بہائے کاسد مہتی ز خاک کمتہر کن  
 چراغے گر کلف باشد جہاں متواں کردن  
 ہرگز نہ دہتن بتواضع ز خمیدن  
 ورنہ زہر چہ ہست جدائی تو اں شدن  
 آب حیواں خوردن و چون خضر تنہا زیستن  
 آدم نمی تو اں شدن از روئے دیگر اں  
 بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں  
 از دوستان جانی مشکل بود بریدن  
 برگراں جاناں بود مشکل زیجا برخاستن  
 بجانخن تو اند بند از انگشت واکردن  
 عیش غربت مرد را پیوستہ می دار و جہاں  
 می شود کامیہ گل ساتھ از گردیدن

معنوی

ظہوری

وحشی

معنوی

سعدی

—

لا اعلیٰ

صائب

معنوی

غنی

لا اعلیٰ

معنوی

علی

غنی

صائب

—

سلیم

سعدی

حافظ

معنوی

غنی

—

صائب	تقصیر مکن دانہ خود را شجرے کن	از آب وز میں غدر زرد مہقاں نپند برو
منوی	تا نگریدا بر کے خستہ دچمن	تا نگریطفضل کے جوش لبون
نظامی	کہ روشن زرا زندا ز تیرہ کاں	ہزار آفسریں باد بر زیر کاں
طاہر	نگو دو چوٹ لم صاحب سخن ہزار تاشیدہ	نشاید آتشا گشتن مطلب رخ ناویدہ
لا اظم	کس بے کمال پیچ نیز ز عسیر بمن	کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی
منوی	کس نداند قیمت او دو جہاں	داو حق عمرے کہ ہر روزے از اں
لا اظم	کہ طفل گریہ کنناں آید از عدم بیرون	ویل حاجت ملک عدم ہمیں کافی ست
اشتر	ساعت کسے نہ پرسد بہر کفن بریدن	آما دہ فزار اپرو اے نیک و بد نیست
کلیم	آسائیشے ندارد بہتر ز چشم بستن	دنیا خیال و خواہست ایں خواب نرود انا
غنی	نیت غیر از در و رفتن عسیر بجا آمدن	بہر گنہ غدرے و بہر تقصیر دارد تو بہ
صائب	در محیط بے کراں ز نہار دست و پا مزن	با فضاے آسمانی چارہ جز تسلیم نیست
۔	ندارد حوصلے دیگر از حکم قضا بوند	و تم تیغ قضا از چین ابرو بر نمیکرد و
۔	از زمیں گندم گریباں چاک می آید بڑوں	رزق گر بر آدمی عاشق نمی باشد چرا
نظامی	خدا ہست ز راق و روزی رباں	گرم نیست روزی ز مہر کاں
لا اظم	میں جانتا ہوں زمانے کا اعتبار نہیں	زمانہ مجھ کو بُرا کہہ رہا ہے کہنے دو
۔	خویش را در خم حصار بچو افلاطوں مکن	چو کس جیا پائے ہمت بر سر گردوں گزار
۔	نگ نتواند کسے بر شیشہ گردوں زدن	اہل ہمت را چہ پاک از خصمی بدگوہراں
۔	در مجالس خدمت اصحاب کن	نا توانی تشنہ را سیراب کن
۔	پیر ہو کہ پھر لبشر کوئی جواں ہوتا نہیں	بہر بلغ و ہر میں برگ خزاں ہوتا نہیں
۔	شناؤں در دول طاقت اگر ہو سننے دانی	فغاں میں آہ میں فریاد میں شیون میں نائی
۔	افسوس اس زملنے میں قدر ہنر نہیں	کس کو دکھاؤں اپنی طبیعت کی تیریاں
۔	یہاں تو لے مرے پروردگار کچھ بھی نہیں	کوئی سہنہ زہد پہ نازاں کوئی عبادت پر
۔	ہم یہ کہتے ہیں دُعا کرتے ہیں	گو نہیں پوچھتے اپنا وہ مزاج

لا اعلیٰ

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

”

مصلحت میں وکار آساں کن  
 کہ جو یزید گانندیا بن دگان  
 صورتیں کیا کیا نظر سے اپنی نہاں ہو گئیں  
 عار و ار و کفر از اسلام من  
 ناصح خود یا نغم کم در جہاں  
 وسعت سے بڑی تربیت باری میں  
 اور علیوں سے میں ہنر کو جن لیتا ہوں  
 تو ہو جاتی ہے عقل بھی واژگوں  
 گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں  
 تو بر من چوں جو انمرواں گزر کن  
 از برائے نرم گوئی شد زباں بے اتھلاں  
 احوال یہ گو گو ہے کہنے کا نہیں  
 ہشیار کہ میقتام سے کہ نہیں  
 جو بد میں وہ نیکوں کو برا کہتے ہیں  
 غصہ یہ کس لئے کرتے ہو لو اب مچلتے ہیں  
 ہے سب کچھ یہاں پر صدا کچھ نہیں  
 شوق مجھ کو وہ نہیں وہ جی نہیں وہ دل نہیں  
 پڑھتے ہیں کل من علیہا فان  
 اور یہاں حسن شناسان سخن تھوٹے ہیں  
 کہ جاہا سپر باید انداختن  
 کہ سستی بود تخم ناکاشتن  
 بنا چار خوشوش بود در میاں  
 آئین ماست سینہ چو آئینہ دشتن

من نگویم کہ ایس کن و آں کن  
 نباشد محروم جو یزید گان  
 وادہ اس صورتکدے میں دیکھتے ہی دیکھتے  
 وائے بر من وائے برا انجام من  
 ہر یکے ناصح برائے دیگر اں  
 آتش سے بچایا ہے خلیل اقد کو  
 جن لیتے ہیں عیب چیں ہنر میں سے عیب  
 جو آتے ہیں انسان کے دن بون  
 سدا عیش و دوراں دکھانا نہیں  
 اگر من نا جو انمروم بہ تدبیر  
 گفتگو سے نا ملائم نیست رسم عاقلان  
 ہے کون جو بخر مرگ سہنے کا نہیں  
 آما وہ کو چ رہ جہان میں غافل  
 جو نیک ہیں وہ بدوں کو کہتے ہیں نیک  
 پھر نہ آئینے کبھی بزم میں تقصیر ہوئی  
 بہار و خزاں کو بقا کچھ نہیں  
 عیش کے دن جا چکے ملنے سے اجاڑ نہیں  
 صبح دم طائران خوش الحان  
 قبح کے دیکھنے والے تو بہت ہیں دیگر  
 نہ ہر جائے مرکب تو اں تاختن  
 ندانی کہ غلہ برداشتن  
 قبا گر حریرست و گر پر نہاں  
 کفرست در طریقت ماکینہ و اختن

حال دل گفتم تغافل کرو خواری را بسببیں	گزینہ کردم خندہ زوبے اعتباری را بسببیں
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر	تاکہ سب جائیں کہ کچھ دست سکندر میں نہیں
بزہ جو آمد سوئے گرگ از شبہاں	چہ کند سگ ارچہ باشد پاسباں
منہ نہ کھولے بحر میں جب تک صدف	آب نیاں سے گہر ملتا نہیں
راز خود بایا رنود ہر خید بتوانی مگوئے	یاریار سے وار و واز یاریار اندیشہ کن
جس طرف جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے	آرزو کیوں لئے آتا ہے او ہر کچھ بھی نہیں
اگر شہ روز را گوید شب ست اس	بیاید گفت اینک ماہ و پرویں
خوشامد سے نہ رہ شیریں زبانوں کے کجی غافل	یہ شیرینی میں گویا زہر قاتل کو ملاتے ہیں
درود کے واسطے پیدا کیا انسان کو	ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کویاں
کسی کے مرگ پر لے دل نہ کیجے حتم تر ہرگز	بہت ماروئے ان پر جو اس جینے پر تے ہیں
بھول ایسی کہ نہ بھولے سو کبھی یاد کر دس	یاد ایسی کہ ستم کے لئے ہم یاد رہیں
خرابت کند شاہد خانہ کن	برو خانہ آباد گرداں بزن
از خدا ترس و ترس از دشمنان	کز ہمہ دار و خدایت و رامان
خواہی کہ ہمیشہ شاد باشی بجاں	ضامن مشو دکر امانت متان
بر محضر تیجکس گواہی منویس	در خانہ خود مکن کسے را پنہاں
تا کہ احمق باقی ست اندر جہاں	مرد عاقل کے شود محتاج ناں
سخت دان پروردہ پیشہ کہن	بیندیشہ آنگہ گوید سخن
زمین شورہ سنبل بر نیار و	درو تھم عمل ضایع مگرداں
نکوئی بابد اں کردں چنانست	کہ بد گردن بجائے نیکمرداں
صلح با دشمن اگر خواہی ہر گہ ترا	در قضا عیب کن در نظرش تخمین کن
سخن آخر بد ہاں میگزرد و مودی را	سخن تلخ نہ خواہی دہش شیریں کن

سیدی	خون خویش باشد دست شستن	خلاف رائے سلطان رائے جنتن
"	دشمنان را پوست برکن دوستاں را پوستین	چون بستی در بانی تن بجز زاندر مدہ
"	کہ لاجول گویند شادی کنان	گواندہ خویش بادشمنان
"	میسار سخن در میان سخن	سخن را سراسر است لے خروندین
"	مرا بخیر تو امید نیست شرف رسان	امید وار بود آدمی بخیر کان
"	خود کردہ بنساز جوہر مردم بردن	سخت است پس از جہاہ حکم جرون
"	نہ عقلت خود در میان سوختن	میان دو تن آتش افروختن
"	ستمکاری بود بر گوسفنداں	ترحم بر بنگ تیسزدنداں
"	کا حتمال جفاے ثوابان	ترک آخان خواجہ اولی تر
"	بہ بند و اجل پائے مردودان	چو آید ز پئے دشمن جاں ستاں
"	کسب کن پس تنیکہ بر جبار کن	گر تو کل می کنی در کار کن
"	وزیرے چنین شہیائے چناں	جہاں چوں بگم و قرارے چناں
لا اعلیٰ	تاسنگ بگفت آید بر شیشہ ہستی زن	تا تیغ بگفت یابی بر نفس و دوستی زن
"	بہت ساروے ان پر جو اس جینے پر متہیں	کسی کی مرگ پر ایدل نہ کیجئے چشم تر ہرگز
"	کیا لطف ہے ایسے جینے کا ہم او کہیں ہم او کہیں	کہا بلجھے تھوڑا ز ہر نگاہم او کہیں ہم او کہیں
"	ازیں چو در گزری کل من علیہا فانا	دو چیز حاصل عمرست خیر و نام نیکو
"	منہ سے جو کہتے ہیں وہ کر کے دکھایتے ہیں	راستبازان و فاضل الاقرار ہیں سب
	پھرتے ہیں سیل حوادث سے کہیں مردوں کے منہ	
"	شیریدھا تیرا ہے وقت رفتن آب میں	
	مانو نہ مانو جان جہاں احتیاری ہے	
"	ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں	
	لطف مے تجھ سے کیا کہوں ز اہ	
"	ہائے کجاست تو نے پی نہی نہیں	

زندگی زندہ دلی کا ہے نام	مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں
کار کھرس نیت بار عالمے برداشتیں	درد سر بسیار در در سر افسرداشتیں
ازل میں ہو چکے ہیں میرے دو حصے برابر کے	خدا کے نام کی جاں ہونے کا نام کا دل میں
کیا خوف ہے دنیا سے گزر جانے میں	کیوں ڈرتے ہو شاد اپنے گھر جانے میں
غم کھانے کے سوا کوئی اپنی غذا نہیں	پیتے ہیں خون دل کبھی پانی پیا نہیں
صبر و قرار طاقت و آرام سب گئے	غم خوار غم سوا کوئی اپنا رہا نہیں
کیا موسم بہار گذشتہ کروں میں یاد	وہ گل نہیں وہ باغ نہیں وہ ہوا نہیں
دنیا میں کوئی داغ سی خالی جگر نہیں	بیدار غچرخ پر بھی تو روشن قمر نہیں
دنیا نہیں ہی کچھ بھی جو دیکھا کچھ شمع غور	اس پر وہ مبتلا ہیں کہ جن کو نظر نہیں
موت کا گر ہوتا حکمت سے علاج	کا ہے کو مرنا کوئی یونان میں
دغا بخور و فریب و کرا فعال رذالت ہیں	یہ سب بدترین اطوار ذلت میں خلاص ہیں
دغا مکرو فریب و جوجو دنیا میں کرتے ہیں	بڑا انجام ہوتا ہے بری حالت میں مگر ہیں
ہزار افسوس خود بار گئے سر پر جو دھرتے ہیں	خدا سے کیوں نہیں پہلے ہی یہ کجخت ڈرتے ہیں
قدر بڑھتی ہے زندگانی میں	نام رہتا ہے دہر فانی میں
لازم ہے آدمی کو کرے جستجوئے علم	لہو و لب سے کوئی رذالت سوا نہیں
علم ہی سے قدر ہے انسان کی	ہے وہی انسان جو جاہل نہیں
بیابان سے قیمت لے گئی پھر کوئے جانان میں	نکل کر ہم بزم بونہ آئے پھر گلستاں میں
کوئی نہیں جہاں میں جو اندوہ نہیں	اس نکلہ میں آہ دل خوش کہیں نہیں
کسے آرام دے ہو چرخ مینا فام و دنیا میں	سدا گردش ہی میں گزری بزم جام دنیا میں
چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں ہی جو نکلے ہم کہیں	خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں
ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک تجھ کو کریں	دل ہی نہیں رہا، جو کچھ آرزو کریں
محال پیری میں ہے لطف نوجوانی کا	چراغ صبح میں نور چراغ شام نہیں
آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہیں	آئینہ دل کی طرح سے حق نما ہوتا نہیں

اعلم

"

"

شاد

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

حسرت

میر

سودا

زار

درو

ناسخ

آتش

برائے مانو کہ ہم عرض حال کرتے ہیں	فقر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں	رند
عقلا کی طرح خلق سے عزت گزیریں ہوں	ہوں اس طرح جہان میں کہ گویا نہیں ہوں	ذوق
ٹھٹھے گئے بن بن کے دنیا میں کان پہنوں گے ہیں	لے فلک تو نے مٹاے یاں نشان ہوں گے ہیں	ظفر
خاکساروں کیلئے کسوت خاکستر ہے	غم نہیں ان کو اگر اطمینان نہ ہے	لا اعلیٰ
وہ فراق اور وہ وصال کہاں	وہ شب روز و ماہ و سال کہاں	غالب
فرصت کا روبرو بارشوق کسے	ذوق نظر راہ جمال کہاں	"
فکر دنیا میں سرکھپاتا ہوں	میں کہاں اور یہ وبال کہاں	"
نہ تو تاب لیں جفا کی نہ وفا کی طرز ہیاریں	یہی بس ٹھنی ہے نکل چلیں کسی دیکھ دیا میں	مومن
خدا نے وسعت و امان بہت کی عطا جس کو	نہیں ہونیکا ہرگز تنگدل و تنگدستی میں	ظفر
تو آئے نہ آئے و لے ہم تو ہر شب	تری راہ تا مسجد و بچتے ہیں	درد
مالک نوبت و نشان تھے جو کل	آج نوبت ہے یہ نشان نہیں	رند
کل نہ دے گا کوئی مٹی بھی نہیں	آج زرجو کہ دیا کرتے ہیں	ناسخ
جو نہ دے اید کوئی اید انہیں دیتا ہے	سایہ دیوار کو اندیشہ عامل کہاں	آتش
راہرو کے واسطے رہبر کا ہونا ہے ضرور	غرق و کشتی ہے جس کا ناخدا ہوتا نہیں	آباد
سراں کا آج ٹھوکر میں کہاتا ہے راہ میں	رکتے تھے کل زمین یہ جو لوگ تن کے پاؤں	وحید
فردا کی فکر آج نہیں مقضائے عقل	کل کی بھی دیکھ لیونینگے کل ہم اگر رہیں	میر
آپ اپنے عیب سے ہوتا نہیں افس کوئی	جیسے بولنے دہن کی آتی ہے کم ناک میں	ناسخ
گردش دوران مردان خدا بے باک ہیں	فوج کی کشتی کو اندیشہ نہیں گرداب میں	آتش
تباہی میں لازم یا دحق اہل تو کل کو	خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفان میں	"
عالم نیزنگ میں خاطر پس کے بار ہیں	مست ہیں مستوں میں مٹیا روئیں ہم مٹیا میں	رند
بند کر اپنی زباں پھر نہیں دشمن کا خطر	مرغ تصویر کو اندیشہ رصیا و نہیں	"
جو ہر ذات بھی لازم ہے ہر اک شے کیلئے	موم سے نرم ہو یہ خوبی فولاد نہیں	"
وہ ایک دم کہ جس میں میر ہو وصل یار	بہتر سمجھتے ہم اسے عمر ابد سے ہیں	ذوق

جتنے ہیں یاں فرسے روش نشہ شراب  
 وہ روز مجھ کو گزرتا ہے جیسے عید کا دن  
 بنا کے آئینہ دیکھ ہے پہلے آئینہ گر  
 ولے لے بیخیر و تم کو خبر خاک نہیں  
 فرے فرے میں ہریاں خاک کے پید غورید  
 یار کے سب قریب لہتے ہیں  
 جہاں میں لے ظفر ہم جنم کل ہم جن دشمن ہے  
 اگر دشمن میں وضع دوستی بھی ہو حذر کر تو  
 دیکھ لے غنچہ جو اس باغ میں خداں ہو گل  
 وسعت آباد جہاں ہیں جو جنم رخ اش نام  
 کام سب تدبیر پر ہیں مگر تدبیر شرط  
 پیش آ تعظیم سے جو سب جنم تیری طرف  
 گر زمانے میں ترقی نہ ہو رفتہ رفتہ  
 کیا نہیں کھو کے دل غنچہ صفت وہ دلگیر  
 انسان کو مناسب ہے کرے بات بڑی  
 نہ جس کو غفل ہو اور ہو کتابوں سے لاپھرتا  
 خوب ہو وہ اک جہاں جس کو کہنے خوب لے ظفر  
 کریں لاکھ وہ آشنائی کی باتیں  
 جو خور و خواب سے ہیں مصروف رائد ہیں  
 بنا کر فقیروں کا ہم جنم غالب  
 وہ لے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے  
 کرتے کس منہ سے ہو غبت کی شکایت غالب  
 کیوں گروشن ام سے گہرا نہ جائے دل

ہو جاتے بے مزہ ہیں جو بڑھ جاتے حد سے ہیں  
 کبھی جو شکل بہتاری سحر کو دیکھتے ہیں  
 ہنر در اپنے بھی عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں  
 کہ سفر سر یہ ہے سامان سفر خاک نہیں  
 لیکن آتا مجھے غفلت سے نظر خاک نہیں  
 دُور ہم بے نصیب لہتے ہیں  
 نکلا کر شعلہ نے سے آگ لگتی ہی ہمتاں میں  
 کہ برش کم نہیں ہوتی ظفر شمشیریدھی میں  
 نہتے ہی گلشن ہستی سے سفر کرتے ہیں  
 گھر میں بھی تنگ وہ ماند لگیں رہتے ہیں  
 کچھ سبب بھی چاہئے اس عالم اسباب میں  
 کون پھر سجدہ کرے گر خم نہ ہو حجاب میں  
 کیوں ہلا لال وچ فلک پر ہو قمر تیرے دن  
 باغ ہستی سے جو نہتے ہی سفر کرتے ہیں  
 کہدے نہ کڑی منہ سے نہیں لطف کڑی میں  
 ظفر آس آدمی کو ہم تصور بیل کرتے ہیں  
 کچھ نہیں وہ جس کو کہدے ایک عالم کچھ نہیں  
 رہے ایسے ہمدرد اپنے کہاں ہیں  
 حیوان اُن کو کہئے انسان وہ کہاں ہیں  
 تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں  
 کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں  
 تم کو بے مہرئی یا ران وطن یاد نہیں  
 انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

ذوق

"

"

ظفر

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

غالب

"

"

"



غالب	یہ جہاں یہ حرف مکر نہیں ہوں	یار زمانہ مجھ کو مٹا ہے کس لئے
”	کیا بوجہ ہوں اس بت بیدار کو میں	خواہش کو احمقوں سے پیش دیا تو
”	مشکلیں تہی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں	رنج سے غور ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
”	یعنی ہماری جیب میں کت تار بھی نہیں	دیوانگی سے دُش یہ زنا رکھی نہیں
جلال	ٹھنڈے وراشہر میں لڑکا بخل میں	خدا ہے پاس تو ڈھونڈتے جے بل میں
لا اعلیٰ	لیکن خدا کے نور سے آدم جدا نہیں	آدم کو خدا امت کہوا آدم خدا نہیں
نیاز	ولے جلوہ حق عیاں دیکھتا ہوں	اگرچہ میں سیرتباں دیکھتا ہوں
”	حرم دیر میں ایک ساں دیکھتا ہوں	جو رب الحرم ہے صنم بھی وہی ہے
لا اعلیٰ	بلا کشتوں پہ جو گزرے تری بلا جانے	غم جدائی کو ہم جانیں یا خدا جانے
سوز	ولے غفلت اس سیزنداں میں یوں نہیں	شہد میں جیسے کس ہم حرص میں پابند ہیں
”	تس پر اپنی خواہشوں سے روز حاتم نہیں	رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہے
”	جنگ یہ افعال ہیں وہ ہی سعادت مند ہیں	ناکساری عاجزی غرت محبت دوستی
”	مند گئیں جب انکھڑیاں تب سوز سبب مند ہیں	جب ملک انہیں کہیں ہر کہہ یہ دیکھینگے آہ
ننگین	جدائی کے حد سے اٹھائے ہوئے ہیں	نہ چھیڑو وہیں ہم تائے ہوئے ہیں
”	ابھی تک ہ تیوری چڑھائے ہوئے ہیں	ہمیں قتل کر کے ہی تیور نہ بدلے
وزیر	بے محابا گفتگو اچھی نہیں	یہ الجھ پڑنے کی خواہی نہیں
”	سرکشی لے سرو خواہی نہیں	جھک کے بل سبے بزرگ شاخ گل
حن	سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہیں	کسی پاس دولت یہ رہتی نہیں
اسیر	ہے ذکر خیر حاتم اب تک ہر انجن میں	زندہ سخی ہے ہر دم اے جو موت کیا غم
لا اعلیٰ	کوئی اس باغ میں الفت کا شجرہ کو نہیں	باغبان خسل محبت میں شمر ہے کہ نہیں
تمنا	انہیں کو اب پر ملا دیکھا جو لطف راحت اٹھا چکے ہیں	عجیب نیا کا حال دیکھا کمال ہی کو روال دیکھا
”	کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں	جسکے غم میں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں
شیدا	کوئی ایسا بہانہ مجھے بتلاؤ تو آؤں	مشتاق ملاقات ہوں بلواؤ تو آؤں

حیرت	ہم ٹھکنا ہے اب کوئی دم میں	ہم ٹھکنا ہے اب کوئی دم میں
برق	سبز باغ دہریں برگ خزاں ہوتا ہیں	سبز باغ دہریں برگ خزاں ہوتا ہیں
میر	آوازہ ہے جہاں میں ہمارا سنا کر د	آوازہ ہے جہاں میں ہمارا سنا کر د
"	لے عدم ہو بنو الو تم تو چسکو	لے عدم ہو بنو الو تم تو چسکو
"	منصور کی حقیقت تم نے سنی ہی ہوگی	منصور کی حقیقت تم نے سنی ہی ہوگی
"	جہاں اب غار زاریں ہو گئیں ہیں	جہاں اب غار زاریں ہو گئیں ہیں
"	یوسف عزیز دہا جا مصر میں ہوا تھا	یوسف عزیز دہا جا مصر میں ہوا تھا
"	برو باری ہی میں کچھ قدر ہے گوجی ہو فنا	برو باری ہی میں کچھ قدر ہے گوجی ہو فنا
سودا	مفسدوں کو نہیں دنیا میں کسی کا خطرہ	مفسدوں کو نہیں دنیا میں کسی کا خطرہ
"	آیا تھا کیوں عدم سے کیا کر چلا جہاں میں	آیا تھا کیوں عدم سے کیا کر چلا جہاں میں
"	کیا گلہ صبا سے ہم کو یونہی گزرے ہو عمر	کیا گلہ صبا سے ہم کو یونہی گزرے ہو عمر
"	نوشے کو میرے مٹاتے ہیں رورو	نوشے کو میرے مٹاتے ہیں رورو
"	خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھائے	خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھائے
"	ستم سے کیا تو نے ہم کو یہ خو گر	ستم سے کیا تو نے ہم کو یہ خو گر
"	سننا نہیں کسی کا کوئی درد دل کہیں	سننا نہیں کسی کا کوئی درد دل کہیں
"	کہیں بیکر تیغ مگر چیر رخ پڑا ہے پیچھے	کہیں بیکر تیغ مگر چیر رخ پڑا ہے پیچھے
"	دہر فانی میں خدا کی یاد سے غافل نہ ہو	دہر فانی میں خدا کی یاد سے غافل نہ ہو
"	کس ہوا میں ہم ابھرتے ہیں عبت مثل حباب	کس ہوا میں ہم ابھرتے ہیں عبت مثل حباب
"	ہر کہ تیغ ستم کشد بیروں	ہر کہ تیغ ستم کشد بیروں
"	می برورہ بجمال آدم خاکی ز سفسر	می برورہ بجمال آدم خاکی ز سفسر
"	خدا انعم البدل دیتا ہے سب کو باغ عالم میں	خدا انعم البدل دیتا ہے سب کو باغ عالم میں
"	بزرگ مہر ہے گردش ہی ہم کو سارے دن	بزرگ مہر ہے گردش ہی ہم کو سارے دن
"	دوا کوئی ورزش سے بہت نہیں	دوا کوئی ورزش سے بہت نہیں
"	ہم بھی اب کوئی دم میں	ہم بھی اب کوئی دم میں
"	حق جو کہے ہے اس کو یاں وار کھینچے ہیں	حق جو کہے ہے اس کو یاں وار کھینچے ہیں
"	یہیں آگے بہا رہیں ہو گئیں میں	یہیں آگے بہا رہیں ہو گئیں میں
"	پاکیزہ گوہروں کی عزت نہیں وطن میں	پاکیزہ گوہروں کی عزت نہیں وطن میں
"	عو دھیر کلڑی ہے ڈوبنے اگر پانی میں	عو دھیر کلڑی ہے ڈوبنے اگر پانی میں
"	خوف ہواں کو جو کوئی دام و درم رکھتے ہیں	خوف ہواں کو جو کوئی دام و درم رکھتے ہیں
"	یہ مرگ زیت تھن آہیں میں ہستیاں میں	یہ مرگ زیت تھن آہیں میں ہستیاں میں
"	اب سیر دام ہیں تب تھے گرفتار چین	اب سیر دام ہیں تب تھے گرفتار چین
"	ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں	ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں
"	جو کچھ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں	جو کچھ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں
"	کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہیں	کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہیں
"	اب تجھ سوائے جا میں خدا کیا کہاں کہاں	اب تجھ سوائے جا میں خدا کیا کہاں کہاں
"	رات دن زیت کے کیا جلد گھٹے جاتے ہیں	رات دن زیت کے کیا جلد گھٹے جاتے ہیں
لا علم	کھو یا تو نشہ اس نے جو یا مسافر راہ میں	کھو یا تو نشہ اس نے جو یا مسافر راہ میں
"	یہ تو ثابت ہے کہ شست خاک بے بنیاد ہیں	یہ تو ثابت ہے کہ شست خاک بے بنیاد ہیں
"	فلکش ہم ہاں بریزد خوں	فلکش ہم ہاں بریزد خوں
"	می شود کا سہ گل ساختہ از گردیدن	می شود کا سہ گل ساختہ از گردیدن
"	جو گل گرتے ہیں مرجہا کر تو شہناخوں میں پہلے ہیں	جو گل گرتے ہیں مرجہا کر تو شہناخوں میں پہلے ہیں
"	جو تم پھر آؤ تو بیاباے پہریں ہمارے دن	جو تم پھر آؤ تو بیاباے پہریں ہمارے دن
"	یہ نسخہ ہے کم خرچ بالا نشیں	یہ نسخہ ہے کم خرچ بالا نشیں

۱۰ علم	<p>ہمیشہ وہ اوپر سے نیچے چڑھیں          معنی یہ آسماں پہ خط استوا کے ہیں          کوئی معشوق ہے اس پر وہ زندگاری میں          کز فرشتہ سرشتہ وز حیواں          دیدہ سپید کردہ ام گریہ و آہ من بسیں          بنشیں تا بخود آید دل زارم بنشیں          صد سال می توں بہ تمنّا اگر بستن          مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب میں          آئینہ حقیقت دل نیست جز زیاں          رو بہ خویش خوان و شیریں ہیں          بول پر مہر خاموشی ہو دل میں یاد کرتیں          ان سی بشر و سر جہنمیں عرف خدا نہیں          مری فریاد کرنے کے طریقہ بھی نرالے ہیں          کیا جانیں شیخ صاحب ملائے آدمی ہیں          خلعتی جتنے ہیں سب ہم سے خذر کرتیں          کچھ مقبروں میں باقی ان کی نشانیاں ہیں          دل بدست و گرسے دادن و حیراں بودن          فرہنگ خیال جا نگہ از ان ست این          طومار جنون عشق باز آن ست این          فال مارا ست بگو تا شود م باتو قیاس          شاہد سے راحلہ گرو دیا شہید سے راکفن</p>	<p>نہاں س گلستا نہیں جتنے ٹپے ہیں          دنیا میں راہ راست لیل عروج ہے          کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں          آدمی زادہ طرفہ مجھ نے ست          چشم سیاہ من بیا حال تباہ من بسیں          آدمی رفت ز دل صبر و قرارم بنشیں          عرفی اگر بگریہ میسر شد سے وصال          عوروں کا انتظار کرے کون حشر تلک          گرد و فروغ جو ہر عقل از سخن عیاں          تو مراد دل دہ و دیسری ہیں          جہنمیں عشق صادق وہ کہاں فریاد کرتیں          ایسوں کو چھوڑ دینے کی پروا نہ ہیں          کبھی شیون میں ہنسن کیا کبھی ہنسنے میں ناہن          دشت وفا کی راہیں اہل وفا سے پوچھو          عقل کی بات کوئی ہم نے کہی ہے شاید          خاور سے باختر تک جن کے نشان تھے پرپا          عاشقی جیسیت بگو بندہ جانان بودن          دیباچہ راز نکتہ سازان ست این          تعویذ دل سخن طرازان ست این          قسم شاخ نباتت ترالے حافظ          روز ہا بایکہ تا یک پنبہ دانہ زاب و گل          ہفتہ ہا بایکہ تا یک مشت لیشم از پشت میش</p>
حافظ ۱۱ علم	<p>زاہد سے راحلہ گرو دیا حمار سے راکسن</p>	<p>زاہد سے راحلہ گرو دیا حمار سے راکسن</p>

ماہ ہا باید کہ تا یک قطرہ آب اندر رسم  
 سالہا باید کہ تا یک کوہ کے از لطف طبع  
 قرنها باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب  
 لے صبا گلشن و دیرو حرم و بہت خانہ  
 رفیق حال برے وقت میں نہیں کوئی  
 ممکن نہیں ہو دوسرا تجھ سا ہزار میں  
 زمانہ نہیں ہیں اہل ہنر کا قدر داں باقی  
 مینجور و مصحف بسوز آتش اندر کعبہ زن  
 عمر ہا باید کہ تا گردون گرداں یکٹ شبے  
 تاکہ مشہور ہوں ہزاروں میں  
 نیم صبح سلام بد اں جنابے ساں  
 اعجاز بھری آنکھوں کا جلوہ دیکھوں  
 سرتا بقدم حسن میں تو یکٹا ہے  
 گلشن میں یہوں کہ سیر صحرا دیکھوں  
 ہر جاتری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے  
 خوش آمدی ز کجا میری بیجا بخششیں  
 نہیں ہو دنیا کا کچھ بھر و سیرہ اک ظلم اور ہتھاماشا  
 چیت انسانی پیدن از تپ ہمسایگاں  
 خدا رکھے محبت کو کئے آباد دونوں گھر  
 بہت کچھ کر چکے اے شیخ حرمت سنگل سودکی  
 نقاد ہونیوالے جو دنیا میں آتے ہیں  
 صفے خیز و بید اں یا عروسی در چمن  
 عالمے دانا شود یا شاعرے شیریں سخن  
 لعل گرد و در بختناں یا عقیق اندر مین  
 کونسی جاوہ عطا پاش و خطا پوش نہیں  
 شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں  
 ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار میں  
 نہیں تو سینکڑوں تی ہیںیں دیا کے دال میں  
 ساکن تجانہ باش و مردم آزاری مکن  
 عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن  
 ہم بھی ہیں یا بچوں سوار و غیر  
 نیاز ذرہ مسکین بافتابے ساں  
 یا ناز بہر اقامت زریبا دیکھوں  
 حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سو کیا کیا دیکھوں  
 یا معدن وشت و کوہ و صحرا دیکھوں  
 حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں  
 بیا کہ می و بہت برود و بیدہ جا بخشیں  
 نہ کوئی اتناک پٹ کے آیا گنجو سوئے عدم ہر رول  
 وز سموم نجد در باغ عدن بریا نشدن  
 میں آنکھوں میں ہوتا ہوں میرے میں تہیں  
 دکھائیں اب چلو شان خدا بر برہمن میں  
 پلھن سب اُن کے پہلے ہی پچانے جاتے ہیں

چوں سیا ہی شد ز موہشیار می باید شدن

صبح چوں روشن شود و بیدار می باشد شدن

صائب

صائب	چنایں شود کہ چراغ پدر کند روشن	ز صد ہزار پیر ہم چو ماہ مصریجے
اسیر	آج جو ہی کل نہ تھا۔ جو آج ہو وہ کل نہیں	انقلاب و ہر ظاہر ہے عیاں تغیر حال
لا اعلیٰ	ورنہ نہ مکنی لطف رود از تن جاں	گر تو نہ ہی کس نہ دہچوں تو اماں
مجموع	زخم خداں ہیں بظاہر دیکھنے کو شایدیں	ان کا ہنسا گریہ پرورد سے کچھ کم نہیں
لا اعلیٰ	رہوں تنہا اگر میثار ہوں میں	زمانہ اہل غفلت سے ہی لبریز
صائب	شاہ دم بن دے نہ در کنعاں	غل بندم دے نہ در بستاں
حسن	پاے نہ کہ از میاں بگریزم من	بختے نہ کہ بادوست در آویزم من
صائب	دریں آشکا را چہ دار و نہاں	بہ بیغم کہ تا کردگار جہاں
صائب	کسی کا اُسے وصل بھاتا نہیں	یہ دودل کو اک جا بھٹاتا نہیں
صائب	گل ز آتش جو ابراہیم آساں میتواں جیلن	تو انی گریاب علم کشتن خشم را در دل
شوکت	برائی خانہ تا کی جنگ باہم سایہا کردن	غریبی برسا ط دہر ہم چوں معرہ شطرنج
نظامی	بناخن چہرہ آئینہ رانتواں خراشیدن	ندارد حاصلی با سینہ صافاں کاوش نجسا
کلیم	شو آگہ از کار کار کا را گہاں	جہاں آں کسے راست کو در جہاں
صائب	لب بہ بند از شکوہ کس شربا ہی گزین	گردوں لبریز نشر با شدت از نہیں حلق
نظیر	رحم کن بر جان خود از زوال فقار اید شہ کن	بلوئے خوں می آید از اردلبہائے دو نیم
سعدی	ندارد دوست ظالم ریش جز خون مظلوماں	نمی بیند ازیں آہن دلاں ہرگز کی حیاں
غنی	مرا بخیر تو ابدیت بدمرساں	امید دار بود آدمی بخیر کساں
قاسم	تشکی زائل نکر دو ہرگز از آبِ بہن	کی تواند شد ز دنیا چشم و نسیا دار سیر
کلیم	می شود از فرہی در گوشت پنهان استخاں	عسب پوش اہل دنیا نیست جز اسباب جہاں
صائب	بار بر عالم گذارد ہرچہ می خواہی گزین	پادشاہاں با نزاکت بار عالم می برند
	پیشتر از رفتن جاں مالی را تسلیم کن	بر تو دشوار است اگر کجا وداع مال و جاں
	بشکند ہر کس ترا برین گز شکرفشاں	نیشکر بعد از شکستن می شود شاخ نبات

مضوی	خس نگرود و در دہاں ہرگز نہاں	کذب چون خس باشد و دل چون دہاں
صائب	راست شتو تا بتوانی بہ لحد گنجیدن	ما تا راست نگر و نرود و رسو را رخ
سعدی	و گر مرد گولاف مردی مزن	چو در سئے بیگانہ خندید زن
لااعلم	آں را بد و ستان و ہم ایں را بد ہمتاں	تریاق و زہر ہر دو مراد در خزانہ است
”	دریاے می کی مچھلی ہے میری زبان نہیں	ساقی لگاے رکھے مرے منہ سخن شرب
”	ضعف ہے طاقت نہیں آزار ہی صحت نہیں	ہر جگہ ہر شہر میں یہ شور ہے چاروں طرف
”	ورنہ کھل جائیگا سب پر آپکا راز نہاں	خوب ہو اگر پہلے کرو خود ہی اپنا امتحان
صائب	شاد و بایز زمین نا شاد و بایز رستن	زندگی لاچار صائب و در گولاف خادہ است
لااعلم	دل ہکو ڈھونڈھتا ہے ہم دلو ڈھونڈھتے ہیں	فرقت میں اک صنم کی یہ تفرقہ پڑا ہے
”	غنا بلبش بکا رتب کن	معشوقہ نازیں طلب کن
”	عشاق صفت وصل تو جو یاں جو یاں	آیم بہ سر کوئے تو بویاں بویاں
”	یار را ایسے بود از یار یا را ندیشہ کن	راز را با یار خود ہر چند بتوانی گوئے
”	جلوہ طاعت و بد عصیان من	گر شود لطف و کرم در شان من
”	جمعے متجرا ند در شک و یقین	قوے متفکر اند در مذہب دیں
”	کلے خیر خیراں را نہ آنت نہ ایں	ناگاہ منادے بر آمد ز زمیں
”	کہ منم یکستیت آئین من	ہزار آفریں بر من و دین من
”	ذات حق را آشکارا ند رول خندان ہیں	گر تجلی خاص خواہی صورت انسان ہیں
”	جس کو صحت سے ہو بہرین و بہیا نہیں	جس کا چارہ ہیں دنیا میں وہ لاچار ہیں
”	پیار کی آنکھ اور الفت کی نظر چھپتی نہیں	لاکھ جاہت کو چھپائے کوئی چھپتی نہیں
”	حیف اتنا بھی یہ انسان نہ سمجھا دل میں	کسلے لے تھے ہم کون ہیں کیا کرتے ہیں
”	سچ ہے کوئی آسودہ و خوشحال نہیں	انسان کچھ اسی دور میں پامال نہیں
	چہ باک از موج بحر آں کہ دارد نوح کشتیاں	چہ غم دیوار آمت را کہ دارد چوں تو پشتیاں
”	چہ باک از موج بحر آں کہ دارد نوح کشتیاں	

اندیشہ آشیان و خوف صیاد  
 چو پیروز شد ز دوتیرہ روان  
 ہم موحید ہیں ہمارا کیش ہے ترک سوم  
 گر فلک کا رترا بر ہم زند از جبار و  
 تا تو دل ر بند جان داری و جان و بند تن  
 دست و پا در کمر عہد کن  
 ز شادی بیالیدم از پیرہن  
 از دروں شو آشنا و ز برون بیکانہ باش  
 نیست ممکن نشو و دل ز ریوش افزوں  
 عقل سالم ز مئی ناب نیاید بیرون  
 خیالات نادان خلوت نشین  
 بر کف جام شریعت بر کف سندان عشق  
 نہ بایستے ز اوّل عہد بستن  
 سہ چیز ست آنکہ پایا نہ اندارد  
 بسفر رفت ماہ پارہ من  
 عمرے گذشت تا کئے در انتظار بودن  
 شرح حال ما ز عنوان کتابت ظاہر ست  
 شور بلبل می دہد یاد م کہستی پیشہ کن  
 مکن وعدہ اگر کردی وفا کن  
 بسخی خویش تن ہرگز نگردی نیکبخت ابدل  
 اوقات صرف دوستی عیب جو مکن  
 آید از نا راستی سر رشته دولت کبف  
 تو ان بطاعت حق یافت رو پیدی حشر

مرغان چمن بھی فارغ البال نہیں  
 چہ غم دار و از گریہ کاروان  
 ملتین جب مٹ گئیں اجڑے ایمان ہو گئیں  
 جامہ راجیاط ساز و قطع پیر و ختن  
 کئے مراد خویش ربانی در کنار خویشتن  
 تا نشوی عہد شکن جہد کن  
 چو گلہا کہ تازہ دید و در چمن  
 اینچنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں  
 دانہ در خاک بجی صد شود از افشاندن  
 کشتی کاغذی از آب نیاید بیرون  
 ہم می کنند عاقبت کفر و دین  
 ہر ہوسنا کے نہ اندجام و سندان باختن  
 چو درول داشتی جانان شکستن  
 شب من درو من افسانہ من  
 گردنشے ہست در ستارہ من  
 طاقت نہ اند ما را بے روئے یار بودن  
 پیش او ز نہار لے قاصد زبانہ دانی مکن  
 عکس گل در آب می گوید کہ می و شیشہ کن  
 طریق بے وفائی را رہا کن  
 تمامی عمر اگر بال ہما خواہی بسر بستن  
 بازشت روئے آئینہ را در پرو مکن  
 در سوار خمی سلق را باشد بدست چ غاں  
 کہ سجدہ زنگ بیاہی بر دوز روئے نگیس

لا اعلم

"

غالب

لا اعلم

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

کلیتم

صائب

لا اعلم

"

<p>سہی اہلی لا اظم صائب لا اظم - - - سہی رائخ شیدا لا اظم - - - - - - - - - - ہنر -</p>	<p>نہد شاخ پر میوہ سب بر زمیں سوختن خود را و بزم دیگران فروختن آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن بایں غبر و دو عالم را معطری توان کردن خویش را با دانش بسیار نادان ساختن می شود گم طفل چوں از خانہ می آید بروں صبح چوں روشن شود بیداری باید نندن رشتہ از گو ہر نہار دہرہ جز لاغر شدن بر غبت بود خون خود ریختن ز پا افتاد گماں را در جوانی دستگیری کن کہ نتوان ہر دو دست خویش را در استہن کردن جو عدم میں چین تھا وہ دامن ما دہیں نہیں کہ گل چند روز راست در بوستان بہر بھی ہوتا ہے وہی لکھا ہی جو تقدیر میں نہ شاخ گل پہ چھوڑی گمانہ چھوڑی گمان نہیں ہیں کہا نہ تک شمع ہستی کی جلے گی بزم فانی میں جا کی جیسی چاکری تا کو تیس دیں کہمٹی سیج کہتے ہیں کبھی زنا کہتے ہیں خونیں نفسان جگر گدازاں جو حل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں فقط تنکے ہیکل نوں میں نہ بندے ہیں کالے ہیں عقل مندوں کی نہ دیکھا کہ ہو رسوا اے جہاں وہ بیوقوف ہے جو ہنسے بات بات میں</p>	<p>تواضع کند ہوشمند اں گزیریں نامرادی در جہاں باید ز شمع آموختن کفرست در طریقت ماکینہ داشتن بحسن خلق دلہا را مسخر می توان کردن میش وانا از تمامی علم ہا بالاترست نفس را مگر اپا از حد خود بیروں نہد چوں سیاہی شد ز مویشیاری باید شدن نیت مغلس را ز قریب غیا جزیج و تاب بے رغبتی شہوت انگیزختن بہ پیری گری نمی خواہی کہ محتاج عصا گردی بیکدل کے توان اندیشہ دنیا و دین کردن طفل روئے کے یہ کہتے ہیں زبان حال سے غیبت شمر صحبت دوستاں منہک ہو ہیں نساں را تن تد بیر میں کنن کیسا تھ میا د اہل پھرتا ہی گلشن میں ہنیں خوف خزاں کب تک بہار زندگانی میں رام جھرد کے بیٹھ کے سب کا مجرا میں وہی اک لیماں ہی جھکو ہم تم تار کہتے ہیں بنشوز جنون عشق بازاں کباب سیخ میں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں عجب نہ از تم نے سادگی کے یہ نکالے ہیں عقل مندوں کی ہو دنیا میں بہت عزت و شان ہنسکا مال عیب ہی نساں کی ذات میں</p>
---	--	---



گھر اُڑ جائے جو کینہ ہو سر مودل میں  
 نہ صد ہزار پیر پنج ماہ مصر کچے  
 دیا دہرم کا مول ہے پاپ مول ابھان  
 صاف دل کی جیت ہوتی ہے سد انسائیں  
 کرم کی کھیتی کو بو کر کس نے پھل کھائے نہیں  
 سزا انسان کو ملتی ہے بدکاری کی نیاں  
 جوش و خروش ساتھ جوانی کے چلے  
 بد اندیش را لفظ شیر میں سیس  
 یہ چھیر چھاڑ نہیں ہم سے بزم میں اچھی  
 جو جلدی سے آؤ نہ میرے سچا  
 نمود و بود کو عاقل جناب سمجھے ہیں  
 بازی عشق جزا ندوہ و غم و رنج نہیں  
 خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو  
 رکاوٹ اچھا نہیں طبع کی روانی میں  
 عرق رادانہ باقوت احمر ساخت رخسار  
 الہی ایک دل کس کس کو دوں میں  
 ہمارے ان کے بھلا شکوہ و شکایت کیا  
 خدا رکھے محبت کو کئے آباد دونوں گھر  
 خیال چشم میگوں میں قدم مستانہ رکھتے ہیں  
 شرابیوں کو بہلا عمر و زید سے مطلب  
 کس جگہ ڈھونڈھے اے غیرت خورشید تجھے  
 جس طرف جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے  
 آرزو کیلئے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں

بغض کرکین مسلمان نہ ہندو دل میں  
 چناں شود کہ چراغ پدر کد روشن  
 تلسی دیا نہ چھانڈے جیب لگ گھٹ میں پران  
 اور کبھی گھٹا نہیں ہے دہرم کے پورا میں  
 کون ہے اعمال جسکے سامنے آئے نہیں  
 نہ سمجھے یہ کوئی پائیک گاہ پھل جا کے عقی میں  
 وہ موسم بہار وہ دیوانہ پن کہاں  
 کہ ممکن بود زہر در انگیبین  
 لحاظ شرط ہے اپنے پر اُسے بیٹھے ہیں  
 کوئی دم میں راہ عدم دیکھتے ہیں  
 جو جا گئے ہیں وہ دنیا کو خواب سمجھے ہیں  
 کھیل لے ہر کوئی جس کو یہ وہ شطرنج نہیں  
 طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہیں  
 کہ بوساد کی آتی ہے بند پانی میں  
 بیالے جو ہری حسن مرصع را تماشا کن  
 ہزاروں بت ہیں یاں ہندوستان میں  
 خدا خواستہ آپس میں کیوں ملال کریں  
 میں ان کج دل میں رہتا ہوں ہمیر و ملین نہیں  
 وہ دیوانے ہیں اپنا نام جو دیوانہ کہتے ہیں  
 ہمارے بزم میں ہوجی ہی قیل مقال نہیں  
 تو تو رہتا ہے سد اصبح کہیں شام کہیں

آرزو کیلئے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں

عیش کردنیا کی غافل زندگی بکھریاں	زندگی گر کچھ ہے تو نوجوانی بکھریاں
عشق کا حال مبیوا جانے	ہم بہو بیٹیاں یہ کیا جانیں
صبح ست ساقیا قلعے پر شراب کن	دور فلک و رنگ ندار و شتاب کن
طالب نظارہ ام پر وہ برا فغن زرخ	پیش صف راساں شعلہ بازی مکن
آپنی غمروں بھی کر لیتے ہیں مطلب کی بات	ہم کہا چاہیں تو اپنا مدعا کس سے کہیں
نعمت کو دو عالم کی وہ کیا مال سمجھتے	جو اس لب شیریں کا مزہ پائے ہو نہیں
اوسے بشر طے جسے خوف خدا نہیں	جلدی نکل چلو یہ ہڑنے کی جا نہیں
مثل پروانہ نہیں کچھ ہزار و مال اپنے پاس	ہم فقط تجھ پہ فدا کرنے کو جاں رکھتے ہیں
نیارم گو ہر شکر تو سفتن	سرموئے ز احسان تو گفتن
کفر و دیں ہر دو بر رہش پویاں	وحدہ لا شریک لہ گویاں
جیب درست لائق لطف و کرم نہیں	ناصر کی دوستی بھی عداوت سے کم نہیں
تمہارے گیسوؤں کے ٹھنک نباسو نالے ہیں	پریشاں ہوں تو سنبھل بیچ بل کھائیں تو کالے ہیں
صورت کا غلظتو ہے دنیا کا جمال	کہ ادھر صورت زیبایا ہے ادھر کچھ بھی نہیں
اثر ہر جذبہ لفت میں تو ٹھنچ کر آ ہی جائینگے	ہمیں بردا نہیں ہم سے اگر وہ تن کے ٹھپیں
شرر و برق نہیں شعلہ و سیما نہیں	کس لئے پھر یہ ٹھرتا دل بیتا نہیں
آنکھوں پہ اختیار ہے اچھا نہ روینگے	کچھ آپ میرے دل کو بھی سمجھائے جاتے ہیں
یار آرام میں ہے وصل کی شب آخر ہے	متحیر ہونکہ بیدار کروں یا نہ کروں
ہم اپنے نالہ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں	وہ دیکھیں بزم میں پہلے کدھر کو دیکھتے ہیں
دل میں پونیدہ تپ عشق تباں رکھتے ہیں	آگ ہم سنگ کے مانند نہاں رکھتے ہیں
برس پندرہ یا کہ سولہ کاسین	جوانی کی راتیں مرا دوں گے دن
محبت حدیج گدڑی تو طاہر نہیں سکتی	بہت غم میں بہت کم آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں
دل ہی تو ہونے لگے کیون مہی تو ہونے جائے کیوں	ہم کو خدا جو صبر دے تم جیسے بنائے کیوں
کار ہر کس نیست صائب سینہ بر خنجر زون	از دو صد عاشق یکے کس پاک می آید برون

لا اعم

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

صائب

<p>لا اعلیٰ حافظ لا اعلیٰ</p>	<p>یہ سب گھر ہمارے بنائے ہوئے ہیں قال مارا است بگو تا شود با توفیق خلاف مذہب ناں جمال ایناں ہیں الہی وہ بھی آجائیں جنہیں ہم یاد کرتے ہیں قابو میں اپنے دل کو نہ پاؤں تو کیا کروں جس سرزمین کے ہم ہیں وہاں آسمان نہیں میں نے دل جس کو دیا اس پہ اثر ہو کہ نہیں دیکھیں کیا ہم کو یہ ارباب نظر دیتے ہیں ہمارا نام سنکر ہاتھ وہ کانوں پہ دھکیں دل تو جوان ہے گو کہ میل ہمیں پیرہوں عقل کی بات کو جو کفر و خطا کہتے ہیں چہری جب حلق عاجز یہ رواں جلا د کرتے ہیں بے کسی ہم تو ادھر ہیں کہ جادھر کچھ بھی نہیں بستی کر خویش شکستی کر من نادان ہیز میں کہاں آسمان کہاں چو مکے چھوڑ دیا کرتے ہیں زمین بہ لرزہ در آد زیرِ قراچی من خضر بھی آئیں تو ہم راہ بتا دیتے ہیں خدا یا بر دلم رحمت کے خوں گرد و داغ من ہم تو کہتے ہیں دعا کرتے ہا میں چوں آستین خالی ست بیکار تا بگردن پھر ایک جاگل و کبل کو باغباں دیکھیں دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں</p>	<p>مزار شہیداں پہ قاتل یہ بولا قسم شاخ نبات ست ترا لے حافظ شراب ناکشس و روئے مہ جیناں میں صراحی بھی ہو گل بھی لالہ گل بھی ہو مطرب بھی ہر خیز چاہتا ہوں نہ بولوں میں یا سے رفت مکھی کسی کی گوارا یہاں نہیں یا خدا اس شب فرقت کی سحر ہے کہ نہیں بے بہانہ رکو ہم لعل و گہر دیتے ہیں ہم ایسے ہو گئے اقدار کے تری قدرت گو پیر ہوں پہ شوق جوانی نہیں گیا لگے و قتل کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو انہیں کچھ رحم بھی آتا ہی یارب وقت خونریزی لامکان میں بھی تو کچھ جلوہ نظر آتا ہے تو عزم جہاں کر دی و رفتی زہر من دل تو کہاں وہ مہوش نامہرباں کہاں سنگ کعبہ بھی ہے بھاری پتھر فلک بگریہ در آد ز اشکبار لئی من کون سنتا ہے تری جوش جنوں میں ناصح ز جوش آتش غم شعلہ افشاں شد چراغ من گو نہیں پوچھتے ہم سے وہ مزاج دستیکہ بزنجیر و از پافتادہ را بہار آئی الہی وحی سماں پھر ہو منا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے</p>
---------------------------------------	--	---

<p>۱۱۱ علم</p>	<p>الہی وہ بھی آجائیں جنہیں ہم یاد کرتے ہیں          فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں          اون کو ہمارے حال سے مطلق خبر نہیں          فلکش ہم ہداں بریزد خوں          برجیں مردان یکدل آفریں باد آفریں          راہ سے بے راہ ہرگز حل نہیں          حال محمود و زلیخا یا دشمن          کس کے آگے جاکے سر بھڑوں آہی کیا کروں          پڑ رہنے کو تو گوشہ تربت بھی کم نہیں          وقت پڑتا ہے تو سب کچھ چرا جاتے ہیں          بت پر اب مرتے ہیں تقدیر اسے کہتی ہیں          کس کام کا وہ دل جو نہ ہو اختیار میں          نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن میں          یارب یہ کیسا درد ہے جس کی دوا نہیں          گل تو کیا کاٹا بھی اک دن اس گلستا نہیں          گلوں کا قحط نہیں بلبلوں کا کال نہیں          صبر قسمت میں تو خالق نے اتارا ہی نہیں          بیمار ہیں جو آپ تو اپنی دوا کریں          کار عاشق خون خود برپا ہے جاناں ریختن          ہلکو بھی ہے خیال کہ ہم لا جواب میں          دیاں ایک خامشی مرے سب کے جواب میں          نالہ کریں کہ آہ کریں یا بجا کریں          کیا قابل قبول ہماری دعا نہیں</p>	<p>ہوا ہے ابر ہے ساقی ہر عالم ہے گلستان پر          برانہ مانئے ہم عرض حال کتے ہیں          بے چین جس کے ہجر میں رہتے ہیں آمدن          ہر کہ تیغ ستم کشد بشیروں          در جگہ روی و سربازی شمار مثل نیست          نیک و بد کی کیا سمجھ اٹکل نہیں          بادشہ در عشق می گرد و غم سلام          کوئی سنتا ہی نہیں میں داد خواہی کیا کروں          گرد لگی نہیں تیرے جنت بھی خاک ہے          پتلیاں بھی تو دم نزع پھری جاتی ہیں          بھولے اقد کو نقص سیر اسے کہتے ہیں          اپنا تو یہ خیال ہے سچ پوچھئے اگر          نہیں روزن جو تصریاء میں پروا نہیں سکی          قلم قلم کے درد اٹھتا ہے پہلو میں کس قدر          دوست دشمن کے سب میں رفتی مثل نسیم          زمانہ عاشق و معشوق سے نہیں حنائی          کیا کریں صبر کہ اب صبر کا یا را ہی نہیں          کہتے ہیں دول تو ہی ہم اس میں کیا کریں          کار معشوقاں نمک بر زخم پہناں ریختن          تم کو جو ہے یہ دیمان کہ ہم انتخاب ہیں          یاں لب پلا کہہ لاکہہ سخن اضطراب میں          بتلاؤ تو علاج تپ غم کا کیا کریں          مدت ہوئی انتر کا الہی پتا نہیں</p>
----------------	--	---

<p>لا اَعْلَم</p>	<p>راستہ تاپ کے پھر آتے ہیں  میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں  می شو دکا سہ گل ساختہ از گردیدن  ہیش و عشرت مرور اپوستہ میدار و جل  دل ہی گوید کہ من تنگ آدم فریاد کن  وہ رہ چلا ہوں جس میں نشان قدم نہیں  کیا کیا فرے حضور کی بہن بل چال میں  یہ شگوفہ وہ نیا لاتے ہیں  کام نہ پوچھو مرا ناکام ہوں  مری فریاد کر نیکے طریقے بھی نرالے ہیں  بے دریغ رائے دنیا بر ما دست و نہ دیں  دخت زر کو حرام کرتے ہیں  موت آ جائے میں گہرا تانہیں  دل من و اند من و انم و داند دل من  ورنہ ہم چھپر نیلے رکھ کر خدر مستی ایک دن  ماہر و داغ نظر آئیں سدا آنکھوں میں  ان حسینان جہاں کی دوستی اچھی نہیں  میٹھی باتوں سے یہ عاشق کو بھالیتے ہیں  مطلب کا ہے زمانہ کوئی آشنا نہیں  جیسے بولنے دین کی آتی ہے کم ناک میں  رنا جو آپ کی حالت تو مجھ میں حال نہیں  دل شکندہ غم را وز کفش افتد عنان  نظر کرتے ہیں گئے رنگ نرالے ساماں</p>	<p>یا رنگ بار کہاں پاتے ہیں  نہ بل چین نہ گل نو و میدہ ہوں  نی بردہ بجمال آدم خاکی ز سفر  مئے از سرچوں جدا افتد نمی گردد سفید  نالہ را ہر چند می خواہم کہ پنہاں بر شرم  مقصود کوئے دست ہر دو و حرم نہیں  آئے تو گالیاں دیں چلے تو خطا چلے  داغ دے جاتے ہیں جب آتے ہیں  نام نہ پوچھو مرا گم نام ہوں  کبھی شبیوں میں ہنر دنیا کبھی ہنسے میں نالے ہیں  در بیان کوش تا دنیا وہیں گیر و فروغ  یا الہی حسد مال ہوں و اعط  ایک دن فرماؤم جاؤں نیکوں  اشتباہ تھے کہ بیدار تو دار و دل من  ہم سے کہل جاؤ بوقت می پرستی ایک دن  نہ رہے حسن پرستی کا مزا آنکھوں میں  داستان قیس و زکریا قصہ و افاق سنو  جتنے معشوق ہیں سب اپنی غرض کے کوہر  ہم نے سبھی کو دیکھ لیا اس جہاں آہ  آپ اپنے عیب سے ہوتا نہیں واقف کوئی  مستلم کو کیسے اٹھاؤں مجھے مجال نہیں  شیوہ بعزم درست پائے کند در رکاب  آج کیا ہے کہ گلستاں میں ہی اک تارہ بہار</p>
-------------------	--	---

بردوستی و دشمنی اہل جہاں  
 خوش آمدی ز کجا میری بیابنیش  
 کبھی فلک کو پڑا دل جلوں سے کام نہیں  
 قدم رکھنا سنبھل کر محفل رنداں میں اسے وا خط  
 نہیں یکیاں تباں خویر و کاظا ہر و باطن  
 آپ کی چال چسل گئی ہم پر  
 بجز ذلت نہیں کچھ خاک اظہار محبت میں  
 لشکر اندوہ کے زخموں میں ہے تنہا یہ دل  
 مشو غماز کس نزدیک شاہاں  
 کیونکہ نہ نہیں سنکر حال دل عاشق کو  
 داغ حرماء۔ درو دل زخم جگر گرد ملاں  
 جو مری تقدیر میں لکھا ہو وہ پیش آئینگا  
 زبد اصل چشم ہی داشتہ  
 لگا دیں کیوں نہ ایسی جنس پر ہم جان شیریں کو  
 ہے یہ وہ درو کہ جس درو کا چارہ ہی نہیں  
 ایک جاسٹے نہیں عاشق بدنام کہیں  
 غیروں کو بوسے دیتے ہیں کس کس مرے سروہ  
 تم خفا ہم سے ہو ہم تم سے نہیں آرزوہ  
 فکر کو نین کی رہتی نہیں میخواروں میں  
 تری باتیں جو لے دنگ چن یاد آگئیں مجھ کو  
 قدم رکھ دیجہ کہ بجز محبت میں ذرا اسے دل  
 مرخان سحر چمک رہے ہیں  
 مال جاتے ہیں جو بوسہ مانگو

دیدیم کہ نیست اعتماد سے چنناں  
 بیا کہ میدہمت برد و دیدہ جانیش  
 اگر نہ آگ لگا دوں تو داغ نام نہیں  
 یہاں بکڑی اچھلتی ہو اسے میخانہ کہتے ہیں  
 ملائم دیکھتے ہیں مگر تحیر نکلتے ہیں  
 سید ہے ساد ہے تھے لگے دم میں  
 بہا تے ہیں جو آنسو آبر و برباد کرتے ہیں  
 فوج غم پر مرد غازی کو ظفر ملتی نہیں  
 تیرس آرزو آہ بے گناہاں  
 کسں ہیں وہ کیا جانے ارمان کسے کہتے ہیں  
 کاتب تقدیر نے کیا کیا لکھا تقدیر میں  
 زور کچھ تدبیر کا قیمت سے چل سکتا نہیں  
 بشورہ زمیں تخم بہ کاشت  
 نمک بھاتا ہو ساولی صورت پر تے ہیں  
 داں لڑی آئینہ جہاں اپنا گذارہ ہی نہیں  
 دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں  
 ہم ہیں کہ انکی بزم سے اٹھو اسے جاسٹے ہیں  
 ہم سے ہے رنج تہیں تم سے ہیں رنج نہیں  
 غم غلط ہو گیا جب بیخہ گئے یاروں میں  
 بہت رویا شکر پیچھے بل کے گلشن میں  
 خطر ہے ڈوب جائیگا یہی دریا کے نہانے میں  
 گلاباے چمن مہک رہے ہیں  
 بات مطلب کی چنبا جاتے ہیں

لا اعل	یا با صغیہ لطف و رعنا بنشیں	جہد سے کن و با مردم و انا بنشیں
-	قضا کا سامنا رکھا ہوا ہر دل لگانے میں	قیامت ہو کسی کا پیار کرنا اس زمانے میں
انیس	انہیں تھکے ہی دو تین چار پہلو میں	مل تہم زدہ ویاس و حسرت و حرام
لا اعل	اس وقت میں ایسے بھی تو انسان بہت ہیں	ایسا ان ٹھکانے نہیں دنیا کی ہون میں
-	خدا سے بھی ملے بت تو ڈرتا نہیں	مرے حال پر رحم کرتا نہیں
-	نام لکھواتے ہیں یوسف بھی خریدار و بیخ	دعویٰ کم اس شاہد رعنا کی ہے بازاروں میں
-	خاک سے رنجت رہے ملنا ہی آخر خاک میں	عطر مٹی کا لگنا چاہئے پوٹاک میں
-	تری حسرت مرے لمبے پیار کا ٹٹا ہی چھاسے ہیں	نجات کی غلط آفت کی کاوش تہر کی سوزش
-	عشق ہماں قصہ مشکل ہماں	جوش بہان شوق دل ہماں
-	ہم طالب مطلب خویش تن	سراسر غلامی چہ مرد و چہ زن
-	آجا نظر کہ کب تک میں راہ تیری میبھیں	جی انتظار کش ہے آنکھیں میں رہ گدپر
-	کچھ عجب شے ہے محبت کیا کہوں	کس کو ملتی ہے یہ دولت کیا کہوں
-	شتم گاری بود بر گو سفداں	نرجم بر پلنگ نیسزدنداں
-	میں اوس کا تماشا دیکھتا ہوں	دیکھائے زمانہ مجھ کو گردش
-	آں را بکرم تمام گرداں	بنیا و نہسا دہ چو مرداں
-	شریک جنگ میں شینیر کا بیام نہیں	دینق حال برسے وقت میں نہیں کی
-	دیکھئے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہیں	آپ کے عشق میں جو مجھ کو نہ کرنا تھا کیسا
-	وہی شریر نہیں کچھ شیریں ہم بھی ہیں	یہ درمیان جو مہینوں بگاڑ رہتا ہے
-	زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہے آہن آبیں	صحبت صافی دلال سے ہوں مکد تیرہ دل
-	پوچھو نہ کچھ حشر ابہ نشینوں کا حال نزار	
-	ہم خاک میں ملائے ہوئے آسمان کے ہیں	
-	بے یار روز عید شب عزم سے کم نہیں	
-	جسٹام شراب دیدہ پیرم سے کم نہیں	

۱۰ اعلم	لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں	اس سادگی پہ کون نہ مجائے اس خدا
۱۱	جمنائیں گے گنگ کہیں زربد اکہیں	عاشق کی چشم ترکی بدولت رواں چلتی
۱۲	چنبرہ بار در گردن مکن	زرداری مرد عاقل زن مکن
۱۳	بناتے ہیں جہور کے کام لاکھوں	یہی طالب شہرت و نام لاکھوں
۱۴	آب چوں کم شود از دجلہ گل آید بیرون	بعد از بس در عوض شک دل آید بیرون
۱۵	بٹہ لگاؤ پر وہ دری سے نہ شان میں	عصمت کو اک حجاب ہے ہندوستان میں
۱۶	سگتے میں ولی کی خصلتیں میں	لے نفس پلید آدمی بن
۱۷	ناز کرتی پھرتی ہے باد بہاری اندول	واہ کیا جو بن یہ چرخ حسن عود سان چمن
۱۸	سیا موز کردار زشت زناں	بو دے دفائی سرشت زناں
۱۹	سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سو کم نہیں	لے ذوق کس کو چشم حقارت سے دیکھتے
۲۰	یارب ہماری آہ میں کچھ بھی اثر نہیں	موتا ہوں جس کے ہجر میں اسکو نہر نہیں
۲۱	اب تو ہم پر وہ ہنسا کرتے ہیں	آگے عشاق یہ ہم ہنستے تھے
۲۲	بیٹھے بٹھائے مفت کے صدمے اٹھا رکھوں	دل دیکھ تم کو جان کا دشمن بنا رکھوں
۲۳	بیمیدیش و برتاب راں سوغاں	مشوایمن از جیلہ و شمتاں
۲۴	بات پر وضع دار مرتے ہیں	منہ سے جو کچھ کہا ہے دم کے ساتھ
۲۵	تو بر من چوں جو انہواں گزر کن	اگر من نا جو انہواں بہ تدبیر
۲۶	خضر وہ آرام ہے یہ جام نہیں	ہے پینے سی ہوتا ہی فراموش غم دہر
۲۷	تو بدیں آرزو مرا برساں	یارب ایں آرزوئے من چہ خوش است
۲۸	دامن پنجوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں	تو دامن پشیم ہمارے نہ جانیو
۲۹	خدا کے فضل سے آخر پہر ہے ہمار دن	غم و امل میں اگر چہ بہت گزرا ہے دن
۳۰	دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں	جہاں میں ہوں غم و شادی ہم ہیں کیا کام
۳۱	گھر بھول گئے چار گھڑی رہ کے سرا میں	عقبی کا ذراہ بیان نہیں وارفتا میں
۳۲	ہنسنے سے رکنے کے شکر ناگ کا ہے ہیں	حیدر سے نہ مل کر دل ہمارے دیکھ بھلے ہیں



۱۱ علم	بے وفا نیری کچھ نہیں تقصیر نہ انجی شکایت نہ قسمت کا شکوہ روز بے بچاں گزشت و روز بے بچیں زد و ستان سخنداں شیندہ ام پندے تا کہ احمق باقیست اندر جہاں تن سانی کہاں تقدیر میں ہم دل گرفتہ انجی معنی کی فکر چاہئے صورت سے کیا حصول ریخ کیا اہل زمانہ پہ گزرتے ہوں گے تریاق وز ہر ہر دو مرد درخزانہ ہست بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن میں دل سے بھی بڑھ کے راز محبت چھپاؤں میں ہم بچھے جاتے ہیں تو اضیع میں پٹ جاؤ سینہ سولے میری جاں دل الہ چاٹ ہی کچھ ہم سے ہو نہیں سکتا شب ہجراں الکی آج بھی کیا طے نہیں ہوگی نام لیتے نہیں ان کا کہ نہ سن لے کوئی اب تاب ضبط کی نہیں یہ تقرر میں مہر شل تنہا چنا کچھ بھاڑ پھوڑے کا نہیں نعت کو دو دھالم کی وہ کیا مال سمجھتے شیوہ مرداں نباشد عشق نہاں ناختم تنگ آتا ہوں نہایت خاطر شتاق سے اجازت دو وہیں آہ و فغاں کی ہر کہ میرے دوست دار دبا شد اندر فکر آں
۱۲	مجد کو میری وفا ہی راس نہیں ہم اپنے کئے کی سزا یا ہے ہیں اکنوں کہ نگہ کنی نہ آن ست و نہ ابیں کہ بر ملائیت دشمن اعتسما د مکن مرد وانا کے شیوہ محتاج نمان خدا پر خوب دشمن ہو کہ حسن شکل میں رہتی ہیں کیا فائدہ ہے موج اگر ہے شراب میں جب نکلی جاتی ہے آغوش سے دھڑخروں آزادہ دستان دہم ایں راہ دشمنان گریباں بھاڑ کے جا بیٹھے صحرائے دامن میں مجاؤں گھٹ کے مالہ رباں پر نہ لاؤں میں کبھی مہماں اگر وہ آتے ہیں تڑپتا بہت ہے دل ناتواں نہ کام کرتے ہیں کوئی نہ کام لیتے ہیں اندھیرا جھک گیا وقت نماز صبح محشر میں دل ہی دل میں انہیں ہم یاد کیا کرتے ہیں ہم بچنے سے دختر ز پر رنار ہیں فوج لڑتی ہے مگر ہو حوصلہ سوار میں جو اس لب نیریں کا مزہ پاس ہو نہیں کمتر از پروانہ نتواں بود درجاں باختم ہر گھڑی کہتی تھی جل - ہر وقت بھاتی تھی ہاں نہ رکھو حسرت نہ لے کشتی میرا تشہ در سودائے آب و گر نہ در فکر ناں

بیوں کو چھوڑ دینے کی پروا نہ تھیں  
 نہیں مل خزان میں گلستاں اسکو کہتے ہیں  
 شمع معرور نہ ہوا اپنی خود آرائی پر  
 حیثیت دنیا از خدا عفا فل بدن  
 شرط اول در طریق عاشقی دانی کہ حیثیت  
 زندگانی کا مزہ عشق میں کہو بیٹھے ہیں  
 کوئی شے اولاد دنی میں بڑھ کر ہے نہیں  
 کیوں آسائے چرخ بھی رسم دور ہے  
 سبز باغ بہر میں برگ خزاں ہوتا نہیں  
 نرم سے نیک بندوں کے زمیں پانی بہ قائم ہو  
 سفر ملک عدم کلہائیں ہوں جوانی میں  
 ہر نفس از انفاس عمرت کو ہر سیت  
 محنت ہی کے پھل میں یہاں ہر دامن میں  
 جاتا ہوں ترے در سے کہ تو قیر نہیں  
 درو دیوار پر حسرت سے نظر کرتے ہیں  
 دوستی اور کسی غرض کے لئے  
 ناک نے تیرے حید نہ چھوڑا زمانے میں  
 نیکیوں کو آسمان نابود کر سکتا نہیں  
 نھانچ پیر وانا صیقل آئینہ دل میں

لا اعلم  
 اوں سے بشر ڈرے جنہیں خوف خدا نہیں  
 پری گلگشت کرتی ہی پرستان اس کو کہتے ہیں  
 رات بھر کی یہ تجلی ہے سحر کچھ بھی نہیں  
 لئے لباس و نقرہ و سنہ زند و زن  
 ترک کروں ہر دو عالم را و پشت باز و دن  
 اپنی کشتی اسی دریائیں ڈبو بیٹھے ہیں  
 کیسا ہی ہوا مال پران سو وہ بہتر ہے نہیں  
 نادان کو اوج موج ہو دانا پسا کریں  
 پیر ہو کر پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں  
 قرار کشتی دنیا کے لنگر ایسے ہوتے ہیں  
 گھڑی بھر زندگی دشوار ہے دنیا نے فانی ہیں  
 گو ہر انفاس را صناع مکن  
 محنت ہی کی برکتیں ہیں ہر خرمن میں  
 کچھ اس کے سوا اب مری تدبیر نہیں  
 رخصت لے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں  
 وہ تجارت ہے دوستی ہی نہیں  
 تر پے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں  
 جسم مر سکتا ہے نام نیک مر سکتا نہیں  
 مقاصد اور مطالبین و دنیا اس صحران میں

کسی کے خوف سے جی کھول کر دیا نہیں جاتا

کہ جو آئینہ ٹپکتا ہے چھپا لیتا ہوں دامن میں  
 یہ اتھارے محبت ہے آج کل لے ناز  
 شباب و حسن ہے جب تک تو چاہ کرتے ہیں

۱۱	اب تیری نہیں ہی نہیں یا ہمیں نہیں	کت تک سوال وصل یہ ہوگی نہیں
۱۲	کہ منعم پرست ستائیں من	ہزار آفریں بر من و دین من
۱۳	و نہ اس پس اس ہمنواری کشین	چرا ایک قہر می باید چشیدن
۱۴	جرم خود را چوں ہی ردیگراں	بترغاکم کن بہانہ اسے جو اس
۱۵	بفکرے شاید اقلیمے کشودن	بہنیشیرے تو اس جانے ر بودن
۱۶	کہ دولت کو کرتے ہیں محروم و دونوں	بخیل اور سرفقت میں محروم و دونوں
۱۷	تنہا برائے ذلت دنیا زباں نہیں	منعم کے لشکر میں بھی ہلائیں کبھی کبھی
۱۸	کے مراد خویش یابی در کنار خویشستن	تا تو دل در بند جاں داری و جان بندتن
۱۹	نہ دیکھ اڑ کے تو نے شخص طرح بل تڑپتے ہیں	کیا قتل ایک عالم کو و لیکن واسے بیدری
۲۰	کو ج بہر مقام کرتے ہیں	چلے دنیا سے ہم پئے عقبی
۲۱	پیغام مرگ لائے ہیں آزار اندوہ	ظلم و ستم کا گرم ہے بازار اندوہ
۲۲	جو سوزشیں اٹھائی ہیں ہجران یا میں	ان گرمیوں سے نار جہنم بھی سرد ہے
۲۳	آتا نہیں سمجھ میں کہ ہر جاؤں کیا کروں	گھیرا دیا ہے در و جدائی نے اس قدر
۲۴	مگر کیا کروں کوئی چار انہیں	مجھے ترک الفت گوارا نہیں
۲۵	کرونگامیل نہ ذروں سے وہ غبار ہو نہیں	نہ اہل زر سے نہ لو نگاہ خاکسار ہو نہیں
۲۶	بن بن کے کہیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں	اے مصحفی میں روؤں کیا بچہلی صحبتوں کو
۲۷	گواٹھاتے ہیں قدم پر دل اٹھا سکتے نہیں	کوچہ جاناں سے جاتے ہیں پر جا سکتے نہیں
۲۸	کہڑے ہو کر ہم اپنی وضع پریشاں کرتے ہیں	طبیعت اپنی جب ہی آگئی تہذیب لندن پر
۲۹	تمام عمر گزر جاتی ہے بہانے میں	نہیں ہے عشق میں کچھ لطف اس دنیا میں
۳۰	خوشی میں رخ میں غم میں ہی ہیں	یونہی گزری ہے اور گزری گی عمر
۳۱	منعم داری برادتاں مکاں	ہر کجا بے زحمت آتش مت و ناں
۳۲	کس مصیبت سے بسر ہم شب غم کرتے ہیں	کس مصیبت سے بسر ہم شب غم کرتے ہیں
۳۳	رات بھر ہائے صنم ہائے صنم کرتے ہیں	رات بھر ہائے صنم ہائے صنم کرتے ہیں

لا اعل	اب اتارا اس کا ایدل کیا کریں	چڑھنا تھا آسان کوہ عشق پیر
"	دیکھو ہے مرغ قبلہ نما اضطراب میں	آرام سے نہیں رہی جو پھیرے خدا سے منہ
"	میں کیا کروں کہ دل ہی نہیں ختمیائیں	ناصر زبان طعن کو اب بند کر ذرا
"	عشق اللہ کا ہو عشق بشر کچھ بھی نہیں	چھوڑ دے عشق حسینان جہاں لئے غافل
"	شکر ہے حاسد نہیں محسوس ہوں	ہے حد و مغموم میں خوشنود ہوں
"	ترہی سادگی کچھ ہمیں جانتے ہیں	نماوٹ بھی اک فن ہی جو جانتا ہو
"	جہاں میں دیکھتے رہتا ہے نام بھی کہ نہیں	مرا نشان تو زمانہ مٹاؤ دیتا ہے
"	یک قبلہ بگبیر و سجدہ برغیر مکن	روشنوہر ہر وی ز شیطان آموز
"	ہمارا کون ہے کون و مکان میں	کہاں جائیں تنہائے دیوتا ٹھکر
"	ایں حرف معمانہ تو خوانی و نہ من	اسرار ازل رانہ تو دانی دہ من
"	آئی کہاں سے گردش پر کار پاؤں میں	ہر پیر کے دائرہ ہی میں رکھتا ہوں میں قلم
"	لپٹے ساتھی کو جو ہم زندہ دعا دیتے ہیں	صاف قلقل سے صدا آتی ہے آئیں میں
"	ایسی جنت گئی جہنم میں	مر گئے ہم نجات کے غم میں
"	ہے ہے خدا کے واسطے امت کر نہیں نہیں	لگ جا گلے تو تاب بس ابنا زمین نہیں
"	سارے نفاق گبر و مسلمان سید و درہوں	دل کی کدو تیں اگر انساں سید و درہوں
"	یاس پر کسی حالت میں مجھے یاس نہیں	آس کہتے ہیں جسے آس نہیں پاس نہیں
"	موت بھی سامنے جائے تو کب ڈرتے ہیں	تاب بالا ہے اس بات پہ ہم مرتے ہیں
		ہر جگہ ہر شہر میں یہ شور ہے چاروں طرف
"	ضعف ہے طاقت نہیں آزار ہے صحت نہیں	
		دل و جگر خون ہو چکے ہیں حواس و ہوش لپٹے جا چکے ہیں
"	وہی محبت کا حوصلہ ہی ہزار صد نے اٹھا چکے ہیں	
		کئے وعدے و فاکسن یہ دھوکے ہیں یہ گہاتیں ہیں
"	جو تم کہتے ہو وہ کرتے نہیں باتیں ہی باتیں ہیں	

نگاہ یا کیا بدلی جاں بدلا ہوا بدلی  
 شاید کہ راہ نکلے کوئی دیدار کی  
 کشور عشق میں جو لوگ قدم سکتے ہیں  
 اک نہ اک چال غضب آپ چلے جاتے ہیں  
 عصیاں سے ہوئی ہے زندگی موت  
 سر پہ احسان لے امیروں کا  
 وصل کی شب وہ ہی کہکے سرک جاتے ہیں  
 مصور گر کہیں چاہے تری تصویر کو کہیں  
 ناز سے خامہ قدرت نے کہا وہ اے میں  
 اس دل غم کی اے دلبر تمنا ہے یہی  
 وصل سے یاس ہو ایسا دل مجبور نہیں  
 نام ناصح کا لیا تھا میں نے  
 زہد شراب پینے دے مسجد میں بیٹھ کر  
 مذہب جو شیدائیں شرارت میں سوا میں  
 افسردہ خاطر دوں کی خزاں کیا بہا کیسا  
 مشقت نیرزد جہاں داشتن  
 شکل مہتی و عدم آئینہ دکھلاتا ہے  
 پستی والوں کی سی چادر ہے چاہے ہتی  
 جس طرف جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے  
 مثل آئینہ ہے اجاب کی دُنیا داری  
 نہیں عالم ہستی میں۔ مگر سب ہے

اس دنیا کے فانی میں نہیں مہر و فانی

دل دیا جائے جسے ایسا یہاں کوئی نہیں

وہ دشمن جان کے پیش جو آگے جان نثاروں  
 چل کر در رقیب پہ بستہ جماؤں میں  
 نالہ و آہ کا وہ جہل و علم رکھتے ہیں  
 جب جگر جاک کیا دل کو سٹے جاتے ہیں  
 رحمت کے سہارے جی رہا ہوں  
 ہم فقیروں کا یہ دماغ نہیں  
 اب نہ قابو میں ترے آئینکے ٹھنک جاتے ہیں  
 لگا دے چاند سارا ایک چہرہ کے بنانے میں  
 اور تصویر یہ بول اٹھی کہ اللہ رے میں  
 مے ہوا و رگزار ہوا و ہم ہوں و غنچہ دہن  
 بت اگر دُور میں مجھ سے تو خدا و دور نہیں  
 اے لوح حضرت وہ چلے آتے ہیں  
 یاد وہ جگہ تبادے کہ جس جاخذ انہیں  
 پھر اس پر یہ دعویٰ کہ محکوم خدا ہیں  
 گنج قفس میں مر گئے یا آشیانے میں  
 گرفتن شمشیر و بگذاشتن  
 کہ ادھر ب نظر آتا ہے۔ ادھر کچھ بھی نہیں  
 کہ ادھر دیکھو تو سب کچھ ہوا دھر کچھ بھی نہیں  
 آدرو کیوں لئے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں  
 ادھر دیکھو تو سب کچھ ہوا دھر کچھ بھی نہیں  
 حسرت آباد میں سب کچھ ہو مگر کچھ بھی نہیں

<p>لا اعلّم غالب اسیر لا اعلّم " " " " " "</p>	<p>کیوں پھرے بھٹکتا بن میں قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن جو ہنرمند ہیں وہ داد ہنر دیتے ہیں ہم بار بار آپ کو سمجھا رہے جاتے ہیں بے لطف ہے سخن۔ جو نہ کوئی قد و اداں بیکار رہے مسیح جو بیسار ہی نہیں یوسف کی قدر کیا۔ جو خریدار ہی نہیں کہ بدانی من کیم در یوم دیں چمھلی بت بھل میں رہے دھوئے جات نہ ہاں ہے یاروں میں خدا کے گھر میں دو نو مسجدیں ہیں یا سناو اے ماہیں</p>	<p>تو دیکھ اُلٹ کر من میں نادان ہو جو کہے کیوں جیتے ہو غائب عجب جو یان ہنر ڈھونڈتے ہیں غیب اسیر مانو نہ مافوجان جہاں اختیار ہے بنیا اگر نہ ہو تو سخن خود ہے رائیگاں مطلوب کب ہے۔ جس کا طلبگار ہی نہیں بے عشق گرم حسن کا بازار رہی نہیں جان جملہ جہان این است و این نہیں دیکھا بھیا۔ مٹی نہ من کی آس یہ کیا بخش ہے آپس میں یہ کیوں ان بن خدا کے گھر میں دو نو مسجدیں ہیں یا سناو اے ماہیں</p>
--	---	--

## ( ۵ )

<p>صائب لا اعلّم " " " " " "</p>	<p>آنچه در سرتواں یانت ز دستار مجو افضل احسن یہ یک عادت سمجھو بے گل پہانہ تھی ہر باغ کی دیواروں کو سمجھ کر بگنا نہ بتایا ہے مجھ کو ڈیڑھ ہو یا نصف ہو یا پون ہو آدمی سے کیا نہو۔ لیکن جو ہمت ہو تو ہو ناخن ندے خدا تجھے لے پنچہ جسنوں رکھ دے گا ورنہ عقل کے بٹے ادھیر تو</p>	<p>مغز تحقیق زار باب غلام مطلب خدمت کو خلاق کی عبادت سمجھو کب بیکار کس سے تیرے زمان و من زمانے نے کچھ کہو کہ پایا ہے مجھ کو کس نمی پر سدا کہ بھیا کون ہو گر بڑے ہت آگ میں پروانہ سا کرم ضعیف ناخن ندے خدا تجھے لے پنچہ جسنوں رکھ دے گا ورنہ عقل کے بٹے ادھیر تو</p>
--	---	---

لا اعلّم	ہمت بلند دار کہ نزد خدا خسلق
لا نین	ور کار اگر ہے زاد را عہت بی
لا اعلّم	عذ تقصیرات ما چند انکہ تقصیرات ما
مرزا	پھینکے ہر مہین چرخ تاک کے سنگ تفرقہ
تقی	بے جرم نہ تیغ ہی رکھا تھا گلے کو
لا اعلّم	تا نخواستند بخوان کس مرد
لا اعلّم	گندم از گندم بروید جو ز جو
لا اعلّم	جراحات لسان را نیست دارد
لا اعلّم	آنچہ ترا گفت کلو او شر بوا
لا اعلّم	ہنہیں تیغ جفا سے چرخ سے امید ہنہ کی
لا اعلّم	ہونا تھا سو ہو گیا بن ہونی نہ ہو
لا اعلّم	اللہ سے بخود کی کہ بھی چاہتا ہے دل
لا اعلّم	بجائے جسے عالم اُسے بجسا سمجھو
لا اعلّم	جد کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو
لا اعلّم	گر بگویم زراں بلند و پائے تو
لا اعلّم	تیمیر ہو تو کرے فرق دوست دشمن میں
لا اعلّم	حیف ہرے دانش و آئین او
لا اعلّم	گردش و ہران آثار سلف میں سے کسے
لا اعلّم	سبکدوشی ملی وعدہ وفائی اوس سے محال ہو
لا اعلّم	عشق کے حال سو یار رب کوئی آگاہ نہ ہو
لا اعلّم	عشق کے نام سے یار رب کوئی بدنام نہ ہو
لا اعلّم	وانہ خرمن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہسم کو
لا اعلّم	جز میں آتا ہے نظر کل کا تماشا ہسم کو
لا اعلّم	فوق

آہ کروں تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گہاؤ  
وہ جو تم میں ہم میں قرار تھا کہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
چاکِ محقق و جہل نہ پذیر و رَفو  
جواں گر چہ شاہ و لیراں بُو  
مآلِ خواجہ مُسک بزنو غسل ماند  
زہنِ شک البتہ زاہد را بہ نعت می کشد  
کس کی ملت گنوں بچو بتلائے شنج  
موت ہی سے کچھ علاج دردِ فرقت ہو تو ہو  
آن پہنچی سرگرداب فنا کشتیِ عسر  
یکدم غرقِ طغیانی ہے یہاں مِشَلِ جباب  
یہ تنگنا سے دہر نہیں منزلِ فراق  
زیادہ ہوتا ہے پیری میں فریہ نفسِ تار  
گئے تدبیر کر کر لاکھ انسان یہ نہ ہو وہ ہو  
عجب کیا فیضِ صاحبِ دل سے پہنچے تیرے بختوں کو  
ظفر ساریِ خدائی ہوئے اون کی تانے و ماں  
کو چہ تنگ ہی دُنیا نہیں آرام کی جا  
وانہ سے یہ زمانہ مخالف ہے دوستو  
نتیجہ جب کہ ہوا اعمال بد کا حال بد اپنا  
وہ ہمت ہی سے ہو سکتا ہے جو ہی کام ہمت کا  
قید سے تیری کہاں جائینگے بے بال و پر  
یہی ہے حضرتِ دلِ عشق کے بازار میں سودا  
ہے ہنرِ شرط آدمی کو آدمیت کے لئے  
کیسواے بادِ صبا پھڑے ہوئے یاروں کو

ایسے کہن بریا رکا کس بدھ کروں یاد  
دی یعنی وعدہ نباہ کا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
تخمِ حکمت کم و بیش اسے نیکٹ خو  
کہ درجہ و محتاج پیراں بود  
کہ نیشے ماند از صد خانہ پرانجین یاد  
میشو و بیشک بُک چوں خشک می گردد کدو  
تو مجھے گبر کہے گبر مسلمان مجھ کو  
غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو  
ہنرِ نفس یادِ مخافت کا ہے جھوٹا نکا ہم کو  
نکرا مروز نہ ہے نے غم فردا ہم کو  
خائل نہ پاؤں حرص کے پھیلا سکھیر تو  
یہ بالوں کی سفیدی شیر ہوا سنار رہن کو  
بجز تقدیر لیکن کب ہے امکان یہ نہ ہو وہ ہو  
بدل دیتا ہے ماہنِ طے سفر تا تیرا ہن کو  
بجالاتیں جو صدقِ دل سے فرمانِ الہی کو  
یاں کوئی پانوں نہ پھیلائے تو کیا اچھا ہو  
دانائی اب یہی ہے کہ کو دن بنے رہو  
تو بھڑا حق کسی کی کچھ شکایت ہو تو کیونکر ہو  
ظفر بے ہمتوں سے صرف ہمت ہو تو کیونکر ہو  
کیوں محض تنگ کرتا ہے ہیں صیّا و تو  
اگر لیتے ہو اپنے واسطے تم مولِ غم لے لو  
بے ہنرِ حیوان ہے صاحبِ ہنر کے روبرو  
راہِ ملتی ہی نہیں دشت کے آواروں کو



عشق میں تیرے کو غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو  
 کسے منظور تھا یوں تلخ کیجئے زندگانی کو  
 نہ اوس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہو دل کو  
 بنایا کامل مشکلیں نے سودائی ہزاروں کو  
 گرم بازار مضامین ہیں دہر میں ہے  
 گل سوسل کی خوش بیانی پوچھو  
 تو قیر کلام حق سمجھتا ہے کلیسم  
 شمع ساں جلنے کو صالح نے بنایا مجھ کو  
 تمہیں ہم تو دیکھینگے تم گو نہ دیکھو  
 سب سے ملاؤ بروہم سے نفاق کہو  
 نہ تو فریا کسی کی نہ فغاں سنئے ہو  
 جو ہر پاک سے پاکیزہ گہر پسیدا ہو  
 صاف ہو ہر چند باطن عزیز دل نہ ہو  
 عاشق سے بھی ہوتا ہے کہیں صبر و تحمل  
 نہیں شکوہ مجھے کچھ یونانی کا نری ہرگز  
 مودی کو بعد مرگ بھی آرام ہے محال  
 جو شب بیدار ہیں وہ غافلوں پر تہی ہیں غا  
 مثلے ہست کہ استر ستر امتد علیک  
 واہ واہ ننا باش ہے بس حضرت انسان کو  
 بے طلب زہار بر خوان کساں مہاں مشو  
 با خلق آشنا نشو و مبتلا سے تو  
 سازم قدم زدیدہ و آیم بسو سے تو  
 نہ گل شناسم و نہ باغ و بوستان بے تو

عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو  
 ولے کیا کیجئے حسرت بلا سے ناگہانی کو  
 عجیب طرح کا الہی عذاب ہو دل کو  
 پری نہ کر یہ ناگن ڈس گئی شامت کماؤں کو  
 مزدورہ دے با و صبا جا کے خریدار واک  
 ذی فہم سے لطف نکتہ دانی پوچھو  
 مونے سے رموز لیں ترانی پوچھو  
 جس کے میں ہاتھ پڑا اس نے بلایا مجھ کو  
 ہمیں دیکھنا آپ دیکھو نہ دیکھو  
 اس دوستی کو اپنی بلا سے طاق رکھو  
 اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں تری ہو  
 صلب یعقوب سے یوسف سا پس پیدا ہو  
 کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو  
 وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہیں جچھ کو  
 گلہ تب ہوا اگر تو نے کسی سے بھی بنا ہی ہو  
 کس طرح زیر تیغ نہ گینڈے کی ڈھال ہو  
 بہت سی فوج پر جاتی ہے حقوڑی فوج بھول  
 پردہ کس نہ درمی کس اندر پردہ تو  
 کار بد تو بخود کریں سخت کریں شیطان کو  
 گوہر بے قیمتی سنگ تہ و نہاں مشو  
 بیگانہ با شدا زہم کس آشنا سے تو  
 تا ہر قدم بہ دیدہ کشم خاک کو سے تو  
 کہ دیدہ و درخشاید باین و آن بے تو

نیاز

ۛ

ۛ

لا اعلیٰ

ۛ

انیں

ۛ

قائم

ۛ

نظیر

ۛ

لا اعلیٰ

ۛ

مخزول

ۛ

آتش

ۛ

لا اعلیٰ

ۛ

مستحق

ۛ

لا اعلیٰ

ۛ

لا اعلیٰ

ۛ

سلطان وہ ہے کہ سبکی رعیت سپاہ ہے  
 رانے ہیں جوانانوں کو باہم سخت مفید ہیں  
 نگرینہ تھا نقطہ گر لعل میں ہوتا نہ رنگ  
 گاہک نہ ہو کوئی تو ہے عرض ہنر بیچ  
 خطرہ سود و زیاں نفع و ضرر بانے دو  
 کافر حیس بلاستہ تھا میں ہوا کر سے  
 رنگ ہے سرنگوں اس بلخ میں کثرت تعلقی  
 تر سے فراق میں جیسا مجھے ہوا شووار  
 بیویلیہ بزم عالم میں نہیں ہوتا مسرور غ  
 کہنے کی بات اور بہتر وقت انکسار  
 ولدا رخی ہے دغا کو حسادت سمجھو  
 ماندگی میں کیا منزل تک پہنچنے کی امید  
 بھوکے غریب دل کی خدا سے لگن نہ ہو  
 سخت دل کو سخت دل سے فائدہ کمن نہیں  
 بندار لے درخزاں کشتہ جو  
 بارے دنیا میں رہو غمزہ یا شاو رہو  
 ود الزام تیجھے یسخت گروں کو  
 کل تک تو آشنا تھے کراچی غریب رہو  
 زن بہ در سر اسے مرد نکو  
 گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو  
 رہ چھٹ چھٹ کے دل کو دکھاتے میں میرے  
 تر جی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دلیگر کو  
 جو چاہے سو مانگ آتش و رگاہ الہی سے

سلطان نہیں جو سمجھے رعایا سپاہ کو  
 لڑائیں ہم نہ بہرا خدا تیش سنگ و آہن کو  
 کو لکڑے سے تھا بترگر مشک میں ہوتی نہ بو  
 لے لے گل تازہ جو صحرا میں کھلا ہو  
 عمر بیفکری میں گذرے تو گذر جانے دو  
 ہم سے خفا ریاض ہمارا خدا نہ ہو  
 نمر کا بیشتر ہونا جھکا دیتا ہے ڈالی کو  
 کہ ایک ایک دن ایک ایک ہے اب تو  
 دوسرے شعلہ سے ظاہر شمع کی تنویر ہو  
 ہوا پنا اپنا اور ہو ہو غیر نصیر ہو  
 اس پسند کو تم باعث عزت سمجھو  
 کس طرح یہو نیچے جو کو سو کا رواں دو ہو  
 سچ ہے کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہ ہو  
 سبز آب تیخ سے کب دانہ انجیر ہو  
 کہ گندم سستانی بوقت ورو  
 ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاو رہو  
 ٹٹو لو ذرا پہلے اپنے گہروں کو  
 دو دن میں یہ مزاج ہے آگے کو خیر ہو  
 ہمدیں عالم ست و وزخ او  
 از شمایک تن نشد اسرار جو  
 پھر اس پہ حکم یہ ہوتا ہے بیقرار نہ ہو  
 کیسے تیر انداز ہوید صا تو کر لو تیر کو  
 خروم کبھی پھرتے دیکھا نہیں سایل کو  
 آتش

خیال خاطر اجاب چاہئے ہر دم  
تب لطف زندگی ہے جب ابر ہو چین ہو  
اُس کی فرقت میں کیوں جلائے دل  
نظر آتا ہے گل آزرہ دشمن باغیاں مجھ کو  
سینکڑوں کو سہو زرق اڑ کے چلا آتا ہے  
پری زاد و پری رو پری خو  
حسن نکلیں کو لے کے چائیں  
آپ اپنے انہیں کو پیار کریں  
ماننا پ سجد کو ٹی گل پیر ہن نہ ہو  
سر پہ آنکھوں پہ بیکھے پہ بٹھاؤں تجھ کو  
نازاں منم کہ ہچو توئی قدردان من  
تمنا ہے ٹہا کر سانسے دیکھا کروں ہر دم  
نہ ترک عشق ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو  
قیس صحرا میں اکیلا ہے مجھے جانیدو  
شکر بجا آر کہ مہسان تو  
جواں مرداں نہ پیچید از سخن رُو  
کیا بادہ گلگوں سے مسرور کیا دل کو  
عشق نے منصب عشاق جو تعیم کئے  
صبح پیری می و مد آخر دم ہنیا رشو  
نا صحا پند مجھ سے وحشی کو  
جو نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان زند کو

انہیں ٹھیں نہ لگ جائے آگینوں کو  
پیش نظر ہر ساقی پہلو میں گلستان ہو  
اپنے غم کا جسے نصیب ال نہ ہو  
بنانا تھا نہ ایسے بوتلاں میں آئیاں مجھ کو  
پر لگا دیتا ہے رزاق مراد اسنے کو  
غلاہ گفتم پری شرمندہ او  
جب زیست ہی اپنی بے مزہ ہو  
جن سے الفت ہر آج کل تم کو  
پھولا پہلا اجاڑ کسی کا چمن نہ ہو  
آمریجان لگے سے میں لگاؤں تجھ کو  
نازاں توئی کہ ہچو منی من خوان تو  
تری اسحی صرت کوئی اس باری چوں کہ  
یہ کس طرح کا الہی عذاب ہے دل کو  
خوب گزریگی بول شیشے گئے دیوانہ دو  
روزی خود می خورد از خوان تو  
ہمیں میداں ہیں چراغاں ہمیں گو  
آباد رکھے و اما ساقی تری محفل کو  
بلخ بلبسل کو دیا کو چہ جاناں مجھ کو  
خواب نیکو نیست در وقت سحر بیدار شو  
اس کو سہجا جو کچھ سمجھتا ہو  
عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو

یاران ہم نشین بہار من جدا شدند

مالیسم و آتانه دولت پسناہ تو

سن اسے مومن یہ ایمان ہی ہمارا  
 شاخ گل دیوانہ نذر از قنات و بجوئے او  
 لازم ہے سوز عشق کا شعلہ غیاں نہ ہو  
 بھلا وہ کیسے بجے جو مر فیض زار بھی ہو  
 دل یہ کہتا ہے کہ اس بزم سے لیچل جلدی  
 منکر اندر نقش و اندر رنگ او  
 لازم ہے نبط اسے دل اندوہ لگیں تجھے  
 قید بندہ بواقعی اک روگ ہے  
 سکو اندوہ و باس حرام ہو انھیں جہاں سے ہکو  
 جب تک کہ دم میں مہر نہ چھوڑوں گا نیتدم  
 شاہد ہاں سے من می کند از برائے من  
 خدا کے واسطے دشمن نہ میری جہاں کے بنو  
 نہ یہ فلک یہ کیا ابھی بکیر تھا ابھی بکیر ہو گیا  
 آدمیت سے ہوا لا آدمی کا مرتبہ  
 مال سے جان سوا جان سے ایمان سوا  
 بلکہ حبس غم یگانہ شد با او  
 اس درو دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو  
 دل آدمی کا چاہئے آئینہ وار ہو  
 نہ بات ایسی اللہ منہ سے نکالو  
 وہ گل جو صل رنگ ہوئے لالہ رنگ ہو  
 ثبوت صل ہو چاندنی کا سماں ہو  
 تجھے جہاں پر ڈھیر پہلوں کے وہاں اٹتی ہو خاک  
 کیا خزاں نے ہائے لوٹی ہے بہا رکھنٹو

لا علم نہ کہنا کفر پھر عشق مبتاں کو  
 باغباں تعویذ بیت از غنچہ بربازوئے او  
 جل بجھئے اس طرح سو کہ مطلق وہاں نہ ہو  
 غم فراق بھی ہو دور و انتظار بھی ہو  
 کہ چرا لے نہ وہ درویدہ تبسم مجھ کو  
 بنگر اندر غم و اندر دور آہنگ او  
 درو جگر ہو لاکھ مگر نعرہ زن نہ ہو  
 آدمی کو چنا ہے مئے آزاد ہو  
 اٹھائیں دنیا سی بار ہستی سفر و لازم سپاہ ہکو  
 آئینہ جو مشیت پروردگار ہو لا علم  
 نقش نکار و رنگ بوتازہ بتازہ نو بہ نو  
 رحیم میرے بنو میرے خاندان کے بنو  
 غم مہیا شادی ہو لیکن جاو ادان ہو کوئی ہو  
 پست ہمت یہ نہ ہو دے پست قامت ہو تو ہو  
 مال سے جان سوا ایمان سے سوا تم مجھ کو  
 درگہاں غم کہ میں منم یا او  
 قیمت کا جو لکھا ہے آہلی شتاب ہو سودا  
 اُس دل پہ خاک ڈالئے جس میں غبار ہو لا علم  
 ذرا اپنی تیغ زباں کو کسنبھاو  
 قیمت کہاں یہ اپنی جو ایسی ترنگ ہو  
 بخل میں سنم ہو خدا مہرباں ہو

<p>             جڑو کر دوست اور کوئی داستان نہ ہو              ایسا نہ ہو زبان خبر کر دے کان کو              صبح مشفق جو سمجھاتے ہیں سمجھانے بھی دو              منہ مایا فراخ اس کا امیرانہ بنا دو              الم کو یاس کو حسرت کو مٹیابی کو حواں کو              ازیں پہلو براں پہلو وزاں پہلو بایں پہلو              تجھ کو پرانی کیا بڑی اپنی بھیسڑ تو              مدت سے یہ ہوس ہے کہ ایسی بہا رہو              تو کہے گہرے مجھے گہرے مسلمان مجھ کو              ہمدیں عالم است و دوزخ او              نا آشنا کو بھی الم آشنا نہ ہو              بوسے گل بچاندنی ہے باغ کی دیواروں کو              جو جبا و ہو تو ایسا ہو جو فتر ہو تو ایسا ہو              تو پھرے سنگدل تیرا ہی سنگ تان کہوں ہو غالب              نیکو شود بعصر ہر انجام کا ر تو              یہ خدا ملتی ہے جاناں ترے دیوانے کو              گھبرا کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو              آج میرا بھی کچھ بیان سنو              پر نہ زائل ہو جو حسد سے ہو              ڈوبی وہ ناو جس کا خدا نا خدا نہ ہو              کہ آرام جس کی حکومت میں ہو              کہیں جھکتے بھی یکبارہ ہی ہلا خیشہ کی گردن کو              وہ آنکھ ہی نہیں ہے کہ جس میں جانا نہ ہو           </p>	<p>             اللہ رہے بخود کی یہی چاہتا ہر دل              ہرگز نہ راز دل سے خبر کر زبان کو              میں سمجھ بھی جاؤں شاید دل مرا سمجھے گا کب              قتلام نے لکھ کر مری قسمت میں غریبی              ہمیشہ کیج تہائی میں ہم مونس سمجھتے ہیں              شب ہجر تو چوں بیمار می غلط زمینیابی              رند خراب حال کو زار ہر چھٹیڑ تو              آب و اں ہو سبز ہو پہلو میں یار ہو              کس کی ملت میں گنواں پ کو تہلا لے شیخ              زن بد در سرائے مرد و نیکو              دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہ ہو              کب بکدوش ہے قیدی زندان وطن              سنا کر حال دل اپنا مجموع اس کو کیا ہم نے              وفا کسی کہاں کا عشق جب سر چھوڑنا ٹھیرا              لے دل صبر باش بر آفات روزگار              خون دل پیٹنے کو اور لخت جگر کھانے کو              انگریزائی لینے میں جو ڈو پٹہ سرک گیس              جھگڑے سنتے ہو روزادروں کے              ہر عداوت کا دفع ممکن ہے              اس کا ہے کون جس کی مدد پر خدا نہ ہو              اطاعت میں اس شاہ کی تم رہو              تو واضح چاہتے ہو زار ہو کیا بادہ خواروں سے              لے چشم دیکھتے تو بھی جیسا سے جدا نہ ہو           </p>
---	---

<p>لا اعلیٰ</p>	<p>در سبیل بلاست تا بزا نو  ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں فرا ہو  جھکاتی ہے ہماری عاجزی سرکش کی گردن کو  ہوا سے سر و بھی ہوا بر نو بہا رہی ہو  ہم کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو  عفو کر تو میرے حق میں حق کرے تجھ کو عفو  اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو  بیخ اہلیت بہ از خلق نیکو  عاشق ہے وہی ہجر میں بھی جس کو فرا ہو  یار ب دکھا دے جلد مرے گلزار کو  کہ آیا ہے قرآن میں کلا التفتطو  جانتے ہیں ہم تہلی کا پھول احجام کو  اجل مکاں سے کہاں لائی ہے مکینوں کو  پس فرق میان من و تو چیست بگو  وہ بھی کیا قصہ کہ جس کی کوئی بنیا نہ ہو  میں شناسد ہر کہ دار و رنگ ہو  تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نمبھڑ تو  موسیٰ سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو  الماس سنگ ہے جو کوئی جو ہری نہ ہو</p>	<p>آنکس کہ بدادواں و دبا نو  الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جھٹا ہو  محبت سے بنالیتے ہیں پناہ دوست دشمن کو  جہن میں مے کا فرو ہے جو پاس یا رہی ہو  تم جا تو تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو  میں ہوں مجرم تیرے آگے تو ہو مجرم پیش حق  اوس کی فرقت میں کیوں جلائے دل  من ندیدم در جہان جستجو  اس کا نہیں شکوہ ہے کہ وہ ہم سے جدا ہو  آتا نہیں قرار دل بے قرار کو  نکالے گا خالق مری آرزو  بزم میں پاتے نہیں ہم ساتی کلف نام کو  زمیں یہ سوئے ہیں چھوڑا ہے شہ نشینوں کو  من بدکنم و تو بد مکافات دہی  داتاں میری سنو۔ قصہ مجنوں نہ سنو  فقر از چشم و از سیماے او  عاشق فلج رند کو ز ابد نہ چھپیٹو  گھر گھر تجلیاں ہیں طلبگار بھی تو ہو  بے آبرو گھر ہے۔ اگر مشتری نہ ہو  یہ وہ عشق خانہ خراب ہے کہ زمیں پہ اہل غم و رکو  کوئی دن میں خاک شیش کرے اگر آسماں پہ دماغ ہو  مجھے یہ تجسّر بہ حاصل ہوا ہے آخسر کو  ہو قدر مرد ہنر سے، ہنر کی زر سے ہو</p>
-----------------	---	---

حرامش بود نیت بادشاہ	کہ ہنگام فرصت ندارد نگاہ	لا اہل
چو بد کرد است بدرابد سزا دہ	بہ نیکان ثمرہ نیکی حسنا دہ	”
شود ظالم ز ظلم خود خراب آہستہ آہستہ	رود چوں دشنہ قصاب آب آہستہ آہستہ	”
باید نواخت پشت خرازا بچوب و سنگ	بیرون نہند چوں قدم از گنج روی راہ	”
شکوہ گاہ شگفتہ است گاہ خوشیدہ	وزحت گاہ برہنہ است گاہ پوشیدہ	”
وقت بد میں ہنیں یا رول کی مروت باقی	آنکھہ دنیا کی بدل جاتی ہے تقدیر کیساتھ	”
آں چیز کہ شبہا بد عا خواستے	صد شکر کہ امروز میر گشتہ	”
جہاں میں جن کو حکومت ہے اُن کو نین کہلا	کہ لگنے دیتی ہنیں فکر بندوبست کی آنکھہ	”
زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہیں روزہ	کہ اس میں آئی تو روزی ہوا نہیں روزہ	”
زباں در ذکر و در دل فکر خانہ	چہ حاصل زیں نماز پنجگانہ	”
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ	عشرت مکہ کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہ	”
وہ بات کیجئے کہ رہے یادگار کچھ	دو دن کی زندگی کا نہیں اعتبار کچھ	”
فائدہ تازہ بروں آمدہ	چاشنی گیر کہ چوں آمدہ	”
گر صد نرا حل و گہر میدہی چہ سود	دل راشکتہ نہ کہ گوہر شکستہ	”
دنیا ہر ادرندہ گیر آخر چہ	وہیں نامہ عمر خواندہ گیر آخر چہ	”
گیرم کہ بکام دل ماندی صد سال	صد سال دگر بماندہ گیر آخر چہ	”
گر نہ بیند روز شیرہ چشم	چشمہ آفتاب را چہ گناہ	سعدی
نخت و دولت بزور بازو نیست	مانہ بخشد خداے بخشندہ	لا اہل
دو باد اگر آید کسے بخدمت شاہ	سوم ہر آئینہ دروے کند بلطف نگاہ	”
آنکہ خواہش بہتر از بیداریش	آنچناں بد زندگانی مردہ بہ	”
زن از پہلوئے چپ خدا فریدہ	کس از چپ راستی ہرگز ندیدہ	”

لا اظم	دے کعبہ کوئے لست اقبال ہم	لے خاک ورت فبد آ مال ہم
حافظ	گیم نخت کے راکہ بافتند سیاہ	آب زمزم و کوثر سفید نتواں ساخت
لا اظم	نگو دچوں ظلم صاحب سخن ہرنا ترانیدہ	نشايد آشنا گفتن بمطلب رنج نادیدہ
صائب	ز دریائی کشد صیاد ددام آہستہ آہستہ	بمطلب می رسد جو یائے کام آہستہ آہستہ
ر	چرا کوتاہ کنی این رشتہ را تا میدہ پاییدہ	اکن نقصان عمر خود بنغم پیچیدہ پیچیدہ
لا اظم	کہ با سفید سفیدست و با سیاہ سیاہ	بگر و مشرب آئینہ می تو اں گردید
شیدا	رشتہ از ہوارئی خود غوطہ در گو ہر زردہ	می تو اں کردن بہ ترمی جائے درد کما سخت
	فتد در دامن نیگیں دلاں پا دامنش ظلم آخر	
لا اظم	بکا ہد آ سیا خود دانہ را ساییدہ ساییدہ	
معنوی	خود ہی اقتند می گویند آہ	بہر مظلوماں ہی کاوند چاہ
لا اظم	زانکہ مالت مار و جاہت ہمت چاہ	دور باش از دوستی مال و جاہ
ر	آستیں خواہ در از خواہ کوتاہ	دست کوتاہ باید از دنیسا
سعدی	کہ نسزد زند خویشت بر آید تباہ	مکن بد بفرزند مردم رنگا
مومن	موتن چلا ہے کعبہ کو اک پارسا کے ساتھ	اند رے گریہی بت و بت خانہ چھوڑ کر
صائب	تن کریم ز اطعام می شود نسر بہ	گر از طعام تن عمام می شود دفر بہ
ر	ابر بے باران کند لہائے روشن راسیہ	دست بے ریزش فقیراں را وبال گردنت
سعدی	بہ عزت نخرند در خود رنگا	رہہ بست سعدی کہ مردان راہ
کلیم	چوں مہرہ شطرنج مرو خانہ بجانہ	سیلے نخوڑی تا ز کف اہل زمانہ
لا اظم	کیا منہ دکھلاؤں پیو کو د و نوں خالی ہاتھ	آئی تھی جس بات کو بھول گئی وہ بات
ر	ساقی تیرے تین ہیں میان کٹا را ہاتھ	سورے رنگ جا کے کہیں کاڑھوئے سے دیتا
ر	از درم مہر اگر بر لب سا کل زدہ	در قیامت سپر زتش و دوزخ گردہ
عاصی	شیر غریب دیدہ را چنگال باشد زاد راہ	تو نہ مرداں اخیر از بہمت مردانہ نیست
میر تقی	خدا ہے تو کیا غم ہے دلشاد رہ	غم قوت سے بندے آزاد رہ



لطف کیا ہر کسو کی چاہ کے ساتھ  
 خالی نہیں ہے خواہش دل سے کوئی بشر  
 ہر طرح زمانہ کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ  
 صورت آباد جہاں کے حسن کے شیدا نہ ہو  
 مشوقہ پرواز ہر گہستی  
 بلبل باغ و چغندر ایرانہ ساختہ  
 خاک وجود مارا لے تن بیاد و درہ  
 شاہد معنی عیاں و ما بصورت طفت  
 نشاید صاحب نام نکوشد رخ نا دیدہ  
 ظالمے را خستہ دیدم نیمروز  
 از ابتداء دور عالم تا بعد پادشاہ  
 بہار آئی ہے بھروسے بادہ گلگون سی پیمانہ  
 عیدست و موسم گل ساقی بیار بادہ  
 دیشکی سی ہے کسی زلف و دوتا کے ساتھ  
 میخانہ او بہر خسرا بہ  
 لے متاع درو در باز ارجاں انداختہ  
 درد دل ہو س گناہ و برب تو بہ  
 من بندہ چہ دانم کہ چہ می باید خواست  
 مایقامت نیشکر وید از اں خاکے کہ تو  
 آں طلب امروز بہر گوشہ  
 مرد ہمہ جابر کار بہ  
 خرابات جہاں برباد ہو جائے تو ہو جائے  
 فنا نہیں لے یار کہیں تیسرا ٹھکانہ

چاہ وہ ہے جو ہونہا کے ساتھ  
 جاتے ہیں سب جہاں سے اک آرزو کے ساتھ  
 گردل ہوں تو آرزوہ خاطر ہوں تو بچیدہ  
 صندل اس بتخانہ میں ملتا ہے درد کے ساتھ  
 کہ گردی بہ بیہودہ گوئی فسانہ  
 ہر کس بقدر ہمت خود خانہ ساختہ  
 باشد کہ اندریں رہ بینی یکے سوارہ  
 اے درون جبل پاچوں روئے نادانی سیاہ  
 نیگیں ہرگز نہ گردید ستنگ نارا ترائیدہ  
 گفتش فتنہ ست خواہش بروہ بہ  
 از بزرگان غنوب و دست از فروتاں گناہ  
 ہے لاکھوں بس ساقی ترا آباد میخانہ  
 ہنگام ہے کہ دیدست بے می قدح نہادہ  
 پالا پڑا ہے ہم کو خدا کس بلا کے ساتھ  
 دیوانہ او بہر خسرا بہ  
 گوہر ہر سود و رجب زیاں انداختہ  
 زیں توبہ نامو اب یارب توبہ  
 دانندہ توئی ہر آنچہ دانی آں وہ  
 لے بت شیریں ادا آنجا تبسم کردہ  
 کز پئے فردات بود تو شہ  
 شخص معطل محفل و خوار بہ  
 ہے ساقی سلامت غم کی خیر آباد میخانہ  
 ہم ڈھونڈتے پھرتے ہیں تجھے خانہ بجانہ

یہ قامتِ موزوں ہے صنوبر سے زیادہ	یہ عارضِ گلگوں ہے گلِ تر سے زیادہ
از دل ماجہ بجا مانده کہ باز آمدہ	دلِ بایانہ و گریہ سزا آمدہ
ایں قدر شونخی پشماں تو کہ آموختہ	لے کہ از نادک مژگاں دلِ من دہشتہ
کہ عتقار ابلندست آشیانہ	برو این دامِ بر مرغ و گرنہ
شنیذہ کے بودماند دیدہ	ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ	اولیاء را ہست قدرتِ ازالہ
یہ منہ اور دعویٰ خدائی کا تو بہ	بتواک ذرا اپنی صورت تو دیکھو
در حرمِ سینہ میرا نم کہ چوں جا کردہ	پر تو خست نگجند در زمین و آسماں
از بد کس گوش و زباں پاک بہ	گوشت و زباں و در رنجیت منہ
ز راے وزیراں پذیرد شکوہ	ہمہ کار شاہانِ حکمت پر زوہ
باز آ کہ تو بہ کردم از گفتہ و شنیدہ	گر خاطر شریعت رنجیدہ شد ز حافظہ
بازستاں گرنہ پسندیدہ	بوسہ بکن دادی و رنجیدہ
وہاں تیغ آزمائی ہے یہاں ہمت ہمواری	کھنچا ہے خنجر قاتل تو اپنا سر بھی حاضر ہے
موسیٰ کو دید یا دیدیضا جلا کے ہاتھ	چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو مہر
نیت نکو تر ز سخا پیشہ	تجربہ کردم ز ہر اندیشہ
بحیر تم کہ عجب تیسریے کہاں زدہ	دروں سینہ من ز ختم بے نشان زدہ
کہیں کبیرہ دونوں گئے لکھ چوراستی مانہ	ہندو میں دایا نہیں۔ رحم ترک میں ناہیہ
ہچمناس از طویلہ خسربہ	اسپ تازی اگر کضعیف بود
مقبلاں را زوالِ نعمت و جاہ	شورِ بختاں بہ آرز و خواہند
آنچناں بد زندگانی مژدہ بہ	در آنکہ خواہش بہتر از بیداریت
ہر چہ در دل دارد بگوئید	ہر کہ دست از جان بشوید
	دو بامداد گر آید کسے بہ خدمت شاہ
	سوم ہر آئینہ دروے کند بلطف نگاہ



کال کرے سو آج کر۔ آج ہے تیرے ساتھ ایک گھڑی۔ آدھی گھڑی اور آدھی میں آدھ نہ درجائے ہو باقی نہ اندر دل ہو س ماندہ کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ	کال کال تو کیا کرے۔ کال ہی کال کے ہاتھ بکیر رنگت سا دھ کی کٹین کوئی ایراد بیاساتی کہ اس دیرانہ از بسا رگس ماندہ عشرت سرا کبھی۔ کبھی ماتم سرا ہے یہ
--	---



آنے جانے والے لاکھوں ٹھوکریں مارا کئے ہر قوی کو چرخ کرتا ہے ضعیف ایک کے نفع سے ہی ایک کو نقصان یہاں مے بوڑھا تو نہ ہو خوش کہ ہے عبرت کا مقام غافل کرتے ہو کیا اپنی سواری غیر ضرور مردم خور نہیں کیا مال پیش آفتابیا۔ مے بھسے رفعت خدا اس کی تو امیغ ہی ضرور پھرتے ہیں حاجی تہزاروں ایک صاحب دل نہیں صحبت سے ہو جو اصل مبدل محال ہے جو کوئی اس جہاں میں یکدم خوشنود ہوتا ہی نہ کوئی ہر دوست نہ مہربان شفیق نہ فقی یاں غم میں جس رنگ گل کے سو ٹھکرا کاٹا ہوا دو عالم سے پرے ہے وہ جو اس لیں نظر آئے مے حضرت سے کوئی جام جو بہر لیتا ہے غیر کا کچھ نہ چلے گر نہ ہو دشمن اپنا بے کسی کو قابو جو انسان کا چلے	پر نہ ہم ماند رنگ اس آستان سے اٹھ سکے جرات مار بھی اک دن غذا سے مور ہے جام بھر جائے جو ساقی ہے مینا حسانی راہ میں تہک کے جواں بیٹھ ہے پیر چیلے ایک دن ہوگی جناح سے بدل یہ پانگی قد رو ہے کی بہلا ہو خاک زر کے سامنے ہوا اگر محراب مسجد بھی لے سے خم چاہئے دادی کعبہ یہ ہے دل کا بیاباں دور ہے پانی میں ہے شرار دیکھتے تہر بھرے بے تو آکر سوطر ح کا غم وہیں موجود ہوتا ہے کریں کس ہم غم دل میاں جو غم کے تھے شواگلے وہ یہ کہتا ہے کہ آنکھوں میں مری یہ خار ہے اس آئینہ کو گردیکو تو جام جم سے بہتر ہے آسمان اس کا وہیں کاٹے سر لیتا ہے چوبستی کو شجر ہی سے تبر لیتا ہے پاؤں کے بدلے ہاتھ سے راہ خدا چلے
---	---



سمیل	پیدا ہے بلند پائی پستی سے	آیا ہوں جانب عدم ہستی سے
"	شمسیر نیام ہو گئی ہے	نامرد کے ہاتھ میں پہنچ کر
"	جو ان بن کسی بات پر ہو گئی	براہ کرم اس کو طے کیجئے
"	ہوا الہم کو اور بھی آسانی	جس درجہ ہو مشکلات کی طنیانی
"	نے شرق و غرب ہے نہ یار و یمین ہے	گر شکر گان شوق سے راہ وصال پوچھو
"	دیکھئے کب آئیں بھولے شام کو	صبح کو بھولے تو آئے شام کو
"	گر نہیں صحبت تو عزت ہی تھی	کچھ نہ کرنا بھی گراٹ کام ہے
"	چشم پر نگوں جائے مینا چاہئے	درد سے لبریز سینہ چاہئے
"	جو بات کہ شائستہ جلوت نہیں ہوتی	خلوت میں بھی لاتے نہیں عاقل آستے منہ پر
"	جس نے حقوق صحبت ادا کیئے	ابنائے روز گار میں ایسا بھی کوئی ہے
"	صف نعال موقع پر صدر الصدور ہے	اعلیٰ تھا جس کا رتبہ وہ اسفل میں ہے امیر
"	ہر چند کہ بڑھ اپنی فصاحت کی یہ ہانکے	دھوکے میں نہ آجاؤ افسوں زباں کے
"	سب ہیں بیگانے بیکانہ اور ہے	اتفاقی یہاں کا ارتباط
"	جب کہ دل سے گردِ کلفت دھل گئی	راہ کے رنج و تعب کا کیا گلہ
"	لیکن کبھی تبدیل جبلت نہیں ہوتی	ممکن ہے کہ ٹل جائے جبل اپنے مقرر سے
"	رہے امین بشر چاروں کے شر سے برق	زبان و زر زمین وزن ہیں فتنے
"	گل مزاج سے رکھ دامن سخن خالی بحر	نہال خوش طبعی کا ثمر فدا ہے بحر
"	کیسے صفات و ذات جو کچھ ہے لباس ہے	ظاہر پرست خلق ہے ظاہر درست کر
"	طفل ناداں کو برابر بوئے مشک ہینگ ہے	مرد دانا کر سکے ہے اتیا ز نیک و بد
"	جسے شاہوں سے ملنا ہو زیروں کے قدم پڑے	جو بند کسیم و زکر کا ہوا میروں کے قدم پڑے
"	اس زمانے میں تو غیروں سے بدتر ہیں اپنے	کالغفار ہیں اقارب نہیں کچھ ہمیں تنگ
"	یہ بالا بالا جانے کا نہیں دوزخ میں پڑنا ہے	کر و گئے جو یہاں اسراف و اداں دو گئے حساب اپنا

خروج لایعنی بہت خیرات اک پیسا نہیں	تس پہ ہے اظہار قرض وزیر باری ہائے ملے
جاہل کے آگے پیچھے ہے عالم کا قیل و قال	داناں کی بات کچھ نہیں ناداں کے سامنے
ہنر کچھ آپ میں باپ میں ہوا تو کیا	کہیں پسر کو بزرگی پدر کی ترکہ ہے
قاعدہ ہر جنس سے ہوتی ہر خوب اصلاح جنس	صاف اکثر کرتے ہیں فولاد کو فولاد سے
فراق روح کیونکر ہو گوارا جسم انساں کو	اجڑا کر پھر نہیں آباد ہوتی یہ وہ بستی ہے
محبت سے جو پیش آؤ نودل پر کیوں توقیف	یہ وہ جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو ہی جاتا ہے
ہے دعا لازم دوا کے ساتھ ہی	تعالیٰ بگیتی ہے تو دونوں ہاتھ سے
بھلی عورتوں سے برائی نہ ہوگی	بڑے مردوں سے بھلائی نہ ہوگی
دقت بد آئے تو ہو دلسوز بھی اپنا عدو	شب کو صرصرے چراغاں پر پٹاپٹے دود کی
نہ دنیا کے ہوئے ہم اور نہ دین کے	ادھر حسرت ہے اور دہشت ادھر کی
کہہ بیٹھے نہ منہ سے کسی کو برا بھلا	دل ہی میں رکھئے اور نظر ہی میں تارے
عیب بھی دیکھے ہنر بھی دیکھے	خار بھی دیکھے شر بھی دیکھے
باپ ہوں جن کے مروت والے	بیٹے پھر کیوں نہ ہوں بہت ملے
کانٹے بوئے کہے پھل کھاؤں تو کیسے کھائے	میوہ کھاتا ہے وہی جیسا کوئی بوتا ہے
اے موت تیرا حکم زمانے میں عام ہے	سکہ رواں جہاں میں ترا صبح و شام ہے
کر زندگی اس طرح سے اے درد جہاں میں	خاطر پہ کسی شخص کے تو مار نہ ہو دے
تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے	کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے
دنیا میں کوئی لطف کرے یا جفا کرے	جب میں نہیں بلا سے مری کچھ ہوا کرے
غیر سے کیا لگو محبت میں	اپنے ہاتھوں خراب ہم تو ہوے
گور کے ہیں نہ الہی گھر کے	ٹھوکر میں کھاتے ہیں کا سے سر کے
موت اک روز تجھے آئے گی	قبر میں گھینچ کے لے جائے گی
اب کہاں ہیں ترے رونے والے	دیکھ اے قبر کے سونے والے
اے ذوق دیکھ دخت رز کو نہ منہ لگا	چھٹی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

مقدم صدق پر ہے کذب گرچہ صدق فائق ہے

کہ پہلے بیچ کا زب یاں ہے تیجھے صبح سارا دن ہے  
 گزرتی ہے مرے میں زندگی غفلت شکاری سے  
 مرے نزدیک یہ بیہوشی بیش بہا یاری سے  
 بے وفائی سے عزیزوں کے ہوا یہ ثابت  
 ہم نہ دیا میں کسی کے نہ سارا کوئی  
 مقبول و مستجاب نہ ہو بے حضور قلب  
 نیت درست نہ ہو نہ اعمال اثر کیلے  
 کچھ نہ کچھ کرتے رہنا ہے لازم  
 ابھی بیکاری ہے جس سے بیکاری  
 راستی پر نہ آئے گا کج رو  
 اچھوں سے برائی کی توقع نہ رکھو تم  
 ہم دعا مانگیں تو اپنے دلیں پر ماماں کہاں  
 خدا ہی جانے یا دل جو گزرتی ہی مرے دل پر  
 کام رہتے ہیں کہیں خلق کے ہونے والے  
 جب ہسم ہوئے یتیم تو معلوم ہو گیا  
 جو ہر ذاتی سے بہتر کون جو ہر بے سعید  
 اک دم کی زندگی کے لئے کیا کروں لباس  
 کیا میں آیا تھا کرنے کو یا رب  
 تجھے نگاہ مروت اگر نہیں تو نہ ہو  
 جنازہ دیکھ عدو کا نہ شاد ہوا ہے شرم  
 ہر چیز میں خدا ہے ہر چیز میں خودی ہے  
 گر خدا نے نیک و بد کی عقل دی  
 ناپائدار ہوتا ہے اسباب مستعار  
 کام بگڑے بنگلے جس وقت دن پھر آگئے  
 کبھی رتبہ بلند اُسکانہ ہو جو بہت ہمت میں  
 پھر سب کی دوستی کر دوستداری ایک کی

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے

ہم

نیت

ابھی

سید

ہو کوئی

لاکھ

بلے

اپنی

نہت

نوف

ہے

اور

ہیں

جہاں

ہر

دوست

چھٹی

بد

دکھا

ایک

نہ

ذوق

مرے



ہے گرد و کدورت سے بری جو ہر ذاتی  
 طغنی گئی شباب گیا پیر ہو گئے  
 لباس ظاہری کو چاہئے کچھ جو ہر ذاتی  
 پس مردن نہیں کوئی کسی کا  
 اس کا ہوتا ہے مقبول عام ہر اک کلام  
 جہاں میں دیکھتے ہیں کو اسی کا خواہاں  
 کچھ تو جنس بول اسے دل دلاؤنا  
 کریں کب ازرداری نرم آتش نہ اجلی کی  
 اٹھ آئیں کی صفائی کا برا ہوتا ہے  
 غائب برائے مان جو کوئی برا کہے  
 آگ سے پانی میں بجھنے وقت نہ ٹھہرتے ہیں  
 جہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن  
 پرہوں شکوے سے میں یوں راگ سے جیسے بجا  
 ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق  
 قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے  
 بڑے نادان ہیں اپنوں سے جو امید کرتے ہیں  
 طبع بد پر کیا اثر مثل زمین شور و  
 سوا کانٹوں کے آخر کس نے پھل پایا بولوں سے  
 لولا کا سرئی کب ہو زیر پرخ نہ نگہری  
 نہاں ہر رنگ میں دنیا کے نیرنگے مانہ ہے  
 بہار کشن ایجاد کی کیا کم وقاری ہے  
 مسرت میں شمول حرف مدغم میں یہ حکمت ہے  
 چلے کیا اہل ہمت پر فلک کی فتنہ پروازی

ہیرے میں کسی طرح کٹا فستہاں جوئی  
 یہ دن بھی ٹاٹ دینگے جب اہلی گزرتی  
 مختلف کیا ہوئے زربوشت گر ہر سوس  
 مداراتیں میں ساری عینہ جی کے  
 ہر کے ساتھ ہوجن شخص میں نہایت اہلی  
 عجیب گوہر نایاب ہے غراشت ہر  
 آئے ہیں دنیا بانی کی کے  
 صدا دیتی ہے گرد و لوتوسہ واپس پانی کی  
 عکس بھی آئینہ بننے سے بہت اہلی  
 ایرا بھی کوئی ہے کہ سب چھا کریں سے  
 ہر کوئی در ماندگی میں نالہ سے نایاب ہے  
 دل کے بہانے کو غائب نہ خیال اچھا ہے  
 اک ذرا چھوٹے پھر دیکھتے ہیں ہوتا ہے  
 نوٹہ غصہ ہی سہی نفرت شادی کی  
 کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی  
 لب خشک مدد کس کی ہو تراب گوہر ہے  
 دانہ بیک نہ ڈالو اس میں بولنے کے لئے  
 شگفتہ کب ہوا بل بال کا غنڈے پھولوں سے  
 کہ ہر دم آسمان کو بہر بیان بل کی آزاری  
 ہر اک موجودیاں تیر حوادث کا نشانہ ہے  
 نہ گل کا رنگ ثابت ہے نہ ہر باب ارجی ہے  
 یہ معنی اسکے میں بیحد خوشیوں کی شکر کہ ہے  
 بدل دیتی ہے عالی ہوتی شکر کی آزاری

مہر کامل کی پہلے ابتدا ہوتی ہے کاش سے	زین کسب غیا کرتی ہے روز و شب کی گردش سے	فوق
نقد قناعت اور ہے اور نقد زری اور	محکم نہیں جو دین سے دنیا ملائیے	قلب
سوائے دل شکنی سب مباح ہے اسے شیخ	خبر تجھے نہیں زندوں کے دین و مذہب کی	قائم
دل سے رہو ہمیشہ خواہاں ترقیوں کے	سمجھیں گے کیا نتیجے ناداں ترقیوں کے	کمال
خیال خام ہے اہل جہان کی الفت	چلی جدھر کی ہوا ساتھ یہ ہوا کے چلے	لا اعلم
رکھئے یہ نکتہ یاد ہزاروں نکات سے	عورت خراب ہوتی ہے مرد و بچی ذات سے	مصطفیٰ
نہ قاصد ہے نہ نامہ ہے نہ پیغام زبانی ہے	کئی دن سے ہمارے حال پر ناہربانی ہے	..
حسرت پر اس مسافر بے کس کے روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے	..
انسان کیوں ڈرے کسی مغرور سے نیر	دیتے رہیں سگان دنی خود باغ سے	نیر
بتجھ کو حاصل صلح کل ہے گرتو ایدل کیا ہرج	ہو گئے میں سب سے وزنا رہنے دیکھئے	میکش
ہمارے بعد کچھ بھی ہو ہمیں کیا	مثل سچ ہے کہ جی ہے تو جہاں ہے	..
کل کی جو فکر ہے تجھے بے سود ہے یہ فکر	کر لے حساب آج ہی یوم الحساب ہے	..
کلفت کے وقت چاہئے مضطر نہ ہو کبھی	انسا بنا ہے راحت و آرام کے لئے	..
ہستی سے پھر عدم جس وقت جا بس گے	یہ جھگڑے یہ بکھیرے یہ سنج و غم نہ ہونگے	لا اعلم
یہ کوئی دم کا تعصب ہے پھر ہے مطلق صاف	کہاں فلک پہ ہمیشہ سحاب رہتا ہے	محب
خاک پہنچائے گا وہ منزل تک	راستہ جو نہ رہنا جانے	..
چھپکے لاکھ پردوں میں پر خون ناحق	کہے گا خدا سے کہ قاتل یہی ہے	..
لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیریں	ذائقہ بس ہے زباں کا مرے دندان گننے	..
مفت دیتا نہیں خدا کچھ بھی	جوریں ملتی ہیں جنگ میں مر کے	..
اے بلا کہ تو بہبود کی صورت ہوگی	تجھ میں مخفی مرے اللہ کی حکمت ہوگی	مہر
کئے ہیں جو عمل وہ پھل بھی اپنا لازمی دینگے	جزا اعمال تجھ کو نہ ہو کب اس کا امکان ہے	..
منعم کو ادھر ہو س زر و مال کی ہے	مفسر کو ادھر فکر زبوں حال کی ہے	..
تم بُرے ہو تو بھلا کون کہے	اور بھلے ہو تو بُرا کون کہے	..

<p>مہر نسیم نعیم واسطی وحشت وقار ہدم لااعلم غالب</p>	<p>اس سے بہتر نہ ہوئی ہے نہ عبادت ہوگی بات بھی کھوئی التبا کر کے نہ پوچھو ہدم میرا گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے رکھ پنہ نہ داغ پر سر رکے اسے فکر جہاں ہے اور اُسے فکر معیشت ہے جیسے شرمندہ ہم آئے تھے پشیمان گئے بسے آدمی اور سونا کسے آہ کی شمع کو کب حاجت گلگیر ہوئی چہ بودی گر نہ بودی آشنائی بدین مقام در آگر بہشت میجوئی کہ باز آیت دست حاجت تہی بگذار از خط بہایم کہ ملائک بگری توانی کہ پیلے ہوئے کشی ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی خدا سے کیا ستم و جور نا خدا کہئے ہزاروں خواہشیں یہ دم نکلے بہت نکلے مری ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کا فریہ دم نکلے نہ کہو گر بُرا کرے کوئی سب غلط ہے نباہ مشکل ہے ہم تو ہیں عاشق تمہارے نام کے</p>	<p>کام آخلق خدا کے کہ خدا کے نزدیک کیا ملا عرض مدعا کر کے کبھی تصور کبھی تخیر کبھی تکرر کبھی تختہ اسباب نہ جمع کر ضرر کے بقدر حال ہے شاہ و گدا کو رنج دنیا میں عذر تقصیر ہوا باعث تقدیر آخر مثل رات ہے یہ کہ معلوم ہو جو بیک روح ہیں ہوتے نہیں گاہے وہ جمل دل می سوزد از داغ جبرانی خوش است عالم آزادگی و خوشخوئی محال ست گر سر برین در نہی از ملائک بہرہ داری و ز بہایم نیز ہم بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی باز بچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے جب توقع ہی اٹھ گئی غالب سفینہ جبکہ کنارے پہ آگیا غالب ہزاروں خواہشیں یہ کہ ہر خواہش پہ دم نکلے نکلن خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا نہ سنو گر بُرا کہے کوئی لوگ کہتے ہیں چاہ مشکل ہے خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو</p>
--	--	--



<p>سودا</p> <p>وہی ہے خوب مرے حق میں جو تجھے بھاؤ</p> <p>شہادت کو بس پوری بے گناہی</p> <p>سو غنچہ کی واں صورت دیگر نظر آئی</p> <p>تاک اپنی ہی جب دیکھی اکسیر نظر آئی</p> <p>تیری تدبیر سے تقدیر بہت اچھی ہے</p> <p>جو قسمت کی ہے مگر بہت اچھی ہے</p> <p>چمن تو پھر بھی ہے گراغبان باقی ہے</p> <p>خالی ہمیشہ کیٹ اہل کرم رہے</p> <p>آرام بہر کیف یہاں ہے نہ وہاں ہے</p> <p>گر نخل حیات اپنے سے چاہے کہ ٹہرے</p> <p>دنیا محب سرا ہے جہاں آکے بس چلے</p> <p>ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوئے قفس چلے</p> <p>نہی لم پھڑک پھڑک کے پرو بال کس چلے</p> <p>نہیں ہے رسم یاں کوئی کسی کی یاد کو پہنچے</p> <p>خاک کعبہ کی یوں یا گرد صبر خزانہ کی</p> <p>جو حسن ہو بازار میں مت اس کو ٹھہرا پرے</p> <p>کون رہبر ہو سکے جب غصہ بیکانے لگے</p> <p>جی سے گئے جہاں سے گئے ہم کہاں رہے</p> <p>بندہ پرور خیر آگے ہر بانی آپ کی</p> <p>یوں ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیا چلے</p> <p>فصل گل جیموں کو پیرا گلے برس آئے گی</p> <p>اور کو کبھی مشغفہ پر بار نہیں چلتی</p> <p>جوں شمع زیر تیغ یہاں عمر کٹ گئی</p>	<p>بھاؤ ہر جو خاطر میں اب ترے آوے</p> <p>مرے خون ناحق کی رنگی گواہی</p> <p>اس باغ میں اک گل کو خداں جو کہیں لکھا</p> <p>کی عمر عبت ضائع خدمت میں مہوس کی</p> <p>جتنے ہیں کام ترے سو نپ خدا کو تودا</p> <p>نیک و بد سے نہ کروں اپنے کئے کا شکوہ</p> <p>امید جینے کی اپنے کہاں ہے بلبل کو</p> <p>مغلس ہیں نہ بوجہ جو رکھتے نہیں ہیں کچھ</p> <p>یاں فکر معیشت ہے تو واں دغدغہ حشر</p> <p>دکھ دے نہ کسی دل کے تئیں باغ جہاں میں</p> <p>جاتے ہیں لوگ قافلہ کے پیش و پس چلے</p> <p>کہہ تو صبا سلام ہمارا بہار سے</p> <p>صیا داب تو کیجئے قفس سے ہمیں رہا</p> <p>عیت نالاں ہے اس گلشن یقینے بلبل ناداں</p> <p>شکر صد شکر نہیں ہیں کسی خاطر کا غبار</p> <p>کب شمع مجالس کی فانوس میں جھپتی ہے</p> <p>جب سچا دشمن جاں ہو تو ہو کیونکر علاج</p> <p>آزردہ ہم سے تخم ہی جواب لے میاں رہا</p> <p>بندگی ہم نے توجی سے اپنی ٹھانی آپ کی</p> <p>کوچے میں تیرے میں نہ چلوں اور صبا چلے</p> <p>زندگی ہے تو خزاں کے جی گزر جائیگی دن</p> <p>جو صاحب نعمت ہیں وہ سر کو جھکائے ہیں</p> <p>جو قلمک سے ہم نہ کبھی سرا ٹھاکے</p>
---	--

نہ انیس ہے نہ شفیق ہے نہ رفیق ہے نہ جلس ہے

ہم اکیلے گھر میں پڑے رہے سبھی لوگ گھر کو چلے گئے  
 دوری نکل سے ہے ابتر حالت مرغ قفس  
 رونڈے ہیں مثل نقش قدم خلق یاں مجھے  
 اے عمر رفت چھوڑ گئی تو کہاں مجھے  
 کبھو ہنسنا کبھو رونا کبھو حیران ہو رہنا  
 کیا کروں میں جو گلستاں میں بہا ر آئی ہے  
 صبح کی شام ہوئی شام کی پھر رات ہوئی  
 نہ کہیں صبح ہی ہوتی ہے نہ خواب آتا ہے  
 کبھی در کو تک کے کھڑے ہو کبھی آہ بھوکے چلے گئے  
 اغنیا کو ہے یہاں حسرت فقیروں کو ہی عیش  
 گو بظاہر خاک کے پتلے ہیں سب کیساں گر  
 بشر جو اس ترہ خاکداں میں پڑا یہ اسکی فروتنی ہے  
 کوئی ہے کافر کوئی مسلمان جدا ہر اک کی ہواہ ایسا  
 ناما زہ ہے جو ہم سے امی سے یہ مانا ہے  
 مثال نے ہے مر اجب تک کہ دم میں دم  
 بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف  
 پوچھ مت راہ فنا اس نگہ پرفن سے  
 اپنوں سے نہ مل اپنے ہیں سب اپنوں کے دشمن  
 ہمسایا بھی اس بساط پر کم ہوگا بد قمار  
 ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقت مرگ  
 پاک رکھ اپنا دہاں ذکر خدا سے پاک ہے  
 اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائینگے  
 دل گرفتار ہوا یاہ کی جباری سے  
 مصحفی  
 اب تو اے صیادا سے گلشن میں جا کر چھوڑے  
 اے عمر رفت چھوڑ گئی تو کہاں مجھے  
 محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے  
 یاں تو آنکھوں میں مری جان نزار آئی ہے  
 یہی وعدہ ہیں تو کب ان سے ملاقات ہوئی  
 رات کیا آتی ہے اک مجھ پہ خدا آتا ہے  
 تے کوچے میں جو ہم آئے مبی تو ٹھہر کے چلے گئے  
 باغ کے مزدور ہی اچھے رہے شہاد سے لا اعلم  
 کوئی ہے اکیران میں اور کوئی خاک ہے جرات  
 وگرنہ قنیل عرش میں بھی اسی کے جلوہ کی روشنی ہو ذوق  
 جو اسکے نزدیک ہی رہے وہ اسکے نزدیک نہ رہی  
 کیا خوب دل ہے واہ ہیں جس پہ ناز ہے  
 فغاں ہے میوے لئے اور میں فغاں کے لئے  
 اور اس ضعیف سے کل کام دو جہاں کے لئے  
 رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے لا اعلم  
 ہرنے میں بھری آگ نیستاں کے لئے ہے  
 جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بری چلے  
 ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے  
 کم نہیں تیری زباں منہ میں ترے سواک سے  
 مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے  
 ہم گرفتار ہوسے دل کی گرفتاری سے

<p>لا ا علم ہم جس کے ساتھ ساتھ چلے وہ جدا چلے یاں جان ہی بدن میں نہیں نبض کیا چلے ککب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے ذوق اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے انساں بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی کہکرا سے سننا ہو ہزاروں سے تو کہئے لیکن نہیں پاتے تو خوشی کو نہیں پاتے جس کو سانس کہے ہے دل محروں چلتی لئے پھرتی مجھ کو کہیں سے کہیں ہے کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے کہ مہر و ماہ سے دن رات یاں اک جام چلتا ہے تو یہ جانو کہ نابینا کنار بام چلتا ہے ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے غالب وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے مومن تلافی کی بھی تو ظالم نے کیا کی زندگی کے لئے شرمندہ احساں ہونگے پھر وہی پاؤں وہی خار مغیلاں ہونگے کہ سر پھر گیا ماجرا کہتے کہتے جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے شغال اب ہیں جہاں پہنچے کبھی بستے بشریات تھے ظفر کبھی اڑتی تھی دونوں رقص کرتے سیمرغ تھے ورنہ ساری عمر اپنی درد و غم میں کٹ گئی</p>	<p>وہی نہ یہاں ہے اس کے واسطے جو قطع ہے حبیبی افسوس ہے کہ سایہ مرغ ہوا کی طرح کیا دیکھتا ہے ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب نہ ہووے دل جلوں کی ذوق ہمایوں دلدار گھٹائے رنگ رنگ سے ہے رونق چین گر دشمن ضرورتی تو بنانا تھا جام مئے کہئے نہ تنگ ظرف سے اے ذوق کبھی راز وہ کو نسا غم ہے جسے پاتے نہیں دل میں مہر ملے کرتی ہے بردم سفر بکسرتنا وہ ہے پاس ہی اور مری بدگمانی اس جبر پر ذوق بشر کا یہ حال ہے ہمیشہ دور عشت ہے جو تم ہوا اہل کیفیت ارادہ گر کرے ناقص علوجاہ کامل کا قسمت بری سہی پہ طبیعت بری نہیں در بدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے اگر غفلت سے باز آیا جفا کی منت حضرت عیسیٰ نہ اٹھائیں گے کبھی پھر بہار آئی وہی دشت نور دی ہوگی ستمہائے گردوں مفصل نہ پوچھو ضمیمت جان لول بیٹھنے کو جہاں ویران ہے پہلے کبھی آباد گھریاں تھے جہاں پھوٹنے لگے ہیں اڑاتے خاک صحر میں خواب تھا جو زندگی جاہ و شتم میں کٹ گئی</p>
---	---

یار کو دیکھا نہ پہچانا یہ حسرت رہ گئی	کھل گئی آنکھ اپنی لیکن تو بھی غفلت رہ گئی
کر گئی ویراں چمن بادخزاں گل جہاز کے	بس قفس میں بیٹھ رہ پر اپنے بلبل جہاز کے
نہ ہم راہ وفا بھولے نہ تم طرز ستم چوکے	جو اپنی بات تمہی اس سے نہ تم چوکے نہ ہم چوکے
صبا اگر چہ سراغ چمن گل کرے	تو نطفہ رہ کیا گل کا بلبل کرے
جدھر آنکھ پڑتی ہے تو روبرو ہے	ترا جلوہ رب میں ہے سب جا تو ہے
مری چشم میں کیا ہے تیرا تصور	مرے دل میں کیا ہے تری آرزو
دل نہ رنجیدہ کرے کوئی بڑا یہ ہے گناہ	اور دنیا میں ظفر تقصیر جو چاہے کرے
سرفرازی کسی کی ہو تو نطفہ سر	آپ کو سب کا خاک پا جانے
ظفر آپ کو ڈھونڈتے مت ڈھونڈتے انکو	وہ تجھے میں ہے جس کی تجھے جستجو ہے
خود ہی یہ تکبیر نہ بائیں کرے	خدا پر بھی انساں تو کل کرے
جو ہو آغا ز میں بہتر وہ خوشی سے بدتر	جس کا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی
جو کہو گے تم کہیں گے ہم بھی ہاں یونہی سہی	آپ کی یونہی خوشی ہے مہرباں یونہی سہی
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کہیں کر تو	شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گل ہے
جو چمن سے گزرتے تو اے صبا ہی کہنا بلبل زار سے	کہ تراں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل تو بہار سے
خامشی بہ کہ ضمیر دل خویش	باکے گفتن و گفتن کہ گوے
خط بڑھا زلفیں بڑھیں کل بڑھے گیسو بڑھے	حسن کی سکر میں جتنے بڑھے ہند بڑھے
خیانت سے نکا د سے دغا سے	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
در سخی پہ یہ لکھا ہے مصحفی مصراع	کہ بے نصیب نہ یاں سے کوئی گدا پھر جائے
دل میں ہوس زلف چلیا نہیں رکھتے	ہم سر نہیں رکھتے کوئی سودا نہیں رکھتے
رہج فرقت کو پہنچتی نہیں ایدہ کوئی	دل میں بیٹھا ہوا ملتا ہے کلیجا کوئی
زمین کو ہم سے غبار آسماں کو ہم سے غلا	نہ ہم زمیں کے لئے ہیں نہ آسماں کے لئے
صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے	عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے
عمر رواں و بخت و جوانی و زندگی	جتنے ملے رفیق ہیں بے وفا ملے



<p>لا اعلم سعدی لا اعلم .. .. .. داغ لا اعلم .. .. .. .. .. حالی سعدی حافظ ذوق لا اعلم انیں .. .. .. .. ..</p>	<p>دست کشادہ دل فراخ منعمی و تو نگری نازت بکشم کہ ناز نینی وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے دل لے گئی تو کیا مری تفتدیر لے گئی ہم تو قابو میں بھی لا کر انھیں لاچار ہوے وہ کام کر کہ زمانے میں واہ واہ رہے کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائینگے گر جہاں میں رہے گا ہمیشہ تو باقی سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہی غیر کا کاہے کو شکوہ کیجئے روانی خوں کی شریانوں میں وجہ زندگانی ہے فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے گو لے برادر بلطف و خوشی گر بدانی ہمہ گیر یک و عاقل باشی آرام سے وہ ہیں جو تکلف نہیں کرتے اول کتاب میں بھی الف لام سیم ہے پیوند زمیں ہر کوئی درویش و غنی ہے سوتے ہیں تہ خاک گلے میں کفنی ہے ناداں تجھے فکر آب و دانے کی ہے آنا تیرا دلیل جانے کی ہے پیمانہ عمر ایک دن بھرنا ہے جو اوج پہ تھے زیر زمیں آج ہیں وہ</p>	<p>قدر ہنر کو چاہئے عقل و تیز و درک و فہم گر بر سر و چشم من نشینی گرتے وہی ہیں جو کہ ہیں میداں میں یک تاز لیجائے کہ وہ زلف گر ہگیر لے گئی نہ تو چھوڑے ہی بنے اور نہ بٹھلائے بنے نشاں سدا نہیں رہتا ہے نام رہتا ہے نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہدو یہ چین یوں ہی رہیگا اور ہزاروں جاؤ کسی کے مرنے کا افسوس ہے عیث ناداں چاک کو تفتدیر کے ممکن نہیں گز نارو دکھش اپنے بھاگ کو ہی دیجئے بجز رنگیں مزاجی زندہ دل رہنا نہیں ممکن غنیّت ہے صحت علالت سے پہلے ہنوزت کہ امکان تقریر ہست من گویم کہ کنون با کہ نشین و چہ بپوش اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر چلتی ہوئی جہاں میں غم کی نسیم ہے خافل تجھے کیوں خواہش دنیا ئے فی ہے جو قاقم و سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ اب گرم خبر موت کے آنے کی ہے ہستی کے لئے ضرور اک دن ہے فنا گر لاکھ برس جئے تو پھر مرنا ہے وہ سخت کدہرا اور کہاں تاج ہیں وہ</p>
--	---	--

انیس	دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے	کیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے
۱۰	ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے	پہنچا کے لحد تک پھر آئے سب لوگ
۱۱	اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے	اشیوں جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے
۱۲	وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے	نٹھاکو نہ نٹھل جس نے دیکھی نہ خراں
۱۳	راحت سے کوئی اور کوئی فریاد ہی ہے	دیراں ہے کوئی گھر کہیں آبادی ہے
۱۴	ماتم ہے کسی جاتو کہیں شادی ہے	اک عشرت و غم کا ہے مرقع دنیہ
۱۵	آتنا نہیں پھر کر جو نفس جاتا ہے	دل سے طاقت بدن سے کس جاتا ہے
۱۶	یاں اور گرہ سے ایک برس جاتا ہے	بب سال گرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا
۱۷	پامال ہے جو عاقل و فرزانہ ہے	دنیا جسے کہتے ہیں بلا خانہ ہے
۱۸	افمان کا دل ہے دماغ اٹھائے کیلئے	ہر آن تغیر ہے زمانے کے لئے
۱۹	سب آئے ہیں اس خاک میں جاتے کیلئے	بوڑھا کہ نوجوان غنی ہو کہ فقیر
۲۰	دھوپ چڑھتی ہے دلاچھائوں ڈھنی باقی ہے افسوس	پیری آتی ہے جوانی یہ چلی جاتی ہے
۲۱	جب نکلتی ہے یہ بجلی سی کر دک جاتی ہے	کیا کہوں آہ شہر بار کی حالت دل سے
۲۲	تم نے پر خوب قدر دانی کی	عمر بھر ہم نے جانفشانی کی
۲۳	ٹل جانکی اس کے کوئی تدبیر نہیں ہے	ملتی کبھی آئی ہوئی تقدیر نہیں ہے
۲۴	دنیا میں گرا نباری اولاد غضب ہے ذوق	توڑا کہ شاخ کو کثرت نے شتر کی
۲۵	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے لا اعلم	سست پہ اس مسافر بیکس کے روئے
۲۶	آج وہ کل ہماری باری ہے	موت سے کس کو رستگاری ہے
۲۷	نقوانی کہ پنجہ برتابی	ملک الموت را بجیلہ دفن
۲۸	در پیش منی و بے منی در بینی	گر در بینی و بامنی پیش منی
۲۹	دو دن کوئی پیچھے کوئی دو دن آگے	مرنا برحق ہے کون اس سے بھاگے
۳۰	یہ ہنسنا بونارہ جائے تو کیا کم غنیمت ہے	جو ہم تم پاس بیٹھے ہیں سنو یہ دغمنیت ہے
۳۱	کسی کی شب ہجر روتے کئی ہے	کسی کی شب وصل موتے کئی ہے

نظامی	کہ با آدمی خوگرست آدمی	بہر دم در آسینہ اگر مردی
جامی	کہ بارے بر خورد از وصل یارے	چو خونی وقتے و خرم روزگاری
سعدی	پریشان کند خاطر عالمے	کہ بر خاطر بادشاہان غمے
..	صفائی بت در بیج حاصل کنی	تا تل در آئینہ دل کنی
..	بدولت تو گنہ می کند بان بازی	نجیدت را چون ہمہ کنی و نوازی
..	نکند گرگ پوستانین دوزی	از بدان جو بدی نیاموزی
..	پدر بے گمان چشم گیر دے	اگر با پدر جنگ جوید کے
خاقانی	خوشا در دیشا کورا بود گنج تن آسانی	بدا سلطانیا کورا بود رنج دل آشوبی
سعدی	کہ گر کار بندی پشیمان شوی	ز صاحب غرض تا سخن نشنوی
لا اعلم	پرٹیں پتھر سمجھ پر ایسی ہم سمجھے تو کی سمجھے	برے کو ہم بھلا سمجھے بھلے کو ہم برا سمجھے
..	بہت کم ہیں برائی میں بھلائی دیکھنے والے	بھلائی میں ہزاروں ہیں برائی دیکھنے والے
حالی	مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے	چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
لا اعلم	بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے	بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہا کہ بھائی
سوز	کچھ اجنبیا نہیں اسکا کہ خدا قادر ہے	پل میں چاہے تو گدا کو وہ کرے سخت نشیں
..	پرٹ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی	ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا
سرور	وہ مجھ تیں رہیں نہ تو وہ ہمنشیں ہے	اک انقلاب چرخ سے افسوس کھینا
مصحفی	ایام گزشتہ کو کہنی یاد نہ کیجے	جو حسرت و افسوس نہیں ہاتھ کچھ آتا
لا اعلم	مقام عبرت و حسرت سرائے فانی ہے	گھمنڈ اس پہ حاکم کی بس نشانی ہے
سعدی	کہ گر کار بندی پشیمان شوی	ز صاحب غرض تا سخن نشنوی
لا اعلم	خو خوارئی عشاق جگر خوار چہ دانی	آسودہ دلا حال دل زار چہ دانی
..	چلتی نہیں پھر ایک نجی تدبیر کسی کی	جب تکے گز جاتی ہے تقدیر کسی کی
..	بہر ہفتہ حمام و ہر روز بے	بہ شش ماہ جلاب و ہر ماہ قے
..	ہوں میں حرف در دہن پہلو سے الٹو در دے	درد دل سے لوٹا ہوں کس کو میز پر در دے

ہم کیا ہیں اے صبا جو نہ ہو ہم پہ افترا	مصفوظ انبیا نہ رہے اتہام سے
نہ گور سکن نہ ہے قبر دارا	مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے
انصاف ہو کیا خاک کہ دل صاف نہیں ہے	دل صاف ہو کیا خاک کہ انصاف نہیں ہے
کھل کے گل کچھ تو بہار جانفزا دکھلا گئے	حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھیلے مر جھانگئے
گل دریا حین سیر صحرا ضیافت عمر بے بقا ہے	
مسا فرو دیکھ لو تماشا سر اسے فانی عجب سرا ہے	
خافل تجھے گھڑیاں یہ دیتا ہے منادی	گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھڑادی
محرم دوست نبود ہر سہرے	یار مسیحا نکشد ہر خمرے
جہان را عمارت نمائند بے	چو از شغل خود بگزرد ہر کسے
درختے کہ اکنون گرفتت پایے	بہ نیروے مردے بر آید نہ جایے
دشمنوں سے دوستی غیروں سے یاری چاہئے	خاک کے پستلے بنے تو خاکساری چاہئے
مردن کس بہ نیک فرجای	بہتر از زندگی بدنامی
کم گوے بجز بھٹت خویش گوے	چیزے کہ نیرسند تو از پیش گوے
لالی حیات آسے قضا لیچلی پیلے	اپنی خوشی نہ آسے نہ اپنی خوشی پیلے
قناعت کن انفس باند کے	کہ از حرص خواری رسد بیشکے
غریبے درست اندازد بکاسے	بیمے جو دید سلامت را پناہے
اگر روزی بہ دانش بر فرو دے	نمادان تنگ تر روزی نمودے
بعد نطق خلق بودی بعد زان مضغ شکی	مدتے بعد شش بداندت خواہی آدمی
چو کردی با کلوخ اندازد پیکار	سر خود را بنادانی شکستی
علم چند آنکہ بیشتر خوانی	چون گل در تو نیست نادانی
ہر چہ از دونان بہنت خواستی	در تن افروزی و از جان کاستی
اگر بحسن ارادت کنی نظر دلی	فرشتہ آب بنماید نظر بہ کردنی
سدا یک ہی رخ نہیں ناؤ صلیتی	چلو تم ادھر کو ہوا ہو جد ہر کی

سعدی	گاہ باشد کہ کود کے نادان	بہ غلط برہدف زند تیرے
ذوق	بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے	ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
لا اہلم	گردل ہے ترا صاف تو کیوں مجھ سے خفا	بتلا دے مجھے صاف کہ کیا میری خطا ہے
-	یہ سفر رفتنت مبارک باد	بہ سلامت روی و باز آئی
سورور	لشہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری
غالب	ہم نے مانا کہ کچھ نہیں غالب	صفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے
لا اہلم	نمرد آنکہ ماند پس ازوے بجائے	پل و مسجد و چاء و ہمانسراے
-	عاقبت کی خبر خدا جانے	اب تو آرام سے گزرتی ہے
-	باغ دنیا میں نہ ہو گا کوئی ہم سب بے نصیب	آئے ایسے باغ میں اور خالی دامال لیچلے
-	غم صیاد و فکر باغبان ہے	دو عالم میں ہمارا آشتیاں ہے
-	بات تیری تو نہ کوئی بھی بری لگتی ہے	صحبت غیر گردل پہ چھری لگتی ہے
-	بگاہ اس کی سخوت کے زینے پہ تھی	جو شانے سے اتری تو سینے پہ تھی
-	گر بے مسکین اگر پردا کشتے	تنخم کنجشک از جہان برداشتے
-	مرتے کو مارنا بے دردی ہے	ہے بہت دور جو انردی ہے
-	کون مرتا ہے کسی کے واسطے	ہیں یہ جھگڑے جیتے جی کے واسطے
-	شاعری کھیل نہیں جو کوئی لڑکا کھیلے	ہم نے بارہ برس اس فن میں ہیں پا پڑ بیلے
-	بے فیض اگر یوسف ثانی ہو تو کیا ہے	جو بندہ نوازی کرے دل اس پہ خدا ہے
-	اک طفل دبستاں ہے فلاطوں کمر آگے	کانپے ہے پڑا گنبد گردوں کمر آگے
انشاء	مرغان اولی الا جنحہ مانند کبوتر	کرتے ہیں صدا عجز سے غول غول کمر آگے
لا اہلم	جفا سے دل کو بچائیں گے کس طرح آخر	جفا ہمارے لئے تھی تو ہم جفا کے لئے
-	سنبھالا کوشس تو مرنے لگے حیدروں پر	ہیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے
غالب	خاک میں ناموس پیمان محبت مل گئی	اٹھ گئی دنیا سے راہ و رسم یاری ہائے
لا اہلم	کس کپڑے کو پھاڑیں کس کو جوڑیں ننگے	کیا خاک نہائیں کیا پنچوڑیں ننگے

لا اعلّم	آخر ہر ایک بات کی کچھ انتہا بھی ہے	تیرا غرور اور مرا عجز تا بکے
جامی	رسانی آفت بزم را بزدی	در چہا اے فلک بامں چہ کردی
لا اعلّم	جو زار ہے اُسے آزار ہو عجب کیا	شراب خوار اگر خوار ہو عجب کیا
..	یہ قیامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے	زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
..	صفائی سے بہتر نہیں کوئی شے	صفائی عجب چیز دنیا میں ہے
..	جو روانہ ہو گئے سوئے عدم اچھے رہے	ہم نے اس ہستی میں رہ کر یہ ٹھانی بج و غم
..	جو ہے یہاں وہ تیر قضا کا نشانہ ہے	دنیا نہیں ہمیشہ کسی کی قیام گاہ
..	سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے	سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
..	عجب نادان ہیں وہ جن کو ہے عجب تاج سلطانی	عجب نادان ہیں وہ جن کو ہے عجب تاج سلطانی
..	فلک بال ہما کو پل میں سوئیے ہے کس رانی	فلک بال ہما کو پل میں سوئیے ہے کس رانی
..	اے خلل انداز گرد و آب تو بھوکھل پڑی	ہمنشیں سب اٹھ گئے اور بزم میں پھل پڑی
..	چلتے چلتے ہوتی ہے نزدیک منزل و رکی	طے ہی ہو جاتا ہے کیا مرحلہ دشوار ہو
..	خاک سے ملنا اڑاتا ہے غبار آئینہ سے	خاکساری کیوں نہ ہو دل کی کدور کا علاج
..	جو تک مٹی میں ملے تو بھی لہو پیتی ہے	خاکساری پر نہ کر موزی کے ہرگز اعتبار
..	ہاں گرا مان و حسرت ساتھ لیتے جائینگے	جو کرینگے جمع یاں غافل ہیں چھوڑ جائینگے
..	ہر و وفا کا ذکر تو بالائے طاق ہے	کیسی ہوا چلی کہ گھر گھر نفاق ہے
..	چرا غافل تو کار آخرت سامان نہی سازی	خیال مغفرت لے بے خبر نادان نہی سازی
..	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی	دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
..	جز قناعت کہ دولت و ست نہی	مطلب گر تو نگر ہی خواہی
..	کیا رہے بر خور داز وصل یاے	خوشا وقتے و خرم روز گاہے
..	ورپیش منی و بے منی در مینہ	گر در مینہ و بامنی و پیش منی
..	اور اب شہنشاہی در مصر کجا دیدی	تو یوسف مینہ را از چاہ بلا دیدی

از جان و دل گوید کسے پیش چین جانائے  
اصل تمیز سست اندر آدمی  
ہمز تابدا از مردم گوہری  
فقیروں کے قدم لیتے ہیں سلطان  
بھاگتی پھرتی تھی دنیا جب طلب کرتے تھے ہم  
گو لگا حق سے جدا رہ خلق سے  
دل دیا اللہ نے صدمے اٹھانیکے لئے  
اس قدر ناز جوانی کی بہاروں پر عبث  
نارے بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر  
و غنیمت را غنیمت دان ہر قدر کہ بتوانی  
روندے ہے نقش پاکی طرح خلق یاں مجھے  
کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھانے کوئی  
قصاب کا وکشت شب اندر بہ نیمروز  
مردی بتود لکد بر افتادہ زدن  
ہوں گہ نگار مگر شک مجھے تعزیر میں ہے  
تو بدین جمال و خوبی سر طور اگر خرامی  
بلکہ ام امیدواری بروم خواب بے تو  
اے آنکہ خاک را بنظر کہمیا کنی  
گرچہ بر من تو بے طعنہ و آہو گیری  
راضی ہے خدا بھی بتوں کی خوشی بھی ہو  
عشق در نازک دلان آتش زند کیا رگی  
نیک گے گم سر میں جو قعبہ آگئی  
یکے خوان و یکے بین و یکے جوئے

از سیم و زر گوید کسے پیش چین اسکندر  
تافس زونی را بداند از کمی  
چو نور از مہ و تابش از مشری  
یہ ہے تاثیر نقشش بوریاک  
اب جو نفرت ہم نے کی وہ بتقرآنے کو ہے  
ہیں یہ بچھو آزماکر دیکھ لے  
ہم فقط پیدا ہوئے ہیں آزمائیکے لئے  
عارضی باغ ہیں کل دیکھنا ویریاں ہونگے  
اب جسگر تھا کئے بیٹھو مری باری آئی  
ماہل از حیات اسے جان یکدم ست گردانی  
اسے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے  
کچھ ہوئے تو یہی زندان قدح خوار ہوئے  
فر بہ چنان کہ کس نہ خریدہ بہ لاغری  
گردست ز پا فتادہ گیری مردی  
عفو کے پھولوں کی بود امن تقصیر میں ہے  
ارنی گوید آنکس کہ بغفت لن ترانی  
تو چنان رمیدہ از من کہ خواب ہم نیانی  
آیا بود کہ گوشہ چشمے بہا کنی  
لیکن انصاف کہ خود آہو آہو گیری  
پڑھئے نماز کر کے وضو آب گنگ سے  
مرغ شکر خوارہ را آرد پشکر خوارگی  
ظلمت دوزخ ہے گویا چھا گئی  
یکے خواہ و یکے خوان و یکے گوئے

لا اعلیٰ

"

"

دور

لا اعلیٰ

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

لا ا علم	بجھنیش در آمد رگ رستنی	چونہ مسہر آمد بہ آبتنی
سعدی	ہرگز از شاخ بید بر خوری	ابر اگر آب زندگی بارد
لا ا علم	ہمہ حال در چیدن آخر توانی	اگر فی المثل در فشانند ندانی
..	گر ہمہ نیک و بد کنی	اسچہ کنی بخود کنی
سعدی	مگہ نہ در گرد شہیر بینی	این دغل دوستان کہ می بینی
خاقانی	کہ بورانی ست بادنجان و بادنجان ست بورانی	پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
لا ا علم	درد بکش تا بدوائے سی	بہر نہ تا کہ بجائے سی
..	وائے بران خورده کہ تنہا خوری	خورده جان بہ کہ تنہا خوری
..	فوت طبع از منکلم مجوے	نہم سخن گر نکند مستمع
..	پدر خویش باش اگر مردی	گرد نام پدر چہ می گردی
سعدی	یا بوم کہ ہر کجا نشینی بکنی	ماری تو کہ ہر کجا بہ بینی بزنی
..	چہ غم دارد از آبروے کس	یکے کہ دبے آبروئی بے
مولوی	جاہل کش کفر دانند از خری	شاعری جز ویست از پیغمبری
لا ا علم	سیکھتا ہے وہی ایجان جو کچھ کہتا ہے	اب جو پچھتاتے ہیں پچھتا نیسے کیا ہوتا ہے
..	جب کوئی ہنسنا ساتھ ہی آنسو نکل آئے	شادی جو ہوئی غم کے بھی پہلو نکل آئے
..	دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی	الفت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہو بغیر
..	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے	چار دن کی دوستی کا ہے زمانہ میں رواج
..	ثمر جھوقت گدرا تا ہے رنگت آہی جاتی ہے	جوانی میں بہار حسن و صورت آہی جاتی ہے
..	اندلوں باغ میں صیاد بہت آتا ہے	آشیانوں میں نہ خافل رہیں مرغان چمن
..	جس کا انجام ہوا اچھا وہ مصیبت اچھی	جس کا آغاز ہو بہتر وہ خوشی ہے بدتر
..	یہاں تو کوئی صورت بھی ہے الٹا الٹا ہے	ہوس میں کعبہ کے زاہد تو تہمانہ سے گم رہے
..	آغاز جھوٹ نیز سر انجام جھوٹ ہے	ادبار جبکہ آگیا سب عیب آگئے
..	وہی سر ہے جو کچلا جا رہا ہے آج پتھر سے	یہی سر ہے جسے تم ایک دن زانو پر رکھتے تھے



وقت تبسم شوخ کے جس وقت وہ لب خوش ہوئے

ہم خوش ہوئے تم خوش ہوئے وہ خوش ہوئے سب خوش ہوئے	لا اعلم
ترا از حال نزار ہم خبر نیست	رموز و سرسلطان را چہ دانی
امیروں کو مبارک ہو حویلی	غریبوں کا بھی ہے اللہ بھلی
نہ کرے دوست یگانوں کا بھروسہ کوئی	سچ ہے مشکل میں کسی کا نہیں ہوتا کوئی
یک بیک ایسا زمانہ میں ہوا ہے انقلاب	قدر داں سب کو ٹھہ گئے ناقدر داں پیدا ہوئے
پاربودی قطبک و امسال گشتی قلب دین	سال دیگر گز رہا فی قطب دین حیدر نشوی
صوفی نشود صافی تا در نکند جاے	بیا سفر باید تا پختہ شود خاے
نکند جور پیشہ سلطانی	کہ نیاید ز گرگ گٹ چوپانی
ہر چہ از دونان بہت خواستی	در تن افزودی و از جان کاستی
ابرگر آسب زندگی بارد	ہرگز از شاخ بید بمو بخوری
خدا گر بہ حکمت بہ بند دورے	کشاید فصل و کرم دیگرے
تا بدکان خانہ در گروی	ہرگز اسے خام آدمی نشوی
تا شود مرد فریبے لاغیر	لاغرے مردہ باشد از سختی
دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ بادشمنان نظر داری
قناعت کن اے نفس با اند کے	کہ از حرص خواری رسد بیشکے
گرمین را با سمان دوزی	نہ دہندست زیادہ از روزی
کسی کی بدی تو نہ کر عیب ہے	کہ اس کا خدا عالم الغیب ہے
کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے	گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے
ناحق مجھے کہتا ہے فہم ایک زمانہ	یہ نام تو زبا کسی عاقل کے لئے ہے
دو چیز تیرہ عقل است دم فرو بستن	بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی
بجو بگئیں مزاجی زندہ دل ہونا نہیں ممکن	کہ لطف ننگانی ہے بدن میں جب تلک نفس ہے
جس سے رغبت ہو وہی شے وہ عطا کرتا ہے	منہ شکر خورے کا شکر سے خدا بھرتا ہے

جامی

لا اعلم

سعدی

لا اعلم

ولد الزنا کش آمد چو ستارہ یمانی	ولد الزناست حاسد منہم آنکہ ظالم من
اصالت جس میں ہوتی ہے وہی تو اگستی ہے	میرہ کرتا ہے انسان کو جو ہر شرافت کا
وہ تبخانہ میں بھی جائیں تو ان کی بندگی کی	خدا والے نہیں پابند کچھ مسجد کے لے و خط
ہزاروں ٹھ گئے رونق وہی باقی ہے بس کی	مدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہ ناز ہے کس کی
کچھ کام نہیں کام جو اولاد نہ آئی	مضمول سے پس مرگ میرا نام ہی زندہ
لالہ روداغ ترا جائے گا جاتے جاتے	یک بیک دل سے مٹے حرف محبت کیونکر
بھل دیں سے راہ جنگل کی لی	نہ سدہ بدھ کی لی اور نہ جنگل کی لی
یہ جان لے کہ کیا کرے گا قاضی	دو دل جو ہوں چاہنے پہ راضی
نہد ملک در پنجہ نظر لے	چو خواہد کہ ویراں کند غافلے
نسبت ہے ان بتوں کو بھی کعبے دہر کی	گو واں نہیں پہ واں کے نکالے ہو تو ہیں
نشانید کہ نامست نہند آدمی	تو کز محنت دیگر واں بے غمی
ور یہ نکبت برسی پست نگر دی مردی	گر بدولت برسی مست نگر دی مردی
لفظ بگزاری سو معنے روی	گر ز سر معنوی واقف شوی
میرا مشرب ہے ہی اور میرا مذہب ہے ہی	غیر کو اپنے سوا مسجد بھی کرنا ہے حرام
ہے بہت دور جو غم دی سے	مرتے کو مارنا بیدردی سے
اور پھر وہ بھی زبانی میری	کب وہ سنتے ہیں کہانی میری
تو جسکو ڈھونڈتا ہے جیسا وہ تجھی میں ہے	کبوں کعبہ و کنشت میں سر مارتا ہے تو
کچھ ہے اگر مزہ تو یہی زندگی میں ہے	ہے دور جام و صحبت تیاران زندہ دل
جی ہی میں اپنے رہنے دے جو کچھ کہ جی میں ہے	اقتائے راز عشق نہ کر کہیکے جی کی باست
شمع بجھ گیری و درجہ شوی	حیف کہ از علم نہ برہ شوی
کہ با آدمی تو گرست آدمی	بمردم در آ میں زگر مردی
کبھی بستی میں صحرا ہے کبھی صحرا میں بستی ہے	جہاں دیکھ ہے کچھ کا کچھ عجب فیض کی بستی ہے
دودھ تو ڈیٹے کا اور تعلیم ہے سرکار کی	اولاد میں کیا اے بومانیپ کے اطوار کی

میر	غمر رفتہ کی یہ نشانی ہے	اسب جو اک حسرت جوانی ہے
~	ہزار حریف کمینوں کا چرخ حامی ہے	رہی نہ کشتگی عالم میں دور خانی ہے
~	واں یہ عاجس ز مدام ہوتا ہے	جس جگہ دور حجام ہوتا ہے
~	کارواں جاتا رہا ہم ہائے سوتے رہ گئے	جاگنا تھا ہم کو سو بیدار ہوتے رہ گئے
~	کیسے کیسے ہائے اپنے دیکھتے موسم گئے	گل گئے بوٹے گئے گلشن گئے برہم گئے
~	دیدہ ترساتھ لے دے لوگ جوں شبنم گئے	ہنستے رہتے تھے جو اس گلزار میں تمام دھج
~	لے خاک کی کوئی چٹکی اکسیر بنادیں گے	اہل بصیرت سے کچھ وہی دکھا دیگے
~	ہے خزاں بھی سراغ میں گل کے	سیر کر میر اس چمن کی سشتاب
~	زندوں کے قتل کو یہ سیج الزماں ہوے	مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے
لا علم	کہ ہر بادادش شود بلبلے	نشايد ہوس با ختن با گلے
~	ہر ہاتھ کو عاقل ید بیضا نہیں کہتے	جس پاس عصا ہوا سے موسیٰ نہیں کہتے
~	خلوت اس انجمن سے بہتر ہے	گور میں بھاگ اہل دنیا سے
~	کیا تماشا ہے کہ پھر مہر نہیں چھٹی ہے	لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کوچے سے
~	زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے	پیا مبر نہ میر ہوا تو خوب ہوا
آتش	سانپ کو مار کے گنجیہ ز طینا ہے	کام ہمت سے جو انرد اگر لیتا ہے
~	اک سنگ پر ہوا نہیں رہتی ہو بلغ کی	بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے
~	وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے	خدا کی یاد جوانی میں غافل کر لو
~	چشم عاشق کی طرح آئینے حیراں ہو گئے	حسن و ہشے ہے کہ پتھر میں بھی کرتا ہے اثر
~	عمر دور روزہ ایک قبا میں تبسم کی	باغ جہانیں گل کی قناعت ہے جائے رشک
لا علم	کہ ہستی راغنی بینم بقائے	غرض نقشنے ست کر مایا دماند
~	چون بدیدم ہزار چندان فی	می شنیدم کہ جان جانانی
~	اس کا جسے مزہ نہیں وہ بد میسر ہے	دنیا میں دیکھ لو تو صحت ہی چیز ہے
~	باغباں جاتے ہیں گلشن نرا آباد رہے	سیر کی پھول چنے خوب پھرے شاد رہے

<p>وہ قتل بھی کرتے ہیں تو رسوا نہیں جوتے      بفرمان ہم توئی آصف بہ برہان ہم توئی عیسیٰ      جب کوئی ہنسنا ساتھ ہی آنسو نکل آئے      جینکے ڈنکے بچ رہے تھے انکی نوبت دیکھئے      سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے      نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہے      بگڑی ہوئی تقدیر مبتائی نہیں جاتی</p>	<p>ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا      باحسان ہم توئی ماتم بنصفت ہم توئی کرے      ہر عیش میں کچھ غم کے بھی پہلو نکل آئے      انقلاب دہر کی اک یہ بھی صورت دیکھئے      اگر بخشے رہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا      رند مشرب ہوں فقط نام خدا جیتا ہوں      تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی</p>
<p>نہ ہو جس شے کی حاجت اس کی کوشش سے یہ ہوتا ہے      کہ جو شے ہر گھڑی درکار ہے اس کو بھی کھوتا ہے      بن بنکے بگڑ جاتی ہے تدبیر ہماری      بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے      سلائے عرض فرما باجہانے آرزو مندی      پتھر کی لگی چوٹ شرارے نکل آئے      سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے      پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پیرائے      زہری کر مرہ شیر و شکر لینا ہے      کہ سید ہی بات سمجھتے ہیں آشنا الہی      زمانہ بھیسر گیا چلنے لگی ہوا الہی      آگاہ کیا سوار ہے تو سن کے بوجھ سے      نہ دباغ اپنا کر اے مرغ خوش الحان خالی      روئیے کس کس کو اور کس کس کا ماتم کیجئے      فصل گل ہے چار دن سیر گلستاں کیجئے      برستی آگ جو باران کی آرزو کرتے</p>	<p>کیا پھیر دکھاتی ہے یہ تدبیر ہماری      لاکھ سمجھائیں اسے غیبر تو کیا ہوتا ہے      صبا آدم کہ سوے او میان عزم بر بندی      دیتا ہے کہاں ساتھ برے وقت میں کوئی      وا ہوے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے      مقصوم کا ہے جو سو وہ پہنچ گیا آپ سے      ناگوار اکو جو کرتا ہے گوارا انساں      چلی ہے ایسی زمانے میں کچھ ہوا الہی      نگاہ یار کے پھرتے ہی ہم سے لے آتش      راحت طلب کو رنج کشوں کی طلب کہاں      باغ عالم میں نہیں کوئی کسی کی سننا      اٹھ گئی ہیں سامنے کسی کی صورتیں      بلبل شیدا کے نالوں سے یہ آتی ہوتا      نہ بوجھ عالم برگشتہ طالعی استش</p>

عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت میں اسی ہیں  
 زمین چین گل کھلاتی ہے کیا کیا  
 غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرج  
 حالت آئینہ رکھتا ہے صفائے دل مرا  
 تو بہ کرنی ہے گناہوں سے تو کر لے غافل  
 بولی یہ روح پھینک کے پشت تارہ جسم کا  
 اک دن حضور قلب سے ہوتی نہیں ادا  
 ناکسوں سے اہل عورت کو ہے لازم حشر  
 چپ ہو کیوں کچھ منہ سے فرماؤ خدا کے واسطے  
 ان سے کہد و نہیں آہستہ جو رکھتے دو کام  
 ایک دن منزل ہستی سے گزرنا ہے ضرور  
 جمع کرنیک عمل یوں کہ سافر جیسے  
 رکھنا امید فہم کا اپنے قصور ہے  
 عوض اللہ لگا ہم سے مظلوموں کا ظالم سے  
 جسے چاہا ہے میں نے وہ ہوا ہے جان کا دشمن  
 چار دن کی دوستی کا ہے زمانہ میں رواج  
 کرتا ہے کون کس کی امداد وقت بد میں  
 باغباں دشمن ہے گلچیں برخلاف  
 مجنون عشق کو ہے عبث پند و نظر  
 وہ اعتبار اٹھ گیا اب جانیں سے  
 اس بوریائے فقر کی توقیر دیکھنا  
 کب حق پرست زائد جنت پرست ہے  
 دل صاف ہو تو چاہئے معنی پرست ہو

شکایت سے نہیں واقف ہیں شکرانہ آتا ہے  
 بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے  
 ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے  
 آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے  
 ورنہ فرصت ہے دم باز پس تھوڑی سی  
 بھاری ہے بوجھ کون یہ بیکارے چلے  
 زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے  
 میل تانے کا ہوا جس سیم و زرین داغ ہے  
 آدمی سے بت نہ بنجاؤ خدا کے واسطے  
 گر بھی پڑتے ہیں بہت دوڑ کے چلنے والے  
 چار دن کے لئے ناداں ہے جو گھر لیتا ہے آباد  
 بیشتر کوچ سے اسباب سفر لیتا ہے  
 امداد وقت بد میں قریبوں سے دور ہے  
 خدا اس کو ستائیکا ہمیں جس نے ستایا ہے  
 کیا ہے تجربہ سو بار اکشر آزمایا ہے  
 کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے  
 ہے آشنا وہی جو کام آشنا کے آئے  
 آشیانہ باغ سے لیجائیے  
 ہے حکم شرع مردم ہشیار کیلئے  
 میرا تھیں یقین نہ تمہارا یقین مجھے  
 جھک کر سلام کرتے ہیں نشین مجھے  
 حوروں پر مر رہا ہے شہوت پرست ہے  
 آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے

درولش ہے وہی جو ریاضت میں چیت ہو	تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے
دولت کی رکھ نہ مار سرگنج سے امید	موزی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے
عقنانے گم کیا ہے نشان نام کے لئے	گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے
بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے	فریاد نہ کر دیکھ یہ صیاد غضب ہے
اے سرو تو پا بسد غم بے ثمری میں	کہتے ہیں گرفتار کو آزاد غضب ہے
یہ خانہ ہستی ہے عجب خانہ رنگیں	اے ذوق مگر سستی بنیاد غضب ہے
آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرے	عذرش بنے ارکند بھرے ستے
اے زر تو خدانہ ولیکن بسخدا	ستار عیوب وقاضی الحما جاتی
اگرچہ شیخ نے داڑھی بڑھائی سن کی سی	مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی
اے شیخ چہ جوئی ز شب قدر نشانی	ہر شب شب قدر مست اگر قدر بدانی
ان بتوں کو ہم فقیروں سے بھلا کیا کام ہے	یہ تو طالب زرقے ہیں اوریاں خدا کا نام ہے
ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا
برمزار ماغریبان نے چراغ نے گلے	نے پر پروان سوز دے مدائے بلبلے
بن آئیں کام ہزاروں فراغ دل ہو اگر	کسی سے اک بھی نہ تدبیر بے فراغ بنے
بادا خوردن و ہوشیار نشن سہل ست	گر بدولت رسی و مست نگر دی مردی
پہنچا میں سر جھکا کے گنہگار کی طرح	مجھ کو جہاں جہاں مری تقدیر سے گئی
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے	پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے
دوست تو بدخون ہو۔ دشمن جو بدخونی کرے	تو نکونی کر اگر تجھ سے بدی کوئی کرے
ہے جو گویائی کی خاطر منہ میں انساں کے زبانا	پر زباناں کس کام کی وہ جو کہ بدگوئی کرے
پھرتے کب عہد وفا سے ہیں محبت والے	سر پھرایا کریں بک بک کے نصیحت والے
غرض کے آشنا ہوا آشنائی یوں بھی ہوتی ہے	صفا ظاہر کدرد دل صفائی یوں بھی ہوتی ہے
کہاں ہے اپنا وہ عالم کہیں اٹھے کہیں بیٹھے	ہوئی ہے اپنی یہ حالت جہاں بیٹھے وہیں بیٹھے
نہ فقیری چاہئے نہ بادشاہی چاہئے	قسمت اچھی چاہئے فضل الہی چاہئے

سعدی  
لا اعلم

ظفر

ہو گئے نا آشنا تم آشنائی کیا رہی  
 ہر ہاں پہنچے کبھی کے منزل مقصود پر  
 نہ چرخ آسیا ہوں نے بہنور ہوں نے بگولا ہوں  
 اور کو دیکھ وہ نہیں سکتے  
 دانا ہے وہ جو سمجھے کہ قسمت ہے کیا  
 کیا بہنور اور کیا بگولا رہتے ہیں چکر میں سب  
 جو ہوں اوسان تو لکڑی نہیں شیش سے کمتر  
 صفا کرتی ہے خاک آئینہ کو لیکن تے دل میں  
 غنچہ کی مٹھی میں زر ہے پر نہیں دست کرم  
 رہے جب آپ ہی یہ آسمان رات گردش میں  
 نے دام کی خطا ہے نہ میاد کا قصور  
 پیدا ہوئے ہیں شادی و غم با ہم لے ظفر  
 میں کروں شکوہ جو کچھ ان کو محبت ہو ظفر  
 جائیگا جس ملت میں تو پائیگا واں جنگ و جل  
 دی مثل نگیں پہلے اسے سینہ خراشی  
 کریگا دور ہیں کو کیا نظر آئیگا کیا اس میں  
 رہا ہے کوئی دنیا میں نہ رہوئیگا یہاں کوئی  
 جوش بہار گل کا نہ کر دیکھ اعتبار  
 صاف باطن وہ نہیں جو دل میں درمنہ پر ہو اور  
 دنیا کے عیش و عشرت لے یا رکھ نہ ہونگے  
 ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے  
 کوچ کی اپنے اب تیاری ہے  
 عشق میں طرفین سے الفت برابر چاہئے

جب کہ ورت بھر گئی دل میں صفائی کیا رہی  
 بس اکیلے رہ گئے ہیں راہ ہم بھولے ہوئے  
 مجھے تو کیوں لئے اے گردش تقدیر پھرتی ہے  
 وہ جنہیں خود نمائی ہوتی ہے  
 احمق ہے وہ جو خواہش اکسیر میں پھنسے  
 ہم نے کوئی بھی نہ پایا بحر و بر میں چین سے  
 نہوا و سان تو بدتر ہے پھر شمشیر لکڑی سے  
 ہماری خاکساری سے کہ ورت دونی ہوتی ہے  
 تنگی دل اور ہے اور تنگ دستی اور ہے  
 کوئی آرام سے کیا خاک زیر آسمان بیٹھے  
 قسمت بری تھی اپنی قضا سے بگڑ گئی  
 خنداں اگر ہے برق تو ابر اشکبار ہے  
 جو محبت ہی نہیں ہے تو شکایت کیا ہے  
 آرام گر منظور ہو تجھ کو تو صلح کل میں ہے  
 جس کو کہ زمانہ نے ظفیر نور دی  
 صفا کر دل کو تو ایسا کہ دل سے دور ہیں ہوو  
 کہ فرمان قضا بے قید خاص و عام آتا ہے  
 خافل خزاں بھی گلشن عالم کے ساتھ ہے  
 ہے عیاں آئینہ سادل کی صفائی آنکھ سے  
 چرچا یہی رہے گا افسوس ہم نہ ہونگے  
 الہی موت دے گزرا میں ایسے جینے سے  
 تیرا حافظ جناب باری ہے  
 جو بدل بندہ ہو اس کو بندہ پرور رہے

مرد	کاش جیسے کے غرض موت ہی آئی ہوتی	مجھے فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی
..	کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی	ابو رحمت سے تو محروم رہی کشت مری
..	وہ صحنیں رہیں نہ تو وہ ہمنشین رہے	اک انقلاب چرخ سے افسوس دیکھنا
..	کوئی کسی کا نہیں دست بیکبانی ہے	خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا
عارف	سر پر گرا پہاڑ تو فرما دیکر کرے	قسمت کی بے نصیبی کی فریاد کیا کرے
حسرت	پیش آئی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے	گردش گردوں کیوں تو حیرانی میں ہے
ظہر	جو لکھا کا تب قدرت کا وہی ہوتا ہے	بے نصیبی پہ اسے دل اپنی عبث روتا ہے
..	خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہے	سفر ملک عدم تجھ کو ہے آخر درپیش
لا اعلم	ہائے لے شام غرباں کو وطن چھوٹے ہے	ہم صغیران چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے
نظیر	کیا کیا جواں پرے تھے کہ آئے چلے گئے	تاب اس کے دیکھنے کی نہ لائے چلے گئے
..	تخت زمیں پہ سینکڑوں آئے چلے گئے	دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ
..	وہ بھی اسی زمیں میں سمائے چلے گئے	آدم رہا نہ کوئی پیمبر نہ اولیاء
..	آج کیا مر گئے گھر مایاں بجانے والے	کل شب صبل میں کیا جلد کنی تھیں گھڑیاں
..	خدا جانے نہ کرتا آشنائی	اگر میں جانتا داغ جہدائی
نسیم	مر جائیے نہ ناز مسیحا اٹھائیے	منت دلا کسی کی نہ اصلاً اٹھائیے
..	کفر توڑا خدا خدا کر کے	لائے اس بت کو التجا کر کے
بقا	ہمارے جامہ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی	سیاہی مو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی
احسان	تو بھی ٹخنڈا نہ رہ جی کے جلانے والے	چمن تجھ کو بھی نہ ہو مجھ کو ستانے والے
پیش	لائی ہے ہمیں دام میں نصرت دیر ہماری	کچھ تیرے سلیقے سے بچنے ہم نہیں میاد
تجلی	ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی	جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی
بولان	اے ہم صغیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے	کنج نفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے
حسرت	میں ہوں تجھ سے جدا خدا نہ کرے	مجھ کو تجھ سے جدا خدا نہ کرے
..	چلو اب ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی	تمہیں غیروں کب فرصت ہم اپنے غم کو کب خالی



جان	مجھ کو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے	یاد جس وقت تری آتی ہے
لا اعلم	ورنہ یہاں حجاب نہیں یار کے لئے	غفلت تری نقاب ہے دیدار کے لئے
رقت	اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی	چھٹ جائے کسی سے نہ مدارات کسی کی
زار	پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوے	بجورخ کے کیسے انقلاب ہوے
شیفتہ	ایک دم صبر آزمائی ہوچی	آؤ مل جائیں لڑائی ہوچی
نسیم	تیری محفل میں غنیمت ہے جدھر بیٹھ گئے	در و مندوں سے نہ پوچھو کہ کدھر بیٹھ گئے
غریب	سخت مشکل ہے مرے حق میں جدائی تیری	کیا کروں کس سے کہوں کون کر نکلا آسان
لا اعلم	پیش مشیر از روبہ ناہد مردی	کار مردان از زنان ناہد ہی
رضی	یہ بات جہاں ہے رہنے دو کچھ تم مجھے کچھ سمجھو	ہمد کو تم غیر میاں اور غیروں کو ہمد سمجھو
"	سینکڑوں راہ دکھائی ہمیں ترسانے کی	آپ آئے نہ کبھی خط نہ کتابت بھیجی
لا اعلم	وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے	جس نے ہمارے دوست کو ہم سے جدا کیا
آبرو	تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے	تمہارا دل اگر ہم سے پھرا ہے
قسمت	رستم جو نہ آوے تو وہیں اسکا سر آئے	مقدور ہے کس کا جو ترے حکم کو ٹالے
سراج	مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں موہری ہری	چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
بحر	یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے	ہمیں کیا جو تربت پہ سیلے رہے
جوہر	تو کیا کیا گزری آہ دل پر ادھر ہمارا ادھر تھا	کھیلنے لگوؤں کے جبکہ دفتر ادھر ہمارا ادھر تھا
آصف	ہم نے جانا کہ دو جہاں سے گئے	جس گھڑی تیرے آستان سے گئے
"	سنیواک دن کہ جسم و جاں سے گئے	شمع کی طرح رستم رفتہ رفتہ ہم
لا اعلم	مر گئے آخر نہ کوئی آشنائی کر گئے	وہ کہاں جیتے رہے جو بیوفائی کر گئے
مقبول	تو قید قفس گل سے ہیں فریاد باقی ہے	تمنا سیر گلشن کی ابھی صیبا باقی ہے
وحشت	کسی کی کچھ نہیں چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے	نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے
امانت	خدا سے اے بت کافر تری فریاد کیا کیجے	خیال آتا ہے دل کو شکوہ بیدار کیا کیجے
"	قفس کے در کو واکرنا نہیں میاں کیا کیجے	بہار آئی ہے گلشن میں گھٹا جاتا ہے دم اپنا

امانت	ملا ہے خاک میں جو خود اسے برباد کیا کیجے	ہماری قبر کو مٹو کر لگا کر یا رکھتا ہے
لا اعلیٰ	ہاں میاں شرط یہی ہوتی ہے بس یاری کی	خوب ہی تم نے غرض ہم سے وفاداری کی
ناداں	تراے آہ بس اس دم فقط ہم کو سہارا ہے	بجز آہ و فغاں کوئی نہ اب مونس ہمارا ہے
قلق	جس کا دہڑکا تھا کئی دن سے وہی رات آئی	وہ نہ آئے یہ بلا بہر ملاقات آئی
	کردے پھر ایک بار آہلی جواں مجھے	پیری میں آرزو ہے یہی ہر زمان مجھے
	برائی پھر برائی ہے نہ دست آہی جاتی ہے	ستم کر کے ستمگر کی نظر نیچے ہی رہتی ہے
اسیر	وصل جنت ہے جہنم ہے جدائی تیری	نہ تو جنت نہ جہنم کے ہیں قابل ہم لوگ
	چھین لی ایک ہی پیشہ نے خدائی تیری	بس اسی زور پر یہ کبریہ سخت نمود
وزیر	خاکساری چاہئے اتنی گدا کے واسطے	پیرہن بھی گر رنگے اپنا تو مٹی میں رنگے
	دام کب صیاد پھیلائے ہمارے واسطے	جو کہ قانع ہو وہ بچ جائے فریب سے
حاتم	نہ رہی اپنی بھی آغوش کسی ڈھب خالی	ایک روٹھا تو وہیں ایک منانے آیا
وزیر	دو آنسو مری قبر پر وہ آ کے رو گئے	بعد فنا غبار مرے دل کا دھو گئے
	دس اٹھے بیس بیٹھے ہیں چار گئے دو گئے	مینخانہ میں ہجوم ہے ساقی کے فیض سے
	لاکھوں جہاں سے ساتھ یہ ارمان لیگئے	میں کیا کہوں جو قیصر و خاقان لے گئے
زکی	دھوم سے فصل بہار ابلے برس آتی ہے	حسرت اسے تازہ اسیرانِ قفس آتی ہے
شائق	رات کھٹی ہے بیقراری سے	دن گزرتا ہے آہ و زاری سے
تسکین	رات کو خواب میں بھی تو ہی نظر آتا ہے	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
صنعت	فقط غم ہی کھانے کو غم سوا رکھتے	نہ مونس نہ ہمد نہ ہمس یا رکھتے
عارف	جیسا کعبہ کے لئے قبلہ نما پھرتا ہے	دل مرا تیرے لئے چرخ بنا پھرتا ہے
شرر	نہ خدا ہی لانا وصالِ منعم نہ ادھر کو نہ ادھر کے ہے	گئے دونوں جہان کے کام یہ ہم نہ ادھر کو نہ ادھر کے ہے
محو	گالیاں دے ہے پس مرگ بھی قل کے بدلے	سنگ پھینکے ہے مری قبر پر گل کے بدلے
نظر	ان آفتوں کو دیکھئے اور ہم کو دیکھئے	سوز جگر کو دیدہ پر غم کو دیکھئے
وزیر	انہل انداز گردوں اب تو تجھ کو کل پڑی	یا رتھے سواٹھ گئے اور بزم میں ہل چل پڑی

حضرت انسان میں یہ کیا تکبر تیز ہے	خاک کا پتلا بنا اور خاک سے پر ہیز ہے	چرکیں
تصور مرگ کا مرنیے اپنے پیشتر باندھے	سفر میں چاہئے انسان سامانِ سفر باندھے	ارشاد
نہیں بے مال و دولت آبرویاں ہاتھ آئیگی	ہر اک فوارہ کو دنیا میں حاجت ہے خون کی	امانت
کہیں کا بھی نہ رکھا ہم کو طول قیدِ آفت نے	چھٹے جہمِ قفس سے راہِ مجولے آشیانے کی	ۛ
لالہ ساں اس باغ سے ہم داغِ ہجر لے چلے	خاک سر پر داغِ دل پر سبز بریاں لے چلے	لا اعلیٰ
باغِ عالم میں نہ آیا ہو گا ہم سا بے نصیب	آئے ایسے باغ میں اور خالی اماں بیچے	ۛ
ہم روئے گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب	ہم کو بہار میں سوئے زندان لے گئے	ہوس
جو سر آج زینتِ دہ تاج ہے	وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہے	علم
ناصر ہر ایک جنس سے ہے تو حقیر تر	ذرے کو بھی نہ دیکھ حقارت کی آنکھ سے	ناصر
وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی	حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی	نثار
دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی	ۛ
کسی کی شب وصل سوتے کٹی ہے	کسی کی شبِ ہجر روتے کٹی ہے	شفیقتہ
ہماری یہ شب کسی شب ہے الہی	نہ روتے کٹی ہے نہ سوتے کٹی ہے	ۛ
مے وحدت کی ہم کو مستی ہے	بت پرستی خدا پرستی ہے	لا اعلیٰ
گر معرفت کا چشمِ بصیرت میں نور ہے	تو جس طرف کو دیکھے اس کا نور ہے	درد
مجھے اے دوست تیرا ہجر اب یاد آتا ہے	کہ دشمن بھی مرے اب حال پر آنسو بہاتا ہے	لا اعلیٰ
مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام سے غرض	دل دیکے اے صنم تجھے بے سے برے ہو	ذوق
لب بام اس صنم کو دیکھ کر مومن بھی کہتے ہیں	خداوندِ اترے بندوں کی صورتِ ایسی ہوتی ہے	لا اعلیٰ
بمیر اے دوست گر خواہی رہائی	کہ بے مردن نیابی آشنائی	ۛ
ساہاگر بنویم صفتِ مشتاقی	ماند از شوق تو صد سال حکایت باقی	ۛ
غیر ممکن ہے چھٹے شادی و غم کا کبھی ساتھ	پر خوشی بھی نہ رہے دل میں اگر غم نہ رہے	ۛ
اجل سر پر کھڑی ہے خوابِ غفلت میں مایہ	چمچہ کھٹ کے عوض لازم بنانا شامیہ نہ ہے	ۛ
آپ ہی اپنے ذرا لطف و کرم کو بچھیں	ہم اگر عوض کریں گے تو شکیات ہوگی	ۛ

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی  
 پس نہ نگاہ ہو بد وضع ہو بے زور و بے زور ہو  
 ماں باپ کی آسائش و راحت ہے پسر سے  
 مسجد کو توڑ ڈالئے گر جا کو ڈھائیے  
 چاک دامن ہو تو بھر جائیں رفوگر ٹانگے  
 اکتساب علم کر ٹوٹی ہوئی دیوار سے  
 پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جائے  
 لازم ہے گرفتار تو رستی کیسی ؟  
 سویرے ہی اٹھے گا جو آدمی  
 شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے  
 یہی بلائیں سر پر ہیں تو آج موے کل و سردان  
 بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے  
 سیہ بادام راہر سو میفکن در نظر بازی  
 آہ و افغاں سے گئے صبر و تحمل پہلے  
 جان دینے سے تو انکار نہیں ہے لیکن  
 تہید ستوں کا رتبہ اہل دولت سے زیادہ ہے  
 شاعری جو ویست از پیغمبری  
 بلبل کو گلستان میں آہ و فغاں ملی ہے  
 تپش دل نے عجب شان بنا رکھی ہے  
 نہیں چلتا کسی کا بس کریں گو لاکھ تدبیریں  
 نہ دے زاہد کو اسے ساقی پلا دے بادہ خواہ کو  
 پوتھی تو تو تھی بھٹی اور پنڈت بمیانہ کوئے  
 سیاں تیری روٹھ میں آد کرے نہ کوئی

تلسی	بدہنا ایسی رہیں کر جو بھور کبھونا ہوئے	سجھن سکارے جائیں گے نین مریگے روئے
۔	ہر کو بھیجے سوہر کا ہوئے	جات بجات پوچھے نہیں کوئی
کبیر	بے حد کے میدان میں رہے کبیر احوئے	حد حد کرتے سب گئے بے حد گیان کوئے
۔	ہوئے پیر بول کے تو آم کہاں سے کھائے	کرنی کرے تو کیوں ڈرے اور کر کے کیوں بچتا
۔	ایسے بوڑھے ہیل کو کون باندھ جس نے	دانت ٹوٹے گھر گھسے پیٹھ بوجھ نہ لے
۔	ایک ہی درکا ہو رہے تو ڈر ڈر کرے نہ کوئے	یہ کتا درد پھرے اور درد درد ڈر ہوئے
۔	اوروں کے سر ٹھیکٹا باجے	جس کا کام اُسی کو سا جے
۔	جب جھپ دیکھی پیا کی ساری بھول گئی	بہتی بات بنائے کے پی کے پاس گئی
۔	جو بن جتن گنوائے کے رہی غافی ہوئے	جو بن تھا جب جتن تھا لاگو تھا سب کوئے
لا اطم	کدن میں تو کوٹ ملا وجب بھی جھٹکے ہوئے کی	اصلوں نہیں خطا وفا نہیں کم اصلوں ہونے کی
۔	نام رہا تا ہے رتہا نہیں انساں باقی	حتی الاکان بھلائی ہی کرے دنیا میں
۔	کوئی حقیقت آنکر کہتا نہیں بری بھلی	حال عدم نہ کچھ کھلا گزری ہے رفنگاں پہ کیا
۔	کسی دن کام یہ صاحب سلامت آہی جاتی ہے	بشر کو چاہئے ملتا رہے سب سے زمانے میں
۔	پھوٹیں نہ جن آنکھوں میں مروت ہو کسی کی	تکڑے ہونے جس دل میں محبت ہو کسی کی
حزین	بیرون پر از فریب ولیکن میان تہی	خوش ظاہر ہند عالم بے مغز و جہر پوچ
حافظ	کنوان اہل خرد دست گدائی	برند از فاقہ نزد ہر حصیے
لا اطم	عفو کے بھولوں کی بود امن تقصیر میں ہے	ہوں گنہگار گر شک مجھے تعزیر میں ہے
۔	میں فگن تاکہ بتوانی بفراد عیش امروزے	دور روزی را اعتمادے رانٹا یدہ لبت گردون
۔	از لباس عاریت خود را اگر عریان کنی	جو ہر ذاتی ترا بھول تیغ می گرد دل باس
حافظ	شکر گوئی وقامت بخند داد کنی	ہیچ غمگین نشوی زانچہ نیاید بگفت
غنی	خواب و خورش چو مردم چشم بود یکے	قانع شوی ز لذت دنیا باند کے
حافظ	فروخت یوسف مصری بگمترین خمنے	ہر آنکہ گنج قناعت بگنج دنیا داد
لا اطم	بصندل دگران رفع درد سر نہ کنی	غبار منت احسان گران ترا ز درد دست

لا اعلم	روکھی سوکھی کھائے کھنڈا پانی پنی
"	ز شرط مست وقتے کہ روزی بخوری
"	رعیت درخت مست اگر پروری
مسائب	از تواضع می شود ظاہر عیار پنجگی
لا اعلم	در وطن گرمی شدے ہر کس با سانی عزیز
"	مکن ہرگز قبول کد خدا فی
"	چلو چلو سب کوئی کہے بر لانیچہ کوے
"	ایک کنکٹ اور کامنی لیں پھل کئے آپاے
"	گر گویند دونوں کھڑے کس کے لاگوں پاے
"	دو چیز طرہ عقل است دم فرو بستن
سعدی	اسپ لاغرمیان بکار آید
"	ابرگر آب زندگانی بارد
"	بافرو مایہ روزگار مبر
"	ہمان بہ کدشکر بہ جان پروری
"	کند جو پیشہ سلطانی
"	تو کز محنت دیگران بے غمی
"	دوست شمار آنکہ در نعمت زند
"	دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست
"	اگر گنجے کنی بر عامیان بخشش
"	حاصل نہ شود در ضاع سلطان
"	خواہی کہ خدائے بر تو بخشد
"	چو کردی با کلوخ انداز پیکار
"	چو تیر انداختی بروٹے دشمن
"	چکنی چپڑی دیکھ کر مت للچاوے جی
"	کہ نام خداوند روزی بری
"	بحکم دل دوستان بخوری
مسائب	حجت قاطع بود از میوہ افتادگی
لا اعلم	کسے ز آغوش پدر یوسف بہ کنعان آمدے
"	کز و تا زندہ باشی بندہ باشی
"	ایک کنکٹ اور کامنی دُر گم گھاٹی دوے
"	دیکھے ہی تے بشتہ چڑھے جاکھت ہی مرجاے
"	بلہاری گرو دیو کی گوشت دیا دکھلائے
"	بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی
"	روز میدان نہ گا و پرواری
"	ہرگز از شاخ بید بر بخوری
"	کز نئے بوری یا شکر بخوری
"	کہ سلطان بہ لشکر کند سروری
"	کہ نیاید ز گرگ چوپانی
"	نہ شاید کہ نامت نہند آدمی
"	لاف یاری و برادر خواندگی
"	در پریشان حالی و در ماندگی
"	رسد ہر گدائے را بر پنجے
"	تا خاطر بندگان بخوئی
"	با خلق خدائے کن نکوئی
"	سر خود را بنادانی شکستی
"	چنان دان کا ندر آماجش سستی

دولت ۱۲  
عورت ۱۲  
زہر ۱۲  
خداوند ۱۲

سعدی	عذرش بنه ار کند بعرے ستمے	آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرے
"	ہیچنان کز ملک ملک بودے	گر وزیر از خدا بہ تریدے
"	ز نادان تنگ تر روزی نبودے	اگر روزی بدانش بر فرودے
"	سر دست از دو عالم برفشانده	اگر درویش بر مالے بمانده
"	قوت طبع از مستکلم مجوے	فہم سخن چون نہ کند مستمع
"	بر نجد دل ہوشمندان بسے	بیک نا تراشیدہ در محلے
"	مردی آن نیست کہ مشتی بزنی بردہنے	گرت از دست بر آید دہنے شیرین کن
"	کہ دگر آید آب رفتہ بجوے	طرب نوجوان ز پیر مجوے
"	بر نیاید درست تدبیرے	گہ بود کز حکیم روشن رائے
"	بغلط بر ہدف زند تیرے	گاہ باشد کہ کودکے نادان
"	با کسے گفتن و گفتن کہ لگوے	خاموشی بہ کہ ضمیر دل خویش
"	کہ اگر دوست گردند شرم زدہ نباشی	سخن در میان دو دشمن چنان گوے
"	با آنکہ در صلح زند جنگ لگوے	با مردم سہل گوے و دشوار لگوے
"	نکند گرگ پوشیں دوزی	از بدان جز بدی نبیا موزی
"	پس قیمت لعل و سنگ کیان بودے	گر سنگ ہمہ لعل بدخشان بودے
"	نیفادے بلکہ صیاد خود دام نہادے	اگر جو شکم نبودے ہیچ مرغ در دام صیاد
جودت	کہ گنج بے قیاس ست مند رستی	چرا نالد کسے از تنگدستی
غنی	باید کہ خویش را بسخن آشنا کنی	در فکر آشنائی اہل سخن مباشش
حافظ	دارد ہزار عیب و ندارد تفضیلے	حافظ مدار امید فرح از مدار دہر
کلیم	جز خاکبازی تن شغل دگر نداری	ہفتاد سالہ طفلہ جز تو کسے ندیم
صائب	دل سرد نگردد ز دنیا سرموے	ہر چند کہ گردید چو کا فور ترا موے
لا علم	تو ز جہل خویشتن در لکر درمان خودی	درد پیری را مسیحا چارہ نتوانست کرد
غنی	بازی آخراین تسبیح چون المحال گم کردی	ز پیری ریخت دندان تندی تن بیاد حق

معنوی	لیک آنرا کے مشناسد ہر کے	شاہد صادق اثر دارو بے
لا اعلم	احمد و بوجہل خود یکسان بدے	گر بصورت آدمی انسان بدے
~	اے زبان ہم رنج بے درمان توئی	اے زبان ہم گنج بے پایان توئی
~	کا مریح را در نابد ہر دے	امریح را باز جواز واسلے
~	بدگمان گرد ز مدحش متقی	می بلرز دعرش از مدح شقی
~	بر ضمیر مرغ کے واقف شوی	لحن مرغان را اگر واقف شوی
~	صاحبش در پے زنی کو گوہری	خوگر زدا ز خداوند از خوی
غنی	کہ ہر کجا کہ روم ہست جائے من خالی	غنی ز صدر نشینی گز شتم و شادم
صائب	آفتد ر خواب نگہدار کہ در گور کنی	چند در خواب رود عمر تو اے بے پروا
سعدی	دلیل راہ تو باشد بعز و دانائی	بپرس بہر سپہ ندانی کہ دل ز پر سیدن
لا اعلم	کہ جاسوس ہمکاسہ دیدم بے	منہ در میان را ز باہر کے
کلیم	مغتنم دان گرد گاہ تو آید سائلے	بار برداری مست بہر منزل فرداے تو
اثر	کہ از خود بزرگی نماید بے	بچشم کسان در نیاید کے
ناصر علی	خدا کند کہ نیرسد کے ز حال کے	جہان بیان پئے رسوائی ہم اند تمام
خرین	بہ نرمی کند قطرہ در رنگ جاے	در شتی کن اے نکو ہیدہ راے
سعدی	نہ پندارم از آبی یا آتشی	ترا با چنین تنہدی و سرکشی
لا اعلم	باخشم گرد بر آئی داغ کہ کاٹی	مردی لکان مبر کہ بزور ست و پردلی
معنوی	نیمت کس را در سخات او شکے	ظاہر و باطن اگر باشد یکے
حافظ	اے نور دیدہ صلح بہ از جنگ و دواوری	یک حرف صافیہ بگویم اجازتست
لا اعلم	بدے یا درمے یا قدمے یا سخنے	تا توانی نکنی در حق کس تقصیرے
صائب	انچہ درد دل داشتہم درد دست بودے کا شکے	دست چون افتاد خالی ہمت عالی چہ بود
غالب	ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے	عشق نے غالب نہما کر دیا
ہوس	ہکو بہار میں سوئے زندان لے گئے	ہم روئے گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب



علم	وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہے	جو سر آج زینت دہ تاج ہے
ناصر	ڈرے کو بھی نہ دیکھ اہانت کی آنکھ سے	ناصر ہر ایک جنس سے تو ہے حقیر تر
لا اعلیٰ	سیکھ نہ دیجئے باندرا جو ہے کا گھر جائے	سیکھ تو وا کو دیجئے چاکو سیکھ سہائے
تلسی	دل کا ٹوٹنا نہ ملے آس پاس کو جائے	تا کا توٹے پھر جڑ ملے اور پھول ٹوٹ کھلا
کبیر	جالتسی بکینٹھ کو ہاتھ نہ پکڑے کوئی	جیسا چت حرام میں ویسا ہر میں ہوے
تلسی	دو پاٹن کے بیچ میں ثابت گیا نہ کوئی	چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیرا روے
کبیر	ہستی کو سخن سر جڑ ہے اور بن کے پھل کھائے	پریت جو کیجئے بڑے سے تو بنت بنت بنجائے
تلسی	جو سکھ میں ہر کوئی نہیں تو دکھ کا ایکو ہوے	دکھ میں ہر ہر سب بھیں سکھ میں بچھے نہ کوئی
کبیر	موی جھینڈ کی کھال سے لوہا جسم ہو جائے	تلسی آہ نہ لیجئے بری غریب کی آہ ہے
تلسی	ننگ دھنڈوا پھیرتی پیت نہ کر یو کوے	جو میں ایسا جانتی پیت کرے دکھ ہوے
لا اعلیٰ	تو آپ ہی بت پرست بت تراش ہے ذوق	اس تنکدہ میں کون ہے کافر ترے سوا
درد	لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے	اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
سودا	یہ یاد رہے ہکو بہت یاد کرو گے	جس روز کسی اور پہ بیدار کرو گے
مصحفی	اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی	گل پھینکے ہے اور ونکی طرف بلکہ غم بھی
مصحفی	کنج خلوت کو وہ اقلیم سلیمان جانے	اقدراوقات کی اپنی اگر اناں جانے
بوعلی	رہے دنیا میں ولے آپ کو ہماں جانے	ہونہ وابستہ کسی چیز کا یاں مٹا ہوش
امانت	کہ سونے سے مسافر کو خطر ہے	بہ آپ زر لکھا ہے بوعلی نے
میر	از روئے غور گنج کو الٹو تو جنگ ہے	دنیا میں ہے خزانہ لڑائی کا گھر سدا
لا اعلیٰ	میں ہوں لفظ درد جس پہلو سے الٹو درد ہے	درد دل سے لوٹتا ہوں میر کس کو درد ہے
میر	سبھوں نے پوچھتا ہے اسکو کس نے مار ڈالا	مکو جانیکا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے
حافظ	اسکی زلفوں کے سب اسیر ہوے	ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوے
مصحفی	زہم صحبت بد جدائی جدائی	بیاموز ست کیمیائے سعادت
	عاقبت زخمی زنداز جاہلے	جاہل اربا تو نہاید ہمدلے

صائب	باکشتی شکسته بدریا چسبی روی	سرمایه نجات بود توبه درست
"	خوشا لبیکه بود مهر دار خاموشی	ز خاموشی دهن غنچه تنگ بو گردد
"	بچشم بے بصیرت عیب فرزند است پندار	به عیب خود نیفتد دیده هرگز عیب جویا را
"	لب خموش بود ترجمان درویشی	بحرف اگر چه توان یافت حال هر کس را
"	بقدر آنچه فرمان می بری فرمانروا گردی	درین درگاه سعی هیچ کس ضائع نمیگردد
"	چون باز بے شمار نظر واکند کسے	حیف است عمر صرف تماشا کند کسے
"	کاش نقد رفت را هم مصرفی پیدا کنی	آنکه مصرف میکنی پیدا برائے سیم وزر
"	چند در فکر زین و غم حاصل باشی	غم بھی صلی خویش خوردی یکبار
"	چه داد دهم بر زمین ز آسمان چه می خواهی	ز آسمان و زمین شکوه میکنی شب و روز
"	چیت حال خضر یارب زیر بار زندگی	بسر زیر سنگ نتوانست قامت راست کرد
"	در خیبر زجا افکنده باشی	اگر دل بر کنی زمین چار دیوار
"	عبث توقع رزق از زمینان داری	برات رزق تو بر آسمان نوشته خدای
سعدی	جوانان به شمشیر و پیران برائے	در آرد دنیا درویش ز پائے
"	که هستی را نمی بینم بقاے	غرض نقشیت کز ما باز ماند
"	چو میدان زمین نگه دار گوے	مجال سخن تان بینی نیابی گوے
"	گدائی بے به زشتا همنشهی	چو خواهد شدن عالم از ما تهی
"	درویشی اختیار کنی بر تو نگوی	گر بر صواب روز جزا مطلع شدی
"	ز خر مهره بازار او پر شدی	اگر ژاله هر قطره اش در شدی
"	شکم بنده نادر پرستد خدائے	شکم بند دست بستد بخیر پائے
"	که رحمت بر بندت چو رحمت بری	مشقواتا توانی ز رحمت بری
"	که بے سعی هرگز بجلای رسے	توقع مدار اے پسر گو کسے
"	در کام نهنگان روگرمی طلبی کامی	سعدی به لب دریا دروانه کجایا
نظامی	به پر هیز گاری کنم داوری	بر پر هیزم از روز عذر آوری

حافظ	بیک ہواست بہار و خزان درویشی	ز بزرگ ریز خزان امین اندرویشی
"	آدم صفت از روضہ رضوان بدر آئی	ہشدار کہ گرسوئے نفس کنی گوش
لا اعلیٰ	اف تری کا فر جوانی جو خس پر آئی ہوئی	ہر ادا مستانہ سر سے پاؤں تک چھانی ہوئی
"	میری دانست میں تم سے بھی عدوا چھا ہے	جسکے پہلو میں ہو تم اس کا نصیب چھا ہے
"	ایسے نازک سے نکالے کوئی ارماں کیسے	جسکے رضا کو نیلا کرے بوسوں کا خیال
"	در بوسے و گل و باد و صبا بلکہ تو باشی	گستاخ یہ گلشن نہ توان دید کہ شودون
"	با کسے غیر دل خویش نہ گفتہم رازے	عمر بگذشت و ندیدم بجهان دم سازی
"	مگر کز پے رنج و محنت کشی	نام آمدہ از پئے دل خوشی
"	پھول کچھ میں نے چنے ہیں انکے دامن کیلئے	میری قسمت سے الہی پائیں یہ رنگ قبول
نام علی	سرور اخط امان شد از خزان استادگی	بندگی کردن پسندیدست با آزادگی
معنوی	کم شود از مرد و صنفِ مردی	چون پر غالب شود بر آدمی
"	در تو از جہدش بہانی اہلہی	جہد کن حد سے نہ ماتا واری
"	لیکس اندر مزرعہ باشد تہی	ہر کہ کار در گرد و انبارش تہی
لا اعلیٰ	زان یافتہ انتظام احوال بہ	انعام تو عام ست چون نور خورشید
"	سرت خالی ز سوداے پیالہ	تو تا باشی نخواہد شد چو لالہ
"	ہرگز بہ سرے زلف نگارے نرسی	تا شاید صفت سر نہ نہی در تہ اترہ
"	ہرگز بہ لب لعل نگارے نرسی	تا خاک ترا کوڑہ نہ سازند کلالان
"	ہرگز بکف پایے نگارے نرسی	تا ہمو حنا سودہ نگردی نہ سنگ
"	ولد الزنا کش آمدہ چو ستارہ یمانی	ولد الزنا ست حاسد منہم اکو لالہ من
"	کہ نیکی رساند خلیق خداے	کسے نیک بیند بہر دہ سراے
"	کہ گر کار بند ی پشیمان شوی	ز صاحب غرض تا سخن نشنوی
"	تا توانی ز پانیندازی	ہر سرے را کہ خود برا فرازی
"	لازم بہ آفتاب بود ذرہ پروری	من ذرہ حقیر تو خورشید انوری

<p>۱۷ علم من از تو بر خورم تو از عمر بر خوری          سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے          جلوہ تیرا دیدہ ہے صورت تری نا دیدہ          از ہیج و کم ہیج نہ آید کارے          تمنائے دلی بکھلے کہ ہر سے          تنکا ہو تو توڈ پریت نہ توڑا جائے          ز تو را نم نہ ہر ایک داستانی          کام بگاڑے آپ جو جگہیں ہوت ہمنائے          کہ سایہ بروقتند چون تو سلطانے          پدر بیگمان چشم گیر دے          میرے دل کے داغ سائے دہلگئے          کہ یارے بر خور داز وصل یارے          صفائی بت در بیج حاصل کنی          عہدوں سے آرہی ہے مدد و دروہ کی          پر یہ خبر نہیں کہ گئی سال گرہ سے          آرام سے ہیں رخت سفر کھول کے پیٹھے          چو نور از مد و تابش از مشتری          ز راہ و فاعے بسوے منت گزرے          پیرناید بدنمان پائے مردی ہر درے          دیگدان و دیگ را ویران کنی          بازی آخوین تسبیح چون المغان گم کردی          سرافراز ہمہ عالم نبودے          میکند خاک برائے ہمہ کس جا خالی</p>	<p>عزت دراز باد تو مادور مشتری          اگر بخشے نہ ہے رحمت نہ بخشے تو نہ گھایت کیا          آنکسین تجکو ڈھونڈتی ہیں دل ترا گرویدہ          من ایچ و کم ہیچ ہسم بیارے          لگائے ٹٹھہ کھڑی ہے نامرادی          کاغذ ہو تو بائج تو کرم نہ بائجا جائے          اگر ہر موے من گرد زبانی          بنا و چارے جو کرے سو پاچھے پھپھتے          کلاہ گوشہ دھقان بافتاب رید          اگر با پدر جنگی جوید کسے          دلربا دل کش نگاہ ناز سے          چہ خوش دقتی و خرم روزگار          تامل در آئینہ دل کنی          کالج میں پاس پاس کی آواز ہے          ماں باپ کی ہوتی ہے خوشی سالگرہ سے          درپیش سفر اور مسافر ہیں غافل          ہنر تابدا از مردم گوہنری          خوشا سحرے کہ آہ منت کند اثرے          شیر نر بوسد بخدمت مرد قانع را قدم          آب گر در روغن جوشا کنی          ز پیری ریخت دندان فداوی تن بد کر حق          فلک گرا تو واضح خم نبودے          عزت شاہ گدازیر زمین کیکان ست</p>
---	--

نیابی حق بغیر از درود دل زین سبب گردانی  
 بھڑکی سہی ادا سہی چین جبین سہی  
 وابستہ غور جہان گشتن اہلی ست  
 موت سے کس کو رستگاری ہے  
 تکبیر بجائی بزرگان نتوان زد بگزار  
 حذر کن ز نادان بیہودہ گوے  
 اگر تیغ عالم بجنب ز جاے  
 ناخواندہ برو بردر کس تاز گردانی  
 اندرون از طعام خالی دار  
 بلند نمودن در افتندگی  
 کہ بسیار ناید بر اندکے  
 کیے را کہ دولت کن دیوری  
 نہ بینم بہ بدخواہی اندر کے  
 در کف ہر کس اگر شمع بدے  
 قال بد رنجور گرداند ہے  
 دلائل بزرگان کہ گفت اندکن  
 خود پرستان نظر بہ شخص کنند  
 رقص و قے سلم ست ترا  
 توان از دانہ ہائے سجدہ دانست  
 ز لوح روے کودک میتوان خواند  
 زمانے شعر و شطرنج و حکایت  
 در ہمہ حال نیک محضر باش  
 امروز اگر نکو ہش من کرد پیش تو

بہ از صد دانہ باشد دانہ اشکی اگر دانی  
 سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی  
 حائل کسے نیست مقید بہ ہیچ شے  
 آج وہ کل ہماری باری ہے  
 مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی  
 چودانا کیے گوے و پروردہ گوے  
 نہ بُزدر گے تا نخواہد خداے  
 بار دل یک شہر چو سیلاب نباشی  
 تا درو نور معرفت بینی  
 فراہم شدن در پراگندگی  
 یکے بر صد آید نہ صد بر یکے  
 کہ آرد کہ با او کند ہمہ سہی  
 کہ من نیز بدخواہ دارم بے  
 اختلاف از گفت شان بیرون شدے  
 آدمی را کہ نبود ستش غمے  
 یکن ہر انچہ بشاید نہ ہر چہ . توانی  
 پاک بتیان بہ صنع یزدانی  
 کاستین بردو عالم افشانی  
 کہ دلہا را بہ دلہا ہست راہے  
 کہ بد یا نیک باشد در بزرگی  
 کہ خاطر را بود دفع ہلالے  
 تا ہمہ وقت محترم باشی  
 فردا نکو ہش تو کند ہمیش دیگرے

نامی

انشاء

سانی

میر

حافظ

سعدی

"

کلیم

سعدی

نظامی

"

"

"

معنوی

لا اعلم

سعدی

لا اعلم

"

"

"

"

"

"

"

لا اعلیٰ	چو مر بندہ راہی پروری
~	مکن نالہ از بینوائی بسے
~	ہر کہ غم جہان خورد بر حیات کے خورد
~	بر سایہ بان حسن عمل اعتماد نیست
~	دل ماتم بر دی رخ خود نمی نسائی
~	عشق در نازک دلاں آتش زندیکبارگی
~	بے پیر مرد تو در خرافیات
~	عسرت میں دولت ہو تو افلاس نہیں ہے
~	رفتی و کار ہا ہمہ در ہسم گذارشتی
~	پدر خویش باشش اگر مرڈی
~	ادب تا جیست از لطف الہی
~	خدا بہ حکمت بہ بند دورے
~	تو اے رعنا چو گل تا چند تا کے
~	چو ز گس تا بکے ساغر پرستی
~	گر ورد پڑھے کوئی یا نقش بھرا چاہے
~	گر ہووے دل کامل یا غیر قضا چاہے
~	نکھہ کے بن میں گھس کے نہیں دھس کے کہ گلشن کیجے
~	بھوت پلٹ کی سنگت بیٹھ کے سانپ کے منہ میں لگڑی بچے
~	گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے
~	ہر رنگ میں جلوہ ہے تری قدرت کا
~	ہمت پیران کشاید کار ہائے سخت را
~	می شود خاموش از تو دامن شمع حیات
~	گرت خوننا بہ گرد دل ز درستان سعدی
~	بہ ہیبت بر آرشش کزو بر خوری
~	چو بینی ز خود بینوا تر کسے
~	پس تو غم جہان مخورتا ز حیات بر خوری
~	سعدی مگر یہ سایہ لطف خدا روی
~	یہ بجا جویم اے جان ز کہ سمت پر کجائی
~	مرغ شکر خواہ را آرد با تش خوارگی
~	ہر چند سکندر زمانی
~	کچھ پاس نہیں گریہ رقم پاس نہیں ہے
~	آہ شغفگی بر مردم عالم گذارشتی
~	گر و نام پدر چہ گردی
~	نبہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی
~	کشاید بفضل و کرم دیگرے
~	خوری از جام گلگون لالہ کوں مے
~	قدح در دست و سر در خواب مستی
~	اُستاد ہو سیفی کا یا اثر دعا چاہے
~	ہوتا ہے وہی لیکن جو کچھ کے خدا چاہے
~	کہاں کھجور کیو کان میں الکے زہر کا پالہ ہلا بل کیجے
~	اتنے کام سمی کرے پر مور کہ متر سے پریت نہ کیجے
~	بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے
~	جس پھول کو سو ننگھتا ہوں بو تیری ہے
~	رخنہ در خارا کند تیر کمان صد منی
~	دامن پاک ست فانوس چراغ زندگی
~	سعدی نہ شرط دوستی باشد کہ از دل بر زبان آری

راسخ	نخواہم کہ آزار و ازمن کسے	ز خلق ارچہ آزار نہیںمے بے
مخفی	از طبع دیو غاصبت آدمی مجھے	از ناکسان وفا و مروت کلمع مدار
سعدی	چہ غم دار و از آبروی کسے	کسے کردہ بے آبروی بے
صافی	ندانند ہیچ کس حال خموشی	ز گفتن آشکارا می شود راز
صائب	از کہ دیگر در جهان چشم وفادار دے	عمر با صد سالہ الفت بیوفائی کرد و رفت
لا اعلم	می خورد افیون ترا چند آنکہ افیون میخوری	کاهش و افزائش این نشہ با گید گیرست
..	یک ترش رو تلخ سازد عیش را بر عالمے	ابر مظلم تیرہ گرداند جهان را در دے
حافظ	آب خضر نصیبہ اسکندر آمدے	فیض ازل بزور زرار آمدے بدست
مجد	نیست غارغ با طش از خار خار سوزنی	گرچہ فرش خانہ زاهد بظاہر بوریاست
لا اعلم	گوہر کان لطف لم یزلی	آفتاب سیادت ازلی
صائب	اگر تو آئینہ سینہ بے غلب را کنی	چہ حاجت است بجام جهان نما صائب
حزین	کہ یک مرد دانا بہ از عالمے	بروشند لانی بر آور دے
سعدی	اگر راست گوئی سخن ہم بدی	بہ بد گفتن خلق چون دم زدی
عارف	فزون گردوش کبر و گردن کشی	چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی
لا اعلم	عیب ہر کس را کنی پوشیدہ متار خودی	پردہ پوشی پردہ برا فعال خود پوشیدن است
سعدی	تھل کن آنکہ کہ غارش خوری	درختے کہ پیوستہ بارش خوری
لا اعلم	ورنہ دنیا را در یغ از ما نمیدارد کسے	لطف حق مار از دنیای دنی دارد در یغ
صائب	آہ افسوس بہت ہر سطر کتاب زندگی	جز پشیمانی ندارد حاصلی عمر دراز
حزین	توانی بار اگر از خاطری برداشت آزادی	سبک باری نہ آواز بہت در کشن جو انردی
صائب	جهان را جملہ محکوم رضای خویش می خواہی	نداری بر رضای حق نظر چون کوتہ اندیشان
لا اعلم	بہ طفلان بعد روز جمعہ باشد آہ و افسوسے	نشاہ این جهان ہر چند کہ تیر میر حاصل تر
..	خرچ بیش از دخل باشد در دیار زندگی	یکدم خوش را ہزاران آہ حسرت در قفاست
سعدی	بجز کشتہ خویشتن ندردی	چو دشنام گوئی دعا نشنوی

لا اعلم	خلع چون بدل کار دارد بے	بر آرد ز دل خار را هر کس
صائب	صائب چه التفات به دنیا کند کس	چون عاقبت گذشتنی هم گزشتنی ست
حافظ	ز نهار دل بند بر اسباب دنیوی	جمشید جز حکایت جام از جهان نبرد
لا اعلم	هر روز بر سری نهد این تاج خسروی	دل در جهان بند که دوران روزگار
نظامی	نخواهد کس از بے وفایارئی	جهان را ندیدم وفادارئی
صائب	بمنزل بار خود افگندہ باشی	اگر دل از خلایق گستردہ باشی
..	ریشہ تاکہ در زمین عاریت محکم کنی	چند اسباب اقامت جمع در عالم کنی
لا اعلم	ایمن میدان ایمن چو گان ایمن گوے	جو اندران نتا بند از کسے روے
غالب	اور پھر وہ بھی ز بانی میسری	کب وہ سنتا ہے کہانی میری
لا اعلم	پسینے پونچھنے اپنی جبیں سے	نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے
..	پھر بعد اس کے ہمت مردانہ چاہئے	پہلے تو زور و قوت طاقت بکا رہے
..	امتحان اور بھی باقی ہو یہ بھی نہ سہی	ایسا کرنے سے بھی گر ہو نہ تسلی نہ سہی
..	شکل نامرد اور ہے اور مردی داں اور ہے	شیر قالیں اور ہے اور شیر نیستاں اور ہے
..	میدان کارزار میں ٹھیرے تو مرد ہے	اپنی جگہ تو سب کو ہے دھوئے مردی
..	دربہ عشرت بروی سست نگر دی مردی	گر بہ طاقت برسی مست نگر دی مردی
..	شراب پیتے ہیں ہم بلکہ آب کے بدلے	بہیں نہ آب بقا ہم شراب کے بدلے
..	کہیں نشے میں گھلیں نہ جو ہر ادھر ہمارا دھڑکا	شراب ہے یہ سمجھ کے پینا خواب کہتا ہے کو عالم
..	واعظ کے منہ پہ ہر لگادی کباب کی	وہ چاٹ دوں کرے نہ مذمت شراب کی
..	یہ عمر بھر میں ایک ہوئی ہے ثواب کی	قاضی کے منہ پہ ماردی بول شراب کی
..	کار تو شود ساختہ از لطف خداے	در ساختن کار کسان سعی نماے
..	کہ شکرست بر تابد بادشاہی	مکن در ملک سلطان ہر چہ خواہی
..	کز مروت لریان نہ کرد کسے	مردی کن بجائے دشمن و دوست
..	کارش بصلاح آری دراست کنی	آن را کہ ز روے لطف درخواست کنی



لا اعلم	<p>فرا موش کن در ہیچ بابے یقین کہ باز نہ گردد بہ ہیچ تدبیرے کہ یار د کہ باوے کند داوری جلوہ یار پکارا ابھی دیکھا کیا ہے ہر کہ اور ا دل قوی باز و قوی تا گزیری و شوی از بد بری ز روے لطف و کرم بر شکستگان بخشائے کہ مار خنہ را بیدار کردہ شیر نوشانی کند صد عشوہ بہر دل فریبے کہ دوستی بود آسجائے کار مزدوری چہ شد آخر بیک کس کار داری مردنت بہتر ازین بد زندگی کردیم سیر عالم از ماہ تابماہی کہ کم عمری آرد دستمکارگی پر طبیعت ادھر نہیں آئی شرط اول قدم آنت کہ مجنون باشی سو گند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے باقی جو کچھ کہے ہے وہ فانی ہے یاران شباب پاس سے دور ہو اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوے ناز و انداز جب آیا تو جفا بھی آئی یہاں سے مسجد یا جو وہ مال تیرا ہے زالتفات بہ جہان سرے دہقانے</p>	<p>کسے کو بر تو دارد حق آہے چو از کمان قضا و قدر رسد تیرے کسے را کہ ایزد کند داوری طور پر حضرت موسیٰ جو گرے غش کھا کر آدمی راقوت دست از دل ست حزم آن باشد کہ ظن بد بری اگر توقع بخشائش خدا داری مشو این ازان شخصے چو بسمل کردہ منجواہی ز مکرزن مشو غافل کہ بر مرد نہ از براے بہشت است بندگی مارا اگرچہ در جہان صد یار داری گر نباشد زندگی در بندگی یک تن درین زمانہ بے داغ ماننے نیست رہا کن ستم را بیک یارگی جانما ہوں ثواب طاعت و زہد در رہ منزل لیل کہ خطر ہاست بے جام جہاں نما ہے شہنشاہ کا خمیر ذات معبود حبا و دانی ہے پیری آئی عذار بے نور ہوے پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے حسن انسان میں آیا تو ادا بھی آئی خدا کی راہ میں دے ورنہ مال غیر سمجھ ز قدر و شوکت سلطان گشت چیزے کم</p>
---------	--	---

بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا  
 بت ظالم نہیں سنا کسی کی  
 اے بتو تم کو اگر بندہ نوازی آتی  
 کھب گئی دل میں یہ کس خنجر مڑگاں کی ادا  
 محفل سے تیری اوبت نا آشنا چلے  
 شال زربفت مبارک تمھیں دو لتندو  
 چو از کمان قضا و قدر رسد تیرے  
 نہیں وہ گل نہ وہ سبزہ نہ وہ بہار چمن  
 آگے کیا اقرار تھا اب منہ بھی دکھائے نہیں  
 تا سفاک تو ناحق ہے عبت اظہار نادانی  
 ایک ہم ہیں کہ محبت میں ہوے بسکہ ذلیل  
 وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے  
 اس خوبی جمال پہ غافل نہ کر غرور  
 رخ بھی نہیں ملاتے ہیں وہ آج کیا ہوا  
 اپنے قاتل کا بڑھانا حوصلہ منظور ہے  
 آئی بہار باغ میں بلبل قفس میں ہے  
 ہے جان کشاکش میں عجب راز نہاں ہے  
 مصیبت اپنی کسی کو سنا نہیں سیکتے  
 محال ست گر سر برین درنہا  
 صراحی قہقہہ بھرتی ہے مینا مسکراتا ہے  
 جوش شباب اب نہیں باقی ہے شیب میں  
 میں کہتا ہوں کچھ اور سمجھتے ہیں وہ کچھ اور  
 سنوں کس کس کی ہیں یا رب یقین کس کا ہو مجھ کو

لا علم

اس کی بلا سے بوم بے یا ہما بے  
 غریبوں کا خدا فریاد رس ہے  
 بخدا گھر میں تمھارے ہی خدائی آتی  
 دل تڑپتا ہے جدا لکڑے جگر ہوتا ہے  
 آئے تھے درد و رنج اٹھانے اٹھا چلے  
 ہم کو کھیل میں دو شالے کا مڑا ملتا ہے  
 یقین کہ باز نہ گرد بہ ہیچ تدبیر سے  
 نہ نغمہ سنج ہے بلبل نہ گل ہی خداں ہے  
 جا ئیے بس خوب الفت آزمائی ہو چکی  
 چراکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی  
 ایک وہ ہیں کہ جنھیں چاہ کے ارماں ہونگے  
 فانوس بنکے آپ حفاظت ہوا کرے  
 یہ حسن یہ جمال امانت خدا کی ہے  
 کل تک تو مجھ پہ مہر کی ہر دم نگاہ تھی  
 تنہا اس کے واسطے شمشیر براں چاہئے  
 صیاد بھی چھری لئے اپنی ہوس میں ہے  
 کچھ زور نہ دل پر ہے نہ کہنے میں زباں ہے  
 گزر رہی ہے جو دل پر دکھا نہیں سکتے  
 کہ باز آیدت دست حاجت تھی  
 ہمارا یا ر جسم جا تب میخانہ آتا ہے  
 پیری کے ولولے ہیں خزاں کی بہار ہے  
 جو بات ہے دل کی وہ زباں پر نہیں آتی  
 کہ قاصد کا بیاں کچھ ہے صبا کچھ اور کہتی ہے

اے فاختہ پرواز کنان بر سر سروی  
پری نے جو رنے انساں نے کب تک پائی ہے  
ہم تو ملنے سے تمھارے ہو چکے تھے نا امید  
روزے برسی بہ وصل حافظ  
تو بدین جلال و خوبی سو طور گر خرامی  
وحشت عیاں ہے خاک سے مجھ خاکسار کی  
کچھ اعتبار نہیں قول و فعل کا ان کے  
کہا تک آنکھوں میں سرخی شرانجاری سے  
آپ کی چشم عنایت ہو تو سب ہے ورنہ  
بلغ یہاں آج جو اس گل کی سواری آئی  
عشق کمال ہے تو اتنا چاہئے  
بلبلو کس کو دکھاتی ہو عسروج پردا  
دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے  
عید کا دن ہے گلے سے آج قول جا ئے  
شکوہ نہیں ہے آپ جواب پوچھتے نہیں  
کسی کے منہ سے نہ نکلا جا کر دفن کے وقت  
نہ دنیا نہ دولت نہ گھر ہے نہ در ہے  
فتنہ انگیزی تری اے فتنہ قامت کی  
ہم پیار کریں تم کو تو تم غیروں کو چاہو  
آدمی سہتا ہے کیا کیا زلیتیں  
خواب میں گال جو گورے یہ فرنگن دیکھے  
خوں کا مزہ شرابی کے چمکتی شراب ہے  
اللہ نہ دے گردشس ایام جدائی

درِ دل مرغان گرفتار چہ دانی  
خدا نے ہاتھ سے اپنے تری صورت بنائی ہے  
شکر ہے اللہ نے صورت دکھائی آپ کی  
گر طاقت انتہا ر داری  
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی  
بھڑکے ہرن بھی مونگھ کے مٹی مزار کی  
کبھی ہمارے ہوئے اور کبھی پرلے ہوئے  
سفید مو ہوئے باز آ سیاہ کاری سے  
مری خواہش مرا ارماں مری حسرت کیا ہے  
شور بلبل نے کیا باد بہساری آئی  
ناگوارا سب گوارا چاہئے  
ہم بھی اس باغ میں تھے قید سے آزاد کبھی  
رات کو خواب میں بھی تو ہی نظر آتا ہے  
سال بھر کو دیکھئے میری تمنا دیکھئے  
وہ شکل مٹ گئی وہ شبابت نہیں رہی  
کہ ان پہ خاک نہ ڈالو یہ ہیں نہلے ہوئے  
نہ ہمت نہ جرات نہ تیغ و تبر ہے  
دیکھ لی او شور محشر یہ قیامت دیکھ لی  
اللہ ترے گھر میں عدالت نہیں ہوتی  
نفس مردود و ثقی کے واسطے  
کمپنی قتل ہو شرکاں کی جو پلیٹن دیکھے  
محروم دانہ پانی سے رکھتی شراب ہے  
کم صبح قیامت سے نہیں شام جدائی

اشراف کا بناؤ رُسیوں کی شان ہے  
ہم معتمدِ دعویٰ باطل نہیں ہوتے  
اڑا سا خاک سر پر جھومتا مستانہ آتا ہے  
سانس دیکھی تن سہل میں جو آتے جاتے  
جاں مانگتے ہیں آپ حقیقت ہے اسکی کیا  
تجربہ جس کو نہ ہو ایسا ہی پیکتا تا ہے  
ولد الزنا ست حاسد منہم آکھ طالع بن  
ظلم مردوں پہ کیا مشق خرام یار نے  
نہ جن کو بسترِ مصل پہ نیند آتی تھی  
باسایہ تراغی پسندم  
تم ہو ہر جانی تو اپنا بھی یہی طور سہی  
ہیں کیا جو تربت پہ میلے رہے  
باغیر خوری شراب تا چند  
عنقا گوگرد سرخ پارس، اکیر  
بتوں کے عشق میں اللہ کا جلوہ نظر آیا  
جب قدم نازکی سے اس نے اٹھائے  
غیر از خدا یہ کس کی ہے طاقت جو ہاتھ اٹھا  
زہرہ در رقص بعد ناز و طرب زین شادی  
اسپ لاغر میان بکار آید  
شکر خدا کہ اب تو طبیعت بحال ہے  
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی  
خلقے لاسم کسند و من برین کہ آہ  
دل تو تیرے ہی پاس رہتا ہے

شاہوں کی آبرو ہے سپاہی کی جان ہے  
سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے  
نہیں معلوم کس دھن میں ترا دیوانہ آتا ہے  
اور چوکا دیا جلا دئے آتے جاتے  
یاں ہم ہیں جان دینے کو حاضر ابھی ابھی  
سچ ہے یہ بات کہ کچھ کھو ہی کے ہاتھ آتا ہے  
ولد الزنا کش آمد چو ستارہ یمانی  
ہر قدم پر کاٹے سر ٹھوکریں کھانے لگے  
سو اُن کے واسطے اب خاک کا بھونا ہے  
عشق مست و ہزار بدگمانی  
تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی  
تہ خاک ہم تو اکیلے رہے  
زین غصہ دلم کہا ب تا کے  
یہ سب ملتا ہے دوست کم ملتا ہے  
حقیقی عشق پیدا ہو گیا عشق مجازی سے  
میں پکارا خدا کمر کو بچائے  
مقدور کیا کسی کی وہی دے وہی دلائے  
چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارک بادی  
روز میدان نہ گا و پرداری  
رنج فراق ہے نہ خیال وصال ہے  
ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی  
از دل چگو نہ ہر تو بیروں کسند کسے  
پھر تو ناحق ادا کس رہتا ہے

لا اطم

شب آدینہ بھی آتا نہیں گور غریبان  
غور زیرِ فلک چاہئے بشر کو نہیں  
بگوائے عاشق صادق چرا گلہ سہ آوردی  
تا ریک تھا دل تاب کسی دل کو نہیں تھی  
بطواف کعبہ بہ حرم رہم نہ اوند  
دزدیدہ فگندی بمن از ناز مٹکا ہے  
یہ دختر ز حرام زادی مردار  
آنکھیں ہیں صنعت خالق کے تماشے کیلئے  
کسے نمائد کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی  
بسکہ در چشم و دلم ہر لحظ اے یارم توئی  
شجر خشک تو ہر سال ہرے ہوتے ہیں  
کہتے ہیں جاں نثار جہاں سے گزر گیا  
رنگ بدلا ہے زمانے کی ہوا بدلی ہے  
پھر کہاں دیوست ہونگے اور کہاں یہ بزم جم  
عشق آیا قیامت آئی ہے  
اثر لبھانے کا پیارے ترے بیان میں ہے  
کرمے لطف سے جو خطا کی تلافی  
ساقی بیا کہ شد قدح لالہ پُر زے  
جو ہر تو مجھ میں تھے ملکوتی صفات کے  
فرمایش حضور نہ اختیار پر کریں  
کیوں نام کفن سنکے لرزتا ہے انیس  
نالہ پابند نے نہیں ہے  
زند ان میکدہ بڑے گستخ ہیں زاہد

ہموز آگاہ نہیں وہ شمع و سکیں نوازی سے  
جنھیں عروج ہے چلتے ہیں سر جھکے ہوئے  
دل بلبل شکستی غنچہ را سر بستہ آوردی  
پروانہ کہیں جلتا تھا اور شمع کہیں تھی  
تو برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی  
قربان بکھاہ تو شوم باز مگھاہے  
مینا بازار کی ہے رہنے والی  
نہ کہ حسن رخ زیبائے نظارے کیلئے  
مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی  
ہر کہ آید در نظر از دور سپندارم توئی  
جا کر اے عمر جوانی کہیں تو آتی ہے  
کیا خوبہ دمی تھا خدا مغفرت کرے  
تو نے پوشاک جو اے ماہ لقا بدلی ہے  
آگئی پیری تو ترسنگے۔ جوانی کے لئے  
پار سائی پہ آفت آئی ہے  
کسی کی آنکھ میں جادو تری زبان میں ہے  
ندامت زدہ کو ندامت ہے کافی  
طامات تابچند و خرافات تابجے  
انساں بنا کے کیوں مری مٹی خواب کی  
موجود ہے یہ تابع ارشاد کے لئے  
آگ دن یہ تبا زیب بدن ہوئی ہے  
فریاد کی کوئی لے نہیں ہے  
زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبوں سے

لا اعلیٰ	عجبت ہم پھر گئے اپنے خدا سے	لگا کر دل بہت نا آشنا سے
خالب	ڈوبنے جاؤں تو دریا طے پایا ب مجھے	موت مانگوں تو رہے آرزو ہے خواب مجھے
لا اعلیٰ	چاہنے والا بھی اچھا چاہئے	غالب ان سیمیں تنوں کے واسطے
لا اعلیٰ	ہے جو فرعون یہاں اسکے لئے موسیٰ ہے	ایک کا ایک ہے سرکوب کہ یہ دنیا ہے
~	جامہ زیبی سے تری کس کس کی عریانی ہوئی	تو جہاں بن ٹھن کے نکلا خلق دیوانی ہوئی
~	دو عملے میں ہمارا آشتیاں ہے	غم صیاد و بیم باغباں ہے
~	کچھ نہیں واں بھی خدا کا نام ہے	قصہ کعبہ کا خیال خام ہے
~	جوابات کی ٹھڈا کی قسم لا جواب کی	پا پوش میں لگائی کرن آفتاب کی
~	کیوں بے صیاد اسیروں کی یہ جہانی ہے	نہ تو دانہ ہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے
~	جو مسلک خیر میں فنا ہوتا ہے	انساں وہی مقبول خدا ہوتا ہے
~	مرحبا اے ملک الموت قضا سے پہلے	نیست نابود ہوا ہوں میں فنا سے پہلے
~	زبانی سے کہو برا کہیں کیا جس کو ہم منہ لگا چکے ہیں	کبھی مذمت ہوگی اعلا شراب نگلوں کی میکشوں سے
~	دل بلبل شکستی غنچہ را سر بستہ آوردی	گلو اے عاشق صادق چرا گلہ سنہ آوردی
~	ہم وہ دل رکھتے ہیں جیسے ہیں محبت و صلہ	جتنے دل والے ہیں رکھتے ہیں محبت ل میں
~	حضور خاک سے دامن ذرا اٹھائے اٹھے	جو پہنچے تربت عاشق پہ ناز کہتا ہے
~	دیکھو کہ لفظ گنج بھی مغلوب جنگ ہے	دولت بجز فساد کسی کو ملی نہیں
~	ناصر کی نصیحت نہ سنی ہے نہ سنیں گے	ہم انہیں نہیں ہیں جو ہٹیں بات سے اپنی
~	کیا تم روانہ سوے ملک عدم نہ ہو گے	یاران رفتگاں کو کیا روئے مسرت
~	گلہ گیر پلنگ ہوتی ہے	بلی بھی جبکہ تنگ ہوتی ہے
~	زندوں میں دھوم ہے درمیخانہ وا بھوئے	اٹھی ہے جھوم جھوم کے کہار سے گھٹا
~	فلوٹے تو ڈھونڈ لیں جگر پاش پاش کے	چاتے ہیں تیرے کوچے سے ظالم خفانہ ہو
~	کز عین التفات برین بندہ بنگری	آن چشم دارم از نظر بندہ پرورت
~	ہم کرامت و لطف ست شرع یزدانی	جفانہ شیوہ دین پروران بود حاشا

لا ا علم	گر مرض ہو دو اکرے کوئی
~	کون بکیں کا معاون ہے بحر ذات خدا
~	لاکھ تدبیر کرے کوئی تو کیا ہوتا ہے
~	ہے اک جان پہ دنیا کی بلا میں جھیلیں
~	کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے
~	نصیحت ہمیں ست جان برادر
~	آہوں سے ترقی پہ مرا سوز جگر ہے
~	دل لیکے ہمارا کہیں برباد کرو گے
~	جب اور پہ اس طرح کی بیدار کرو گے
~	جست ہے یہ رکھائی اور ناحق کج ادائی ہے
~	یہ اقامت ہیں پیغام سفر دیتی ہے
~	خود بخود مجھ سے لگاوٹ ستم ایجاد کرے
~	دل میں ہو سس زلف چلیا نہیں رکھتے
~	اک روز کا رونا ہو تو رو کر مبر آئے
~	جب سمجھ نہ تم رتبہ اکسیر جوانی
~	حباب دار یہاں زندگی ہے دم بھر میں
~	کیفیت شراب میں ہے بے تکلفی
~	پیمبر میں نہیں عاشق ہوں جانی
~	کیا بتائیں غم کے ہاتھوں سے تمہیں
~	دنیا مجھے اندھیر ہے اس غم کی خبر سے
~	ڈر ہے کہ کہیں نام نہ مٹ جائے یہ آخر
~	سختی سہی یا کر دی اٹھائی
~	تا بر سر شغل و کام پاشی
~	مرنے والوں کو کیا کرے کوئی
~	غیب سے اُس کی مدد اسکی کمالتی ہے
~	وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے
~	ہائے اک دل پہ زمانے کی مصیبت دیکھی
~	گھر قبر سے بدتر ہے کہ فرزند نہیں ہے
~	کہ اوقات ضائع مکن تا توانی
~	اک آگ کے لگنے کی بہت گرم خبر ہے
~	لو دل بھی دئے دیتے ہیں کیا یاد کرو گے
~	یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے
~	نہیں اس وہم بجا کی زمانے میں وائی ہے
~	زندگی موت کے آنے کی خبر بُنی ہے
~	اس قدر دل سے بھلاؤں کہ بہت یاد کرے
~	ہم سر نہیں رکھتے کوئی سودا نہیں رکھتے
~	ہر روز کے رونے کو کہاں سے جگر آئے
~	اب خاک بھی چھا فو تو وہ دولت نہیں ملتی
~	یہ دم رہے نہ رہے یہ مکاں رہے نہ رہے
~	پاس ادب مجاس رنداں سے دور ہے
~	رہے موسے ہی سے یہ لن ترانی
~	مرتے جیتے ہر گھڑی ہر دم رہے
~	شعلوں کی طرح آہ نکلتی ہے جگر سے
~	مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے
~	افتا دتھی جو پڑی اٹھائی
~	میکو شش کہ نیک نام باشی

لا ا علم	کچھ نہ سوچھا سوائے میں نہیں کے	گر بُ موت نے جو آ دابا
..	اب بھی پوچھا تو مہربانی کی	آپ نے خوب قدر دانی کی
..	مقدر اپنا اپنا ہے ہمارا جام خالی ہے	و فور میکشی ہے اور پیالی پر پیالی ہے
..	دل گواہی جس پہ دیتا تھا وہ عزت کیا ہوئی	جی کسی کی عزت افزائی سے خوش ہوتا نہیں
..	کہ میری نطق نے بوسے میری زبانا کے لئے	زباں پہ بار خدا یا یہ کس کا نام آیا
..	این ہم بگمان ست بری یا نہ بری	سرمایہ عمر تو ہمیں یک کفن ست
..	اسیر دام عزلت شو خدا داری چہ غم داری	چرا خود را اسیر غم بفکر بیش و کم داری
..	تا کہ از صدر نشینان جہنم باشی	ہر گنا ہے کہ کنی در شب آدینہ کن
..	دماغ عیش پہ ہے آفتاب ہاتھ میں ہے	بغل میں ساقی مر و شراب ہاتھ میں ہے
..	سن رہے ہیں خبر راز نہاں واعظ کے	قلقل شیشہ مے سے ترے میکشیش ساقی
..	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیز دیگر	آفا قبا گر دیدہ ام مہربتان و زبیدہ ام
..	تو می باید کہ با دشمن بازی	اگر دشمن سازد با تو اے دوست
..	بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے	زمین چین گل کھلاتی ہے کسی کیا
..	نیا کوئی طوفاں اٹھا چاہتا ہے	رقیبوں سے خلوت میں ہوتے ہیں شور
..	گل نے سیکھی روش چاک گریباں ہم سے	لے اڑی طرز فغاں بلبل ناداں ہم سے
..	وگر نہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہے	یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے
..	بہوش باشش کہ عالم رواروی پر ہے	قضا لگاٹے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے
..	کچھ بت بھی تو بہ کسی کے خدا ہوے	سجدہ بتوں کا مرد موحّد سے ہو چکا
..	ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے	آزردہ رو ہوں اور مرا ملک ہے صلح کل
..	رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہیں ہے	تھمتے تھمتے تھمتے گئے آنسو
..	کیوں عدم سے تجھے ساتھ لے دل شیدا لا	تو نہ ہوتا تو نہ دنیا میں کوئی غم ہوتا
..	سر پر پڑا پہاڑ تو فریاد کیا کرے	قسمت کی بیوفائی کو صیاد کیا کرے
..	کہ ہیچ کار میر نشد بہ تنہائی	گیر دامن جمعیتے و کارے ساز



لا اعلیٰ	تا توانی زیبا نیست از ی	ہر سرے را کہ خود برافرازی
~	ہمانی چون تو بادشاہ ہے	کز دست میں گدا نیاید
~	کز مروت زیان نہ کرد کے	مردمی کن بجائے دشمن و دوست
~	یہ دل ہی میرا ہے کہ جہاں تو سما سکے	ارض و سما کہاں تری وسعت کو پاسکے
~	چون نگہ می کنی نمائد بسے	ہر دم از عمرے رود نفسے
~	زند کے زند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی	میکشتی راست کو کی صبح کو توبہ کر لی
~	وصل جنت سے جہنم ہے جدائی تیری	نہ تو جنت کے ہیں قائل نہ جہنم کے مقرر
~	نگاہ لطف سے دیکھیں تو خاک اکسیر ہوتی ہے	امیروں کی نگاہوں میں عجب تاثیر ہوتی ہے
~	اُسی کی ہو گئی عادت جفا کی	یہاں جس سے تمنائے وفا کی
~	جو گزرتے مید کے دل پر اسے میا دیا جانے	مصیبت کو مری تو اے ستم ایجاد کیا جانے
~	نام ہو آب کا اور کام ہمارا ہو جائے	چشم الطاف سے کچھ اب تو اشارا ہو جائے
~	خانہ بربادی کسی کی ہو کسی کا گھر بنے	کعبہ و بت خانے کا بننا بگڑنا دیکھئے
~	چمن سیر کرنے کے قابل یہی ہے	تماشا مرے دل کے داغوں کا دیکھو
~	خداوند اترے بندوں کی صورت ایسی ہوتی ہے	لب بام اُس صنم کو دیکھ کر موسیٰ یہ کہتے ہیں
~	باتیں کرتے ہیں لب زخم سے مرنے والے	زخم بول اٹھتے ہیں پوچھو جو نشان قاتل کا
~	رات کی رات ٹھہرائیں ٹھہرنے والے	منزل عیش نہیں ہے یہ سرائے فانی
~	یہ ممکن ہے کہ پھر سونا نہ ہو جائے	اگر لوہا کبھی پارس سے چھو جائے
~	برائی میں بھلائی ہے بھلائی میں برائی ہے	بہیں یہ بات بچپن میں معلوم نہ سکھائی ہے
~	تصدق دل ہے صدقہ جانا ہے قربا ایمان ہے	طبیعت آگئی ہے اس بت بے مہر پر حجاب
~	آج کیا مر گئے گھر بیاں بجانے والے	تھے شب وصل تو سب جان کے کھانے والے
~	کتوں کی طرح لڑتے ہیں مردار کے لئے	مرتے ہیں لوگ دولت دنیا کے واسطے
~	عدوے مملکت ستاؤ بہ شگفتش فرماے	ہر آنکشت کہ بہ آزار خلق فرماید
~	کز نئے بھو یا شکر بخوری	ناقدرداں کی نوکری ہے بری

<p>میر لا اعلیٰ</p>	<p>دلخ شراب دھوتے تھے کل جامناز سے تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہئے بڑا معلوم شد مارا کہ قصد جان مادی علم زیور ہے کہ دونوں کو جلا دیتا ہے چشم کلیم چاہئے دیدار کے لئے امروز نیز دلبر مرے روئے و جام سے نعوذ باللہ اگر غمزدہ تمام کنی ز شہر آئینہ یا از فرنگ می آئی ما حاصلہ کہ دیریم این بود ز آشنائی بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوا ادھر ہے اضطراب دل ادھر قائل پریشان ہے یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی کہاں سے لائیں بلبل دہن میرا زباں میری بچھڑے ہوئے مضمون نکلتے ہیں قلم سے مری جاں چاہئے والا بڑی شکل سے ملتا ہے ہر لحظہ ایک دن ہے ہمینہ ہے سال ہے دم تہ تیغ جو مارا مرا مسردہ دیکھ کباب ز گسی ہے یا شراب ارغوانی ہے خاک اڑانے لگے جب کرچکے برباد مجھے مجھ کو پیدا جو کیا رنج اٹھانے کے لئے کیجئے صبر اگر صبر کی غایت ہووے کثرت دود سے سیاہ شعلہ شمع خاوری ستم کی فوج کھڑی ہے پراجائے ہووے</p>	<p>لو میر آج مسجد جامع کہہ ہیں امام سیکے ہیں مسرخوں کے لئے ہم مصوی یکے خود بخبر و بودی دگر آراستی خود را مال دیتا ہے خدا عقل خدا دیتا ہے تاب نظر ہے شرط رخ یار کے لئے فردا شراب کو تر و حور از برے ماست بہ نیم غمزدہ جہان جلا قتل عام کنی چو گل شکفتہ بسد آب و رنگ می آئی پر خون دل ست مارا صد پارہ از جدائی جوانی سے ضعیفی میں زیادہ جوش ہوتا ہے الہی خیر کرنا عشق کی منزل پریشان ہے کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی جگر میں چٹکیاں لیتی ہے ہر طر فغاں میری ہیں طور جدائی کے عیاں طر زرت سے ملاتے ہو اسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے افسوس کیا کہوں جو مرے دل کا حال ہے ذبح کرتے ہیں مجھے اور یہ فرماتے ہیں فقیہ مرست ہوں نعمت مری حاضر ہے جو چاہے آئے تربت پہ بہت روئے کیا یا د مجھے کیا ازل ہی میں مقدر تھا برا میرے خدا ہو سٹھل تو سٹھل کی نہایت ہووے صبح ہوئی تو کیا ہوا ہے وہی تیرہ آخری خدا پناہ میں رکھے تمہاری پلکوں سے</p>
-------------------------	--	--

پہنائے جب اُس گل کو بچوں کے ہار  
 سرھلنے میر کے آہستہ بولو  
 دیدار می نمائی و پرہیز می کنی  
 سرکنم شکوہ اگر تاب شنیدم داری  
 اور ہو گا کوئی اس بت کی محبت کیلئے  
 لوگ کہتے ہیں دے دیا کیوں دل  
 اس کے ذرتک پہنچ گئے ہیں ہم  
 چین تجھ کو نہ ملے میرے تانیوالے  
 میری راتیں رنج کی اندوہ کی  
 ذکر رقیب عاشق مشیدا کے سامنے  
 کچھ خبر بھی ہے تمہیں اپنے گرفتاروں کی  
 دعوئے جو عشق کا ہے تو فریاد کس لئے  
 یہ قمار خانہ رفعت ہمہ پاکباز دیدم  
 اگر کچھ عشق صاوق ہے تو تم کو لانہم ہے  
 نہاں بار قیامت گزر گئی ہم پر  
 بے شبہہ خطا کی جو دل اس بت سے لگایا  
 دیکھنے دو مجھے بد میں جو برا دیکھتا ہے  
 اے نسیم سحری کہیو مرا عوض نیاز  
 کاٹ دے ہنس بول کے دن زیست کے  
 حسینوں کی باتوں کا کیا اعتبار  
 داغ دل تازہ ہوا آہ دل ناشاد سے  
 لکڑیے ٹھٹ کھڑی ہے نامرادی  
 برا ہوتا ہے اپنی حد سے ہر شئی کا گزر جانا

نزاکت سے دہری کمر ہو گئی  
 ابھی تک روتے روتے سو گیا ہے  
 بازار خویش دآتش ماتیزی کنی  
 سینہ بشکافم اگر طاقت دیدن داری  
 ہم تو بس پیدا ہوئے رنج و کلفت کیلئے  
 چھین کر لے گیا۔ دیا کس نے  
 آگے تقدیر کی رسائی ہے  
 تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے  
 تیرے دن تفریح کے آرام کے  
 اچھی نہیں یہ آپ کی نعمت سر بردھیئے  
 جان آنکھوں میں ہے اب عشق کے بیمار دہی  
 یہ آہ آہ اے دل ناشاد کس لئے  
 چو بعموم و صیدم ہمہ یافتہ ریائی  
 کہیں ایسا نہ ہو وہ گلبدن بدنام ہو جائے  
 مگر ہنوز شب انتظار باقی ہے  
 خود ہم نے کیا شیشہ کو پتھر کے حوالے  
 میں بُرا ہوں کہ بھلا اس کو خدا دیکھتا ہے  
 گلشن یار میں گر ہووے رسائی تیری  
 آدمی کو چاہئے بے غم رہے  
 ادھر کی طبیعت ادھر ہو گئی  
 ہو گیا روشن چراغ اپنا گزار باد سے  
 تنائے دلی نکلے کدھر سے  
 بشر کو چاہئے انجام پر رکھے نظر پہلے

کیسا حجاب کس کی حیا اور کہاں کی شرک	پرہ سے ہاتھ۔ ہاتھ سے پردہ اٹھائیے
ضائع نہ کیجئے سخن آبدار کو	یہ گوہر نگینہ مزار گوش ہے
بزیر جامہ نہان کردہ بر من نسیم	بچشم اہل بصیرت برہنہ می آئی
ہم معتمد دعوئے باطل نہیں ہوتے	سینہ میں کسی شخص کے دودل نہیں ہوتے
دفعے بقرہ گوئے کہ صد کوزہ نبات	کہ گہ چنان بکار نیاید کہ حفظ
بقومے کہ نیکی پسند و خداے	دہد خسرو عادل و نیک رے
رعیت نوازی و سر لشکری	نہ کار سیست باز یجہ و سر مری
سرک دنیا ہی کوچ کی جاہر ایک کو خوف بدم	رہا سکندر یہاں نہ دارانہ ہی فریدیں یہاں نہ جم
دست سوال لاکھوں ہی عیبوں کا عیب ہے	جس ہاتھ میں یہ عیب نہیں دست غیب ہے
ہے رشک ضعیفی جوانی ہماری	تلف ہو گئی زندگانی ہماری
ہوتی ہے سخی کو شرم دو چند	سائل جو نجل ہو اس کے در سے
جب شریفوں میں از حرام و زنا	کیوں نہ برس فلک سے انگارے
عشق کیا شے ہے کسی کاں سے پوچھا چاہئے	کس طرح جانا ہو دل بیدل سے پوچھا چاہئے
مگر لا علاج ہے تو علیجہ کا داغ ہے	بدتر وہ قبر سے ہے جو گھر بے چراغ ہے
جنون ز سر بند و دست عقل گیر و بیا	کزین بہانہ مسلم نہ کہ شیدائی
ہر چند سپہ داری آراء دلم می ترس	کز سینہ مجروحان ہر آہ بود تیرے
رحم کر مجھ پر کبریا کے لئے	نہ ستا تو مجھے خدا کے لئے
بری عورتوں کا نہیں اعتبار	ادھر کی طبیعت ادھر ہو گئی
بھلا ہمدرد انسان کو کہیں ملتا ہے دنیا میں	جنھیں گھر بیٹھے لمبائے بڑا انکا نصیب ہے
کعبے کی ہے ہوس کبھی کوئے تباہ کی ہے	مجھ کو خبر نہیں مری مٹی کہاں کی ہے
پی بھی لے زاہد جوانی میں شراب	عم بھر تر سے گا اس دن کے لئے
اے ہما پیش فاقی سلطنت کیا مال ہے	بادشہ آتے ہیں یا بوس گدا کے واسطے
تدبیر کیا کروں مری قسمت کی بات ہے	قسمت خراب ہو تو گلہ کس کے ساتھ ہے

ہم ہونگے وہ نہ ہوگا وہ ہوگا ہم نہ ہونگے	ہم غیر اور دونوں اک جاہم نہ ہونگے
چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارک بادی	زہرہ در قفس بعد از و طربین شادی
کرو سجدے عنایت ہے خدا کی	طواف کعبہ میں اب بت ملا ہے
بچے کی طرح گود میں شوہر جو ملا ہے	کم سخت جواں بیوی کو قسمت سے گلا ہے
دل ہی نہ ملا تو آشنائی کیسی	ہم تم ہیں جو ایک پہر جدائی کیسی
آپ کیا آئے کہ لاکھوں ہی کی دولت لگئی	مل گئی ثروت ہیں یا کوئی نعمت مل گئی
یہ کیسی رات ہے مر کر بسر نہیں ہوتی	شب فراق کی یار ب سحر نہیں ہوتی
جب آنکھیں چار ہوتی ہیں مروت آہی جاتی ہے	دل آزرده کہتا ہے نہ بولوں یار سے لیکن
کیوں نہ بیوی کرے زنا کاری	بوڑھے شوہر کی دیکھ ناکاری
رگ رگ میں محبت ہے فقط دلیں نہیں ہے	کچھ سورج سمجھ کر وہ گلا کاٹیں ہمارا
گس ہرگز نخواہد رفت از دکان حلوانی	تو خواہی آستین افشان خواہی امن اندر کش
نکل شہر سے راہ جنگل کی لی	نہ سربہ بدہ کی لی اور نہ جنگل کی لی
پوچھنے کیا ہو مصیبت کے گرفتاروں کی	کٹ گئی عمر غم و رنج میں بیچاروں کی
جنگ سے ہٹنے نہیں جنگ میں مرنے والے	قول سے پھرتے انہیں قول کے کرنے والے
بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئیں گے	ہمنشیں جب مرے ایام بھلے آئیں گے
دلم بردی و دلداری نکردی	غم دادی و غمخواری نکردی
کہ شبلم صبح تک روتی ہے غنچہ مسکراتا ہے	نہیں معلوم کیا نیزنگ گلشن میں کھلاتا ہے
نہ دیندگت زیادہ از روزی	گر زمین را با آسمان دوری
بچاؤ جان و جوانی و زر خدا کے لئے	کرو نہ عشق طوائف کا کبریا کے لئے
گو مسلمان ہوں یہ بول اٹھتا ہوں بے کالی کی	سانولی دیکھ کے صورت کسی متوالی کی
خصوصاً چلتی پرزہ بیسوا سے	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
ٹھو کریں کھاتا ہمارا سر چلے	آز رویہ ہے کہ تیری راہ میں
بہین کہ باک بریدی و باک بیہوشی	بقول دشمن پیمان دوست بشکستی

لا ا علم

لا اعلیٰ	دابے ہوئے بغل میں صراحی شراب کی	ٹپکے ہوئی لہو سے ابھی منہ چھپا کے تم
"	وضع ہر وضع دار کھوتی ہے	منفلسی سب بہار کھوتی ہے
"	غم کی جورات ہے آنکھوں میں سحر ہوتی ہے	زندگی ہجر میں کیا خاک بسر ہوتی ہے
"	ترپتے رہے نیم جاں کیسے کیسے	نہ مڑ کر بھی بیدار ظالم نے دیکھا
"	ہجر میں دو چار یہ ہدم رہے	درد و غم رنج و الم حزن و قلق
"	چون کار سبحان آمد اکنون من در سوائی	سنا داشت دلم طاقت بودم بہ شکبائی
"	اب اور کیا کریں گی آزادیاں ہماری	سب میں ذلیل و رسوا ہم خوب ہو چکے ہیں
"	مکڑے ہوتا ہے کلیجہ میرے افسانے سے	فکر ہے دوست کو احوال سناؤں کیونکر
سعدی	شبے ز معده سنگے شب زولتنکے	ایسر بند شکم را دو شب نگیرد خواب
"	فزون گردوش کبر و گردن کشی	چو با سفلہ گوئی بہ لطف و خوشی
"	چہ غم خورد کہ بہر د چراغ بیوہ ز نے	فرشتہ کہ دکیل ست بر خور اُن باد
"	بہ از نادہی کہ تپش غم خوری	غمی کہ پیش شادمانی بری
"	بہ از شیرینی از دست ترکش روے	اگر حنظل خوری از دست خوش خودے
"	مرو کہ عیش برو نیز تلخ گردانی	ز سخت روے ترش کردہ پیش یار عزیز
"	فرو نہ بند کا رکشادہ پیشانی	بہا جتے کہ روی تازہ روے و خندان
"	کہ از خوے بدش فرسودہ گردی	مہر حاجت بہ نزدیک ترش روے
"	کہ از رویش بہ نقد آسودہ گردی	اگر حاجت بری نزد کسے بر
"	تخم کنجشک از جہان برداشتے	گر بہ مسکین اگر پر داشتے
لا اعلیٰ	نہ کہ حسن رخ زیبا کے نظارے کیلئے	آنکھیں ہیں صنعتِ خالق کے تماشے کیلئے
سعدی	چہ غم داردش ز آبروے کسے	یکے کردہ بے آبروے بے
"	توانی کہ پیلے بموے کشی	بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی
"	ایسر دام عزلت شو خدا داری چہ غم داری	چرا خود را ایسر غم بفکر بیش و کم داری
لا اعلیٰ	اینہم بگمان است بری یا نہ بری	سرمایہ عمر تو ہمیں یک کفن است

۱۱ علم	سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی	ہمیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
~	کجا بینی از دولت آسایشے	تو نا کردہ بر خلق بخشایشے
~	چون ندیدم فر و نماند بے	ہر دم از عمر میر و دنفے
~	دو محلے میں ہمارا آشتیاں ہے	غم میاد فکر باغبان ہے
~	آپ کی یوں ہی خوشی ہو ہر با یوں ہی سہی	جو کہو گے تم کہیں گے ہم بھی ہاں یوں ہی ہی
~	پیسہ نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے	پیسہ ہی رنگ و روپ ہو پیسہ ہی مال ہے
~	گردست قنادہ بگیری مردی	مردی بود قنادہ را پائے زدن
~	یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے	نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
~	روز پیغام چلے آتے ہیں بتخانے سے	بت صرم میں بھی نہیں چین سے رہنے دیتے
~	یہ تو طالب زر کے ہیں اوریاں خدا کا نام ہے	ان بتوں کو ہم فقیروں سے بھلا کیا کام ہے
~	کہ شرکت بر نتابد بادشاہی	مکن در ملک سلطان ہرچہ خواہی
~	ہماری آہ کا ہرگز نہ جائے گا اثر خالی	رقیب رویہ پر گر پڑی کی ایک دن بجلی
~	فغاں ہے درد ہو غم ہے الم ہے ناتوانی ہے	بھلا اے عشق یہ بھی کوئی اپنی زندگانی ہے
~	نہیں معلوم دھیان کس کا ہے	آپ ہیں اور اپنا کمر ہے
~	ادھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہو	رخ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
~	میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے	فقیرانہ آئے صبر کر چلے
~	نئی ترکیب نکلی امتحاں کی	تلاش انکو ہے میرے رازداں کی
~	ہما کو کب چغہ پہچانتا ہے	قدر آلو کی آلو جانتا ہے
~	خوب تدبیر نکالی مرے مر جانے کی	مشتر کی جو خبر یار نے گھر جانے کی
~	شیعہ سنی ہو گئے ہندو مسلمان ہو گئے	میر نیزنگ جہاں دیکھا کئے زندان عشق
~	جو آگے آئے بس اُسے ناچار دیکھئے	جو کچھ دکھائے چرخ ستمگار دیکھئے
~	قلب پر بیاہتا کے ایک چھری ہوتی ہو	ڈاھ سوتا پے کی یہ سچ ہے بری ہوتی ہو
~	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے	چار دن کی دوستی کا ہے زمانے میں رواج

<p>۱۷ علم</p>	<p>سب سے پہلے عرصہ محشر میں حاضر ہو گئے          صورت یا س بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے          خاک سے میری کوئی ساغر بنایا جاہئے          جیسا مشتاق ہو نزدیک بھی ہے دور بھی ہے          ہم لوگ تو مجبور ہیں مختار خدا ہے          نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے          سانپ چھاتی پہ لوٹ جاتا ہے          کیا غم ہے مزہ دار طبیعت نہیں بھرتی          ہم کو پردہ میں نظر آتی ہے صورت اچھی          تری ذات پر ہے مہارا مجھے          کہ دن کی تو اب دو پہر فاصل گئی          مرنا اولاد کا قیامت ہے          خدا سے کیا ستم و جور نا خدا کہئے          ہم نے دیکھے ماہ پر دو سانپ لہرا تے          بیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے ڈیگری          اس پہ بگڑے ہیں کہ ہم زخم جگر دیکھیں گئے          معرکہ قہر کا ہے دیکھئے کیسا ہوتا ہے          غربت کی چھاؤنی ہے جہاں وہ مقام ہے          دنیا کا نہ آخرت کا غم ہے          پسندان کو بھی نیکن اچھی صورت آہی جاتی ہے          ادا غمزدہ پیہمن شیوخی شرارت آہی جاتی ہے          آج کیا ٹوٹ گئے سارے گھڑی کے پرزے          گرفتار قفس بلبل نہ کیوں ہونو شنائی سے</p>	<p>جال ان کی دیکھا کو یا بڑے مظلوم ہیں          شکل امید بھلا سس کو نظر آتی ہے          کارہ گر بعد فنا بھی میکشی کا شوق ہے          فاصلہ کو چہ مجرب کا کیا پوچھتے ہو          حمد اور پرستش کا منزاوار خدا ہے          گلستان میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا          یاد وہ لطف جب کہ آتا ہے          غم کھاتا ہوں لیکن مری نیت نہیں بھرتی          دیکھنے والوں سے انداز کہیں چھپتے ہیں          نہیں ساتھ غم میں کوئی گر مرے          شب وصل کا وقت ہے عنقریب          سخت آفت ہے سخت آفت ہے          سفینہ جب کہ کڑوہ سے آگ کا غالب          منہ پہ انکے آگے گیسو جو بل کھاتے ہو          اے چہرہ زیبائے تور شک تباہ آذری          بچپنا ہے نوحہ دیں بھی میں زالی انکی          اس طرف صبر و رضا اور ادھر ناز و ادا          پوچھو مسافروں کی نہ کچھ بود و باش کو          اسے جو کس جنوں تری بدولت          بظاہر لاکھ حسن و عشق سے ہیں بھاگتے زاہد          ذرا بھی حسن جس مشوق کو ملتا ہے عالم میں          نہیں معلوم شب غم رہی کتنی باقی          کبھی ہوتا ہے دامن آپ اپنا جو ہر ذاتی</p>
---------------	---	--



مدام سر پہ مصیبت پڑی نہیں رہتی  
 نظر کوئی اپنا تو آتا نہیں  
 دل بلبل چمن میں آج کن جھگڑوں میں اکٹا ہو  
 ہم کو اس قید الم سے تو رہائی ہوتی  
 رہتی دست جو ہو کہو کیا کرے  
 وہ حسن وہ انداز وہ پھر بانگین اس کا  
 سوا تیرے کسی سے اور الفت ہو تو کافر ہو  
 ہم تو اشارہ فہم ہیں اور زود فہم بھی  
 دل کو وہ مول لیکر کہتے ہیں فکر کیا ہے  
 برپا کریں گے حشر قیامت بھی ڈھانینگے  
 کٹ جائینگے مری جائینگے پیچھے نہ ہٹیں گے  
 دوست صادق جائے اُسکو کہ جو  
 ہو میں تدبیر کہ نہیں خبر وہ کدھریاں وہیں ہم گدھر  
 دے داد اے فلک دل حسرت پرست کی  
 تری مشق ستمگاری جو پہلے تھی جواب بھی ہے  
 اب بنائے سے نہیں بنتی ہے کچھ  
 میں اگر عاصی ہوں وہ غفار ہے  
 اے دل ذرا تو ہوش میں آ وقت تنگ ہے  
 کیا شوخیاں ہیں ابلق تیل و نہار کی  
 شب ہجر یوں ہی بسر ہو گئی  
 پروں کو کھول دے ظالم جو ذبح کرتا ہے  
 اپنی دیر لڑھ اینٹ کی جدا مسجد  
 گزری جوانی پیری بھی اب آشکار ہے

لا اعلم  
 ہمیشہ یا کسی کی اڑی نہیں رہتی  
 جو موجود یاں ہے وہ بگناہ ہے  
 ادھر صیاد کی دہشت اُدھر گلیں کا کھنکھار  
 شب ہجر اس کے عوض موت ہی آئی ہوئی  
 نہیں اس کا قابو جئے یا مرے  
 چھل بل ہے قیامت کی تو انوٹ ہو غضب کی  
 تمہیں پر جان جاتی ہے تمہیں پر دم نکلتا ہے  
 ملتے ہی آنکھ بات ترے دل کی پاگئے  
 یہ چیز اپنی کر لی قیمت بھی مل رہے گی  
 پر جیتے جی رقیب کے بس میں نہ آئیں گے  
 یہ سوچکے نکلے ہیں کہ میدان میں ڈٹیں گے  
 رنج و غم میں کام آئے دوست کے  
 نہ ہے نامہ برد نہ پیام برد سلام ہے نہ پیام ہے  
 ہاں کچھ نہ کچھ ملائی ما فاست چاہئے  
 ہمارے دل کو بیماری جو پہلے تھی جواب بھی ہے  
 پڑ گئی کیسی غضب میں جان ہائے  
 حق تعالیٰ کی بڑی سرکار ہے  
 سامان کو چ کر کہ بڑی اب درنگ ہے  
 جہتی نہیں ہے ران کسی شہسوار کی  
 تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی  
 کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی  
 کسی دیرانے میں بنالیں گے  
 اب چیت کچھیلی رات کا کیا اعتبار ہے

لا اعل	جر آسماں کی کھود رہے ہیں پڑ پڑ	ہیکار خفگان لحد کو نہ جانئے
~	ہمارے بھی ہیں مہر ہاں کیسے کیسے	غم و غصہ و رنج و اندوہ و حواں
اسد	گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی	چھیر ڈخو ہاں سے چلی جائے اند
لا اعل	آپس میں دوستوں کو تکلف نہ چاہئے	ہاں مال غیر کف میں تصرف نہ چاہئے
~	عشق سست و ہزار بدگمانی	باسایہ ترانمی پسندم
~	کچھ بے تکلفی بھی تو صحبت میں چاہئے	کیا آپ بت بنے ہوئے بیٹھے ہیں بزم میں
~	جوش گریہ ہے کہ ماون کی بھرن پڑتی ہے	داغ فرقت ہے مرے دل میں جلن پڑتی ہے
~	جبیں رہے نہ رہے آتاں رہے نہ رہے	ہمارے دل سے میٹے گانہ داغ شوق بخود
~	زمین جس کی چہارم آسماں ہو	یہ کس رشک مسیحا کا مکاں ہو
~	جادو وہ جو مر پر چڑھا کے بولے	کیا لطف جو غیر پر وہ کھولے
~	جفاؤں سے ہم اُس بست کو پشیمان کر کے چھوڑیں گے	جفاؤں سے ہم اُس بست کو پشیمان کر کے چھوڑیں گے
~	مسلمان ہیں تو کافر کو مسلمان کر کے چھوڑیں گے	مسلمان ہیں تو کافر کو مسلمان کر کے چھوڑیں گے
~	آگ کعبہ میں لگاؤ گے تو بدعت ہوگی	دل عاشق کو جلاتے ہو غضب کرتے ہو
~	ترے قرباں ارے ظالم یہ تیری ہی کہانی ہے	مرا احوال سن کر کس لئے یہ مہر بانی ہے
~	واشد ارادہ ہے کہ ہم صاد کریں گے	گر خون کا محضر بھی وہ لکھ کر ہمیں دیوں
~	چمن سر بہر ہے باران رحمت کے تفضل سے	شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر
~	نہیں ممکن سلامت چھوٹنا موزی کے چنگل سے	خدا محفوظ رکھے دل کو اس افسی کے کال سے
~	شکر ریزی اگر درخندہ باشی	جہان سوزی اگر در غمرہ آئی
~	مرغوں میں چھپے ہیں چمن میں بہار ہے	موسم بدل گیا ہے ہوا خوشگوار ہے
~	تکے چنوائے لگی اہم سے جدائی آپ کی	باعث وحشت ہوئی بے اعتنائی آپ کی
~	جوانی کیا تمہیں پر پھٹ پڑی ہے	مجھے دیکھو کہ میں بھی آدمی ہوں
~	میدان کارزار میں ٹہرے تو مرد ہے	اپنی جگہ تو سب کو ہے دعوے مردی
~	نمی آید خوشم این لن ترانی	نیم موئے نقاب از چہرہ بردار

محل میں گدگداتی تھی شوخی نگاہ کی	شیشوں سے آرہی تھی صداقاہ قاہ کی	لا ا علم
کیوں بتوں کو حسن بخشا تھا جو ہم بھولے تھے		"
منصفی اسے داور روز قیامت چاہئے		"
من بدنام را کشتی بہ غمزہ	کرم کردی الہی زندہ باشی	"
مدت شادی و غم نیست برابر بچھا	گر یئ شمع شبے خندہ صبح ست دم	"
بھروسے پہ اپنے دل و دست و پا کئے	سمجھتے ہیں سناٹھ اپنے لشکر خدا کے	"
واقف جو ہم نہیں ہیں اس بزم میں کسی سے		"
ہیں کیا غریب بیٹھے چپ چاپ اجنبی سے		"
نے دوست کا جھگڑا ہے نہ دشمن کا فدا	مرقد بھی عجب گوشہ تنہائی ہے	"
تم اپنے مشکوہ کی باتیں نہ کہو د کہو د کے پوچھو		"
حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے		"
زمانہ ہم سے پھر جائے تو پھر جائے	تری آنکھوں کا پھر جانا ستم ہے	"
نہ مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا	ترپتے رہے نیمجاں کیسے کیلے	"
نتھے ہم پیش ازین آگاہ حال عشق بزاری سے	نہ تھا معلوم دل آتا ہے پہلے یا قضا پہلے	"
بالا ہے ترا حسن حسینان چگل سے	سب بزم ہے شتاق نکل پردہ دل سے	"
حاجت بناؤ کی تجھے اسے نازنین نہیں	زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لئے	"
آئے نہ آئے رحم اُنھیں اختیار کیا	ہم درد دل کا حال مفصل نہ چکے	"
قریاں عاشق ہیں تیری سر بندہ ہے ترا	بلبلیں تجھ پر فدا ہیں گل نرا دیوانہ ہے	"
مے پیکے عید کیجئے گزرا مہ صیام	تسبیح رکھئے ساغر و مینا اٹھائیے	"
خاموشی میں یاں لذت گویائی ہے	آنکھیں جو ہیں بند صین بنائی ہے	"
یوں تو منہ دیکھے کی ہوتی ہے محبت سب کو	جب میں جانوں کہ میرے بعد مرادھیان رہا	"
خدا کا قبر بتوں کا عتاب رہتا ہے	اس ایک جان پہ کیا کیا عذاب ہوتا ہے	"
کہ بر خاطر بادشاہان غمے	پریشان کسند خاطر عالمے	"

لا اعلیٰ

سہ سہنتی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے

وقت را غنیمت دان آن قدر کہ توانی  
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انہاں سے  
جس بات کو نہ چاہے طبیعت وہ قہر ہے  
ماہل از حیات اے جان یکدم منت گردانی  
بہار آئی خزاں کے دن گزر کے  
مہربانی کے بھی دن آہی گئے  
مرا خواندی و خود بدام آمدی  
یہ ڈھنگ طور اس بت رعنا کے ہو گئے  
جس کے ہم مارے ہوئے ہیں وہ سنگ اور ہے

زخم ہے جس کا رگ جاں میں دہشتہ اور ہے  
رہتا ہے آدمی کا نشان اس جہان میں  
ہنٹی ہے قبر بعد فنا نام کے لئے  
اقرار جو کئے تھے کبھی ہم سے آپ نے  
کہئے وہ یاد ہیں کہ فراموش ہو گئے  
آدمی را قوت دست از دل ہت  
ہم کہ اور دل قوی باز قوی  
دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے  
درد سر ہو تو کچھ نہ دوا کیجے  
ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے  
یاں نکلے ہیں سودے کو درم لیکے پرانے  
درد دل عشق کی خامی سے عیاں ہوتا ہے  
اگر توقع بخشایش خدا داری  
سادگی زیور ہے اس سن کے لئے  
خود جوانی ہے جوانی کا سنگار  
کیا یہ دنیا عاقبت بخشائے گی  
وہ سوتے ہیں پھرتے جو کل جا بجا تھے  
کہ دعوت یہاں کی عداوت ہوئی  
ہم خوب سمجھتے ہیں یہ انداز تمھارے  
ہم نہ جیتے جی مرے کام آئیگی  
ہزار غریباں تا سنف کی جا ہے  
یہ ایک اور تازہ مصیبت ہوئی  
بیکرا نگہ شوق سے کترا کے چلے ہو

لا ا علم	گوروں کی چھاؤنی ہے کلیسا کے سامنے	آنکھ اُس صنم کی دیکھ کے رہ گئے ہیں
"	اب زمانے میں کچھ ان باتوں کا چرچا ہم سے	جا چکی تھی رسم الفت مٹ چکا تھا نام عشق
"	ظلم اٹھائے اور خوش و خرم ہے	یہ جگر لائے کہاں سے آدمی
"	دوست پھر جاتے ہیں دشمن کی شکایت کیا ہے	سچ تو یہ ہے کہ برا وقت نہ دکھلائے خدا
"	کلام وہ ہے جو خوش سارے انجن کو لگے	جو دل پسند نہ ہو آگ اس سخن کو لگے
"	یہ تو ممکن نہیں پہلو مرا خالی رہ جائے	تو نہ ہوگا تو ترا درد رہے گا دل میں
"	عذرش بندہ ارکند بعرے ستے	آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرے
ذوق	بہتر ہے طاقات سیما و خضر سے	اے ذوق کسی ہدم دیر بینہ کا ملنا
لا ا علم	کار تو شود ساختہ از لطف خداے	در ساختن کار کان سسی نماے
"	میرے دکھ کی دوا کرے کوئی	ابن مسریم ہوا کرے کوئی
"	اصالت جس میں ہوتی ہے وہی تو اکرستی ہے	خمیدہ کہتا ہے انسان کو گو ہر شرافت کا
"	رضواں پکارا اٹھا در فردوس وا ہوے	ہنگام نزع آپ جو رونق فرا ہوے
خسرو	باشد کہ از بہر خدا سوسے غریبان بنگری	خسرو غریب ست و گدا افتادہ دشہر شما
لا ا علم	ناز بھی اُس کے اٹھانا چاہئے	لطف بوسے کا اٹھانا ہے اگر
"	قدش خم گرد و از بار گرانی	بفرش گل کند گر سایہ بانی
"	میرا چلو شراب سے بھر دے	جام جم رکھ دے طاق کسرے پر
"	کچھ تو سمجھے ہوئے تھے اگلے زمانے والے	کوئی خالی نہیں دنیا کی مذمت ہو کتاب
"	بلک دہری پاسبندہ باشی	بخوبی پہچو مہ تابندہ باشی
"	ہم کو تو دل لگی سے غرض ہے کہیں سہی	گر تم نہیں تو اور بت مہ جہیں سہی
"	ہے مگر آپ کی شوخی تو غضب کی شوخی	خوبرو جتنے ہیں دل لیتی ہے سب کی شوخی
"	بجائے شیر مارا زہر دادے	مراے کا شکے مادر نہ زادے
"	خدا شاہد ہے ہم نے دل لگانے کی مزا پائی	بڑی تکلیف تیرے ہجر میں او بے وفا پائی
"	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	شعا بد سے مکائد سے دغا سے

زندگی ہے تو خزاں کے بھی نکل جائیگے دن	فصل گل جینتوں کو پھر اگلے برس آئیگی
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے	اک فقط نام ہی نام باقی ہے
لطف شراب خواری کو ہرگز نہ چھوڑیے	سو بار تو بہ کیجئے سو بار توڑیے
گزرتی ہے جو دل پر منہ لاکے مبتلا جانے	جو ہو بیدر وہ درد دل بیمار کیا جانے
دلا تجھ کو شکوہ ہے ناحق بتوں سے	دغا ان کو کرنیکی عادت پڑی ہے
جاے عبرت سرائے فانی ہے	مورد مرگٹ نو جوانی ہے
ہر ایک بات پہ کہتے تم کہ تو کیا ہے	تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
سید گلیم ہوں لازم ہے میرا نام نہ لے	جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے
شکر۔ بیوفا۔ بیدرد۔ دشمن۔ فتنہ گرد۔ ظالم	تری سیرت تو دیکھیں حسن صورت دیکھنے والے
کیسا ستم فلک مجھے تو نے دکھایا ہے	سر سے پدر کے سایہ کو تو نے اٹھایا ہے
نہ دل بس میں نہ قابو میں جگر ہے	ہمارا حال اب نوع دگر ہے
حق تعالیٰ تجھے تاحشر سلامت رکھے	اے مرے خاوند ویراں کے بسانہ والے
اگرچہ پیش خرد مند خامشی ادبست	بوقت مصلحت آن بہ کہ در سخن کوشی
واہ ری جذب محبت کی کشش	باتیں کر لے کھوتے دودل ملگے
شرح این آتش جانسوز نہ گفتن تاکے	سو ختم سو ختم این راز نہننق تاکے
لاکھ سمجھائے کسی کو کوئی کیا ہوتا ہے	سیکھتا ہے وہی انسان جو کچھ کھوتا ہے
سچا خدا داد حسن پایا ہے	آپ اللہ نے بنایا ہے
عشق بازی ہنسی نہیں ہوتی	دل لگی دل لگی نہیں ہوتی
ستم سہمت ہیں نیجاں کیسے کیسے	وہ لیتے ہیں روز امتحاں کیسے کیسے
سر مشوریدہ کہ اس زلف کا سودا نہیں خوب	اس بلا میں جو پھنسا شامت انساں آئی
وصال یار سے دونا ہوا رنج	مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی
خندنگ ناز سے اوروں کو کیجئے گھاٹل	بغل میں ہے مرا زخم جگر بجائے ہوئے
عجب رمائی ہے قسمت میں اے حنائیری	چمن جو چھوٹ گیا دست نازنین میں رہی

لا علم

<p>لا ا علم</p> <p>فوق</p> <p>لا ا علم</p>	<p>کو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارا سامنے</p> <p>سکھائی ہے فغاں کتب میں یوں افغانی نے</p> <p>کہ دیکھے ہوئے ہیں ہم آنکھیں کسی کی</p> <p>دودن کی زندگی میں بھلا کوئی کیا کرے</p> <p>تم ہیں جان گئے ہم تمہیں پہچان گئے</p> <p>نزدیک عاقلوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے</p> <p>رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلارہن سے</p> <p>ہے ہر خامشی مرے لب پر لگی ہوئی</p> <p>جہاں ہم نہ پہنچیں وہ منزل یہی ہے</p> <p>یہاں پر پردہ کے پیچھے تماشا اور ہوتا ہے</p> <p>صاحبو اپنی اپنی قسمت ہے</p> <p>نگاہ لطف ادھر بھی ذرا خدا کے لئے</p> <p>فوق تیری پارسائی دیکھ لی</p> <p>جب تک نہ عمل ہو کوئی تاثیر نہ ہوگی</p> <p>بے نیازی تری عادت ہی تھی</p> <p>محروم ہے سوال ہمارا جواب سے</p> <p>سوز الفت کا مزہ پوچھئے پروانے سے</p> <p>حق را بسجودے و بنی را بہ درودے</p> <p>سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے</p> <p>اہل ہوس نے دونوں کی مٹی خراب کی</p> <p>یہ سب مٹیں گے تجھی پر رہے گا تو باقی</p> <p>یہاں رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے</p> <p>جس کا انجام خوشی ہو وہ لال اچھا ہے</p>	<p>قتل کر ڈالو ہیں یا جرم الفت بخشدو</p> <p>مجھے تو نالہ و فریاد کی عادت ہے لمفلی سے</p> <p>زمانے کی چالیں کوئی ہم سے پوچھے</p> <p>فکر معاش و عشق بتاں یاد رفتگاں</p> <p>امتحان خوب جفا کا بھی وفا کا بھی ہوا</p> <p>سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے</p> <p>پوچھ مت راہ وفا اُس نگہ پر فن سے</p> <p>شکوے تو ہیں ہزاروں مگر تیرے روبرو</p> <p>نہ ہوگی کبھی ان کے دل تک رسائی</p> <p>خدا کی کارخانوں کے کوئی اسرار کیا جانے</p> <p>اُس کو مسجد ہے تم کو بت خانہ</p> <p>کھڑے ہیں دیر سے ہم عرض مدعا کیلئے</p> <p>ظاہر اصفونی بنا باطن سیاہ</p> <p>لیکن یہ کسی کام کی تقریر نہ ہوگی</p> <p>ہم بھی تسلیم کی خود ایں گے</p> <p>ہم بوسہ مانگتے ہیں وہ کچھ بولتے ہیں</p> <p>کام آسان نہیں عشق میں جلنا مرنا</p> <p>زنہارا زان قوم نباشی کہ فریبند</p> <p>جہاں اگرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے</p> <p>خواہش کا نام عشق نمایش کا نام حسن</p> <p>نہ گل رہیں گے چمن میں نہ گل ہیں بو باقی</p> <p>وہ دل لیکے چپکے سے چلتے ہوئے</p> <p>جس کا انجام مصیبت وہ خوشی بھی ہے بری</p>
--	--	--

<p>ہم نہیں وہ کہ جو میدان سے ٹل جائیں گے  جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آگئے  کیا رنگ بدلاتی ہے کیا ناچ سچاتی ہے  پردے پردے ہی میں کمبخت جو رسوا ہو جائے  کار ہر مرد و مرد ہر کار سے  زبان سخن کیلئے ہے سخن زبان کے لئے  خوشبو جو گل کی ہے تو چمک آفتاب کی  ہیں کالے کپڑے  ما تم تو اور رنگت خضاب کیا ہے  کوئی حقیقت آن کر کہتا نہیں بری بھلی  دو چار گلابی ہیں تو دو چار بسنتی  بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائے  غلغلے مدت سے سنتے ہیں مبارکباد کے  کارش بصلاح آری و راست کنی  گزرتی ہے جو کچھ خدا جانتا ہے  کہ باز آیدت دست حاجت تھی  دل را بحق یہ بند و زبان را بجا کری  عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے  جہاں پھرے تو پھرے پروہ جان جاں نہ پھرے  کس کس کی ہرے سر محض لگی ہوئی  رہے پیش برادر وقت سمنی  سوتے ہیں تہ خاک گلے میں کفنی ہے  کیوں جی صیاد اسیروں کی یہ مہانی ہے</p>	<p>دشمن آتا ہے تو آنے دو سنبھل جائیں گے  کے گئے مدینے گئے کربلا گئے  اک گھونٹ چڑھا جاؤ پھر دیکھو بہار اسکی  قابل رحم ہے اس شخص کی رسوائی بھی  مثلے یاد دارم از یار سے  دیبا ہے نطق خدا نے ہمیں بیاں کے لئے  تعریف کیا ہو اُس کے رخ بے نقاب کی  غم جوانی میں بال سر کے پہن کے بیٹھے  اگر نہیں یہ لباس  حال عدم نہ کچھ کھلا گزرے ہر رفتگاں پہ کیا  ہے لطف حیونوں کی دورنگی کا آتا  فصل بہار آئی بیو صوفیو شراب  آمد آمد انکی ہے پر آج تک آتے نہیں  آن را کہ ز روئے لطف درخواست کنی  کوئی میری حالت کو کیا جانتا ہے  محال ست گر سبر برین در نہی  یاد خدا و خدمت سلطان نقیض نیست  شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں  خدا کہے کہ مرا مجھ سے مہرباں نہ پھرے  لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں  برا در کی یہی ہے نیک بختی  بر فاقم و سنجاب پہننتے تھے ہمیشہ  نہ تر دانتے نفس میں نہ ذرا پانی ہے</p>
--	---



لا اعلّم	مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے	نہ گور سکندرنہ ہے قبردارا
		جو ہووے مرغ دل دانانہ آئے دام گیسو میں
..	غرض جو بات ان کی ہے وہ گویا جعل سازی ہے	بشر کو صبر نہیں در نہ یہ مثل سچ ہے
..	کہ چپ کی داد غفور الرحیم دیتا ہے	یا مرے مولا مری حاجت روائی کیجئے
..	یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجئے	فتادہ کار من یارب بدست طرف جلا دے
..	کہ خونم خورد و جانم بردنے دارے نہ فریاد	ہوتی کہاں بھلائی برائی کے ساتھ ہے
..	کچھ نام نیک ہے تو بھلائی کے ساتھ ہے	اک جان حسنین تا بکبار نج اٹھا
..	راحت اب اسی میں ہے کہ جلدی اجل آ	شراب عیش کبھی ہم نے پی تھی اے مخمور
..	اُسی کے نشہ کا اب تک خمار باقی ہے	ایک آفت ہو تو اس کا ہی میں رونا روؤں
..	چو کے کھائے ہیں ہزاروں ہی جگر نے میرے	عشق آفاست آسمانی ہے
..	برسوں لوگوں نے خاک چھانی ہے	کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے
..	نہشتیں چند اپنے زتے دھڑ چلے	باقی نہ دل میں کوئی بھی یارب ہوس ہے
..	چودہ برس کے سن میں وہ لاکھوں برس ہے	نسیم صبح کہ مستانہ دارمی گزری
..	ندانمت زکدامی دیارمی گزری	یہ مان لو کہ یاد مختاری نہ جلائے گی
..	جب تک ہماری جان ہمارے بدن میں ہے	ز صاحب غرض تا سخن نشنوی
..	کہ گر کار ہندی پشیاں شنوی	نہ چھوڑ تو کسی عالم میں راستی کی بیشئے
..	حصا ہے پیر کو اور سیف ہی جواں کے لئے	روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیہ
..	سودا نہیں جنوں نہیں وحشت نہیں مجھے	سچ یہ کسی سائیں کی صدا تھی
..	سکہ سمپت کا ہر کوئی ساتھی	دھا کرتے ہیں مقبولان درگاہ خدا جس دم
..	قبولیت فلک سے بہر استقبال آتی ہے	ہمارے حال سے خود غرض حال ہوتا ہے
..	فقیر آپ ہی صورت سوال ہوتا ہے	چھوڑ کر کعب چلا ہے دیر کو
..	عقل پر عاشق کی کیا پتھر پڑے	

<p>لا ا علم</p> <p>رہنے والے شراب خانے کے</p> <p>پہنڈے لگا رہا ہے صیاد چپکے چپکے</p> <p>آہ و فریاد و اشکباری ہے</p> <p>فقط ہوں خبر یار سنائے کوئی</p> <p>جو کچھ ہوا خدا سے ہوا یا نصیب سے</p> <p>آسودگی لفظی ست یہاں ہو نہ وہاں ہے</p> <p>فراموش کن در ہیچ بابے</p> <p>آنکھیں تو ہیں آہو کی پتھر ہیں سد کے</p> <p>منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدھا ہے</p> <p>بڑی مشکل میں جاں اپنی پڑی ہے</p> <p>اُن سے ہم کہتے رہے کہ جاؤ کچھ جاتے ہو</p> <p>اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے</p> <p>جو ستائے ہیں آباد رہے شاد رہے</p> <p>بھردے چلوں جو ہوشیہ میں باقی ساقی</p> <p>برق بادل میں چھپانے سے نہاں ہوتی ہے</p> <p>برسجد دل ہوشمندان بے</p> <p>جو دیدم عاقبت خود گرگ بودی</p> <p>عشق ست و ہزار بدگمانی</p> <p>مرضی وہی عاشق کی ہے جو تیری رضا ہے</p> <p>دار و ہزار عیب ندارد تفضلے</p> <p>ان کی وہ آہ ہے جو عیش ہلا آتی ہے</p> <p>ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے</p>	<p>پلائے آشکارا ہم کو کس کی ساقیا چوری</p> <p>مجلس و عظمیٰ نہ جائیں گے</p> <p>نزدیک شاخ گل کے بلبل سمجھ کے جانا</p> <p>دہم دم دل کو بے قراری ہے</p> <p>خط نہ آئے نہ سہی پیک ہی آئے کوئی</p> <p>شکوہ نہ یار کا نہ شکایت رقیب سے</p> <p>یاں فکر معیشت ہے وہاں دغدغہ حشر</p> <p>کسے کو بر تو دار دحق آئے</p> <p>دیکھے سے اڑیں ہوش نہ کیوں اہل حد کے</p> <p>عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی</p> <p>سنبھالیں دل کو کیونکر کیا کریں ہسم</p> <p>ہائے اب کیا کہنے سمجھائیں دل بے تاب کو</p> <p>منظور ہے گزارش احوال واقعی</p> <p>طالب صبر ہیں گو مورد بیدار رہے</p> <p>مجھ بلا نوش کو تل چھٹ بھی ہے کافی ساقی</p> <p>آگ جس دل میں ہو خود شعلہ فشاں ہوتی ہو</p> <p>بیک نازا شیدہ در محلے</p> <p>چو از چنگال گرگم در ربودی</p> <p>باسایہ ترانہی پسندم</p> <p>اس بندہ نوازی پہ جھکا اب سر سلیم</p> <p>حافظ مدار امید فرح از مدار چرخ</p> <p>دل دکھوں کو نہ تاساں میں ہے زک و فلام</p> <p>خدا ترا بت ناداں دراز سن تو کرے</p>
---	--

ارض و مصلیٰ کہاں تری وسعت کو پاسکے  
 گراویا رست خوش امین شستی  
 پھولے گل رخسار ابھرنے لگے جو بن  
 مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے  
 جب سمجھے نہ تم رتبہ اکسیر جوانی  
 باتیں نہ پوچھئے دل خانہ خراب کی  
 پیری میں کس مزے کو جوانی کے روئے  
 لحد میں دوش اس عوہ یہ ہو کے بار گئے  
 رکھے محفوظ خدا عشق کی بیماری سے  
 اور کچھ بڑھ کر نہیں اس بات سے  
 غیر بھڑکائیں جو آنکو تو عجب کیا مونس  
 دشمنی لاکھ کرے کوئی بھی کیا ہوتا ہے  
 آہوں سے ترقی پہ مرا موز جب گر ہے  
 مے سے غرض نشاط ہے کس رویا کو  
 وہ ہنستے آئے یہاں سے ہیں رُلا کے چلے  
 جب حسن ہے تو عشق کا ہونا ضرور ہی  
 نیست نابود ہوا ہوں میں فنا سے پہلے  
 گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے  
 شاعر شدن از بہر فلک کم بُو  
 اسلام اے بعد ما آیندگان رفتنی  
 پیچھے گا کبھی تو دل کسی کا  
 بیجا نہیں حسینوں کی ہے لن ترانیاں  
 دانتوں نے بھی جواب دیا شیب میں حکیم

یہ دل ہے میرا ہی کہ جہاں تو سما سکے  
 وگر کج باخت از کمرش برستی  
 آند ہوئی سرو قد جانان میں نثر کی  
 زندوں کے قتل کو وہ مسیح الزماں ہوئے  
 اب خاک بھی چھانو تو وہ دولت نہیں ملتی  
 مٹی ہوئی خراب ہمارے شباب کی  
 سوداغ دے گئے ہمیں دو دن بہار کے  
 عدم میں غل ہے کہ پیدل گئے سوار آئے  
 موت بہتر ہے کہیں دل کی گرفتاری سے  
 تو رہے سچا جو اپنی ذات سے  
 آگ پانی میں لگاتے ہیں لگانے والے  
 بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے  
 اب آگ کے گلنے کی بہت گرم خبر ہے  
 اک گونہ بخود ہی مجھے دن رات چاہئے  
 نہ بیٹھے آپ گر درد دل اٹھا کے چلے  
 آنکھوں کی کچھ خطا ہے نہ دل کا قصور ہی  
 مر چکا اے ملک الموت قضا سے پہلے  
 سر چڑھتا ہے موت آئی ہے دیوانہ ہوا ہے  
 اے خانہ خراب باز رمال شدی  
 بر شما خوشش باد ناخوشہائے نیائے فی  
 ہمیشہ اپنی آہوں کا دیواں ہے  
 اے غافلو یہ حسن خدا کی امانت ہے  
 دیکھو یہ بچپنے کے رفیقوں کا حال ہے

گزشتہ معنوی واقف ثنوی  
تو از پری چاکب تری وز برگ گل نازک تری  
بات ہے جس قدر بڑھاؤ بڑھے  
بد لا خزاں کا رنگ یہ فصل بہا رہے  
توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو میہم کو کیا  
غنیمت جان کو مل بیٹھنے کو  
وہ چیز جس کے لئے ہو اہیں بہشت عزیز  
پاؤں پر ڈکر بھی نہ ہوے گی رہائی تیری  
بھلے کو وہ برا سمجھے بُرے کو وہ بھلا سمجھے  
زمانے نے کیا کیا بنایا ہے ہم کو  
اور وسیعہ رقیب تو ڈر میری آہ سے  
ابر رحمت سنتے ہیں نام آپ کا  
بحر رنگیں مزاجی زندہ دل ہونا نہیں ممکن  
کام رکنے کا نہیں اے دل ناداں کوئی  
مجال ست اگر سر برین در نہی  
دیکھنا محفل زنداں میں نہ آنا اے شیخ  
گلے لپیٹے ہیں وہ بھلی کے ڈر سے  
نہ لایق بود عیش باد لبرے  
گاہ باشد کہ از مدبر کار  
اگر حنظل خوری از دست خوشخوے  
از ملائک بہرہ داری وز بہائم نیز ہم  
دزدیدہ فکندی بہن از ناز نکا ہے  
ازل میں شرح لکھ کر میرے غم کی

لفظ بگزاری سو معنی روی  
بسیار خوبان دیدہ ام لکن تو چیزے دیگری  
طول بھی ہے یہ مختصر بھی ہے  
جو زرد زرد پتے تھے اب ہیں ہرے ہرے  
آسماں سے بادۂ گلغام اگر برسا کرے  
جدائی کی گھڑی سر پر گھڑی ہے  
سوائے بادۂ گلغام شکو کیا ہے  
میرے ہاتھ آئی ہے کس دن یہ کلائی تیری  
پڑیں پتھر سمجھ پر اسی وہ سمجھے تو کیا سمجھے  
مگر اف بھی اپنی زباں سے نہ نکلی  
بجلی کو لاگ ہوتی ہے رنگ سیاہ سے  
خاک روں پر کرم فرمائیے  
کہ لطف زندگانی ہے بدن میں جتنک خون  
خود بخود غیب سے ہو جائیگا ساں کوئی  
کہ باز آیدت دست حاجت تھی  
یہ وہ محفل ہے کہ عمامہ اچھل جاتا ہے  
آلہی یہ گستاود دن تو برسے  
کہ ہر بادا شش بود شوہرے  
بر نیاید درست تدبیرے  
بہ از شیرینی از دست تر شروے  
بگموز از خط بہائم کو ملائک بگموزی  
قصر بان نگاہ تو شوم باز بگما ہے  
بری حالت ہوئی لوح و قلم کی

داد خواہوں میں مرا ساتھ نہ دیکھا کوئی  
 ہو رہے ہیں ظلم ہفت افلاک کے  
 تادم حشر محبت میں دعائیں دوں گا  
 ہلے صیاد جفا پیشہ نے کیا گل کترے  
 حضرت دل نہیں قرار تھیں  
 آہلی کچھ نہ کچھ آرام دل کو مل ہی جائیگا  
 دل کی موزش ہوتے ہوتے ہوگی کم  
 بندہ ام گر بلطف می خوانی  
 یقین می دان کہ شیران بھکاری  
 لشہر الجھٹھکانے لگی محنت میری  
 بشر کو چاہئے ملتا رہے سب سے زمانے میں  
 حتی الامکان بھلائی ہی کرے دنیا میں  
 حال عدم کھلانے کچھ گزری ہے رفتگان پہ کیا  
 باش بد خود ستمگار و بیکن نچنان  
 دگر مرا بہ چہ تقصیر متہم کر دی  
 اے عہد با تو اگر کار نبودے  
 بیا کہ بے تو بھان آدم ز تنہائی  
 قلم کئے محرم و قاصد کجا درد سخن دارد  
 اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے  
 یہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے  
 زندگی میں تو وہ مصل سے اٹھا دیتے تھے  
 ہم ہیں مشتاق اور وہ بنزار  
 قطع بھیجے نہ تعلق ہم سے

کے جھجکتے ہیں ابھی سے یہ برابر والے  
 امتحاں ہیں ایک مشت خاک کے  
 واہ کیا شے ہے سلامت رہے قیمت میری  
 دور لیجا کے چمن سے پر بلبل کترے  
 چھوڑو پہلو کو اور گھس دیکھو  
 بدل دے صبح محشر کو مری شام جدائی سے  
 آبلہ کیا بلبل پانی کا ہے  
 چاکرم گر بقتل میرانی  
 درین راہ خواستند از موریاری  
 طے ہوئی آج کی منزل میں مست میری  
 کسی دن کام یہ صاحب سلامت ہی جاتی ہے  
 نام رہ جاتا ہے رہتا نہیں انساں باقی  
 کوئی حقیقت آنکر کہتا نہیں بری بھلی  
 کہ گنا ہے زدگر باشد و از نارنجی  
 چہ کردہ ام کہ بن التفات کم کردی  
 کار دل ما این ہمہ دشوار نبودے  
 بیا کہ نیست مرا بیش ازین شکیبائی  
 چرا احوال ما تو از زبان خود نمی بوی  
 مر کے بھی چین نہ پایا تو کہ صر جائیں گے  
 اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے  
 دیکھوں اب مر گئے پر کون اٹھا تھے مجھے  
 یا آہلی یہ ماجر کیا ہے  
 کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

اسد	سائل ہوئے تو عاشق اہل کرم ہوئے	چھوڑی اسد نہ ہم نے گدائی میں دل لگی
غالب	جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے	بورہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر وقت نگاہ
"	وہ گداجس کو نہ ہو خوشے سوال اچھا ہے	بے طلب دیں تو مزہ اسیں سوا ملتا ہے
"	وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے	اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق
"	دل کے خوش کرنے کو غالب یہ خیال چھل ہے	ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
سعدی	چہ غم دارد از آبرو دے گئے	یکے کردہ بے آبروئی بے
لا اظم	کہ بورانی ست بادنجان بادنجان ست بورانی	پس از سی سال این معنی محقق شد سخاقانی
"	بیداری شبہاے درازم مہی	باز آئی و در سوز و گدازم مہی
"	ہوتی حالت غشی کی طاری ہے	بڑھتی جب دل کی بقراری ہے
"	تری رحمت بہت یارب بڑی ہے	بڑھے ہیں لاکھ میرے جرم یارب
"	ہوگا شکم میں درد خدائے تغیل سے	غصہ نہ کھا کہ تیرے ہی حق میں ہے کچھ ضرر
"	آؤ نہ ہم بھی سیر کوں کوہ طور کی	کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک عاجوب
"	بعد منزل نبود در سفر روحانی	گرچہ دوریم یاد تو قدح می نوشیم
"	غریب دیر سے ہیں آسرا لکائے ہوئے	مبعضی تو خاطر غمال و گور کن اسے مرگ
"	سمجھو اگر تو اچھا ورنہ تھادی مرضی	تدبیر ہم نے کر دی جیسی کہ چلہٹے تھی
"	گر این سودا بجان بودے چہ بودے	متاع وصل جانان بس گران مست
"	خدر کن کا ندر آماجش شستی	چو تیر انداختی بر روے دشمن
سالک	تندرستی نہرا ز نعمت ہے	تنگدستی اگر نہ ہو سالک
لا اظم	یہ نمائش سراب کی سی ہے	اپنی ہستی حباب کی سی ہے
"	سرود خانہ ہمایہ حسن رکھو رے	وہ چیز مفت حلات و ہم نشین درست
"	نیارم بروں تا نخواہد کسے	متاع گرانمایہ دارم بے
"	مراد آئی دعا اپنی مستجاب ہوئی	ہزار شکر کیاں تک تمہیں خدا لایا
"	سانس لینے سے بگڑتی ہے طبیعت میری	بن گئی جی پہ کچھ ایسی کہ الہی تو بہ

جو کہہ گزرے وہ کہہ گزرے جو کہ گزرے وہ کہ گزرے

توے کہنے میں واعظ کب دل دیوانہ آتا ہے

لا علم

کیس عمر بھر خطائیں کیا مذر پیش لائیں  
آبرو جب ہے کہ گردش بھی مقدر میں ہے  
عشق موقوف نہیں اچھی بری سورت پر  
اب ہمارے بخت نے پایا عروج  
پیتے ہیں اب جناب مشیخت آب بھی  
شب غم سر گیا موزن کیا  
مے پیتا ہوں اور کہتا ہوں ناصح سے بہرہ  
مند و قچہ ارگن کا ہے یا خانہ صیاد  
نعمت حق کی جس نے قدر نہ کی

غم دوری سے دل جلتا ہے اشک آنکھوں سے جاری ہے

خبر لے اے سیجا جاں لبوں پر اب ہماری ہے  
مژدہ اے شوق کہ کچھ خوش خبری آتی ہے  
باہم اگر رہیں گے زن و ثولاپ سے  
حسرت ہے کہ جو شخص پئے وصل ہو مشتاق  
خم کے خم پی گئے ہیں یہ حضرت  
دنیا میں آبرو سے گزر جائے کوئی دن  
آپ نے میرے شانے کے لئے  
دنیا مجھے اندھیر ہے اس غم کی خبر سے  
جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے  
دیکھا ہے یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت  
تا امیدی مٹائے جاتی ہے

جھومتی آج نسیم سحری آتی ہے  
ایام نیک آئیں گے اس گھر میں آپ سے  
دے نامہ بر آکوٹے پیغام جدائی  
پیٹ ہے یا پکھال چمڑے کی  
سب کچھ رہا بشر کی آگ بات رہ گئی  
کون سی بات اٹھا رکھی ہے  
شعلوں کی طرح آہ نکلتی ہے جگر سے  
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے  
سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے  
شوق نقشہ جلائے جاتا ہے

<p>لا اعلّم</p>	<p>اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مڑا ہے          وفا کی جس میں ہو بودہ کلی نہیں ملتی          باندھے ہوئے ہیں سب کو وہ تارنگاہ سے          مجھل جاتا ہے ان پر فضل دیکھی کیا بری خو ہے          اب تو فراق یار میں جینا محال ہے          بے دوست خاک بر سر جاہ و تو نگرگی          مری وحشت کا بھی اُس جا بیاں ہے          بعد مدت کے وہی روز سعید آیا ہے          اچھی صورت اُسے حیران کیا کرتی ہے          اے جانِ جہاں جانِ تولیوں دی نہیں جاتی          می نمائی ہر دمے از منظرے          شہید ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہے          ٹھوکریں کھاتی ان آنکھوں کی جیا پھرتی ہے          قربان و اغلوں کے عذاب و ثواب کے          پاس ادب مجالس زنداں سے دور ہے          ہیں بلبلیں بھی شا دگلوں کو لئے ہوئے          میکدہ کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی          کہے کیا عقل دخل آہیں جنوں کا کارغا ہے          کبک بھگے سامنے سے ٹھوکریں کھاتے ہوئے          کیا منہ لگوں نے یار کی محبت خراب کی          قیامت اسکو کہتے ہیں قیامت ایسی ہوتی ہے          زمانہ وصل کا نزدیک ہے فضل الہی سے          غلام ساتی کو نثر ہوں مجھ کو غم کیا ہے</p>	<p>عزت کی بھی دیکھ میں دنیا میں ہماریں          ریاض دہریں یوں تو ہیں رنگ رنگ کے چول          محفل سے اُنکی اٹھکے کوئی جائے کیا مجال          یہ پیاری سوزیں میں یا کہ قدرت کے کھلونے ہیں          دل کو ہے اضطراب طبیعت نڈھال ہی          بادوست کج باغ بہشت مست و بوستان          تمھارے حُسن کا چرچا جہاں ہے          ایک مدت سے تمنّا تھی مجھے جس دن کی          زاہد خشک بھلا سمجھے گا کیا حُسن کی بات          فرقت میں تری عمر تلف کی نہیں جاتی          اے کہ در شہوخی نداری ہمسرے          دوپٹہ سرخ دکھلا کر وہ قاتل آج کہتا ہے          نشہ نے نقاب سرخ زیاں الٹا          اے دل شراب پیچھے دن ہیں شباب کے          کیفیت شراب میں ہے بے تکلفی          طاؤس رقص میں مے عشرت پئے ہوئے          سبزہ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل          گریباں چھا کر دیوانے نے زنجیر کیوں پہنی          وہ یکایک بدخ میں پہنچے جو اٹھلاتے ہوئے          دن رات گفتگو ہے شراب و کباب کی          ابھی تو کھیل سمجھے ہو گراک دن دکھا دینگے          یہ اب یافت ہوتا ہے مجھے دل کی گواہی سے          بہت ہے غم گیتی شراب سب کم کیا ہے</p>
-----------------	--	---



یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا کیے نام  
 مرے حال پر رسم کرتا نہیں ہے  
 شادی امر میں ہو وہم و گماں کیسا معنی  
 جبکہ ایام بد اور سخت زبون ہوتا ہے  
 لگانے رہنے دے جھگڑے کو یا تو باقی  
 بیٹھے رہے زمیں میں خزانے کو گاڑ کے  
 یاں قائم و حور کی کیا کیب خرید ہے  
 طفلی دیکھی شباب دیکھا ہم نے  
 کسے از داری نالہ کسے نالہ زبیدی  
 یہ محفل شمع تابان در گلستان رنگ و بو باشی  
 تنگی غریب چھیڑے بُری غریب کی ہائے  
 جب بھوک لگی آپ کو تنور کی سو جھی  
 خدا جانے گلشن میں آدہ ہے کس کی  
 ہم مرد مک دیدہ کریں کیوں نہ فرش راہ  
 بھونرا لو بھی پھول کا کلی کلی رس لے  
 اسے شیخ چہ جوئی ز شب قدر نشانی  
 اے شیشہ گرو تم سے یہ ایک عرض ہی میری  
 دو گو نہ رنج و عذاب ست جان مجنوں را  
 بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی  
 آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے  
 فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان  
 کس قدر با وفا ہے اُس کا خیال  
 خوب نکلیں گے حوصلے دل کے

سو بار بیٹھے بیٹھے ہمیں تم رُلا چکے  
 خدا سے بھی اسے بت تو ڈرتا نہیں ہے  
 موت کے نام سے یعنی خفقاں کیسا معنی  
 گر الف لکھتے تو خم کھا کے ورنہ ہوتا ہے  
 رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی  
 موت آئی اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھڑکے  
 واں جامہ حیا ست کی قطع و برید ہے  
 ہستی کو جاباب آب دیکھا ہم نے  
 غم منصور از دارست و درد من ز ناداری  
 الہی ہر کجا باشی بہار آرزو باشی  
 موتی کھال لہار کی لودہ بھشم ہو جائے  
 جس وقت بھرا بیٹ تو پھر دور کی سو جھی  
 کہ پھرتے ہیں کیوں باغباں دوڑے دوڑا  
 گزرے گی اس طرف سے سواری حضور کی  
 کانٹا لاگا پریم کا ترپ ترپ جیا دے  
 ہر شب شب قدر است اگر تیر بدانی  
 دل ٹوٹا بنا دو یہ عجب شیشہ گری ہے  
 بلاے محبت لیلی و فرقت یلے  
 بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے  
 سائل کی طرح وہ ہیں ادھر کے نہ ادھر کے  
 اتنی سی عمر میں کوئی کیا کیا کیا کرے  
 بیکسی میں بھی آئے جاتا ہے  
 آؤ سو بھی رہیں گلے مل کے

لا اعلیٰ

تسلی اس

لا اعلیٰ

غربت زدوں کے سر پر چلاؤ نہ آکر	اے شور صبح محشر! جاگے ہیں بات بھر کے	لا اعلم
اے تماشا گاہ عالم روے تو	تو کجا بہر تماشا می روی	..
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و چگاہ	کسی کا کوچ - کسی کا مقام ہوتا ہے	دہر
دُھیر دیکھے گلِ رُخوں کی خاک کے	واہ کیا نیرنگ ہے افلاک کے	صبا
شغالے دشت مازندران را	نگیرد جز سگٹ مازند رانی	لا اعلم
دست و پا رکھتے ہیں تو کیوں بیکار بیٹھے ہیں	اٹھیں گے ہم اپنی قسمت کو بنانیکے لئے	..
موت اُس کی ہے کہ جس کا زمانہ نہوس	یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنیکے لئے	..
اے زبان ہسم گنج بے پایان توئی	اے زبان ہسم رنج بے درمان توئی	..
بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھالیا	اس کی بلا سے بوم رہے یا ہمارے	..
دوستی کا بھر رہے تھے جن کی دم	آستیں کے سانپ وہ ہی بن گئے	..
پہلو کے داغ جل اٹھے سینہ کے داغ سے	اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے	..
ناصح کی گفتگو سے طبیعت بہکت گئی	سچ ہے کہ آدمی کا ہے شیطان آدمی	..
ہر چند فلسفہ کی مچاں اور چنپیں رہی	لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی	..
قضا لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے	بہ ہوش باش کہ عالم روا روی پر ہے	..
پھر کہاں جائیگے الہی ہسم	خدا میں بھی اگر بسر نہ ہوگی	..
پتی پر اُن ناری کبھی بدھوا نہیں ہوتی	پتی برت کے بل سے پتی سے پہلی مرقی ہے	..
گھر کی بستی جو آج سوئی ہے	کچھ نہ کچھ اسیں بدشگون ہے	..
ننگ پارس سے اگر لو ہاٹے سو نا بنے	رونے والے سے اگر منس کھ لے رونا بنے	..
دل کو دل سے راہ ہے اور دل میں دلی راہ ہے	جاننا ہے وہ جو دل کے راز سے آگاہ ہے	..
تو کار زمین را نکو ساختی	کہ بر آسمان نیز پرداختی	..
قادرا قدرت تو داری - ہرچ خواہی آن کنی	مردہ را جان تو بخشی - زندہ را بے جان کنی	..
صحت بھی ہو - روزی بھی ہو دیکو ہو تسکین	دنیا میں بشر کیسے نعمت ہی تو یہ ہے	..

وہ برسوں سے خفا تھے۔ مدتوں سے روٹھے بیٹھے تھے

خدا کا شکر ہے اب تو رسائی ہوتی جاتی ہے  
 الہی کسی کسی صورتیں تو نے بنائی ہیں  
 کہ ہر صورت کلیجے سے لگا لینے کے قابل ہے  
 عشق کے کتب میں میری آج بسم اللہ ہے  
 منہ سے کہتا ہوں الف لیل سے نکلتی آہ ہے  
 خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال  
 ملا نہ قافلہ رہ روان ملک عدم  
 بہت تلاش کر آئے بہت پکار آئے  
 نکہ درسیہ اور سبب دہد خروشنے  
 ریش باید دوسرے موئے کہ زرخندان پوشے  
 مثل تصویر ہوں آتی نہیں فریاد مجھے  
 بتنا جی چاہے ستارے ستم ایجاد مجھے  
 من میں جگ کی آسا بھری ہے  
 جلیجہ میں رام بغل میں چھری ہے  
 موت کہتے ہیں جسے آرام ہے  
 زلیت کہتے ہیں جسے ہے اضطراب  
 دیکھ لے اپنا چین اسے باغبان ہم گھر چلے  
 آئے بہر سیر گلشن۔ سیر گلشن کہ چلے  
 کو جانے اس سانس کا آون ہوئے نہ ہوئے  
 سانس سانس پر نام لے برتھا جہنم مت کھوئے  
 نہ کوئی ہے خوش و خرم نہ کوئی غم سے خالی ہے  
 زمانہ چھان مارا ہے یہ دنیا دیکھی بھالی ہے  
 طبیعت آدمی کی ہے کبھی کبھی ال نہیں رہتی  
 کبھی رونا بھی پڑتا ہے سدا خندان نہیں ہتی  
 کمر باندھے رہو تیار رہ عالم سفر کا ہے  
 سر لے دہریں جہاں بشر بس رات بھر کا ہے  
 کسی کے ساتھ اس سنار میں جاتا نہیں کوئی  
 کسی کی بھی چتا میں پیر پھیلاتا نہیں کوئی  
 کسی کا اس جہاں میں کوئی وارث ہی نہ والی ہے  
 امید دستگیری بے نتیجہ ہے خیالی ہے  
 دام ہکو یہ خوش آیا کہ چین بھول گئے  
 قید ہستی میں پھنسے یاد وطن بھول گئے  
 نگاہ نیک بھی اس عمر میں بدنام ہوتی ہے  
 جوانی آدمی کی مایہ الزام ہوتی ہے  
 بھولے ہوئے ہیں خود کو بھٹکے ہوئے ہیں راہیں

مدموش ہو رہے ہیں دنیا کے رہنے والے  
 ایک رات دل جلوں کو یہ مشورہ سال ہے  
 پھر چاہے آسمان جہنم میں ڈال دے  
 دلیل کاررواں بانگ جرس ہے  
 گواہ درددل ایک نالہ بس ہے

لے فاضل  
 نے کون

اُن ہونی ہونی نہیں ہونی ہوئے ہوئے ہوئے

تلسی من میدان میں تان پہچھوڑا سوئے تلسی اس  
جوانی اور جوانی پھد کسی کی نیم عسریانی  
یکایک آگئی جذبات کی دنیا میں طغیانی لا اعلم  
درد پیری را میجا چارہ نتوانست کرد  
تو ز جہل خویشین در فکر در مانے خودی  
ہے ہمیشہ ہی وجئے سنار میں و شو اش کی  
دن ایک سے نہیں چن روزگار کے  
دو دن خزاں کے ہوتے ہیں دو دن بہار کے  
کھیلے آیا کیا لے جائے گا کیا بیٹھے پختا تا ہے

مٹھی باندھے آئے جگت میں ہاتھ پارے جاتا ہے کبریاں  
آہ کروں توجگ جلد اور جگ بھی جل جائے  
یہ پانی جیوڑا نہ جلے جس میں آہ سمائے





حصہ سوم

قطعات

و

رباعیات

# الف

ہندو نے منم میں جلوہ پایا تیرا	آتش پہ مٹاں نے راگ گایا تیرا	حالی
دہری لے کیا دہرے تعبیر تجھے	انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا	اکبر
غفلت کی ہنسی سے آہ بھرنا اچھا	افعال مضر سے کچھ نہ کرنا اچھا	لا اعلیٰ
ایک تیرے سنا ہے اہل غیرت سچا	جینا ذلت سے ہو تو مرنا اچھا	ناخ
گوہر کو کرے جمع یہ جو ہرے تو کیا؟	جب نفس غنی نہیں تو نگرے تو کیا؟	لا اعلیٰ
جب جو نہیں کرم نہیں فیض نہیں؟	سچی میں جو غنی کی طرح زر ہی تو کیا؟	ناخ
گورنا گاہ جو میرا ہو شہر خوشاں میں	عجب نقشہ نظر آیا دہاں شاہان عالم کا	لا اعلیٰ
کہیں آئینہ زانو سکندر کا شکستہ تھا	کسی جانب پڑا تھا کاسہ سر خاک میں جمکا	انیس
جس دن کہ فراق روح و تن میں ہو گا	مشکل آنا اس انجن میں ہو گا	انیس
نازاں نہ ہو رخت نو پہن کر غافل	اک روز یہی جسم کفن میں ہو گا	لا اعلیٰ
آغوشِ لحد میں جبکہ سونا ہو گا	جز خاک نہ تنکیہ نہ بچھونا ہو گا	انیس
تنہائی میں آہ کون ہو یگا۔ انیس	ہم ہوں گے اور قبہ کا کونا ہو گا	انیس
جب دار فنا سے جان کھونا ہو گا	میت پہ عجب طرح کا رونا ہو گا	لا اعلیٰ
عادت نہیں منہ ڈھانپ کے شکی نہیں	کیا گزرے گی جب قبہ کا کونا ہو گا	میر تقی
باز آ۔ باز آ۔ ہر آنچہ ہستی۔ باز آ۔	گر کا فرو گزرت پرستی۔ باز آ۔	انیس
ایں درگہ مادر گھنہ میدی نیست	صد بار اگر تو بہ شکستی۔ باز آ۔	لا اعلیٰ
کل پاؤں ایک کاسہ سر پہ پڑا جو میت	یکسہ وہ اتھوان شکستوں سے چور تھا	میر تقی
کے لگا کہ دیکھ کے چل راہ۔ حنیبہ	میں بھی کبھی کسی کاسہ پر غرور تھا	انیس
جس دن کہ فراق روح و تن میں ہو گا	مشکل آنا اس انجن میں ہو گا	
نازاں نہ ہو رخت نو پہن کر غافل	اک روز یہی جسم کفن میں ہو گا	
لے ہنفساں کہ یار غارید مرا	آنروز کہ تابوت برارید مرا	

اول زیر زمین سپارید مرا	آنگاه بر جفتش گذارید مرا	واقع
صنعت پیری ز بسکه بگداخت مرا	هر کس که نظر فلکند نشا خست مرا	صانع
از صحبت من گنوں بیاں رانگست	ایں موے سفید رو سید خست مرا	سید
یار ب ز کرم به بخش تقصیر مرا	مقبول بکن ناله ششگیر مرا	سید
پیری و گناه ما جبرانیست عجیب	لطف تو کند چاره تدبیر مرا	سید
لے ذره چر از حشر بیمست ترا	دل پیده زین فکر دو نیمست ترا	جامی
هر چند که غرقه کنایه میندیش	خوش باش که کار با کریمست ترا	جامی
یار بشده ام تبیه بیار مرا	شدر وے دلم سیه بیار مرا	نایح
دردا که بجز گزند کردم کارے	بخشنده هر گنه بیار مرا	نایح
از کشت علی بس است یک خوشه مرا	در وے زمین بسست یک گوشه مرا	قائنی
تا چند چو گاؤ گرد و خرمن گردیم	چون مرغ بسست دانه تو شمه مرا	قائنی
از حرص گراستین فشانند دل ما	چون شمه چه عجب که حکم راند دل ما	درد
لے دود هزار سلطنت مفت بود	جمیعت اگر هم رسانند دل ما	درد
نیاست اگر سر نیازست اینجا	جامست اگر ویده بازست اینجا	درد
این محفل درد جائے بدستی نیست	هشدار که بزم امتیازست اینجا	درد
خواهی ز وصال شادمان دار مرا	خواهی ز فراق در فغان دار مرا	امیر خسرو
من بچ نگویم که چسان دار مرا	ز انسان که تو خواهی آبخناں دار مرا	امیر خسرو
خواهی ز فراق در فغان دار مرا	خواهی ز وصال شادمان دار مرا	عمر خیام
من بالو نگویم که چسان دار مرا	ز انسان که دل بست چنان دار مرا	عمر خیام
مشهور شدی به دلربائی همه جا	بے مثل شدی در آشنائی همه جا	سید
من عاشق این طور تو ام می بینم	خود را نه غائی و نه غائی همه جا	سید
نیاست اگر سر نیازست اینجا	جامست اگر ویده بازست اینجا	درد
این محفل درد جائے بدستی نیست	هشدار که بزم امتیازست اینجا	درد

لا اعلی	و زجده حلق بر گویدن خود را - دیدن همه کس را و نه دیدن خود را -	غیب است بزرگ بر کشیدن خود را از مردم یک دیده به باید آموخت
واقف	تا چند نزع حرم و دیر بیا - لے صلح ده ثالث با خیر بیا	لے عشق گران و در یک سیر بیا کفر و اسلام جنگ با هم دارند -
درو	از کون و فساد انتظام ست بجا در چشم زدن کار تمام ست بجا	گاه به محرم و گاه شام ست بجا مانند شرر ز شورشستی عنافیل
عطار	بر آتش خشم خویش متان کس را می رنج همیشه و مرغبان کس را	تا بتوانی خسته مگردان کس را - گر راحت جا و دامن طبع میداری -
سرد	با سحر و زنا چه کار ست مرا بارش نه کنم بدوش عار ست مرا	مگر میقم کار بسیار ست مرا - این خرقه پشمینه که صد فتنه دروست
آزاد	پیش از حرام کاسه و کوزه ما - بر طاعت و بر نماز و بر روزه ما -	فسق ست و فساد کار هر روزه ما - می خندد روزگار و می گریه عمر
عمر خیام	کای رند خراب باقی دیوانه ما - زان پیش که پر کنند پیانه ما -	آمد سحر بے نداد میخانه ما - بر خیز که پر کنیم پیانه زنه ما -
عمر خیام	حل کن بحال خویش مشکل ما - زان پیش که کوزه ها کنند از گل ما -	بر خیز و بیا بنواز بهر دل ما - یک کوزه می بسیار تا نوش کنم
آزاد	پیش از حرام کاسه و کوزه ما - بر طاعت و بر نماز و بر روزه ما -	فق ست و فساد کار هر روزه ما - می خندد روزگار و می گریه عمر
آزاد	نیرنگی قدرت چه نباید نرسد شب حامله ست تا چه زاید نرسد	کس را جز نیست چه آید فردا - نوسید مشوز مرده عالم غیب
سرد	از و هم و خیال خام لے دل باز آ - لے وصل نباید و نه واصل باز آ	باز آ - باز آ - ز منکر باطل باز آ - خوشنود مشوز منکر دنیا هرگز



# ب

گردد	گردد و ترا غفلت دل کرده خنراب لے بجز ایں ہمہ غنودن تا کئے نہ
عنی	افسوس کہ رفت نشہ عہد شباب از بہر تاشائے جہاں ہیچ حجاب
تقی	ایں عمر عزیز نیست جز نقش بر آب در کبر وجود عاقبت ہیچ حجاب
خلیل	ز دوست دریں زمانہ پُر آشوب نزدیک برگ حرم ز پیران را
لا اعلم	چتنے دارم چو مصل شیریں ہمہ آب جسے دارم چو جان مجنوں ہمدرد
عنی	لے در طلب کمال سرگرم شتاب ہر چند عقیق ست باتش ہر رنگ
عمر خیام	آئے دل ز زمانہ رسم احسان مطلب در ماں طلبی درد تو انصروں گردو
سرد	سمہ تو زیج خلق یاری مطلب عزت ز قناعت ست و خواری ز طمع
لا اعلم	باطمی گفت ماہے در تب و تاب در داود یغاکہ دریں دیر خنراب
فدائی	از دار بقا فتادہ در اعدا ب مُرعان بہشتیم عجب نیست اگر
	گہ آگیت نگندہ اندر تب و تاب بیدار تسم باش یا خوب بخواب
	سر خوش نشدم یک دم از بادہ تاب تا داکر دیم چشم رفیقیم بخواب
	دریائے غنیمت است فرصت دریاب بریک لغت حنائے عمر است خراب
	باشد ز عزم حادثہ دایم منکوب افزوں گردو چو سایہ در وقت غروب
	بختے دارم چو چشم خسرو ہمہ خواب جانے دارم چو زلف یسے اہمہ تاب
	در صورت کس مبین و معنی دریاب دارو بدہان تشنہ حنا صیت آب
	وز گردش دوراں سرو سامان مطلب بادر دباز ویج در ماں مطلب
	از شاخ برہنہ سایہ داری مطلب باعزت خویش باش و یاری مطلب
	می گشت چو در آتش سوزندہ کباب گہ بر سر آتشیم و گہ بر سر آب
	آدم ز پے گندم و من بہر شراب اد از پے دانہ رفت و من از پے آب

## ت

سعدی	{ زشادی بر جہد کاں اتخوانیت	تسکے را اگر گلوخے بر سر آید۔
سعدی	{ لئیم الطبع پسندارد کہ خوانیت	و گر نقشے دو کس بر دوش گیرند
سعدی	{ شگش داند ہر آنکہ اورا چشم است	گیرم کہ سریرت ز بلور ویشم است
غالب	{ در دیدہ بوریانثیاں پشم است	ایں مند قائم و سمور و سنجاب
عمر خیام	{ در بستہ آن کس کہ بشود صبر است	تکلید در گنج مقصود صبر است
عمر خیام	{ لباسے کہ ہرگز نہ فرسود صبر است	چہ خارے کوہ و چہ دیارے گردوں
واقع	{ در فن سخن یگانہ گشتم و گذشت	اوراق زمانہ در نو نشتم و گذشت
لا اعلیٰ	{ زان نیز بہ ناکام گر شتم و گذشت	می بود و اسے ما بہ پیری غالب
عمر خیام	{ در خوردن غم فائدہ بیش و کم نیست	خیام ز بہر گنہ ایں ماتم چیت
عمر خیام	{ غفران ز برے گنہ آمد غم چیت	ہزارا کہ گنہ نکرد غفران نبود
	{ خون دو ہزار توبہ در گردن ماست	آباد خرابات زمی خوردن ماست
	{ آرایش رحمت از گنہ کردن ماست	گر من نکم گنہ رحمت چہ کند
	{ کئی ایں ہنگام تکلف پیرہن است	پیری است و لاجہ موقوفہ ما و من است
	{ یکس موے یغمدار و پود کفن است	دامن در کش کنوں ز قلیع لباس
	{ نہ دیدہ دیدہ بود نہ گوش شنفت	ایام شباب باہوس بودم جفت
	{ بیدار شدم کنوں کہ یداید خفت	در خواب غرور صرف شد نقد حیات
	{ این دو داند گل مرا از چہ سرشت	نہ لایق مسجد نہ در خور دکنشت
	{ نہ دین و نہ دنیا و نہ امید بہشت	چون کافر و رویشم و چون قحجہ ز شرب
	{ تاریک دلم نور ضیائے تو کجاست	من بندہ عاصم رضائے تو کجاست
	{ ایں بیع بود لطف و عطائے تو کجاست	یارا تو بہشت اگر بطاعت بخشی
	{ ورنیز بد است ہم ز تقصیر تو نیست	گر کار تو نیکو ست بہ تدبیر تو نیست

لا اعلم	چونیک و بد جهان به تقدیر تو نیست	تسلیم در صفا پیشه کن و شاد بزی
سرمد	پیوسته عیال بود مگر نهال است	این نفس تنگبار به بین شیطان است
سرمد	در پیش خیالات تو اوجیل است	ایلیس خودی چسرا به ایلیس بدی
حسن	از معصیت سیاه کاری چه غم است	سرمد کار اله لطف و کرم است
لا اعلم	رحمت چه فزون غضب چلبیایم است	رخشیدن برق بین و جوش باران به
لا اعلم	هم از ورق حیات روزی پاک است	گز نام تو نقش و فتنه افلاک است
لا اعلم	شد چند هزار سال کاندرا خاک است	گرنوح هزار سال در عالم زیست
لا اعلم	در ویش به دهر نیت پائی زدورفت	سلطان به جهان پرده سرای زدورفت
لا اعلم	مرع به سر شاخ نعل زدورفت	القصة به هر دوروز در گلشن عمر
لا اعلم	در بهج سلیمان شوی از دولت و بخت	گر بر سر ماه بر نهی پایه تخت
حافظ	کان میوه که بخت شد بریزد درخت	چون عمر تو بخت گشت بر بند ریخت
لا اعلم	خاصیت روزگار فانی اینست	رحمی نوش که عمر جاودانی اینست
لا اعلم	خوش باش دمی که زندگانی نیست	هنگام گل و لاله دیار اسر مست
لا اعلم	وضع خوشتر چشم پوشیدن نیست	او ضاع زمانه لایق دیدن نیست
لا اعلم	دنیا تنگ است و جلع خنیدن نیست	دانی ز چه پاکشیده ام در دامن
لا اعلم	دنیا به لعب و دین رفت ز دست	افسوس که عمر گذشت بیهوده تلف
لا اعلم	ضایع کردیم پاره آب و علف	رنجید خدا و خلق را ضعی نشده
لا اعلم	باغیزه پرداختم از صحبت دوست	ناگشته دل شکسته ام خلوت دوست
لا اعلم	من بهر چه غافل شوم از خدمت نیست	او یک نفس از ایچو منی غافل نیست
لا اعلم	یاران قدیم را شکست از هم نیست	غم زاز من دمر اگر نیز غم نیست
لا اعلم	بچوں من و علم و دیار در عالم نیست	غم خوی من کوده و من خوی بنم
لا اعلم	هر چند که شد زیست گران باید زیست	ناچار ایدر و در جهان باید زیست
لا اعلم	چندی برادر دیگران باید زیست	مردن برادر خود میترگ نیست

با نفس جهاد کن شجاعت این است  
 انگشت به حرف عیب مردم مگذار  
 هر تازه گلے که زیب این گلزار است  
 از دور نظاره کن مرد پیش که شمع  
 گرازی بے شهوت و هوا خواهی رفت  
 بنگر چه کسی و از کجاست آمده  
 درد در فلک که برون و باختن است  
 غافل باشد که رفعت خود داند  
 ز اهل صورت هر آنکه او در پیش است  
 هر گندم کا و بیز گتر گشت بخت در  
 بیگانه اگر وفا کند خویش من است  
 گر ز هر مو افقت کند تریاک است  
 دنیا دوسه روز اگر چه آسان از نت  
 چون آهوی رم خورده که واپس نگرود  
 سلطانی و گیسو دار عالم سهل است  
 ز بهار که فکر کار عالم نکنی بود  
 دمی شب حسدوم نصیحتی پنهان گفت  
 با کس غم دل مگوے زیرا که من اند  
 عجبای زمانه را چو پایانی نیست  
 چندین غم پیوده بخود راه مده  
 تا هست ز دل از رفتن هم هست  
 ناصح این پسند و بند سودی نکند  
 در یاب که موسم جوانی بگذشت

بر خویش امیر شو امارت این است  
 مفتاح خزان سعادت این است  
 گر بینی گل و گریه بینی حسرت است  
 هر چند که نور می نماید نار است  
 از من خبرت که مینو خواهی رفت  
 می دانی که چه می کنی کجا خواهی رفت  
 هر اوج پستی خفیه در تاختن است  
 برداشتی که بهر انداختن است  
 از گردش چرخ بیشتر دل ریش است  
 از گردش آسیا تسکینش است  
 در خویش جفا کند بداندیش من است  
 در نوزخ مخالفت کند نیش من است  
 مغرور شو که تا قوی آن از نت  
 رویش تو و دلش گریز آن از نت  
 وین گنبد زر نگار عالم سهل است  
 عالم سهل است و کار عالم سهل است  
 در گوش دلم گفت و دلم با جان گفت  
 یک دوست که با و غم دل تو را گفت  
 احوال جهان را سر و سامانی نیست  
 کیس مایه عمر نیز چندانی نیست  
 تا هست نظر ذوق تماشا هم هست  
 بگذار که تا سرت سودا هم هست  
 بشتاب که وقت کامرانی بگذشت

لا علم

لا علم

لا علم

لا علم

لا علم

عمر خیال

لا علم

لا علم

غیر فاریابی

جلال الدین

واقف

واقف

لے شوخ بسیا بگذا ریں جور و جفا  
 آنکس کہ بدم گفت بدی سیرت اوست  
 حال شکم از کلامش پیدا است  
 ایں بعل گران تو ز کائنات دگرست  
 اندیشه این دآن خیال من و تست  
 لے و اے براں دل کہ درو سونے نیست  
 روزیکہ تو بے بادہ بسر خواہی برد  
 ایں قصہ درد و غم نمی باید گفت  
 باغیہ چہ حاجت ست گفتن ز فراق  
 در ملک و وجود سراں از تست  
 مار ابد و اے درد دل کارے نیست  
 در مذہب عشق شاہ و درویش یکیت  
 در کفہ میزان حسد و بیش و کم است  
 ہر چیز کہ جز خدائے نامے چند است  
 تکلیف و نماز و حج و ہر چیز کہ ہست  
 از خویش رمیدہ را چہ مہج چکنست  
 خلقے ز پے بہشت بے آرامند  
 یادش بہ دل کافر و دیندار یکے ست  
 گر چشم بصیرت تو باز ست شرف  
 یک جرء می ز ملک کاوس بہ است  
 ہر نالہ کہ رندے بحر گاہ زند  
 سرمد جسے ست جانن در دست کے ست  
 یخو است کہ آدم شدہ از وام جہد

زان پیش کہ بشنوی من لانی بگذاشت  
 و آنکس کہ مرا گفت نکو خود نیکو ست  
 از کوزہ ہمسایا بردن ترا دو کہ در اوست  
 و ان در یگانہ را نشانے دگرست  
 افسانہ عشق را ز بانے دگرست  
 سودا زوہ مہر دل اسروزی نیست  
 ضایع ترا زان روز ترا روزی نیست  
 ایں حالت پر الم نمی باید گفت  
 سناخ بیار ہم نمی باید گفت  
 در ماں دل بے سرو سامان از تست  
 دل از تو و درد از تو و دریاں از تست  
 شیرینی نوشن تلخی نیش یکیت  
 آنجا کہ بود عشق کم و بیش یکیت  
 نامے چند است و ہر عام چند است  
 جو شے ز پے بختن خاے چند است  
 توجہ گزیدہ را نہ خوب است نہشت  
 ویں طرفہ کہ نیست جز در آرام بہشت  
 چون رشتہ کہ در سبجہ و نہ نار یکے ست  
 در دیر و حرم جسلوہ و دیدار یکے ست  
 وز تخت قباد و ملک طوس بہ است  
 از نالہ ز اہد ان سا لوس بہ است  
 تیرے ست و لے کانش در دست کہ ست  
 گا وے شدہ در یاساں در دست کے ست

لا علم

عمر خیام

عمر خیام

سناخ

لا علم

لا علم

سحابی

سحابی

بو علی

عمر خیام

سرمد

سرد	انگر شده ام دود منید اتم چیست	نابود شدم بود منید اتم چیست
سرد	سودست - و اگر شود منید اتم چیست	دل دادم و جان دادم و ایمان دادم
یقینی	بے دولت دیدار تو دین هم قفس است	و دنیا نگویم طلب که کمتر ز حق است
لا اعلم	در خانه اگر کس است یک حرف بس است	خواهان و صالم و همین است سخن
لا اعلم	بُت خانه و کعبه - مست و هشیار کیست	و رنذیب ما سببه و زنا رکیست
واقع	دانی که درین چمن گل و خار کیست	گرچه یقینی ز خودی باز رهی
یوسف	کار یکد ز تو بیچ بماند و گرسست	بایستی که ترا خود رها ند و گرسست
شاهزاد	ما همیک به مقصود رساند و گرسست	ما منکر راه مسجد و کعبه نه ایم
شاهزاد	زاهد گوید که در دم و دانه ماست	صوفی گوید که دوست در خانه ماست
شاهزاد	عاشق گوید به کوئے جانان ماست	ساقی گوید به جام و پیان ماست
شاهزاد	لئے در حرم راه نه رویم بکشت	کئے خوب مرا قبول دارد لئے زشت
شاهزاد	لئے در خود و زخم نه شایاں بهشت	یار ببه گماروم به زمانه که من
شاهزاد	در عز و دهر خشم لیکوئی کاشت	آنکس که غم به نیک نامی افروشت
شاهزاد	مرد آنکه بگرد و نام نیکو نه گذاشت	نیکو ناماں زنده جاوید اند
شاهزاد	تو خد بر دار که فردا سفر به پیش است	ایکده امر و ترافضت کار خویش است
شاهزاد	که تهدید است درین پیشه بے دلش است	تو شتر راه فنا تا جوانی بر دار
شاهزاد	یک نیمه به تشویش و خجالت بگذشت	یک نیمه عمر و در بطالت بگذشت
شاهزاد	بنگر بچه حلیت و حوالت بگذشت	عمری که از دول جهان آزرده
شاهزاد	شیر مرد زمانه دانی کیست	بیچ دانی که شیر مردی چیست
شاهزاد	آنکه با دوستان تواند زیست	آنکه با دشمنان تواند ساخت
شاهزاد	منی میگفتی که آب فسق و کین است	بُت می شکنی که سنگ راه دین است
شاهزاد	و دنیا بفکن که می فکنند این است	خود را بشکن که بُت شکنن سهل است
شاهزاد	در چمن نه حال شان بیک منوالست	هر چند زمانه مجسم جبهالست

کو دن ہمہ یک از یکے تا دیگرے  
 ہر چند کہ اس جماعہ گور پرست  
 اس فراق نہ کم تو اس تصور گردن  
 بگفتار اگر دُرفشا ندکے  
 خود مسند خامش بود چون صدق  
 ہر دم برو دیگرے نمی باید رفت  
 چون آب بہر زمیں نمی باید شد  
 قلے کہ در و عل بنا شد عار است  
 ہر کس کہ بعلم بے عمل می نازد  
 شد حشر کنون صور و سرائیل کجاست  
 از بہر حسد اب کردن بیت اللہ  
 جز یاد حق ار حاصلت از زندگی ست  
 ذکر ت ہمہ منکر گا و خروقت نواز  
 گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست  
 تسلیم در ضایع کن و شاد بزی  
 اے دل چو نصیب تو ہمہ خون شدنت  
 اے جان تو دریں شمع چہ کار آمدہ  
 پیش از من و تو لیل و نہاری بود ست  
 ز نہارت بدم بجاک آہستہ ہی  
 لے دل چو زمانہ می کند عنانک  
 بر سبزہ نشیں و خوش بزی روزے چند  
 آن قصر کہ بہرام در دجہام گرفت  
 بہرام کہ گور می گرفتے دایم +

فراق خرمیں و حسد دجال ست  
 مسدوست جزای ما ہمہ دست بدست  
 مازندہ پرستیم و شہا مردہ پرست  
 خموشی بہ بسیار ازین خوشتر نشست  
 اگرچہ در و نش پُر از گوہر ست  
 جز پیش ہر دورے نمی باید رفت  
 چون باد بہ ہر دورے نمی باید رفت  
 ہر شمع کہ بے ذکر بود ز تار است  
 عالم بنود اعمی مشعل دار است  
 طوق ادب از بہر عز اذیل کجاست  
 شد فیل نمودار ابابیل کجاست  
 شرمندگی حاصل این بندگی ست  
 نہ بندگی ست اینکہ خربندگی ست  
 در سر برد و نیز بہ تقصیر تو نیست  
 چون نیک و بد جہاں بہ تدبیر تو نیست  
 احوال تو ہر لحظہ دگر گوں شدنت  
 چون عاقبت کار تو بیرون شدنت  
 گردندہ فلک بر لے کارے بود ست  
 کان مرد یک چشم نگاہے بود ست  
 ناگہ برو دژ تن روان پاکست  
 زان پیش کہ سبزہ برد مدافک  
 رو بہ بچہ کرد و شیر آرام گرفت  
 امروز نگر کہ گور بہرام گرفت

درد

ابن بدین

لا اعلیٰ

لا اعلیٰ

سرد

تقی

عمر خیام

عمر خیام

عمر خیام

عمر خیام

عمر خیام

راز	روز یک قضا باشد و روزی که قضا نیست	از مرگ حذر کردن دور روز روانیست
مغنی	روز یک قضا نیست و در مرگ روانیست	روز یک قضا باشد کوشش ندهد سود
لا اعلی	عید اجل است گرجان و پیر است	دنیا خولایست کش عدم تعبیر است
بیدل	این صفحہ خاک هر دور و تصویر است	هم روی زمین پُرس است و هم زیر زمین
درد	روز و شب با محنت و سوز گذشت	ایام بقا چون باد نور روز گذشت
درد	تا چشم کشادیم ز هم روز گذشت	تا چشم نهادیم به هم صبح دمید
غنی	نگش داند هر آنکه ادرا چشم است	گیرم که سریت ز بلور و نیم است
روی	در دیده بور یا نشیناں پشم است	این سدف قم و سمور و سنجاب
هنه	کو گوهر معنی که ایجا دزد سفت	کورمز حقیقی که هستیش نگفت
جامی	لے درد که ام گل که اینجا نگفت	گلزار جہاں طسرفه سر لے کهن است
لا اعلی	اندیشه مکن که حال عالم این است	گر خاطر تو شاد و گر غمگین است
سایر	یعنی که جهان عبارت از تلویح است	احوال جہانیاں بیک صورت نیست
	فارغ بال آنکه از جہاں بجز است	ہوش است که سرمایہ صد در دست
	ہر چہ کہ بیضہ از قفس تنگ تر است	در بیضہ نمی کنند مرغان فریاد
	دین بادہ ناب را خمار دگر است	در مذہب عاشقان تہ را دگر است
	کار دگر است و عشق کار و گراست	ہر علم کہ در مذہب حاصل گردد
	وصل تو بہر سبب کہ جویند خوش است	راہ تو بہر قدم کہ پویند خوش است
	نام تو بہر زبان کہ گویند خوش است	روی تو بہر دیدہ کہ بنیند نکوست
	در خلوت جان و دل نہاں غیر تو کیست	در صورت آب و گل عیاں غیر تو کیست
	لے جان جہاں در دو جہاں غیر تو کیست	گفتی کہ ز غیر من پیر داز دولت
	شیرینی نوش و تلخی زینش یکست	در مذہب عشق شاہ و درویش یکست
	آسنا کہ بود عشق کم و بیش یکست	در کلمہ میزان خرد بیش و کم است
	سانچہ تو بیکشش نہ پیو دین و دشت	کس در دہ عشق محرم راز نہ گشت



لا اعلم	<p>دیوانہ پابرمیتہ از آب گذشت  از کعبہ داز کشت مقصود یکمیت  کائے سالک رہ عابد و معبود یکمیت  ایں دیدہ مرا خوش است چون دست در اوست  یاد دست درویش دیدہ یادیدہ خود اوست  از دوست سخن ایم مرادے جز دوست  کاینہا ہمہ فانی اند و باقی ہمہ اوست</p>	<p>عاقل بہ کنار آب تپائی می جست  در دائرہ وجود موجود یکمیت  بر صفہ کائنات خط است بہیں ۴  چشمے دارم ہمہ پُر از صورت دوست  از دیدہ دوست فرق کردن نہ نکوست  تا در تن ما خون بود اندر رگ و پوست  بتن بہ متاع ایں جہاں دل نہ نکوست</p>
سعدی	<p>بے توشہ چہم تدبیر کنی وقت پیچ ۴  تیسع ہزار دانہ بردست پیچ</p>	<p>لے طبل بلند بانگ در باطن پیچ ۴  روے طبع از خلق بہ پیچ ارمودی</p>
عمر خیام	<p>پیمانہ چو پُر شود چہ شیریں و چہ تلخ ۴  از سلخ بغیرہ آید از غرہ بہ سلخ ۴</p>	<p>چون عمر بہین رود چہ بعد از دو چہ تلخ ۴  می نوشش کہ بعد از سن و تو ماہ بسی</p>
لا اعلم	<p>کم بود ز اسرار کہ مفہوم نشد  معلوم شد کہ پیچ معلوم نشد  قوس بہ متاشائے خط و خال خوش اند</p>	<p>تا بود دلم ز عشق محسوم نشد  اکنون کہ ہی بنگریم از روع جزو  قوس بہ متاشائے زو مال خوش اند</p>
بیدل		

بیدل چہ را بہ حال بدی بیسم  
 نکند زن اگر دختہ قصیر باشد  
 نرود بر درار باب جہاں بہر طمع  
 بس نامور بہ زیر زمیں و فن کردہ اند  
 زندست نام منرخ نوشیرواں بعدل  
 آنا کہ بکنج عافیت بہ نشستند  
 کاغذ بدریدند و تسلیم بشکستند  
 نہ بینی کہ پیش خداوند جہاں  
 اگر روزگارش در آرد ز پائے  
 سخن گرچہ دل بند شیریں بود  
 چو یکبار گفتی گو باز پس نہ  
 ہر کہ سلطان مرید اوشد  
 و آنکہ پادشہ بنید از دہ  
 ز ناں باردار اے مرد ہوشیار  
 ازاں بہتہ بہ نزدیک خرومند  
 آنکس کہ گنہ نہ کرد پیدانہ بود  
 حق ست اگر خط ز انسان نشود  
 بہر چہ کہ دیو نفس فوج دارد  
 ز آلائش معصیت چہ را نہ شیم  
 آفاق زخوب و زشت خالی ماند  
 گر عفو گئی یکے بدوزخ نرود  
 ز اہد کرم ترا چو مانشاسد  
 گفتی کہ گنہ مکن کہ من قہارم

خوش حال کسانیکہ بہر حال خوش اند  
 قرض نستان اگر وعدہ قیامت باشد  
 اگرش حاتم دوران بہ سخاوت باشد  
 کز ہمتیش بروے زمیں یک نشان نماند  
 گرچہ بسے گزشت کہ نوشیرواں نماند  
 دندان سگ و دھان مردم بستند  
 وز دست و زبان حرف گیران رستند  
 ستایش گناں دست بر بہنہند  
 ہمہ عالمش پائے بر سر نہند  
 سزاوار تقدیق و تحسین بود  
 کہ حلوا چو یکبار خوردند و بس  
 گر ہمہ بد کند نکو گوید  
 کش رخنیل خانہ نواز د  
 اگر وقت ولادت مادرانید  
 کہ نہ زندان ناہموار زایند  
 او خود خلف آدم و حوا نہ بود  
 عبدست اگر عفو خدا را نہ بود  
 غنقائے ہوس ہولے او بجے دارد  
 بحر کر مش وعدہ موبجے دارد  
 ہم صومعہ ہم کشت حالی ماند  
 در عدل کنی بہشت حالی ماند  
 بیگانہ ترا چو آشنا شناسد  
 ایں را بہ کسے گو کہ ترا شناسد

۱۵۱م

"

"

"

"

"

"

حسن

ضعیف

غیر

۱۵۱م

لا اعلم	احسان ترا شمار نتوانم کرد -	من بتو دمی فدا نتوانم کرد -
لا اعلم	یک شکر تو از هزار نتوانم کرد -	گر بر تن من زبان شود هر موی
لا اعلم	کار همه چو به دوست آسان گردد	چه حشر چونیک و بد هر آسان گردد
لا اعلم	چون رفت بدر یا همه یکسان گردد	هر چند که آب تلخ یا شیرین است
لا اعلم	آن کن که نبایدت پشیمانی خورد	ز آن پیش که از بهاں فسرمانی فرد
لا اعلم	فسر و آنچه کنی چو بیخ نتوانی کرد	امروز بکن چو می توانی کاره
لا اعلم	دین عیش به سیل کوهساران ماند	ایس عمر به باد نوبهساران ماند
لا اعلم	نگشت گزیدنی به یاران ماند	زینهار چنان بزی که بعد از مردن
سرد	خلقه پس ترجاعی پیش تر اند	انسان که ز یک دگر جگریش تر اند
حافظ	یاران عزیز آن طرف بیشتر اند	در عزبت مرگ بیم تنهایی نیست
سنائی	فارغ ز حینال و منکر و تدبیر نشد	راضی دل دیوانه بتدبیر نشد
لا اعلم	ما پیر شدیم و آرزو پیر نشد	ایام شباب رفت و باقی هوس است
حافظ	نه لذت هستی به الم می آرزو	نه دولت دنیا به ستم می آرزو
سنائی	با محنت پیغ روز غم می آرزو	نه هفت هزار سال شادی جهان
لا اعلم	سر ز خرد شود ز افسر نشود	زن زن زوفا شود ز زیور نشود
سده	سگ را سگ از قلاوه گشت نشود	پای گوهر گوهری ز گوهر نشود
سنائی	گفته که ز خود یاد نمی باید کرد -	گفتم همه بیداد نمی باید کرد -
لا اعلم	خندیده که فسر یاد نمی باید کرد	گفتم که چنان گوئی سخن تا شنوم
سنائی	یاد دل بکسی دهد که جان آساید -	من بنده آمم که دلی بر باید -
سنائی	در ملک خدا اگر نباشد شاید -	آنکس که نه عاشق و نه معشوق کسی است
سنائی	ارواح و تکلیک همه رو با تو کند	خواهی که خنداکار نکو با تو کند
سنائی	یا راضی شو به هر چه او با تو کند	با هر چه رضا او در آن نیست مکن
حافظ	در بادیه و یو و دنی باید بود	با مردم نیک و بد نمی باید بود

مفتون معاش خود نمی باید شد  
 از عهد عهد گریهون آید مرد  
 پیرغ نه که بے تو نام تو برند  
 تی هر که بود بعشق دیوانه بود  
 صد قرن بگردد که نه گردد پید  
 قدر که باهل ز بهجت بخشند  
 مایه عمان نیز امید داریم  
 تا کنکه به تلاش مال خواهی کوشید  
 پوشیدن جاها مکر شده است  
 گرموم محتاج ز غم می گیرند  
 وقت ست که از دست زمانه اکنون  
 لے خیر اتفاق می باید کرد  
 از و هم خودی اتفاق خیزد غفل  
 نمک همه خون دل صد چاک خورد  
 بد بخت ز کسب مال لطفی نه برود  
 نمک پے مال چوں گدای می گردد  
 طامع ز حصول مال طماع شود  
 نه هر که نکوست دوست میباید بود  
 یعنی سهل است دوست بودن با دوست  
 گر خلق جهان همه به طاعت خیزند  
 چوں نیک نظر کنی نه بینی جز این  
 ز دیده بد و ز تادلت دیده شود  
 گر تو ز سر بسپند خود برخیزی

مغفور به عقل خود نمی باید بود  
 از هر چه گمان بری فزون آید مرد  
 طاس نه که با تو دور تو نگرند  
 تی هر مرغی سبز لایس و اند  
 مردی که به نفس خویش مردانه بود  
 در جانزه ناله و نوش و لغت بخشند  
 شاید که مرا باه حسرت بخشند  
 با هر بد و نیک خواهی جوشید  
 اکنون از خویش چشم باید پوشید  
 زان بیشتر ارباب غم می گیرند  
 چوں ابر همه اهل کرم می گیرند  
 بایکد گرفتار می باید کرد  
 از خود گذر اتفاق می باید کرد  
 یک لقمه بصد ناله غمتاک خورد  
 افی بر گنج ماند و خاک خورد  
 بر زر بهر از جان فدای می گردد  
 چوں دانه بیاید آسیا می گردد  
 بد را بر مغز پوست می باید بود  
 بادشمن نیز دوست می باید بود  
 صد گونه عطا کنند و خیر انگیزند  
 کار بجز به بحر مشقت لایه ریزند  
 زان دیده جهانی و گرت دیده شود  
 احوال تو سر بسپندیده شود

سنائی

لا اظم

واقف

درد

درد

درد

احمد

احمد

لا اظم

سحابی

لا اظم

یا قوت پیل سوری باید بود  
 این طره زنگ که عیب هر آدمی  
 تا نگون اشک و چهره کای نشود  
 سیالک ز سر خویش که واقف گردد  
 آنکس که همیشه دیده تر و دارد  
 از گریه ایام جوانی بگذرد  
 چو خاک پاشی میان شوی ز آتش حرص  
 خدام خاطر آتم که هست عایش  
 بر خود در مدح و ذم نمی باید زد  
 عالم همه آئینه حسن ازلی است  
 هر کس به صمیمه خود صفا خواهد داد  
 هر جا که شکسته بود دستش گیر  
 چون پیر شدی کار جوان نتوان کرد  
 در ظلمت شب هر آنچه کردی کردی  
 ظلم که کباب از دل درویش خورد  
 و نیای عمل ست هر که او بیش خورد  
 این زمزه ناخلف که از ابوالبشرند  
 گمراه میاں تمام اندیک پذیرند  
 بر دل که هوایه عیال را نکند  
 رام است تعلقات دنیا به دنی  
 عشق است که همواره میایاں ماند  
 پشیدن عشق نیست در دل ممکن  
 گویند بجز گفتگو خواهد بود

با ملک دو کون عوری باید بود  
 بی باید دید و کوری باید بود  
 دل مشرق انوار آینه نشود  
 او عارف اسرار کهای نشود  
 از حسر من عمر بیشتر بردارد  
 باران بهار بقی دیگر دارد  
 شود به باد همه آبرد و چون نشود  
 رهس منت انبای و هر دین نشود  
 بیرون از حد قدم نمی باید زد  
 بی باید دید و ذم نمی باید زد  
 آئینه خویش را حلا خواهد داد  
 بشنو که ہیں کاسه صد خواهد داد  
 پیری تا کاسری نهان نتوان کرد  
 در روشنی روز نهان نتوان کرد  
 چون در نگر دز پهلوی خویش خورد  
 خون افزاید تب آورد و نیش خورد  
 بیگانه چهره به یکد گرمی نگرند  
 پس هر چه این قدر ز خود بخبر اند  
 باید گره علقه را باز کنند  
 در دام چگونه مرغ پرواز کنند  
 باو صفت هزار جامه سبایاں ماند  
 بر تخت جلوس شاه نهان ماند  
 و آن یار عزیز ترند خواهد بود

لا اعلم

لا اعلم

لا اعلم

سین

سعد

ما و شاه

لا اعلم

لا اعلم

لا اعلم

لا اعلم

آزاد

عزمیام

	از خیر محض جز نکوئی ناید.	خوش باش که عاقبت نکو خواهد بود.
عزیز	اسرار ازل با ده پرستان دانند	قد بر من و حبام تنگدستان دانند
سحابی	گر چشم تو حال من بداند چه عجب	شک نیست که حال مست متان دانند
جامی	صاحب نظر آنکه زنده جاویدند	و از سر ز بیم و فتنه از امیدند
روحی	در هر چه نظر کنند او را بینند	ذرات بهر سان آئینه خورشیدند
قاسم	اعیان همه شیشه ای گوناگون بود	کافت و بر آں پرتو خورشید وجود
نظم هوری	هر شیشه که بود سرخ یا زرد و کبود	خورشید در آن هم بهر سان رنگ نمود
لا اعلم	رفتم به کلیسای ترسا و یهو د	ترسا و یهو و جمله راروئے تو بود
لا اعلم	از شوق جمال تو بخت خانه شدم	تبیح بستان زمزمه ذکر تو بود
لا اعلم	آن عقل کجا که در کمال تو رسد	آن روح کجا که در جلال تو رسد
لا اعلم	گیرم که تو پرده برگزینی ز جمال	آن دیده کجا که در جمال تو رسد
لا اعلم	زاهد بجزیم کعبه جای نخواهد	را حبیب صنم و کلیسیا میخواید
لا اعلم	غمناک طرب خسته شفا میخواید	خوش حال دل آنکه ترا میخواید
لا اعلم	روزی که تنم زین ده ویران برند	تا بوقت مرا عاقل و دیوانه برند
لا اعلم	این فصل مکالمه است که بجا لار	زین خانه بدشگون با نخانه برند
لا اعلم	تو پیچ بدی که جسم و جان دادند	بر کسب و عمل تاب و توان دادند
لا اعلم	از داده و ناداده شکایت چه کنی	کان چینه که هست رایگان دادند
لا اعلم	کو منصور و انا الحق و وارچه شد	کو ابراهیم و گلشن و نارچه شد
لا اعلم	از آمد و رفت عالم بے سرو بون	ز بهار میسر "کاسه کارچه شده"
لا اعلم	هر گوشه فضله صد بیاباں دارد	هر غنچه بهشت خود گلستان دارد
لا اعلم	گر عقده خاطر کشاید بینی	هر قطره بحیب خویش طوفان دارد
لا اعلم	کے حال فتاده هرزه گردی داند	بے درد کجالت دردی داند
لا اعلم	نامر بپیزد خرد مردان را	مردی باید که در مردی داند

عمر خیام	آن آتش سوزنده مرا سهل بود کز مرگ بتر صحبت نا اهل بود	صد سال در آتشم اگر محصل بود یا مردم نا اهل مبادم صحبت
عمر خیام	وز کوزه بشکسته دم آبه سرد یا خدمت چون خودی چسباید بود	یک نان بدوروز گز شود حاصل مرا یا مور کسے دگر چسباید بود
سحابی	از خوان کرم برگ و لوز میخو اهدا در ویش غذا شه استهای میخو اهدا	عالم همه در دست و دوا میخو اهدا کس بیجا جت نمی توان بودن
ابن میمن	که شاخ میوه دگر بار بار در گردد که مستراح چو پر گشت گنده تر گردد	کریم زاده چو مفلس شود بد و پیوند لیم زاده چو منعم شود از و بگریز
ابن میمن	گر چه پاکی ترا پلید کند لکه ابر نا پدید کند	بابدان کم نشین که صحبت بد آفتابے بایں بزرگی را
سرمه	ما را همه اسباب پریشانی داد بے عیباں را لباس عریانی داد	آنکس که ترا تاج جهان بنانی داد پوشید لباس هر کرا عیبی دید
شاپور	وین عیش بیل کو هساراں ماند انگشت گزیدنی به یاران ماند	ایں عمر با بر تو بهاراں ماند ز هنار چنان بزی که بعد مرون
غنی	چون درنگری عیب نهانے دارد هر میوه که دیدم استخوانے دارد	هر کس که بخویشتن گسائے دارد عمر نیست که در باغ جهان گردیدم
درد	از لجه علم سوے ساحل باشند از زنده لایزال غافل باشند	ایں گور پرستان پے باطل باشند خود زنده و بامرده نیاز آورده
درد	طبعی که چو شعله گرم گردید فسر د پیدا شد و شا دگشت و عجم خورد و ببرد	هر دل که چو گل شگفت آخر پژمرد اینجا هر کس بطرز خاص لے درد
درد	چون مور بر لے خود پری پیدا کرد عیلی نشود هر که خسرے پیدا کرد	دو آن همت اگر مال و زر پیدا کرد کے مرتبه سفله فزاید اسباب
	تا آنکه نه شایانه مزاجے دارد	شه نیست کسے که تحت عابجے دارد

یعنی که خسرو درین پیش از باب شعور  
 دریا طلب آدم سدا هم کردند و  
 گفتیم بنمای من خصم مرا  
 گیرم که فلک هم هم و هم از آید  
 یاران موافق از کجا جمع شوند  
 عادت سخن از بستن نهان تواند  
 چون قطره دیو بسته بدریا گم شد  
 عاشق که غم از جان خویشش زود  
 حسامیت بهاب بود عاشق را  
 حرمی گفت بسمل باغبان را  
 به پیری می رسد غار بیابان را  
 لایق آن ایم اگر بخت بگذرد  
 که پیر عزیز دگاه خوارت شمرند  
 در جامه صوفی بزم زنا چه سود  
 نه آزادگان لوحه نمودی طسلی  
 در راه چنان رو که سلامت نکنند  
 در مسجد اگر دومی چنان رو که تراء  
 هر کس که نه ترک و عیب رخو کرد  
 زاری و نیاز و بجز میخاهد عشق  
 آن کیست که او در دوریا شناسد  
 گفتی که مخور باده جو من ز ابد شود  
 آن فرقه که عیش را اولی نمیدانند  
 آنند در سول بر زمان می رانند

سلطان نشود اگر چه تاجی دارد  
 تعمیر طلب ششم خراجم کردند  
 هم صحبت آئینه و آرم کردند  
 ایام نشاط و طرب و ناز آید  
 وین عمر گذشته از کجا باز آید  
 و اصل صفت وصل بیان تواند  
 گم گشته ز گم کرده نشان تواند  
 تاجان رو و از تن تبت تابش زود  
 تا گشته نگرده اضطرابش زود  
 درین گل جز نهالی غم نه گیرد  
 و لے چون گل جواں گردد و میرد  
 چون بر تو شبی گذشت نامت نه برند  
 بر سر ریزه نو زیر پایت سپرند  
 در صومعه رفته دل به بازار چه سود  
 یک راحت و صد هزار آزار چه سود  
 با خلق چنان زی که قیامت کنند  
 در پیش خوانند و امامت کنند  
 ادکا و حسد اند که کار خود کردند  
 کس را نتوان به زور یا رخو کرد  
 در مکود غا خدا چو مال شناسد  
 این را به کس گو که ترا شناسد  
 بیچاره عوام را بخود می خوانند  
 چون در نگر می خلیفه شیطانند

درد

لا اظم

لا اظم

لا اظم

نیضی

قبیل

نیکو

لا اظم

لا اظم

سجانی

سرمد

خاورد



درویش شدن به چشم پوشی نبود  
 کافیست اشاره از مقام تحقیق  
 یا عاشق حق گزار می باید بود  
 نی عاشق دنی فاسق و پس در دنیا  
 این قوم که تقوی ریائی دارند  
 میسواک که دندان طبع تیزکنند  
 نگر دشمن مردان بگی حرق شود  
 گر سگ به مثل درون دیار بود  
 گیرم که همه ملک تو چین خواهد بود  
 خوش باش که عاقبت نصیب من و تو  
 کم کن طمع از جهان بیری خورسند  
 خوش باش چنانکه این دور فلک  
 افسوس که نامه جوانی طے شد  
 دامن مرغ طرب که نام او بود شباب  
 گویند که مرد را هر می باید  
 اینها همه در زمان سابق بودند  
 خوش باش که عالم گزرا خواهد بود  
 این کاسه سحر با که تو بینی یک چند  
 من دامن زهد و توبه طے خواهم کرد  
 پیمان عمر من هفتاد رسید  
 آن گل که هنوز نو بدست آمده بود  
 بیچاره بے امید در خاطر داشت  
 هر کس بجا از پیمان دوست بود

عارف بودن به هرزه جوشی نبود  
 در حضرت افسردشتی نبود  
 یا فاسق هرزه کاری باید بود  
 از هر چه کار می باید بود  
 دانی ز چه اسباب دین جمع آرند  
 تسبیح که عیب مردمان بشمارند  
 هم برق صفت بخوشتن برق شود  
 دریا نشود پلید سگ عنبرق شود  
 آفاق ترا زیر انگیس خواهد بود  
 ده گز کفن و سه گز زمین خواهد بود  
 ورنیک و بد زمانه بگل پیوند  
 هم بگسلد و مناید این روزی چند  
 دین تازه بهار شادمانی طے شد  
 فریاد کئے آمد و ندانم کئے شد  
 یا نسبت عالی پدر می باید  
 با فضل درین زمانه زدی باید  
 روح از پئے تن نهره زنان خواهد بود  
 زیر قدم کوزه گران خواهد بود  
 یا موی سفید قصد می خواهم کرد  
 ایندم نکم نشاط کئے خواهم کرد  
 نشگفته تمام باد قهرش بر بود  
 امید دراز و عمر کوتاه چه سود  
 یک دوست ندیدیم ز جان دوست بود

۱۰ علم

آزاد

۱۰ علم

لا علم

عمر خیام

عمر خیام

عمر خیام

عمر خیام

عمر خیام

سعدی

سعدی

<p>چون سگ ز پئے لقمہ بہر درید و ند  آزرا کہ شراب ناب مدہوش کرد  ایام شباب یک یک آید یادش  افسوس کہ ہمدان مولیٰ رفتند  آنانکہ ہم نشسته بودیم ہم  تا کہ دلت از چرخ حزیں خواہد بود  خوش باش کہ روزگار پیش از من تُو  گر مرگ بر آورد زبہ خواہ تو دور  چوں مرگ مرا نیز بخواہد فرسود  نہ سایہ بید و نئے سخن خواہد ماند  این عالم بیوفا کہ من می بینم  آئے شاہ نہ تخت و نہ نگین می ماند  صندوق خود و کاسہ درویشا نرا  سلطان کہ بر اسباب ہوس می نازد  درویش کہ بے نواہی بے پروایت  صد حیف کہ جملہ دوستان را رفتند  اکنون من و اماندہ چہ سازم چہ کنم  شایان کہ براوج خیمہ آراستہ اند  شام و سحری چند دریں گردون شکل  آئے درد جوانی از کتار تور مید  تا چند کنی زبان درازی چوں شمع  بعد از من و تو زمانہ خواہد ماند  بالفعل ہر آنچہ نقد حال من وقت</p>	<p>ایں ست نشان کہ نام شان دوست بود  از موئے سفید پیہ در گوشتش کرد  چوں خواب خوشی کہ کس فراموش کرد  یاران موافق و مہبت دس رفتند  ہر یک بہ بہانہ از مجلس رفتند  با محنت و درد ہمنشیں خواہد بود  تا بود چنین بود و چنین خواہد بود  از مُردن او شاد چرا گشتی زود  از مرگ کسے شاد چہر ابا ید بود  نہ حُسن بُتان سیم تن خواہد ماند  نی ناز توئے نیاز من خواہد ماند  آخر بتو یک دو گز زمیں می ماند  خالی کن و پُر کن کہ ہمیں می ماند  بر بال و پر خود چو مگس می نازد  بر خاطر بے نیاز بس می نازد  زیں دشت تمام شہسواراں رفتند  لے درد کجا ایں ہمہ یاراں رفتند  مانند فلک بشوکت ازاں خواستہ اند  چون مہر نشستہ اند و برخاستہ اند  پیری بسرت سفیدی آورد دید  خاموشی بہ کہ صبح نزدیک رسید  روز و شب و کار خانہ خواہد ماند  بہر دگراں فنانہ خواہد ماند</p>	<p>جامی  منظر  ہلالی  لا اعلم  لا اعلم  لا اعلم  درد  درد  درد  درد  درد</p>
--	---	--

<p>تا چرخ فلک چو آسیا هست بگرد  ما کاسه نداریم که در یوزه کنیم  سرسشته ننگ و نام در کف دارند  منگر به لباس دلق پوشاں کایشان  شب خیر که عاشقاں بشب راز کنند  هر جا که درے بود به شب بر بندند  مردان رمش میسل به هستی نکنند  آنجا که مجسمه دان حق می نوشند  از فرق سرم تا بدم دیده شود  در من نگری همه تنم جان گردد  غزه مشو که مرکب مردان مرد را  نومیدیم مباش که رندان جرع نوش  پیچ دانی که در شکستن چوب  نزد اهل حسد دستوده بود  من بنده آن کسم که شوق دارد  تو لذت عشق و عاشقی کنی دانی  زاهد بصلاح وز پدر خود می نازد  دارند امید نظر این هر دو دوست  تا نیست نگردی ره همت ندهند  چون شمع قرار سوختن تا ندای  گر چرخ جفا کرد چه می باید کرد  میخواست دلم که بر نشاں آید تیر  سرد غم عشق بوالهوس راندهند</p>	<p>چون صبح نداریم غذا جز دم سرد  در یوزه بر لے کاسه می باید کرد  این مقتدیان امام در کف دارند  از دانه بسجہ دام در کف دارند  گرد و روبام دوست پرواز کنند  الا در دوست را که شب باز کنند  خود بینی و خویشتن پرستی نکنند  حسب خانه تهی کنند و مستی نکنند  روزے که جمال تو مرا دیده شود  در تو نگرم همه دلم دیده شود  در سنگلاخ بادیه پیا بریده اند  ناگه بیک ترانه بمنزل رسیده اند  از وجودش چسپا طراق آمد  کیس طراق از غم فراق آمد  برگروین خود ز عشق طوقی دارد  این باده کسے خورد که ذوقی دارد  عاشق بر دوست نقد جان می باز  تا دوست بسوے که نظر اندازد  وین مرتبه با همت پستند ندهند  سرسشته روشنی بدستند ندهند  و ترک و فاکر چه می باید کرد  چون تیر خطا کرد چه می باید کرد  سو ندل پروانه گس راندهند</p>
عنی	
لا اعلم	
مهند	
سحابی	
جامی	
ابن مین	
حافظ	
طامی	
لا اعلم	
قاآنی	
سرد	

<p>سرمد سرمد سرمد لا اعلم لا اعلم لا اعلم لا اعلم لا اعلم</p>	<p>ایں دولت سرمد ہمہ کس راندند ور آمدنش رواست خود می آید بنشین اگر او خداست خود می آید لاغر صفقان دزشت خود را نکشند مردار بود هر آنکه اورا نکشند نبیہدہ گوشت نکوشد کشتند کاریکہ نکوشد نکوشد کشتند با گل چو قرین شود گل لبش دانت اہل بصیرت آبش و انسند وز خویش گزشتہ خود پرستی نکند می نوش کند دما و مستی نکند چون در عمل آوری طریقت باشد از بہر رضا حق حقیقت باشد معشوق کرشمہ کہ نیکوست کشد ہر کس چیزیکہ لایق اوست کند یک ذرہ بہ غیر حاجت کم نشود تا میل بہ گندمت چو آدم نشود</p>	<p>عمرے باید کہ یار آید بہ کشار سرمد اگرش وفاست خود می آید بیہودہ چہ ادبے او می گردی در مسلخ عشق جز نکورانہ کشند گر عاشق صادق ز کشتن مگریز سرمد گلہ او نشد نکوشد کہ نکشد منت کش دہرمی شدی آخر کار آب است کہ در شیشہ شرابش خواند وز قید گل و گل چو مجتہد گردد زند آن باشد کہ میل ہستی نکند در کسے خرابات معان رندانہ والتن عیلم دین شریعت باشد یہر علم و عمل جمع کنی با حلاص عاشق ہمہ دم منکر رنج دوست کند ماجرم و خطا کنیم او لطف و عطا تا دل بہ رموز عشق محرم نشود یک جو بہ خدا مجلبہ پیدا کن</p>
<p>لا اعلم موجہ نام</p>	<p>لے داغ ہر رنج و الم رحمت کر اپنی تجھے رحمت کی قسم رحمت کر پس باطنے لالہ گشتہ خند ان خور</p>	<p>لے خالق ذو الفضل کرم و رحمت کر سبقت ہے مدد غضب پر رحمت کو تری گر بادہ خوری تو باخردمند ان خور</p>

عزیم	اندک خورو۔ گدگ خورو۔ پنہان خورو۔	سید عوز۔ دود خور۔ فاشش خور۔
۱۰	کلید در گنج صاحب ہمنہم	دبان در وہان خنر و منہم چیت
"	کہ جو ہر خنر و منہم است یا پیدہم	چو در بستہ باشد چہ داند کئے
"	گرم تاکئے بساند این بازارم	لے زبردست زبردست آزارم
"	مردنت بہ کہ مردم آزاری	بچہ کار آیدت جہان آری۔
"	پار سادان و نیک مردانگارم	ہر کہ احباب منہ پار سابی
"	مختب رادرون حسانہ چہ کارم	ورنہ دانی کہ در نہانش چیت
"	عیب مناید ہمنہم در نظر	چشم پداندیش بر کندہ باد
"	دوست نہ بیند جہز آن یک ہمنہم	در ہمنہم داری و ہفتہ عیب
"	با خنر و مایہ کار ہائے خطیر	ندہ ہوشمند و روشن رائے
"	بنزندش بکار گاہ حیرت	بور یا بافت گر چہ با خنرہ است
"	ہر بات پر معترض نہ ہو جنگ نہ گرم	منی سے بنا ہے دل کو تو سنگ نہ کر
"	بہتر ہے کہ دشمن کا بھی دل تنگ نہ کر	منظور اگر ہے جادو میں لے وقت
لا اعلیٰ	بایا رچو د آر میدہ باشی ہمہ عمر	لذت جہاں چشیدہ باشی ہمہ عمر
حافظ	خوابی باشد کہ دیدہ باشی ہمہ عمر	ہم آخنر عمر حلت باید کرد
"	آعن ز پرے ہناد پیا نہ عمر	سیلاب گرفت گرد ویرانہ عمر
لا اعلیٰ	حال زمانہ رخت از خانہ عمر	بیدار شولے خواجہ کہ خوش خوش کشد
لا اعلیٰ	انگشت عسل مخواہ دو صد نیش مخور	از خوانِ فلک قرص جوے پیش مخور
لا اعلیٰ	خون دل صد ہزار ذرویش مخور	از نصبت الوان شہاں دست بدار
لا اعلیٰ	ربخے میر از ذلت و خواری ز نہاد	لے مرد سیدت اگر از خلق آزار
لا اعلیٰ	تو از یہ انکسار بر پا دار	گر بر سر تو نہند پامرد ہمہ
لا اعلیٰ	ما از عم یا را این چنین زار و نزار	زا ہد ز عم زمانہ محزون و فلک
لا اعلیٰ	اورا عم روز نگار و مارا عنیم یار	شک نیست کہ ہر دور اکشد آخر کار

خشت بر جسم ز ملک جسم بهتر  
 آه سر ز سینه خاری  
 بایار چو آرمیده باشی هم عمر  
 هم آخسر عمر حلت باید کرد  
 خون خود را اگر بریزی بر زمین  
 بت پرستیدن به از مردم پرست  
 چون بت رخ بت پرستی خوشتر  
 از هستی عشق تو چنان نیست شدم  
 گفتم ز درت به کعبه آرم رخسیر  
 گفتا که چو محروم شدی از در ما  
 بود چارچیز از کمان حماقت  
 به مفند سخاوت به احمق محبت  
 در پرده ز مقرب شراب اولی تر  
 فعل بندیش را بهن می دادم  
 پا آبل از کفش بمنت بهتر  
 و در مذہب من زود بد و زخ رفتن  
 دی کوزه گریه بدیدم اندر بازار  
 دان گل بزبان حال باو میگفت  
 عمر تو چه دو صد و چه سی صد چه هزار  
 گر بادشهی و گر گدائی بازار  
 لے دل ز رویم را بندیش و بخور  
 اندر غم این دآن بسر بردی عمر  
 زین توده خاک چوں میجا بگذرد

بوسه قدح از عقد لے مریم بهتر  
 از ناله بوسه داد هم بهتر  
 خوابی باشد که دیده باشی هم عمر  
 لذات جهان پیشیده باشی هم عمر  
 به که آب روستی بریزی در کسار  
 پسند گیر و کار بسند و گوش دار  
 چون باده ز جام شست مستی خوشتر  
 کان یمنی از هزار هستی خوشتر  
 شاید شویم دل از آلالش عین  
 خواهی در کعبه کوب و خواهی در دیو  
 مکن هیچ یک را از اینها تصور  
 به نادان تواضع به دانا تکبر  
 پوشیدن کارنا صواب اولی تر  
 باشد رخ زشت را نقاب اولی تر  
 گر نیست وفا ترک محبت بهتر  
 بسیار از انتظار جنت بهتر  
 بر پاره گل کله کله زب بسیار  
 من بچو تو بوده ام مرا نیکو دار  
 زین کهنه سر ابرو بربندت ناچار  
 این هره و بیک نریخ بود آخسر کار  
 آس روز پیمین را غنی از پیش بخور  
 خور دی غم هر چیز و غم خویش بخور  
 از خواب و خور و سبزه و صحرانگذر

عمر خیام

عمر خیام

لا اعلم

رومی

لا اعلم

ابن سینا

قدسی

فدائی

عمر خیام

عمر خیام

لا اعلم

<p>لا اعلم لا اعلم جامی لا اعلم بیگانه</p>	<p>سنگ نیستی از آب و علفت دست بدار ز مرغ نغمه خواں درس فغان گیر نفسه از شباب این جهان گیر کز عشق دوروزه را دلا باز گذار بان گیری مزار و در دایه قرار در خدمت بادشهر گدائی خوشتر تسلیم به قسمت خدائی خوشتر بیگانگی از یار و دیار اولی تر گفت سلسله پیدرو- در دیار اولی تر</p>	<p>خرینستی از آب و علفت دست بدار میاں لاله و گل آشیان گیر اگر از ناتوانی گشته پیر این عشق دوروزه را دلا باز گذار زبان ساں عشقه گزین که در روز شاد در محضر دوست بنیوانی خوشتر چون کار نه بردی رضائی من و ملت دیوانگی از صبر و قناعت اولی تر اسباب دو کون عرضه کردم بر دل</p>
<p>اشرف سرد عمر خیام عمر خیام</p>	<p>وز نا اهلان هزار سنه سنگ گریز ورنوش رسد ز دست نا اهل بریز در خانه دل چسپه راغ ایساں افروز از راه کرم برشته عفو بدوز زین طائفه آرام نیابی هرگز بدنام شوی- نام نیابی هرگز و گر دکنه ز رخ زلفتم هرگز ذیر که یکے را دونه گفتم هرگز وز نا اهلان هزار سنه سنگ گریز ورنوش رسد ز دست نا اهل بریز طے میشود اینجا همه اوضاع مجاز</p>	<p>بامردم هوشمند و عاقل آئیند گر نیش دهد ترا خردمند بنوش یارب تو مرا آتش قهر مسوز این خلعت بندگی که شد پاره ز جرم از بوالهوساں کام نیابی هرگز صد سال اگر جان بکشی بچونگیکن- نگر گوهر طاعتت نسفتم هرگز نومیدنیم ز بارگاه کرم بامردم پاک باز و عاقل آئیند گر برود ترا خردمند بنوش- در دایه عشق جمله ناز است و نیاز</p>

نعتی	در کعبہ زہر جہت تو ان کو دمن از	ہر سوے در آن کوے تو آن بُرد بچود
<b>س</b>		
۱۰ اعلم	ولیکن بچند انکہ گویند بس { ملا مت نہ باید شنیدن ز کس {	بدیدار مردم شدن عیب نیست اگر خویشتن را ملا مت کنی {
۱۰ اعلم	عرق و عود و رنگ و بوے ہوس { مرد را کیر و حنا یہ زینت بس {	روے زیبا و حبا مہ دیبا ایں ہمہ زینت زنان باشد {
۱۰ اعلم	در حالت عجز و دستگیر ہمہ کس { لے توبہ دہ و عذر پذیر ہمہ کس {	لے واقف اسرار ضمیر ہمہ کس یارب تو مرا توبہ دہ و عذر پذیر {
سجائی	معرش ز ہوا و ہو سے دیدم و بس { چون چشم کشودم نفسے دیدم و بس {	من باغ جہان را قفسے دیدم و بس از صبح وجود تا شبانگاہ عدم {
ایں ہمین	لفظ خود شیریں کنی چون انگبیس { دانگبے سرکہ بمالی بر جیس {	نان و سرکہ گر ہنی پیش کسے یہ کہ حلوا و شکر پیش آوری {
شہید	دیدم چندے نشستہ جائے طاؤس { گفتا خبر ایں است کہ افسوس افسوس {	دو شم گزرا قناد بہ ویرانہ طوس گفتم چہ خبر داری از ایں ویرانہ {
عزیم	در پیش نہادہ کلہ یکسا و س { کو بانگ جبر سہا و کجا نالہ کو س {	مئے دیدم نشستہ بر بارہ طوس بالکہ ہی گفت کہ افسوس افسوس {
<b>ش</b>		
عزیم	دیدم دو ہزار کوزہ گویا و خموش { کو کوزہ گرد - کوزہ خرو - کوزہ فروش {	در کار گہ کوزہ گرے رفتم دوش ناگاہ یکے کوزہ بر آورد خروش {



صاحب کر مابر من گمراه به بخش؛  
 بخنذه پس از خدا چو امروز توی؛  
 عمرے که شمرده ایم سال و ماهش؛  
 سرگرم سراغ کیست یارب وراں  
 کو عقل و کجافهم و کرا بندیش و هوش  
 چون شمع دریں بزم عبث می سوزی  
 منعم که به عیش میسر و در و زویش؛  
 بس آب که میسر و دیه چو ندفرت  
 چو آمدہ بعالم امکان باش؛  
 اینجاے درد خود صلاے عالم است  
 آتش به دود دست خویش و زخمین خویش  
 کس دشمن من نیست منم دشمن خویش  
 شنیدم در عدم پروانه می گفت  
 پریشان کن سحر خاک سترم را  
 بگذار طلب به تحت شاهی به نشی  
 خلوت بنود گوشه نشینی تنہا  
 در مذہب بالجمہ کیسان می باش  
 این ست طریق عشق جنانہ ما  
 گر قرب خدای طلبی دلجو باش  
 خواہی کہ چو صبح صادق القول شوی  
 بیشی طلبی زیج کس پیش مباش؛  
 خواہی کہ زیج کس بتو بد نہسد  
 سودے نکنند قو خانے بر و دوش

سہوی اگر م فتادہ ناگاہ بخش؛  
 در دست تو ام خواہ بخش خواہ بخش؛  
 مانند فلک مترا رہنود گاہش؛  
 یک خلق چو سایہ میرو دہم ہاش؛  
 کوران و کران بہم مایند خروش  
 لے روشنی طبع تو ہم شو خاموش  
 نالیدن درویش نداند سبش؛  
 در بادیتندگان بجان در طلبش  
 دیدی کن و برو ضعیف جہان خندان باش  
 یکچند دریں خانہ تو ہم مہماں باش  
 خود بر زدہ ام چہ نام از دشمن خویش  
 لے ولے من دوست من و دامن خویش  
 دے از زندگی تاب و ہم بخش  
 ولیکن سوز ساز یک ششم بخش  
 در سایہ رحمت الہی بہ نشی  
 بخود شو و ہر کجا کہ خواہی بہ نشی؛  
 در دائرہ کفر بایسان می باش  
 ز نار بگرون و مسلمان می باش  
 اندر پس و پیش خلق نیکو گو باش  
 خورشید صفت با ہمہ کس کیر و باش  
 چون مرہم و موم باش و چون نیش مباح  
 بدگوے و بد آموز و بد اندیش مباح  
 گر آدمی عقل و ہنر باید و ہوش

طالب

درد

درد

سعدی

درد

لا اعلم

لا اعلم

لا اعلم

نامی

لا اعلم

عمر خمام

سعدی حالی عمر خیام عمر خیام	پیل از من و تو بزرگتر دارد گوش دلها محراش و در رضائے همه باش ترک همه گیر و آشنائی همه باش از بهر خدا جامه تر و یرپوش از بهر دمی ملک ابد را مفروش دیدم دو هزار کوزه گویا خوش کو کوزه گرد و کوزه خرد کوزه فروش	گاؤ از من و تو فراخ تر دارد چشم سهر بر مفران و خاکپای همه باش با خلق نیامیختن از خامی ست پندے و هم آت اگر بمن داری گوش عقبی همه روز ست و دنیا یکدم در کار که کوزه گرس بودم دوش هر یک بزبان حال با من گفتند
<h1>ص</h1>		
	دیدی همه خیر این جهانی بالفرض صد سال اگر زنده بمانی بالفرض	کردی شب و روز کارانی بالفرض مرگ و پیری دو چار گردد آخر
<h1>ط</h1>		
	و آنرا که نه مشتاق زوید از چه حظ ز الوان چه تمتع و از الوان چه حظ	آنرا که نه عاشق ست از یار چه حظ مانیاریا چه چشم عالم بین نیست
<h1>ع</h1>		
	در جور و ستم نمی نمایند درین سیماب نگشت کشته از خنجر و تیغ	این تیره دلان که تیر بارند چو تیغ بر اهل گداز دست ظالم نرسد

# ق

ابن سینا

کہ باکینہ جفت ست و با مہر طاق  
بکودن ہی مید ہد صد براق

سیہ باد روے سپہر کبود  
بہ عینئ مریم حسرت مید ہد

# ک

مومن

اے تیرہ دروں سیاہ کاری بکتک  
اے دشمن دیں بتوں سے یاری بکتک  
کسل کوروی ایک

مومن شوق گناہکاری کب تک  
مان اپنے خدا کو - باز آہر خدا -  
رؤی کو کسل انیک

لا اعلم

تم ہو ہوسکو ایک  
ورعد کئی شوم بدیکبار ہلاک  
مشتے خاکم چہ آید از مشتی خاک

آفتاب تہمتیں انیک  
گر فضل کنی ندارم از عالم پاک  
روزی صد بار گویم اے صانع پاک

لا اعلم

# گ

لا اعلم

مت کوئی کرو پیر سنگ  
پر ناری کے سنگ

پر ناری پینی چھری  
دس مسک ترزاؤں گئے

لا اعلم

چہ کفر و چہ ایمان چہ مخسر و چہ ننگ  
خواہی در روم میں و خواہی در زندگ  
لے نخل بجائے ماند لے شاخ نہ برگ  
چوں زلیست و بالست چہ ترسیم زمرگ

موجودیگانہ ایست پاک از ہمہ رنگ  
خورشید ہماں یکے و بے تغیر است  
در باغ مراد ماز بیداد و تگرگ  
چوں خانہ خرابست چہ نالیم ز سیل

غالب

درد	<p>پیری ہم می رسد نباشی غافل چوں دانه کند قطع ره اینجا منزل در عاشق فرد بایدت اینک دل ور قبله درد بایدت اینک دل وز دیدن تو طبع بریدن مشکل مردن آساں دے رسیدن مشکل بر مرکب آرزو و سوار آید دل در عشق نباشد بچه کار آید دل</p>	<p>طفلی بگذشت و شد جوانی حاصل هر چند چو تبار سجم بر جاسے خودی گر قلب نبود بایدت اینک دل گر کعبه شوق بایدت اینک جان و وصل تو بکام عنبر دیدن مشکل گفتی که میر تا بوصلم برسی گر با غم عشق سازگار آید دل گر دل نبود کجا وطن سازد عشق</p>
لا اعلم	<p>فسر خنده گلے بر سر آتش دیدم گفتا که دریں باغ دے خند دیدم منه بر ریش خلق آزار مرهم که آن ظلمت بر فرزند آدم یارب اندر هر دو گیتی برقرار و بردوام اصل ثابت نیل باقی - تخت عالی بخت رلم عمریت که پابند دریں آزام بر فضل نظر کن - نه بر کردارم عمریت که در حرص و هوا در بنجم هر لحظه دریں سودزیاں می بنجم جز شاد و امید دار و چشم نرم مردم کسے زلفت و من هم نرم</p>	<p>روزے پے گلاب می گردیدم گفتم که چه کرده ترا می سوزند پسندیدست بجشایش و لیکن ندانت آنکه رحمت کرد بر مار سال و فال و مال و حال اصل و نسل و تحت و بخت سال نرم - خال نیکو - مال وافر - حال خوش از کرده خویش منفعل بسیارم چیزے که نباید نشود - از من شد یارب تو عطا کن ز قناعت بگم دین را نتوان کرد به دنیا سودا غم نامک و از کوے تو با غم نرم از حضرت پوچ تو کریمی شاه</p>
لا اعلم		
لا اعلم		
سرمد		
سرمد		
سرمد		

افسوس کہ بیک عمر رہے کر دیم	مردانہ نہ زیستیم و آہے کر دیم	میں
در نامہ من اند جلے یک نقطہ سفید	از بسکہ شب و روز سیاہے کر دیم	میں
عمر سیت کہ چون زلف پریشان خودیم	چون غنچہ گل سر بہ گریبان خودیم	درد
تا جلوہ یا جلوہ گر شد در ما	آئینہ صفت ہمیشہ حیران خودیم	درد
از گوری دل بخود نگاہے نکسم	دان کار کہ کردنی ست گاہے نکسم	درد
من بندہ ناکارہ و تو بخشندہ	دیگر چہ کم اگر گناہے نکسم	درد
بالفس ہمیشہ در بندم چہ کم	وز کردہ خویشتن بہ دردم چہ کم	عمر خدام
بگیرم کہ ز من در گذرانی بہ کرم	زیں شرم کہ دیدی کہ چہ کردم چہ کم	عمر خدام
گر من گنہ جملہ جان کردستم	لطف تو امید است کہ گیر دستم	لا اعلم
گفتی کہ بوقت عجز دست گیرم	عاجز تر ازین مخواه کا کنون ہستم	لا اعلم
عزم نامک و از در تو با عزم نہ ردم	جز شاد و امید وار و خرم نہ ردم	لا اعلم
از در گہ ہجو تو کریمے ہر گز نہ	نمید کسے زلفت و من ہم نہ ردم	لا اعلم
چون عود بنود چو بید آوردم	روے سیہ و موے سپید آوردم	لا اعلم
تو خود گفتی کہ نا امید کی فراست	بر قول تو رفتم و امید آوردم	لا اعلم
افسوس کہ مخلوق پرستی کردم	وز بہت پست و بے پستی کردم	سرد
ایں بادہ خمار داشت ہشیار شدم	ایام شباب بودستی کردم	سرد
تا کہے عزم زید و گم عمر و خوریم	آن بہ کہ بجائے عزم زخم خوریم	قادیانی
خوش باش بنیش و نوش کن نخل حیات	قرض ست کہ گہ خار و گہے شر خوریم	قادیانی
ایں جوش حباب از قدیم ست قدیم	ایں نقش سر آب از قدیم ست قدیم	سرد
لب تشنہ طرح نوست ایں کہند با	ایں خانہ خراب از قدیم ست قدیم	سرد
ہر روز یکے روز در آید کہ منم	خود را بجایاں من یاد کہ منم	محمود
چوں کار جہاں برو قرارے گیرد	ناگاہ اجل زور در آید کہ منم	محمود
نزدول ز پئے طمع مشوش دام	نہ سینہ ز حرص ز پر آش دام	محمود

خسرو	یارب کہ چہ زندگانی خوش دارم {	نایب جو آب چاہ و کجی منالی
تعلیم	خود را بہ چہ حیلہ آشنائے تو کم {	یارب بچہ تحصیل رضاے تو کم
لا اعلم	من میخو اہم کہ جان فدائی تو کم {	عمر ابدی بہ خضر ارزائی باد {
درد	روئے سیہ و موئے سفید آوردم {	چون خود نبود چو بید آوردم
واقف	فرمان تو بردم و امید آوردم {	چون خود گفتم کہ نا امید کفرست
احمد	درد نہ غم نہ زرو سپاہے دارم {	در سر نہ ہولے مال و طبعے دارم
مومن	چون آئینہ چشم یک نگاہے دارم {	صاحب نظرے تو جچے گر گنبد
لا اعلم	جوشند اگر با تو بہ گرمی تمام {	از اہل دول مدار چشم انعام
لا اعلم	بدنام خزانہ اند ہجوم حسم {	در کیدہ شان عزیز تہدستی نیست
سعدی	از لطف عقیقہ طفل زادن معلوم {	از دست بخیل ز رفقا دن معلوم
لا اعلم	از ناخن پاگرہ کشا دن معلوم {	از دون نشان کامروائی مشکل
لا اعلم	صد ختم ہوس ہنوز در گل دارم {	با آنکہ یکے کام بہ منزل دارم {
لا اعلم	بایں ہمہ آرزو کہ درد دارم {	در خاک نہ وانم کہ چسان می ختم
لا اعلم	دُنیا طلبیم و میل عقبی داریم {	ما بامی و مستی سر تقوی داریم
لا اعلم	ایں است کہ مانہ دین نہ دنیا داریم {	کئے دنیا و دیں ہر دو ہم آید راست
لا اعلم	وز خوان جہاں بہ نعمت خور سندم {	آتم کہ دل از کون و مکان برگندم {
لا اعلم	آوردم و بر رخنے آزار گندم {	کندم ز سر کوہ قناعت سنگے
لا اعلم	یک گام ز دنیا و دگر گام ز کام {	خواہی کہ رسی بہ کام بردار دو کام {
لا اعلم	از دانہ طبع بُبر کہ رستی از دام {	نیکو مشلے شنو ز پیر ببطام {
لا اعلم	از بہر دونان منت دونان نہ کشم {	سلطان منم و منت سلطان نہ کشم
لا اعلم	از بہر سگے منت سگبان نہ کشم {	نغمہ چو سگ ست و من مثال سگبان
لا اعلم	بے دیدنش از گریہ نیا ساید چشم {	آن و دوست کہ دیدنش بیا را دید چشم
لا اعلم	در دوست نہ ہم بچہ کار آید چشم {	نار از برائے دیدنش باید چشم

بے دیدن دوست دیدگانراچه کنم؛  
 جانم زبرے وصل اومی بایست  
 ایدوست بیاتاعم سر داخویریم  
 بے حکش نیست هرگناهے که مراست  
 آن به که زجام و بادہ دل شا کینم  
 ایں عاریتے روان زندانی را  
 تا اور طلب دوست ہی بشتا بم  
 گیرم که وصال دوست و خواہم یا  
 ویروز به بازار شدم بشگفتم  
 آخر چه گناه داری لے آئینہ  
 من بادہ خورم و لیک مستی نکم؛  
 دانی غرضم زئے پرستی چه بود  
 بار آہ صواب از خطامی گردیم؛  
 او در دل ما در طلبش کوئی بکونی  
 در ہجر من از طرب کن لے دارم  
 علم بر سر علم ز غمگسائے دارم  
 از بار گنہ خنیدہ پشتم چه کنم  
 نے در صف کافر نہ مسلمان جاہم  
 ما عادت خود بہانہ جوی نکسیم  
 آہنہا کہ بجائے ما دیہا کر دند  
 ہر کس کہ ہنرمند زید در عالم  
 دیدی کہ بوقت رشتہ تابانی خیاط  
 از اہل جہان وضع جدائی دارم

چون نیست امید وصل جان را چہ کنم  
 بے جان جہان جان جہانراچه کنم  
 دیں یک دم نقد را غنیت شمیریم؛  
 پس ما غم آئینہ بہر چه بخویریم  
 وز آمدہ و گذشتہ کم یاد کینم  
 یک لحظہ ز بند عقل آزاد کینم  
 عمرم بگران رسید و من در خواہم  
 ایں عمر گزشتہ را کج دریاہم  
 آئینہ آویختہ دیدم گفتم  
 گفت کہ جمال دیدم و نہ نہفتم  
 باللہ بقدر دراز دستی نہ کنم  
 تا بہچو تو خویشتن پرستی نہ کنم  
 ہر چند کہ رفتہ ایم و امی گردیم  
 معشوقہ کجا و ما کجا می گردیم؛  
 بانالہ و آہ روزگارے دارم  
 بایں ہمہ عم خوشم کہ یا لے دارم  
 نے راہ بہ مسجد نہ کشتم چه کنم  
 نے لایق دوزخ نہ بہشتم چه کنم  
 جز راست روی و نیک خوی نکینم  
 گردست و ہد بجز نکوے نکینم  
 ہست از ہنر خویش دلش را صد عم  
 می ساید دست از تاسف برہم  
 عیش و گرا ز فیض خدائی دارم

لا اعلم

عمر خیام

عمر خیام

فرخی

لا اعلم

عمر خیام

فیاض

لا اعلم

لا اعلم

ولی

غنی

دآفت	مانند صفت رزق هوایی دارم	شیرنده یک قطره نیم زین دریا
درد	گاہے زره بیهوشی ما در بدریم	گه در طلب کمال علم و هنریم
جامی	هستی پیل بسته ست و مای گذریم	داریم بجوم بر لب بحر خیال
قآنی	روشن کردم به پیش خود بنهادم	دوش آئینه خویش بصیقل دادم
الفت	کز عیب کسان هیچ نیاید یادم	در آئینه عیب خویش چندان ندیم
لااعلم	گاہ آرزوے وصل نگارم دارم	گاہے هوس بادو رنگین دارم
جامی	یارب چه کم کیم چه آئین دارم	گه سجد دست دگاہ ز نار بدوش
لطیفی	با گردش چرخ سفلہ بازی میکنم	باز آنکه ز عشق سرفرازی میکنم
لااعلم	یکچند بیا زمانه سازی میکنم	سازیم زمانه بکام دل خویش
جامی	پژمرده عذار گل در آتش ندیم	روزے ز پئے گلاب می گردیدم
لطیفی	گفتا که درین باغ و می خندیدم	گفتم که چه کرده که می سوزندت
لااعلم	مردمان ده روزگار پریچ منم	گیرم که ز علم واضح ز پیچ منم
آزاد	دنیا بهیچت و هیچ در پیچ منم	اندر دیده اعتبار چون در نگر من
لااعلم	یکچند پئے دانش و ادراک شدیم	یکچند پئے گردش افلاک شدیم
مجهنم	کز خاک بر آیدیم و در خاک شدیم	از آمد و رفت خود همی فہیدیم
	آسوده در آیدیم و غمناک شدیم	پاک از عدم آیدیم و ناپاک شدیم
	دادیم ببا دغم و در خاک شدیم	بودیم ز خاک تیره در آتش و آب
	خوابیده دشمنیت که بیدار می کنم	بآہر که دوستی خود اظهار میکنم
	اظہار درو خویش به دیواری کنم	از بسکہ در زمانه یکے اہل درو نیست
	مرغ تو ام از دانه و دام آزادم	مست تو ام از جرعه و جام آزادم
	ورنہ من ازین ہر دو مقام آزادم	مقصود من از کعبہ و بیت خانہ توئی
	روے سیہ و موے سفید آوردم	خو دم چون بود چوب بید آوردم
	فرمان تو بردم و امید آوردم	خود فرمودہ آنکہ نا امید می کفرست



ساقی اگر مہی نہ ہی می میدم	در ساغر من ز کف نہی می میدم
پیمانہ ہر کہ پُر شود می میدم	پیمانہ من چو پُر نہی می میدم
وقت است کہ ترک پیراستاد دہیم	آموختہ ہارا ہمہ از یاد دہیم
با جام مے دو سالہ در میکدہ ہا	ناموس ہزار سالہ برباد دہیم
آن دوست کہ دیدنش بیار آید چشم	بے دیدنش از گریہ نیا ساید چشم
مارا از برائے دیدنش باید چشم	گر دوست نہ بیند بچکار آید چشم
صفائے روے ترا از نقاب می بینم	بہ ماہ می نگرم آفتاب می بینم
نژاد گوہر من از محیط یکساں است	بیک نظر ہمہ را چوں حباب می بینم

## ن

گلشن میں پھروں کہ سیر صحرا دیکھوں	یا معدن و کوہ و دشت و دریا دیکھوں
ہر جاتری قدرت کے ہیں لاکھوں جلو	حیران ہوں کہ دو آنکھوں لئے کیا کیا دیکھوں
پیش اُمراط لب زر جھکتے ہیں	سجدے سے سوا جھکے میں سر جھکتے ہیں
سجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی مثال	ہے مال جد ہر سواد ہر جھکتے ہیں
کہا احباب نے یہ دفن کے وقت	کہ ہم کیونکر وہاں کے حال جانتیں
لحد تک آپ کی تعظیم کر دی	آب آگے آپ کے اعمال جانیں
ویرانہ ہے وہ خانہ کہ جس گھر کو در نہیں	بیکار وہ شخص ہے کہ جس کو ثمر نہیں
ناکارہ وہ دوا ہے کہ جس میں اثر نہیں	بدبخت وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں
کون کہتا ہے کہ دنیا میں خدا ملتا نہیں	ہے خودی جتنک کہ انسان میں تیرے ملتا نہیں
یہ خودی دایم بلا ہے۔ اس سے بچکر تم رہو	پھر نہ تم ہرگز کہو گے کہ خدا ملتا نہیں
دیا دہرم کا مول ہے۔ پاپ مول بھمان	ٹنکی دیا نہ چھانڈے جب لگ گھٹ میں
لیئے کوست نام ہے۔ دیئے کو آن دان۔	ترے کو ہے دینا۔ ڈوبن کو ابھمان

لا اَلم	{ کہ یا پردہ یا گور بہ جائے زن وگر نہ تو درخانہ بنشین چوزن	چہ خوش گفت جمشید بارے زن چوزن راہ بازار گیر و زن
سعدی	{ بے وسیت مگر دپیر امن ایں گریبان گرفت و آن دامن	در میر و وزیر و سلطان را سگ و در بان چو یافتند غریب
"	{ کہ برز الوزی دست نقابن از ان برگرد و راہ دست چپ گیر	حذر کن ز آنچه دشمن گوید آن کن گرت رہے مناید راست چون تیر
انیس	{ کیا لطف جو گل کے رنگین میں ہوں کہتی ہے کہیں شکر کہ شیریں میں ہوں	کس منہ سے کہوں لایق تحسین میں ہوں ہوتی ہے حلاوت سخن خود ظاہر
اکبر	{ شوکت چاہو تو زر کا صندوق کہان خیر اسکو بھی مان لیں تو صندوق کہان	لذت چاہو تو وصل معشوق کہان کہتا ہے یہ دل کہ خود کشی کی ٹھیرے
حالی	{ شر سے بچیں اور شر کی عوض خیر کریں وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں	ہندو سے لڑیں نہ گبر سے بیر کریں جو کہتے ہیں یہ کہ ہے جہنم دنیا
فراق	{ پہرے پہ سپاہی کو لگا سکتے ہیں اس چور پہ قابو نہیں پا سکتے ہیں	چوروں سے زر و مال بچا سکتے ہیں بجی نہیں اسراف سے کوڑی لیکن
سوز	{ یہ برادر - یہ پدر - یہ خویش - یہ فرزند ہیں سو جھٹا اتنا نہیں - ہم خاک کے پوند ہیں	مقبوروں میں دیکھتے ہیں اپنی ان آنکھوں سے رو تو بھی ٹھوکر مار کر چلتے ہیں رعنائی سے یار
سرمد	{ ایں بحر پر آشوب سہر آب ست ہمیں عالم ہمہ آئینہ آب ست بہ بین	آئیں مہتی موہوم حساب ست بہ بین از دیدہ باطن بہ نظر جلوہ گریست
"	{ و شوارجہان بر دلم آسان میکن اچنچہ از کرم تو می سزد و آن میکن	افعال بدم ز خلق پہنہان میکن امروز خوشم بد از سر دا با من
عرواحیام	{ برخاطر غم پذیر من رحمت کن - بر دست پیالہ گیر من رحمت کن -	یارب بہ دل اسیر من رحمت کن بر پائے خرابات رو من بخت کن
	{ بر مغلسی و خواری من رحمت کن	بر مال و برزاری من رحمت کن

فاسم	بر فقر و نگو ساری من رحمت کن {	بر گریه و بیداری من رحمت کن {
لا اعلم	با خود بجز از کفن نخواهد بردن {	من در عجم که هر که خواهد مردن {
واقف	و آماده کنند آنچه نخواهد خوردن {	از هر چه از ار خود و یار کنند {
درد	ایمن زین چرخ آفت اندوده نشین {	فارغ ز غم بوده و نابوده نشین {
مومن	خود را بجذ اگر آروا سوده نشین {	تدبیر تو بلاست جاست حاصل {
اشراق	در گلشن مسکنت نموپیداکن پ {	با اهل دول تندمی خویداکن {
لا اعلم	در خاک نشین و آبرو پیداکن {	تا کس ز هوانی بعزت آتش {
لا اعلم	مار سیاه است هر سرو اوزن {	از ره مروی به جسد گیسو اوزن {
لا اعلم	یعنی که تپی به است پهلوان زن {	از پهلوان مردن بردن آوزند {
لا اعلم	بیت خانه ز سنگ کعبه آ بادکن {	اشراق غنیمت دل از بیتان شادکن {
لا اعلم	اندر ره سیل خانه بنیادکن {	ایس ویرفتار اسیر آبادی نیست {
لا اعلم	بیداد هر کسی تحمل می کن {	بادشمن و بادوست تفضل میکن {
لا اعلم	اسباب ننگ دارد توکل می کن {	غافل نشین که عالم اسباب است {
لا اعلم	بادست علاج نیزه نتوان کردن {	با حکم قضا ستینره نتوان کردن {
لا اعلم	آهن باموم ریزه نتوان کردن {	تدبیر کجا علاج تقدیر کند {
لا اعلم	جز حیرت سامع نغز آید گفتن {	اسرار نهان فاش نباید گفتن {
لا اعلم	لیک آینه را عکس نشاید گفتن {	هر چند که آینه جد اینست و عکس {
لا اعلم	گرد و زگی قیمت ایس در افزون {	کم گو که سخن بود چون در مکنون {
لا اعلم	تا صرف از آن شمرده آید بیرون {	تنگی ز دهن از آن پسندیده بود {
لا اعلم	چشم بد خود به عیب کس باز نکن {	اندر ره دین تصرف آغوا نکن {
عطار	خود را تو در این میانه انباز کن {	بسر دل هر بنده حسد احمی داند {
	یا چاره جان چاره اندیشم کن {	جانان نظری بر دل درویشم کن {
	گر خاک کنی خاک ره خویشم کن {	ایس میدانم که خاک می باید شد {

لا اعلم	ور تیرزند بر جگر آہ مکن او خواہ ز تو یا دکن و خواہ مکن	از دامن دہشت دست کوتاہ مکن یک لحظہ زیاد دوست غافل مشین۔
عمر خیام	دایم سخنی دراز نتوان گفتن رازی دارم کہ باز نتوان گفتن	باہر بدونیک راز نتوان گفتن حالی دارم کہ شرح نتوانم داد
فانض	مراگان بندامت گناہ ہے ترک شب رفتہ چہ مردہ چراغ برکن	فانض سخن راست ز ما باور کن پروانہ شبے بخواب ما آمدہ گفت
مہنہ	گفتا از عینہ دوست بر بندہ بان گفتم پرہیز۔ گفت از ہر دو جہان	رفتم بہ طبیب و گفتم از درد ہنہاں گفتم کہ غذا گفت ہمیں خون جگر
عمر خیام	جمعے محتیر اند و رشک و یقین کائے بخت ہاں راہ نہ آنت ز ایں	توئے متفکر اند در مذہب و دین۔ ناگاہ منادی بر آمد ز کیس
لا اعلم	وین حرف معمانہ تو خوانی و نہ من گر پردہ بر افتد نہ تو مانی و نہ من	اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من ہست از پس پردہ گفتگوئے من و تو
غزبتی	روے در مسجد مصفا کن خانہ دوست را مت شاکن	غزبتی گر روی بہ شہر و دیار دوست را اگر نمیتوانی دید۔
لا اعلم	اظہار نیاز و عجز و مسکینی کن چون مردم دیدہ ترک خود بینی کن	نا خلق خدا سخن بہ شیرینی کن۔ تا بر سر دیدہ جا دہندت مردم
شاہ پور	چارہ بنود تجبزش شنیدن با سنگ نتوان عوض گزیدن	دشنام اگر دہد خیسم گر پائے کسے گئے گزیدہ
نشاخ	گر ما بگذشت و ما ہمانیم ہماں بر ما بگذشت و ما ہمانیم ہماں	سر ما بگذشت و ما ہمانیم ہماں۔ ایں روز و شب سالہ و شام و بکام
درد	آراستہ در صدق و صفا منزل من از من پوشیدہ نیست راز دل من	ہمکس کہ خمیر کرد آب و گل من۔ در خدمت خویش اعتقادست مرا
	یک نکتہ کہ بہت مایہ مغز سخن	لے تازہ جوان بشنو ازیں پیر کہن

لا اعل	{ کاریکہ درو منفعت نیست مکن ور دزد نہ - ہنساں رُ بانی میکن }	پاکے کو درو معرفت نیست مگیر گر مست نہ مست نہائی میکن
لا اعل	{ رندی بنمائے و پار سائی میکن میخوارہ و بُت پرست و فاسق بودن }	ناخلق ز اسرار تو واقف نشوند قناتش وسیع گیم و عاشق بودن
لا اعل	{ بہ زانکہ بجز قسمہ در منافق بودن کائے یار بگو چگونہ گفت ایجاں }	در کج خرافات موافق بودن - پرسید ز یار خودیکے از یاراں
لا اعل	{ لیک از گلہ یکر و زنیاس سودزباں ہدم بہ دم باغم ایساں بودن }	فرسودہ شد از خور دن نعمت دندان در عشق بتاں بے سرو ساماں بون
درد	{ بہ زانکہ بہ تقید مسلاں بودن بیجاست چو گوہر بخشایش سُفتن }	رفتن بہ کلیسا و بستن ز ناز آسہ رصفا بہ پیش دونا گفتن
درد	{ از روی زمین عنبار نتواں رفتن پژمردہ گلے میان گلبا دیدم پر مُردہ چمن }	یعنی نرود کہ ورت از طبع دنی دوشینہ پئے گلاب میگرددیم در طرد چمن
اشراق	{ گفتا کہ بے دریں چمن خندیدم پس ولے ہن بُت خانہ ز سنگ کعبہ آباد مکن }	گفتم کہ چہ کردہ چنیں میسوزی لے عاشق زار اشراق دل از غم بُت انشا دکن
درد	{ رود رود سیل حنا نہ بنیاد مکن ہنگامہ گر جہاں پنا ہی بودن }	ایں دیر فن اسر آبادی نیست تا کئے مغرور بادشاہی بودن
درد	{ فسد او تو بیا و کس سخا ہی بودن بیباک چنیں نہ زیر افلاک نشیں }	امروز بہر چہ می توانی می ناز شاہا چو گدا بادل عنک نشیں
درد	{ از تخت فسد او آو بر خاک نشیں تا چند پئے حیات فغانی مُردن }	زاں پیش کہ با خاک برابر گردی لے حاصل تو زندگانی مُردن
درد	{ سرا بگذشت و ایں دل زار ہماں بر ما بگذشت و ایں دل زار ہماں }	لے غم و ہم خود پرستی مُردی گر ما بگذشت و ایں دل زار ہماں
درد	{	العصہ ہزار گرم و سرد عالم

عزالی	صوفی گوید کہ دلِ پشیمینہ من	سلطان گوید کہ لغتِ گنجینہ من
حافظ	من دامن و من کہ چیت درینہ من	عاشق گوید کہ داعِ دیرینہ من
سرد	گردیدم و این تجر بہ کردم آسان	عمر زپے وصالِ خوبانِ جہان
	یک محنت و صد ہزار راحتِ ہجران	یک راحت و صد ہزار محنت و صلت
	خود را بدرِ جنون بزن عن نسل کن	دور کوئے مغان موسم گلِ مغزل کن
	از دوش بندہ - فدا غتے حاصل کن	ایں حسرتِ پشیمینہ کہ بارست و وبال



انیس	کرتے ہیں پسند دُر و دل کو	صانع نہ کر آغوش کے پالے دل کو
	سب چھوڑ کے دنیا سے اٹھالے دل کو	درکار اگر ہے زادِ راہِ عقبی
شاہر	دامن پہ ہے داعِ معصیت دھونے دو	روتا ہوں میں دوستو - مجھے رونے دو
	جاؤ بھی ہٹو - غل نہ کرو سونے دو	اب نزع کی حالت میں وصیت کیسی
لا اعلیٰ	ساعتِ نیک مجھ سے مگر پوچھتے ہو	غافل ہو کہ نہ ہو تم کو سفر میں کچھ سود
	نہ کوئی دن - نہ کوئی وقت سفر پوچھتے ہو	لیک جب جاتے ہو دنیا سے سوے ملک عدم
"	نیک و بد کو - بُرے کو - بہتر کو -	ہیں جو اچھے وہ خود سمجھتے ہیں
"	نہیں لگتی ہے جو نگ پتھر کو	ہو مگر کس طرح بُروں پہ اثر
"	لوٹ پاٹ راجہ دھن لاؤ	بتوشکاری گیند امارو
"	زبل لوٹے کبھی نہ کوئے	چونٹی ماتے بسر نہ ہوئے
"	اچھا بُرا اپنا سوچو سمجھو دیکھو	چونکو غفلت سے سر اٹھاؤ دیکھو
"	سے موت کمیں گاہ میں دیکھو دیکھو	روانا نہ پڑے کہ کچھ کیسا نہ ہم نے
عزیم	آنکس کہ گنہ نکر دچوں زیت بگو	ناکردہ گناہ درجہاں کیست بگو
	پس فراقِ میانِ من و تو چیت کو	من بد کم و تو بد مکافات دہی

درد	درد کجا ساقی و صبا و سبو۔	درد گوش صدائے فتقل مینا کو۔
درد	چوں شیدہ ساختہ این ہنفساں	ریز ند بجائے آب حنا کے برگلو۔
عزیم	تے شیخ چسقلی اذکرامات مگو۔	اجبار پریشاں مہا ہات مگو۔
مہند	منطور اگر مہیدہ گئے باشد	دیگر چہ کم ست این خرافات مگو۔
	آن قصر کہ با چرخ ہی زو پہلو	بر در گہ او شہان نہادند سے روم
	دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ	بنشہ ہمی گفت کہ کو کو کو کو
	لے درد دل من اصل تمنہم تو	وے در سر من مایہ سودا ہم تو
	ہر چند یہ روز کار در می نگر م۔	امروز ہم توئی و فردا ہم تو۔

## ۵

نادور	دنیا کا ہو۔ نہیں تو دین کا ہو رہ۔	بتخانے چلا ہے۔ تو وہیں کا ہو رہ۔
معنی	یہ دو فصلی نہیں ہے اچھی نادور	ہوتا ہے تو نادان۔ کہیں کا ہو رہ
لا اعلیٰ	خسرو کے سر پہ وہ نہ رہا تاج خسروی	لے زہ گیا وہ چتر فلک سا چہ ہم کے ساتھ
	کیسی اب اُن کی دھوپ میں جلتی ہیں برقیں	سایہ میں یاں پلے تھے جو ناز و نعم کے ساتھ
	مانگن گئے سو مر رہے۔ مے جو مانگن جاہنہ	سب سے پہلے وہ مرے۔ جو ہوت گرت ہیں نانہ
	مانگن مرن سماں ہے۔ مت کوئی مانگے بھیکہ	مانگن سے مرنا بھلا۔ یہ شکوہ رو کی سیکھ
	گر نہ بیند بروز شہرہ چشم	چشمہ آفتاب را چہ گنہ
	راحت خواہی ہزار چشم چناں۔	کو رہت کہ آفتاب سیاہ
	ایدل بچہ عم خوردنت آمد پیشہ	وز مرگ چہ ترسی چو درخت از تیشہ
	وانگہ کہ بنا خوشی بر ندت زحبا	خوش باش کہ رستی از ہزار اندیشہ
	دنیا بمراد را ندہ گیر آخر چہ۔	وین نامہ عمر خود اندہ گیر آخر چہ
عزیم	گیرم کہ بجام دل بماندی صد سال	صد سال دگر بماندہ گیر آخر چہ

مومن	تحصیل علوم را مہیا شدہ	لے کر پئے کسب علم برپا شدہ
لا اعلم	{ بوجہی اگرچہ ابن سینا شدہ	از دفتر عشق تا نخواستنی و رفتہ
"	{ کس راز کم و بیش نیازی داری	ہر چند دل حلق نگہداری بہ
"	{ پس تخم جہا ہر پنجہ کم کاری بہ	چوں عالم را و بن نخواستہ بودن
درد	{ چوں مال ملامت ست درویشی بہ	چوں کیش خصومت ست بے کیشی بہ
لا اعلم	{ بے خویشی بہ ست و بے خویشی بہ	چوں درد دل از خویشی و خویشی
"	{ ولق بند از اطلس و دارائی بہ	نا داری این جہاں ز دارائی بہ
جامی	{ صدرہ ز سکندری و دارائی بہ	آسودہ ز شغل ہر دو عالم بودن
لا اعلم	{ از قطع تعلقم بود حثمت و جاہ	لے مال مرا بید وئے فوج و سپاہ
"	{ کز دولت فقر ہر گد اگر دوشاہ	ترک اسباب بہ ز جمع اسباب
شاہ پور	{ زین خلق فرومایہ فساد موشی بہ	زین مردم صد رنگ سیہ پوشی بہ
	{ تنہائی و گوشہ و خاموشی بہ	{ از صحبت نامتام بے حاصل شان
	{ بیچارہ سگیت بردر جانانہ	{ ابلیس کہ گشتہ در بدی افانہ
	{ مانع شود آزا کہ بود بیگانہ	{ گر بیند اہل و آشنایان نیت
	{ آہ شب و گریہ سحر گاہ ہم دہ	{ یارب - دل پاک و جاں آگاہ ہم دہ
	{ آگاہ ز بخودی بہ خود را ہم دہ	{ و ہر راہ خود اول ز خود میخود کن
	{ یار ہمہ و مہرباں ہمہ	{ لے جان جہان جہاں جاں ہمہ
	{ با آنکہ ہمیشہ در میان ہمہ	{ عشاق بہ ہر کنارہ می جویند
	{ فریاد ہی کند ز دستم توبہ	{ از بک شکست و باز بستم توبہ
	{ و امروز بہ ساعزے شکست توبہ	{ دیروز بہ توبہ شکست ساعزہ
	{ و ز عشق بُتان سیم غنغ توبہ	{ از غرب مدام و لاف مشرب توبہ
	{ زین توبہ نادوست یارب توبہ	{ در دل ہوس گنہ و برب توبہ
	{ بوئے غنغ ز طینت سیر مخوہ	{ آتہ صفا ز اہل تزویر مخوہ



	<p>بینائی از آئینہ تصویر مخواه</p>	<p>از زاهد خشک رمز عرفان مطلب</p>
شہید	<p>جہاں تار یک بودے جاودانہ</p>	<p>اگر غم را جو آتش دود بودے</p>
صادق	<p>خردمندے نیابی شادمانہ</p>	<p>دریں گیتی سرا سر گر بہ گردے</p>
لا اعلیٰ	<p>از منصب جہے بقائیش استغنا بہ</p>	<p>کچھ فارغ نشستن از دنیا بہ</p>
علیٰ حزیں	<p>شوے زن زشت روسے نامینا بہ</p>	<p>دنیا زن زشت و طالب باش کو روند</p>
	<p>ہر کہ کہ کند بر تو سلام این بندہ</p>	<p>لے مولوی از کبہ دعاغت گندہ</p>
	<p>معلوم شود کہ مردہ یا زندہ</p>	<p>چندان حرکت بکن کہ از رو قیاس</p>
	<p>در محنت و غم بہ پیچ و تابیم ہمہ</p>	<p>چوں چرخ فلک در اضطرابیم ہمہ</p>
	<p>بسگر کہ چگونہ در غم ابیم ہمہ</p>	<p>از بہر دور وہ عمر لے یا عزیز</p>

## ی

لا اعلیٰ	<p>ہستی کو حباب آب دیکھا ہم نے</p>	<p>طغلی دیکھی شباب دیکھا ہم نے</p>
"	<p>جو کچھ دیکھا سو خواب دیکھا ہم نے</p>	<p>جب آنکھ ہوئی بند تو عقدہ یہ کھلا</p>
شاگر	<p>بیل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے</p>	<p>گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے</p>
شائق	<p>جس پھول کو سو گھٹتا ہوں تو تیری ہے</p>	<p>ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا</p>
انیس	<p>چنولے گی ان کو یہ دو رنگی تینکے</p>	<p>ہموار نہیں ظاہر و باطن جن کے</p>
لا اعلیٰ	<p>کیوں رکھتے ہو ڈر ڈر کے قدم گن گنکے</p>	<p>گر دل میں نہیں چور مہا سے شاگر</p>
	<p>مرقد میں یہ پھول بن کے خوشبودینگے</p>	<p>پھل پائیں گے جو غم کرم بوئیں گے</p>
	<p>مرنے پہ وہ مٹی بھی نہ جھک کو دینگے</p>	<p>جن کے لئے چھوڑتا ہے مال اور منعم</p>
	<p>غفلت ہی میں اوقات کٹی جاتی ہے</p>	<p>جینے سے طبیعت اب ہٹی جاتی ہے</p>
	<p>بڑھتے ہیں گزے - عمر گھٹی جاتی ہے</p>	<p>یہ بے خبری ہزار افسوس انیس -</p>
	<p>آتا نہیں پھر کر جو نفس جاتا ہے</p>	<p>دل سے طاقت - بدن سے کس جاتا ہے</p>

جب سالگرہ ہوئی تو عقد یہ کر لیا۔  
 تر شاہ کوہ مجھے نہ میرا تھے  
 تجھ کو مسجد ہے۔ جھکو مینا نہ  
 جو شے ہے فنا۔ اُسے بقا سمجھائیے  
 ہے بحر جہاں میں عمر مانند حباب  
 افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے  
 تھا کوئی نا نخل جس نے دیکھی نہ خزان  
 خاموشی میں یاں لذت گویائی ہے  
 نے دوست کا جھگڑا ہے نہ دشمن کا فنا  
 کیا کیا دُنیا سے صاحب مال گئے  
 پوچھا کے بعد تک پھر آئے سب لوگ  
 گر لاکھ برس جے تو پھر مرنا ہے  
 ہاں تو شہ آہستہ مہیا کر لے  
 اگر دشمن سازد با تو لے دوست  
 اگر رنجے رسد مخروش و محراث۔

سیکڑوں عاشق ہیں دل آرام سب کا ایک ہے  
 سب خدا کی قوت میں ہیں عام سب کا ایک ہے  
 جو پتی پر اُن ہے ناری  
 وہ کبھی نہیں بد ہوا ہوتی  
 پڑھ پڑھ کر کتنے مومے  
 ڈھائی اکشر پریم کا  
 جتنک تھے گرہ میں اجمتوں کے پیسے  
 مفلس جو ہوے تو پھر کسی نے ذوق

یاں اور گرہ سے ایک برس جاتا ہوں  
 چاہئے یوں جو فی الحقیقت ہے  
 واعظ اپنی اپنی قیمت ہے  
 جو چیز ہے کم۔ اُسے سوا سمجھا ہے  
 غافل اس زندگی کو کیا سمجھا ہے  
 اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے  
 وہ کونسے گل کسلے جو مرجھا نہ گئے  
 آنکھیں جو ہیں بند۔ عین بنیانی ہے  
 مرقہ بھی عجب گوشہ تنہائی ہے  
 دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے  
 ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے  
 پیسا نہ عمر ایک دن بھرنا ہے  
 غافل بچے دُنیا سے سفر کرنا ہے  
 تر ابا بد دشمن بازی  
 تحمل کن بہ لطف بے نیازی

مذہب و ملت جدا ہیں۔ کام سب کا ایک ہے  
 ابتدا ہے مختلف انجام سب کا ایک ہے  
 پتی برت کے بل سے تیرتی ہے  
 وہ پتی سے پہلے مرقی ہے  
 پنڈت بھیا نہ کوئے  
 پڑھے سو پنڈت ہوئے  
 سب کہتے تھے ان کو آپ ایسے ایسے  
 پوچھا کہ تھے کون۔ وہ ایسے تیسے

لا اعلم

"

انیس

لا اعلم

انیس

انیس

راہی

لا اعلم

لا اعلم

"

ذوق

گنونت کہ امکان گفتار بہت  
 کہ فرود اوچیک اجل درسد  
 درختے کہ اکنوں گرفت ست پائے  
 و گر ہچناں روزگارے ہے۔  
 بہیں آن بے حیت راکہ ہرگز  
 کہ آسانی گزیند خویشتن را۔  
 علم چند انکہ بیشتر خوانی  
 نہ محقق بود نہ دانشمند  
 دنیا دنی کو جو مانی  
 دریائے حقیقت میں وہی جائے پیر  
 یاران ہمنشیں در فیتقان دوستدار  
 جب مُند گئی پھر آنکہ تولے دوست بعد گ  
 دنیا بھی عیب سرائے فانی دیکھی  
 جو جا کے نہ آئے وہ بڑا پا دیکھا  
 تھکیک کی فکر میں سو روٹی بھی گئی  
 واعظ کی نصیحتیں نہ مانیں آحشر  
 ویران ہے کوئی گھر۔ کہیں آبادی ہو  
 اک عشرت و غم کا ہے مرقع دنیا  
 جو قصر کرے حرص۔ قیصر وہ ہے  
 آئینہ سکندر نے بنایا تو کیسا  
 کم مایہ بک پیش جہاں ہوتا ہے  
 غرودوں سے تو اضع ہے بزرگی کی دلیل  
 ہے جان کے ساتھ کام ان کی کھینے

آء اعلم

بگولے برادر بلطف و خوشی  
 بحکم ضرورت زبان در کشی  
 بہ نیروے شخصے بر آیدز جائے  
 بگرد و نش از بیخ بر ننگے۔  
 نواہد دیدر وے نیک بخشی  
 زن و سرزند بگذارد نہ سختی  
 چوں عمل در تو نیست نادانی  
 چار پائے بروکتا بے چند  
 اور قصہ عمر کو کہانی  
 جو مثل حباب زندگانی ہے  
 سب آشنا ہیں زندگی مستعاضے  
 پھٹکے ہے پاس کون کسی کے مزار کے  
 ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی  
 جو جا کے نہ آئے وہ جو آنی دیکھی  
 چاہی تھی بڑی شے سو چھوٹی بھی گئی  
 پتھون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی  
 راحت سے کوئی۔ اور کوئی فریادی ہو  
 ماتم ہے کسی جا تو کہیں شادی ہو  
 تکیہ ہے جسے حق پہ۔ تو انگر وہ ہے  
 دل جبکا ہے آئینہ سکندر وہ ہے  
 میزان سے بدیہی یہ عیاں ہوتا ہے  
 جھکتا ہے وہ پلہ جو گراں ہوتا ہے  
 بنتی نہیں زندگی میں بے کام۔ کئے

انیس

آء اعلم

عالی

جیتے ہو تو کچھ کیجئے زندوں کی طرح  
 افسوس یہاں سے نہ بیکار چلے  
 دنیا میں تو بیگناہ لئے دان سے  
 نالہ طنبور و چنگ لے اہل غفلت تم سنو  
 ہے سزا اسکی کہ روز و شب وہ پا گوشتاں  
 دنیا دریا ہے ہوس طوفان ہے  
 لشکر ہے جودل تو ہر نفس بادراد  
 خاطر نہیں تم کو گر ہماری نہ ہی  
 ملنا نہیں تو پیام بھی ہو موقوف  
 منہ دیکھے کی گھر ہو تو محبت کیسی  
 خون پیکے نہ آنکھوں نے تو رونا کیسا  
 یہ حرص جو لے کے جا بجا پھرتی ہے  
 فریاد کٹاں برائے ہر دانہ رزق  
 دے دل عبث از دار بقا می ترسی  
 در رام فنا نیست تعب آرام ست  
 تا چند بکوه و دشت زحمت بکشی  
 ایں زندگی بقدر خواہش بنود  
 سازندہ کار شدہ و زندہ توئی  
 من گرچہ بدم صاحب ایں بندہ توئی  
 باید کہ ز فکر زندگانی گذری  
 لے درو ز اندیشہ عالم بگذر  
 بکشائے درے کہ در کشا بندہ توئی  
 من دست هیچ دست گیرے ندیم

مردوں کی طرح ہے تو کیا خاک ہے  
 ایذا و مصیبت میں گرفتار چلے  
 یہ کیا ہے کہ عقبے میں گنہگار چلے  
 گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز ہے  
 راز دل بے پردہ ہو کہدے بلند آواز سے  
 مانند حجاب ہستی انسان ہو  
 سینہ کشتی ہے ناخدا ایمان ہے  
 گراب نہیں وہ جو دوستی تھی نہ ہی  
 جب وہ نہ رہا تو خیر یہ بھی نہ ہی  
 ہر شوخ یہ آئے تو طبیعت کیسی  
 ہر روز نگل جائے تو حسرت کیسی  
 پھرتے ہیں جد ہر ساتھ قضا پھرتی ہو  
 یوں پھرتے ہیں جیسے آسیا پھرتی ہو  
 اندیشہ بکن کہ از کجای ترسی  
 آں خانہ از اینجا ست چہ راست می ترسی  
 از بار ہوا و حرص محنت بکشی  
 وقت ست ہنوز گرد امت نکشی  
 دارندہ این چرخ پراگندہ توئی  
 کس را چہ گند کہ آئندہ بندہ توئی  
 و ز حرص و ہوا و کامرانی گذری  
 ز اں پسٹیں کہ زیں جہان فانی گذری  
 بنما رہے کہ وہ منسا بندہ توئی  
 کایشاں ہمہ فانی اند و پائیدہ توئی

انیس  
 مومن  
 لا اعلم  
 انیس  
 سرمد  
 "
 عم خیام  
 در  
 عم خیام

یا رب بکشاے برمن از رزق درے  
 از بادہ چنان مست نگہ دار مرا  
 لئے لطف تو دستگیر ہر خود رانی  
 بخشاے بر آں کسے کہ اندر ہمہ عمر  
 فردا کہ بہ نامہ سیہ و زنگری  
 بفرستہ دین بہ دنیا از بے خبری  
 لے یار و رین و یار غنوار توئی  
 دیدم ہمہ را و آزمودم ہمہ را  
 لے جان گرامی بخدا نادانی  
 برپختہ اگر روی و خورشید شوی  
 رستم بہ سر تربت محمود غنی  
 گفتا کہ سہ گز زمین شمش گز کراپس  
 گر حاکم صد شہر و ولایت گردی  
 گر عاشق صادق و گز اہد پاک  
 گہ ترک وجود عم فرمایندہ کنی  
 آئندہ عمر خواہی از رفتہ فزونی  
 گر آمدنم ز من بدے نامدے  
 زان بہ نہ بودے دریں دیر خراب  
 گہ بر سر نفس خود امیری مردی  
 مردی بخود فتادہ را پائے زدن  
 در راہ اگر بہ بینوئے برسی  
 بیدردان را ازین قدح رنگی نیست  
 مردی ز مستمات و اہی تاکئے

بے منت مخلوق رسان ما حضرے  
 کہ بے خبری نباشدم در دوسرے  
 و لے عفو تو پردہ پوشش ہر رسوائی  
 جز در گہ تو ایسچ نہ ارد جائے  
 بس دست تحیر کہ بدندان بری  
 یوسف کہ بہ دہ درم نہ روشی چخری  
 آگاہ بر احوال من زار توئی  
 در یکی ام یار وفا دار توئی  
 در خانہ تن یک دوسہ دم مہمانی  
 آن چیز کہ در شمار نباید آنی  
 گفتم کہ چہ بر دہ ز دنیاے دنی  
 تو نیز ہماں بری اگر صد چو منی  
 و در ہمنو فضل بہ غایت گردی  
 روزی دوسہ چوں رو و حیات گردی  
 گہ آرزوے حیات پایندہ کنی  
 و در رفتہ چہ کردی کہ در آئندہ کنی  
 و تیز شدن ز من شدگی شدے  
 نہ آمدے نہ بدے نہ شدے  
 و برد گہے حرف نگیری مردی  
 گہ دست فتادہ بگیر می مردی  
 سر بر قدمش نہ کہ بجائے برسی  
 با و دود آتابہ دولے برسی  
 ذکر طرب و فکر من ہی تاکئے

عمر خیام

لا اعلم

سعدی

سمرقند

سمرقند

لا اعلم

"

جاسی

سنائی

لا اعلم

"

"

سودائے جوانی و جوانان تا چند  
 در راه اگر تو خود مشروطی پیچ  
 تا کبر و حسد ز سینہ بیرون نکشی  
 از حیل نفس اگر رہی استادی  
 آزاد نہ جستن لے مرغ ازدام  
 آنہا کہ مجہد اند از دنیاے  
 عریاں بدن انرا بہ حقارت منکر  
 لے دل! تو اگر مست فی ہشیاری  
 کم خُشپ بوقت صبح کا نہ رہے تست  
 خواہی کہ رسی بکام تلخی نہ بخشی  
 با صبر بسا با قناعت خو کن  
 از خلق ز راہ تیز ہوشی نہ ہی  
 زیں ہر دو بدیں و دگر بکوشی نہ ہی  
 یک دم غم جان بخور غم نان تاکے  
 اندر رہ طبل شکم و نائے گلو  
 خواہی کہ درین زمانہ سردی گردی  
 این را بجز از صحبت مردان مطلب  
 و ایم دل خود بہ معصیت شاد کنی  
 دنیا ز تو رفتہ و توادعوی ترک  
 سحر در شاخسارے بوستالے  
 بر آو رہرچہ اندر سینہ داری  
 گشت و مسجد و بُت خانہ و دیر  
 ز حکم غیر نتوان جز بدل و دست

باموے سینہ رو سیاہی تاکے  
 در طاعت و بندگی نکوشی پیچ  
 گر خرقہ بایزید پوشی پیچ  
 و ز کوہ ہوائے خود کنی سر ہادی  
 از دانہ اگر می گذری آزادی  
 در عالم دل کنند ملک آرائی  
 در برہنگی ست تیغ را بر آئی  
 زان پیش کہ بگذری جہان بگذری  
 خوابی کہ قیامتش بود بیداری  
 آسودہ شوی بارند امت نہ کنی  
 از دست ہو او ہوس در کشمشی  
 و ز خود زرہ سخن و سر دوشی نہ ہی  
 از خلق و ز خود جز بجموشتی نہ ہی  
 در پرورش این تن نادان تاکے  
 ایں رفیق زخ بضر بندگان تاکے  
 یاد رہ دین صاحب در دے گردی  
 مردی گردی چو گرد مردی گردی  
 چون غم رسد خدے را یاد کنی  
 کنجشک پریدہ را چہ آزاد کنی  
 چہ خوش می گفت مرغ نغمہ خوائے  
 سرودے - نالہ - آہے - فغانے  
 جز این مُشت گلے پید انکروی  
 تو لے غافل و لے پید انکروی

جامی

جامی

لا اعلیٰ

"

"

سرمد

حکیم سنائی

جلال الدین رومی

"

حسن

لا اعلیٰ

"

گرا جونی چسرا در پیچ و تابانی  
 تلاش او کنی جسز خود نہ بینی۔  
 کم گوے و مجبزه مصلحت خویش مگوئے  
 گوش تو دوداوند و زبان تو یگے  
 شوقی عنم عشق و لسانی داری  
 شمشیر کشیدہ قصد جانہا دارد  
 در رنج و بلا قدم بہ ماتم نہ زنی۔  
 روشن ز تو بزم ہندگی چون شمع است  
 در سینہ من کینہ نہ دیدست کے  
 جز پر تو خشن کہ بدل می بینم  
 آئے آنکہ شب و روز خدای طبعی  
 حق با تو بہر زمان سخن می گوید۔  
 لے خانہ خراب از خدا بے خبری  
 ایں ہستی مویوم تو نقش ست بر آب  
 لے کاش بدائے من کیستے۔  
 گر مقبل آسودہ و خوش زیتے  
 ہاں تا سرشتہ حزد کم نہ کنی۔  
 رہ رو توئی و راہ توئی منزل تو  
 تا چند بہ کوہ سار و دریا مینی  
 تا زینہ وحدت الوجود را بر کسی  
 خواہی کہ میان خلق قاضی باشی  
 با خلق خدا حکم چن کن کہ اگر  
 بے برگ طلب بدعت اے نرسی۔

کہ او پید است تو زیر نفتابی  
 تلاش خود کنی جسز او نیابی  
 چیزیکہ نہ پرسند تو خود پیش مگوئے  
 یعنی کہ دوشنو و یکے پیش مگوئے  
 گر پیر شدی عنم جوانی داری  
 خود را برساں تو نیز جانے داری  
 آئین رضا و صبر برہم نہ زنی  
 ہر چند کہ سوزند ترا دم نہ زنی  
 آئینہ غما سینہ نہ دیدست کے  
 خورشید در آئینہ نہ دیدست کے  
 کوری اگر از خویش جدا می طبعی  
 سر تا قدمت منم کرامی طبعی  
 لے موج سراب از خدا بے خبری  
 لے جوش حساب از خدا بے خبری  
 سرگشتہ بعالم ز پیے چیتے۔  
 ورنہ بہ ہزار دیدہ بگریستے۔  
 خود را ز برے نیک و بد گم نہ کنی  
 ہشدار کہ راہ خود بخود گم نہ کنی  
 تا چند فضاے باغ و صحرا مینی  
 در خود ہمسہ و در ہمسہ خود را مینی  
 باقی مانی گئے کہ ماضی باشی  
 ایں بر تو کسے کند تو راضی باشی  
 تا نگذری از خودی بجائے نرسی

لا اعلم

شوقی

درد

نہاں

لا اعلم

سرد

ابو علی سینا

لا اعلم

احمد

لا اعلم

والب

از کوچہ لے ہمیں صد امی آید  
 مگر بہر رفاه خلق کوشی مردی  
 مردی نبود پوشش خفتان در جنگ  
 مطرب فانی و بزم و ساتی فانی  
 بردار دل از کثرت بے بود جهان  
 پیغام کرم بہ تند خویان نہری  
 اظہار صفا بغیر جہان بیجاست  
 در جستن جام جسم ز کوتہ نظری  
 رد - دیدہ بدست آر کہ فردہ خاک  
 چند اند کہ حکمت گردی دور تری  
 آن کور کہ توراہ ازومی پرسی  
 شہرہ با حضرت خورشید گفت  
 گفت ترا طاقت دیدار نیست  
 ز آہد نفسی بہ دوست ہدم نشدی  
 ملا و حکیم و صوفی و شیخ شدی  
 گیرم کہ ہزار مصحف از برداری  
 سیر را بز میں چہ می نہی بہر من از  
 شیخ بہ زلے فاحشہ گفتا مستی  
 گفتا - شیخ - ہر انجہ گوئی ہستم  
 گر طاعت خود نقش کنم بر نانے  
 و ان سگ سالے گرسنہ در زندانے  
 لے دل بخیل ہرزہ تازی تاکئے  
 زیر فلک اختران شمر دن تا چند

تا صاحب برگے بنوائے نرسی  
 در جوش غضب گر خندوشی مردی  
 عیب دیگران اگر پوشی مردی  
 باہر کہ شدی درد ملاقی منائی  
 ہستی بود باقی و باقی منائی  
 وز صلح سخن بجنگ جویاں نہری  
 آئینہ بہ پیش زشت رویاں نہری  
 ہر لحظہ گمانے نہ بہ تحقیق بری  
 جالیست جہاں منائے چوں درنگی  
 تاجی شمی بخوم بے نور تری  
 اومید اند کہ تواز و کور تری  
 چشم مرا کور چہ را می کنی  
 کور خودی شکوہ ز نامی کنی  
 در سلوت وصل یار محرم نشدی  
 ایں جلد شدی ہنوز آدم نشدی  
 آنرا چہ کنی کہ نفس کافر داری  
 آنرا بز میں بنہ کہ در سرداری  
 ہر لحظہ بہ دایم دگرے پابستی  
 آتا تو چنانکہ می منائی ہستی  
 و آن نان نہم پیش سگے برخوانے  
 از تنگ بران نان نہند وندانے  
 رونہ بہ حقیقتہ مجازی تاکئے  
 چوں طفل بہد مہرہ بازی تاکئے

متین

درد

درد

لا اعلم

فضی

آزاد

لا اعلم

تیم

عوضی

لا اعلم

سجانی



منصور	تا کے مرہوں نفس بودن تاکئے	در بستر آرزو غنودن تاکئے۔
خرو	بر درگہ خلق جہہ سودن تاکئے	یکبار بہو ہم سرے بالا کئے۔
رومی	چون غم رسد خدائے ریا دگنی	و ایم دل خود بہ معصیت شاد گنی
لا اعلیٰ	بختک پریدہ راجہ آزاد گنی	و نیاز تو رفتہ و تراد عوی ترک
"	ہم بد باشد سزائے بد کرداری	بد میکنی و نیک طمع می داری
عزیم	گندم نہد بار چو جوی کاری	با آنکہ خداوند کریم ست و رحیم
"	دیدم ہمسرا از بستان چینی	رفتم بہ سرگور بعبرت بینی۔
"	گفتند چہ گوئیم چو آئے بینی	گفتم کہ چہ حال است شمارا ایجا
سرمد	از عمر مراد خویش آندم یابی	گریار بکام خویش تن ہمد یابی
	شاید کہ دے دگر چنان کم یابی	ز ہمار غنیمت شمار آن یکدم را
	در پایہ چرخ دیدم استادہ بیا	در کار کہ کوزہ گری کہ دم رلے
	از کلاہ بادشاہ و از دست گدائے	میکرد و سب و کوزہ را دستہ دہر
	سر مست بدم کہ کردم ایں او پاشی	بر رنگ زدم دوش سب و کاشی
	من چوں تو بدم تو نیز چوں من باشی	با من بزبان حال می گفت سب و
	تا چند گنی بر گل آدم خواری	لے کوزہ گرا بکوش گزہشیاری
	بر چرخ نہد دہ چہ می پنداری	انگشت فریدوں و سر کیخسروا
	از خاک ہی نمود ہر دم تبرے	بر کوزہ گرے بزیر کہ دم گذرے
	خاک پدرم بر کف ہر کوزہ گرے	من دیدم اگر ندید ہر بے بصری۔
	پیوستہ ننگندہ مرادرتک و پوسے	لے چرخ چہ کردہ ام ترا راست بگو
	آہم ندہی تا نہری آب زروے	ناہم ندہی تا نہری کوے بگوے
	پیوستہ ز صہبائے رعونت مستی	افسوس کہ غافل تو ز ہستی ہستی
	از شامت سرکشی در آخر بستی	ہر چند شوی بلند چوں شعلہ حسن۔
	در دست ہوس جیب و گریباں چاکی	افسوس کہ از کردہ خود دبیب کی۔

این یک دو نفس مستی خود هست شمار  
 افسوس ز سر تا بقدم بوالهوسی -  
 آزاد بشوز دام غفلت گفتم -  
 گرز آنکه با تپان نادرگ و پے  
 گردن من از خضم بود رستم زال  
 هنگام پیدیدم خروس سحری و  
 یعنی که نمودند در آسین صبح  
 تا کئے طلب روزی هر روزه کنی  
 در چشمه جوان اگر آید اجلت  
 تا چند دلا بفکر دنیا باشی -  
 امروز بخور که روزی فردایت -  
 دیر نیست دلا جہاں پرستی چه شدی  
 از صحبت خلق روبہ تنہائی کن  
 آنکه دو ایچ ندارد اثرے و  
 مشروط بشرط این و آن نیست کہ بہت  
 لے بخود غفلت بچہ فرزانہ شوی  
 امروز از افسانہ ترا خواب آمد و  
 خلقے در جتوے مال و جا ہے و  
 ہر کس بحال آرزوئے دارد و  
 گریالی کہ نالہ می کند وقت گری  
 یعنی کہ گری گری شود عمر تو کم و  
 من دوش بخواب دیدہ بودم قمرے  
 امروز بگو و ہر دے می گردم

پندار کہ بر خاک نہ در خاک کی و  
 اندیشہ کن بہ بین چه چیز می بچہ کی و  
 تا در ہوسی - اسیر اندر قفسی و  
 از خانہ قتیم منہ بیرون پے  
 منت مکش اردوست شود حاتم طے  
 دانی کہ چہ را ہی کند فوجہ گری  
 کز عمر شنبہ گذشت تو بچہ کی و  
 اسباب طرب ز لعل و فیروزہ کنی  
 مہلت نہ دہ کہ آب در کوزہ کنی  
 در فکر زیان و سود و سودا ہشی -  
 فردا باشد اگر تو نہ داباشی -  
 بس طرف بہال و جاہ بستی چه شدی  
 عمرے بجا نیای نشستی چه شدی  
 موقوف نہ زندگی بہر برگ و برے  
 بنص مرض و شفا بدست دگرے  
 چشم پر آب ہچو پسیمانہ شوی -  
 نہ راست کہ میخوابی و افسانہ شوی  
 جمع بتلاش دلبر دلخوا ہے و  
 مایم و متنائے دل آگاہ ہے و  
 دانی غرض چیست ازین نوحہ گری و  
 پیمانہ عمر پر شود تا نگرے و  
 دہرہ صفتے عجائبے سیمرے -  
 کز یارک دو شینہ کہ دارد خمرے

سرمد

طوسی

لا اعلیٰ

ایمن

عنایت

عینوری

درد

درد

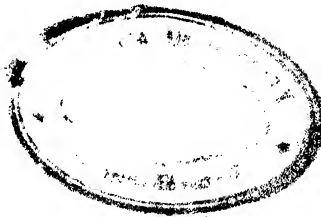
درد

آزاد

رومی

سحابی	{ دزدی کنی وز پاسباں اندیشی دانگہ ز زیاں این و آن اندیشی	عاشقِ نجوی دزترکِ جان اندیشی دعویٰ محبت کنی لے دانشمند
ہاتف	{ چوں شمع بلب رسیدہ جانے داری تقریر بکن تو ہم زبانی داری	ہاتف تو کہ جسم نا تو اتنی داری از داغِ غم یا ریحہ آمد ببرت
امیر	{ لے خوشدہ لاف نو نیازی تائے بیچارہ بخون خویش بازی تائے	لے دل و تنگ عشق بازی تائے بودن ہدف تیسر ملامت تاجند

تم



# معذرت

دوران طبع کتاب ہذا کے وقت اتفاق سے مجھے چند ایسے ضروری کام پیش ہوئے۔ جن کی وجہ میں ہذاست خود نہ تو کاپی دیکھ سکا اور نہ پروف۔ مجبوراً یہ کام ایک عنایت فرما کے سپرد کیا۔ مگر بعد ختم طبع کتاب دیکھتا ہوں تو کہیں کہیں ان کی عدم توجہی کے باعث اغلاط رہ گئے ہیں! اب میں کیا کر سکتا؟ اگر غلط نامہ لگا دیتا ہوں تو ایک بیکار سی چیز ہے۔ کیونکہ کوئی صاحب اسکو دیکھ کر کتاب درست کرنے کا بار برداشت نہیں کرے۔ اُمید کہ ان چند غلطیوں کو میرے سر نہ منڈھ دیا جائے گا۔ یقین کہ مجھے طبع ثانی تک اس کا بڑا رنج رہے گا۔

ع دل من داند و من داند دل من : -  
اصغر

